وصالِ جان فزا

1 از: منیبہ بہزاد

اسپیشل ایڈیٹنگ؛ فاطمہ رومی

دنیا کی مصروف ترین جگھوں میں سے ایک جگہ نادرن آئر لینڈ کے مصروف ترین شہر بیل فاسٹ کی یہ ایک مشہور شاہراہ ہے جس کے ارد گرد ہر چیز کے سٹور موجود ہیں جن میں ششیے کا استعمال کر کے انہیں مزید پر کشش بنایا گیا ہے پھر چاہے وہ موبائل فونز کے آوٹ لیٹ ہوں یا گروسری کے چھوٹے بڑے سٹورز سڑک کے آخر میں گلوب کی شکل کی قد آدم بلڈنگ ہے جس پر لکھے کوئین کیسٹل کے ہجے سڑک کے دوسرے کونے سے ہی نظر آتے ہیں۔ سڑک کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک چھوٹا حصہ پیدل چلنے والے استعمال کرتے ہیں اور دوسرا بڑا حصہ گاڑیوں کے لیے مختص ہے جس کے دوسری طرف پار کنگز، ہاٹلز اور کسینوز موجود ہیں اور ان دونوں حصوں کو درمیان میں سے ٹھیلوں کی مسلسل لگی قطار جدا کر رہی ہے۔ ان ٹھیلوں پر کام کرنے والے تیز تیز اپنے ہاتھ چلا رہے ہیں ان کے ہاتھوں کی محنت کا ہی نتیجہ ہے کہ ساری گلی میں سے اشتہاء انگیز کھانوں کی خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں لوگ اپنے پیاروں کے ساتھ ان ٹھیلوں پر کھڑے کھانے کے انتظار میں مسکراہٹیں بکھیر رہے ہیں۔

وہیں ایک کافی شاپ کے اندر شیشے کے پاس رکھی میز پر کافی کے دو کپ پڑے ہیں جس میں سے ایک کو بھی اتنا وقت گزرنے کے بعد بھی ہاتھ تک نہیں لگایا گیا۔ میز کے اس طرف اٹھائیس سالہ نوجوان بیٹھا ہے جو کافی سے زیادہ خوش شکل ہے لیکن آنکھوں میں موجود تاثر بالکل ٹھنڈا ہے۔ اس لڑکے نے بالکل عام سی سفید شرٹ نیلی جینز کے ساتھ پہن رکھی ہے بائیں ہاتھ میں عام سی گھڑی ہے جس کی ٹک ٹک اس وقت کافی شاپ کی سرگوشیوں اور باہر لگے بازار کے شور میں گم ہو چکی ہے۔ وہیں میز کی دوسری جانب ستائیس سالہ لڑکی بیٹھی ہے جو خود کو عام سی صورت کی لڑکی سمجھتی ہے لیکن وہ عام سے زیادہ خوبصورت ہے اس کے چہرے پر مشرق اور مغرب دونوں کے رنگ نظر آتےہیں دیکھنے والا اس کا تعلق کسی ایک خطے سے منسوب نہیں کر سکتا وہ ہاتھوں کو گود میں رکھے مسلسل انہیں رگڑ رہی ہے جس کی وجہ سے اس کے سفید ہاتھ سرخ ہو چکے ہیں کبھی وہ گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھنے لگتی ہے تو کبھی کھڑکی کے پار رواں دواں زندگی کو۔

اہمم "لڑکے کی آواز نے خاموشی کو توڑا بے شک وہ ایک خوبصورت آواز کا مالک تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جب وہ آیا تو اس نے ہیلو کہنے کے ساتھ اس کا حال دریافت کیا۔ اس کے بعد یہ شاید وہ دوسری بات تھی جو وہ کرنا چاہتا تھا۔

میں بہت عام سی زندگی گزارنا چاہتا ہوں اپنی فیملی (بیوی بچوں) کے ساتھ مجھے لگتا ہے آپ بھی یہی چاہتی ہیں جب کچھ دن پہلے میں آپ سے ملا تو آپ مجھے اچھی لگی تھی۔ ہم دونوں کی شخصیت میں کوئی تصادم نہیں ہے ان سارے دنوں میں اس کے بارے میں سوچنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہمیں شادی کرنی چاہیے۔ ہم ایک کوشش کر سکتے ہیں" یہ سب انگریزی زبان میں مغربی لب ولہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا گیا۔

لیکن شادی صرف ایک کوشش کا نام نہیں" ھدیٰ نے ہچکچاتے ہوئے کہا اسے اس پرپوزل کے دوران سامنے والے کی آنکھوں میں کسی طرح کا کوئی جذبہ نظر نہیں آیا تھا۔ وہ یقیناً شادی کے نام پر اس کوشش میں شریک نہیں ہونا نہیں چاہتی تھی۔

مس ھدیٰ ہم دونوں اس عمر میں نہیں ہے کہ ہم شادی کے لیئے کسی ایسے جذبے کی تلاش کریں جس کا شاید وجود ہی نہیں چند سال اور ہیں ہم اپنی تھرٹیز تک پہنچ جائیں گے اگر آپ کو کسی ایسے جذبے کی تلاش ہے بھی تو اب تک کی ناکامی سے ختم ہو جانی چاہیے" وہ کچھ دیر اس کے تاثرات دیکھنے کے لیے رکا۔

تو کیوں نہ ہم کوشش کر کے دیکھ لیں" اب کی بار ھدیٰ صرف دیکھتی رہی بولی کچھ نہیں۔ وہ سامنے بیٹھے شخص کی اس بات سے بالکل متفق تھی کے محبت نامی کوئی جذبہ اپنا وجود نہیں رکھتا اگر رکھتا تو جو سب اس کے ساتھ ہو چکا تھا وہ کبھی نہ ہوتا۔

ہو سکتا ہے میں جلد بازی کر رہا ہوں لیکن آپ سوچ سکتی کچھ دن کا وقت لے لیں اگر آپ کو لگے آپ میرے ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش کر سکتی ہیں تو مجھے بتا دیجئے گا میں آپ کی کال کا انتظار کروں گا" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ھدیٰ نہیں جانتی کے کیسے مگر ٹھیک دو دن بعد وہ اس کا نمبر ملا رہی تھی بیل جاتی رہی مگر فون اٹھانے کی بجائے اس کی کال کاٹ دی گئی۔

کیوں؟ کیا اسے جواب نہیں چاہیے؟ کیا اس نے ارادہ بدل لیا ہے؟ لیکن وہ ارادہ بدلنے والوں میں سے تو نہیں لگتا تھا انہی سوچوں کے دوران اس کا فون بجا۔

ہیلو! مس ھدیٰ!" کہنے کے بعد دوسری جانب مکمل خاموشی چھا گئی جیسے وہ اسے بات کرنے موقع دے رہا ہو۔

میں شادی کے لیے تیار ہوں" ھدیٰ نے بغیر تمہید باندھے کہا۔

ٹھیک ہے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟" اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اٹھایا جیسے بات کرنے والا اسے دیکھ رہا ہو۔

ہمم" جواب دیا گیا۔

آپ مسلم ہیں نہ؟" ھدیٰ جانتی تھی کے وہ مسلم ہے لیکن اس سوال کے پوچھنے کا مطلب تھا کے وہ عملی طور پر بھی مسلمان ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس نے ان ممالک میں بہت سارے مسلمانوں کو حرام کھاتے اور پیتے دیکھا تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی کے وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارے جو ان چیزوں کا استعمال کرتا ہو۔ بے شک وہ خود بھی کوئی زیادہ عملی مسلمان نہیں تھی لیکن پہناوے، حرام حلال کے فرق اور مذہبی تہواروں جیسی بہت ساری چیزوں کو اپنائے ہوئے تھی۔

جی" کچھ دیر فون کے دوسری طرف خاموشی کے بعد مختصر جواب دیا گیا اور اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئی۔ اسے بس اتنی ہی بات کرنی تھی۔

کل میں فری ہوں تو کیا ہم میرج رجسٹریشن آفس جاسکتے ہیں؟" کچھ دیر انتظار کے بعد کہا گیا۔

ٹھیک ہے" اس نے جواب دیا لیکن وہ اندر سے اتنی جلد بازی پر گھبرا گئی تھی۔

وہ فون بند کرنے ہی والی تھی جب دوسری جانب سے مصعب کی آواز آئی۔

تھوڑی دیر پہلے میں نے آپ کی کال اس لیے نہیں لی کیونکہ میں خود کال کر کے جواب جاننا چاہتا تھا لیکن دو دن میں جواب متوقع نہیں تھا اس لیے" اب کی بار آواز میں ہلکی سی نرمی تھی اور اس کے ذہن میں اٹھتی ساری منفی سوچیں چھٹ گئیں اگر وہ اتنی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا تھا تو وہ یقینا برا آدمی نہیں تھا۔

آگلے دن گیارہ بجے کے قریب وہ دونوں سول افیئر بیورو کی سیڑھیاں اتر رہے تھے اور مصعب کے ہاتھ میں میرج سرٹیفکیٹ تھا۔ لڑکیوں کے لیے شادی ہمیشہ ایک نئی زندگی کی شروعات ہوتی ہے جس کے لیے بہت سوچنا پڑتا ہے بہت سی تیاریاں کرنی پڑتی ہیں ھدیٰ کے لیے بھی سب ایسے ہی تھا لیکن آج اسے پتہ چلا تھا کہ شادی اتنی آسان بھی ہوتی ہے چند یورو فیس کے ساتھ وہ دونوں میاں بیوی بن چکے تھے۔

لنچ باہر کرنے کے بعد مصعب اور ھدیٰ دونوں جا کر ھدیٰ کے فلیٹ سے اس کی ضرورت کا سامان لے آئے۔ شام کو ڈنر باہر کرنے کے بعد مصعب اسے بیڈروم میں چھوڑ کر خود یہ کہتے ہوئے دوسرے روم میں چلا گیا کہ ہمیں اس رشتے کو وقت دینا ہو گا جب تک ہم دونوں اس کو آگے بڑھانے کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔

کیا میں نے اس شخص سے ملاقات کے چند دن کے اندر شادی کر لی؟" وہ بیڈ کی پائنتی کی جانب لیٹتی ہوئی سوچنے لگی۔

ہیلو۔ میرا نام مصعب یوسف ہے میں مارکیٹنگ فرم میں کام کرتا ہوں" چند دن پہلے وہ اس سے اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

ہائے۔ھدیٰ ارتضیٰ میں ٹیچنگ اسسٹنٹ ہوں" سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگا۔

دراصل مصعب اس کی دوست ایما کے ہسبینڈ کو جانتا تھا جس کی وجہ سے ایما نے بہت ضد کر کے اسے بھیجا کہ اور نہیں تو بس وہ ایک بار جا کے اس سے مل آئے لیکن اس ملاقات کا نتیجہ شادی ہو گا یہ وہ تصور بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

اگلی صبح جب وہ شاور لے کر کچن میں آئی تو کھانے کی میز ناشتے کے سامان سے بھری پڑی تھی اور مصعب ہاتھ میں بیگ لیے آفس کے کپڑوں میں سٹڈی سے نکل رہا تھا۔

گڈ مارننگ" اس نے میز پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

مارننگ" اس نے یک لفظی جواب دیا اس سارے وقت میں وہ اتنا جان گئی تھی کے وہ زیادہ بات نہیں کرتا ہے بلکہ جب بھی ھدیٰ نے بات کرنے کی کوشش کی تو اس کے چہرے پر موجود ٹھنڈے تاثرات نے ہمیشہ اس کوشش کو ناکام ہی کیا تھا۔

ناشتہ بلاشبہ تجربہ کار ہاتھوں کا بنا تھا۔کل رات چونکہ وہ زیادہ نہ کھا پائی تھی اس لیے اب وہ پوری توجہ سے ناشتہ کر رہی تھی۔

آپ سکول کیسے جائیں گی؟" مصعب نے کانٹا اور چمچ پلیٹ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا میں ڈراپ کر دوں؟" اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

نہیں میں چلی جاؤں گی شکریہ" اس نے ہاتھ میں پکڑے سلائس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا دراصل وہ سب کو ابھی اس شادی کے متعلق بتانا نہیں چاہتی تھی اس لیے مصعب کے ساتھ جانے سے منع کر رہی تھی۔

ٹھیک ہے ہم اکھٹے چلتے ہیں" اس نے ھدیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے بات ختم کی۔

نہیں میں سب وے سے جاؤں گی آپ لیٹ ہو جائیں گے" وہ جانتی تھی کے اس کے سامنے بیٹھا شخص معمولی جاب نہیں کرتا اس کے سوٹ لگائے گئے پرفیوم، ٹیبل ایٹی کیٹس اور کل رات ھدیٰ کو دیے گئے بینک کارڈ سے اس کی جاب کی اتنی تفصیل تو پتہ چل رہی تھی۔

وہ کمرے سے تیار ہو کر نکلی تو وہ سنٹرل صوفے پر بیٹھا فون پر بات کر رہا تھا۔ سر سے سلام کرتی ہوئی وہ فلیٹ سے باہر آگئی لیکن لفٹ تک پہنچتے ہوئے مصعب بھی آ چکا تھا۔

یہ میرا انتظار کر رہا تھا؟ لیکن میں نے تو اسے منع کر دیا تھا" سوچتے ہوئے اس نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا۔

دراصل سب وے اسٹیشن یہاں سے پانچ منٹ کی واک پر تھا اس لیے اس نے ساتھ چلتے ہوئے شوہر سے پوچھنا ضروری سمجھا۔

آپ میرے ساتھ جا رہے ہیں؟" بلڈنگ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اس نے پوچھا۔

ہں ں" اس نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔

وہ دو منٹ پہلے ہی اس سے بات کرنے کی کوشش میں ضائع کر چکی تھی اور کل رات نئی جگہ ہونے کی وجہ سے نیند بھی لیٹ آئی تھی اس لیے صبح بھی پورے ٹائم پر نکلی اب اسے جلدی کرنا تھا ورنہ اگر یہ روٹ چھوٹتا تو اگلا بیس منٹ بعد ہی آتا۔

جب اس نے مصعب کو اسی رفتار سے چلتے فون پر مصروف پایا تو اس کے پاس اس کا ہاتھ پکڑ کر بھاگنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔

ھدیٰ کو اپنا ہاتھ پکڑتے دیکھ کر اس کے ہونٹوں کے کنارے ذرا سے اٹھے تھے البتہ آنکھوں میں اب بھی کوئی تاثر نہ تھا۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسٹیشن کی سیڑھیاں اتر رہی تھی اور مصعب کو اپنا کچھ دن پہلے کیا گیا فیصلہ درست لگا۔

شکر" اس نے ٹھیک وقت پر پہنچنے پر شکر ادا کیا لیکن یہ پہلا لفظ تھا جو وہ اتنے دنوں میں اِس کے سامنے اردو کا بولی تھی ورنہ وہ دونوں عادتاً انگلش کا ہی استعمال کرتے تھے۔

ٹرین آنے پر دونوں آگے پیچھے اس میں سوار ہوئے مصعب کا ہاتھ اب بھی ھدیٰ کے ہاتھ میں تھا اور اس نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش بھی نہیں کی۔

جب دونوں اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے تو ھدیٰ کو احساس ہوا کہ وہ اب بھی اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے تو اس نے سوری کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیا۔

پندرہ منٹ بعد جب وہ اپنے مطلوبہ اسٹیشن پر اترنے کے لیے کھڑی ہوئی تو اس کو بھی ساتھ کھڑے ہوتے دیکھا۔

ھدیٰ ایک بار پھر بائے کہتی ہوئی باہر کی طرف چل پڑی اور مصعب۔وہ اسٹیشن کے باہر کھڑا اپنے سیکرٹری کو فون ملا رہا تھا۔"یارک گیٹ اسٹیشن۔باہر۔اوکے پانچ منٹ"

ھدیٰ نے موڑ مڑتے ہوئے دیکھاوہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔تووہ مجھے چھوڑنے آیا تھا ایک عجیب انداز میں اس کا دل دھڑکا۔

سکول کی جاب آفس جاب سے مشکل تھی لیکن نسبتاً اچھے پیکج اور رہائش کے نزدیک ہونے کی وجہ سے اس نے اس جاب کے لیے اپلائی کیا تھا چونکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں جاب ملنا انتہائی مشکل تھا اس لیے اسے جاب ملنے کی زیادہ امید بھی نہ تھی لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے اپنے نام کا اپائنٹمنٹ لیٹر دیکھا۔شروع کے کچھ عرصہ اسے یہ کام انتہائی مشکل لگا تھا کیونکہ وہ ایک ایلیمنٹری سکول تھا تو طلباء کی اوسط عمریں پندرہ سے اٹھارہ کے درمیان تھیں اور یہ عمر ہی یا تو انسان کا مستقبل بناتی ہے یا پھر بگاڑتی ہے اس لیے جاب اس کے لیے اصل میں کام کم اور پریشر زیادہ تھا۔یہ اس کا چوتھا سال تھا اور پچھلے چار سالوں میں اس نے جاب کے حوالے سے بہت سے اتار چڑھاؤ دیکھے

لیکن وہ اس کام کو چھوڑ نہیں پائی کیونکہ اگر ان بچوں نے اسے تنگ کیا تھا تو اس کی زندگی کے بہت سے خلا کو پر بھی کیا تھا اگر بچے اس کے لیے کسی تنگی کا باعث بنے تھے تو وہی بچے اس کے لیے آسانی بھی لائے تھے۔ بہت سارے موقع ایسے آئے تھے کے جاب چھوڑنا ہی آخری حل رہ جاتا لیکن اس نے ان ساری مصیبتوں کا سامنا کیا تھا۔

چار بجے جب وہ آخری کلاس ختم کر کے نکلی تو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی وہ ہاتھ میں پکڑی چھتری کو کھولتی ہوئی اسٹیشن کی طرف چل دی۔ سارے راستے وہ اس نئے بننے والے رشتے کے بارے میں سوچتی آئی تھی اسے لگ رہا تھا کے اس کا فیصلہ ٹھیک ہے مصعب ایک اچھا شوہر ثابت ہو سکتا ہے اس لیے اسے بھی سب کچھ بھول کر اچھی بیوی بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مطلوبہ اسٹیشن تک پہنچتے اس نے سوچ لیا کہ وہ ڈنر میں کیا بنائے گی اس لیے سامان لینے کے لیے گروسری سٹور کا رخ کیا۔ سبزیاں لیتے ہوئے اس نے اپنا فون نکالا تا کہ مصعب سے پوچھ لے کے اسے کھانے میں کیا پسند ہے لیکن پھر اس کی مصروفیت کا خیال آتے ہی فون واپس رکھ لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سات بجے گھر آیا تو ھدیٰ کچن میں کھڑی کچھ بنا رہی تھی۔

گڈ ایوننگ" کہتے ہوئے وہ کمرے میں چلا گیا۔

اس نے تیزی سے ہاتھ چلانے شروع کر دیے وہ سبزیوں کو سٹر فرائی کر رہی تھی پھر اس نے ہری مرچ ڈالی اور ساتھ ہی تھوڑی سی کالی مرچ بھی نمک ڈالتے ہوئے ٹیسٹ کیا اور مطمئن نظر آئی۔

مصعب شاور لے کر نکلا تو کچن کے دروازے پر کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا جو چاولوں کو پلیٹ میں نکال رہی تھی۔

کیا میری مدد چاہیے؟" اس نے ھدیٰ سے پوچھا۔

نہیں بس ہو گیا آپ بیٹھیں میں کھانا لاتی ہوں" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ساری ڈشز ٹیبل پر لا کر رکھیں اور پھر وہ خود مصعب کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

شروع کریں" اس نے پلیٹ اس کے طرف کرتے ہوئے کہا۔

وہ پوری زندگی ہلکی نمک مرچ والے خاص ہاتھوں سے بنے کھانے کھاتا آیا تھا جن کو اس کے ٹیسٹ اور صحت کے لیے سوٹ ایبل بنانے کی جی توڑ محنت کی جاتی تھی اور اب اپنے سامنے پڑے سوپ کے پیالے میں سبز لہسن اور مرچوں نے اسے ھدیٰ کی طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی جیسے جانتی ہو کے مصعب کو یہ ڈش پسند آئی ہے۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے چمچ اٹھایا اور کھانا شروع کیا۔

حالانکہ وہ ساتھ چاول بھی کھا رہا تھا لیکن پھر بھی آخری چمچ تک پہنچتے اس کے معدے نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کے کانوں کی لوئیں مرچوں کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھیں۔ ٹیبل پر پڑی دوسری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی وہ جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ھدیٰ نے دیکھا کے اس نے دوسری کسی ڈش کو دیکھا بھی نہیں تو اسے تھوڑا برا لگا لیکن سر جھٹک کر ساری ڈشز ٹیبل سے اٹھا کر کچن میں رکھنے لگی۔

وہ بھی اس کے ساتھ ڈشز اٹھانے لگا اور پھر ھدیٰ کے نہیں نہیں کہنے کے باوجود بھی اس نے ڈشز صاف کروائیں۔ اس کے برتنوں کو پکڑنے کے انداز سے صاف پتہ چل رہا تھا کے وہ یہ کام پہلی مرتبہ کر رہا ہے۔

میں کافی بنا کے لاتا ہوں تم جاؤ" اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں" ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ اس نے آنکھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہا۔

تو اس کی آنکھیں کالی نہیں ہیں۔۔ آج اس نے غور کیا کے مصعب کی آنکھوں کا رنگ کالا نہیں بلکہ ہلکا براؤن ہے اور پیوپل کا باہری دائرہ گرے شیڈ دیتا ہے۔افف کیا سوچ رہی ہوں میں بھی۔جب اس نے اسے کافی پکڑائی تو اس کا دل کیا کے کہہ دے اتنا احسان کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی نہ دودھ نہ چینی کافی کے نام پر کالا پانی۔ہنہ

وہ کافی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر آئے تاثرات کو نوٹ کر رہا تھا۔

تو یہ بلیک کافی نہیں پیتی۔حیرت ہے" اِس نے دیکھا کہ کیسے اس نے چند گھونٹ میں کافی کو کافی مار مطلب زہر مار کیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔یہ سب دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور وہ اس کے کمبل سے نکلتے ہوئے پاؤں کو دیکھ رہا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا وہ آنکھیں بند کیے اس کے جانے کا انتظار کر رہی تھی اس کے جاتے ہی وہ آرام دہ حالت میں لیٹی اور نیند کی وادی میں اترنے کی کوشش کرنے لگی۔ رات بارہ بجے کے بعد کا وقت تھا شاید کافی کی وجہ سے اسے بھی نیند نہیں آ رہی تھی جب کمرے دروازہ کھلا اور وہ آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے اس کے برابر آکر لیٹ گیا۔ اس کی احتیاط ظاہر کر رہی تھی کے وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا لیکن پھر بھی اس کے لیٹتے ہی وہ لاشعوری طور پر سیدھی ہوئی اور اس کے پاؤں کے انگوٹھے تن گئے۔

مصعب نے دیکھا کے وہ جاگ رہی ہے اور اسے دیکھتے ہی غیر آرام دہ حالت میں لوٹ آئی ہے تو اس نے بیٹھتے ہوئے ہاتھ اس کے پاؤں کی طرف بڑھائے جو اب بھی کمبل سے باہر تھے اور ان کے انگوٹھے تنے ہوئے تھے۔ ھدیٰ کی سانسیں وہیں اٹک گئیں اور اس نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔ مصعب نے اس کے پاؤں اٹھا کر کمبل کے اندر کیے اور مسکراتا ہوا اس کے کان کے قریب جھکا۔

ڈونٹ وری ٹیک یور ٹائم۔ آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ڈسٹرب یو" اس کے کان کی لو کو انگلی سے کھینچتا ہوا اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔

اور ھدیٰ کی سانسیں جو کب سے رکیں ہوئی تھیں بحال ہوئیں۔

ایڈیٹ" منہ میں کہتے ہوئے اس نے کمبل کو چہرے کے اوپر تک تان لیا اور مصعب کا ہلکا سا قہقہہ اسے کمبل کے اندر بھی سنائی دیا۔

اگلی صبح اس کی آنکھ بہت لیٹ کھلی تھی اس لیے وہ بھاگم بھاگ تیاری میں مصروف تھی۔ مصعب نے جب ٹائم دیکھا کے زیادہ ہی لیٹ ہو گیا ہے تو اسے جگانے کا سوچتے ہوئے وہ کمرے کی طرف بڑھا جیسے ہی اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اسی وقت ھدیٰ باتھ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکلی اس نے اس وقت صرف باتھ روب پہن رکھا تھا جو کے کسی کے سامنے پہننے کے لیے ہر گز کافی نہیں تھا اس لیے ایک نے فوراً اپنا رخ موڑا اور دوسرا فوراً دروازہ بند کرتے ہوئے باہر آگیا۔ وہ تیار ہو کر کمرے سے باہر آئی تو وہ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

مارننگ۔ بائے۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔ مصعب نے دیکھا کے وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہی تو اس نے ٹیبل سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ لیٹس گو" پر ھدیٰ وہین کھڑی رہی۔

ایکچولی آپ کو میرے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں آپ کا آفس اس ڈائریکشن میں نہیں ہے۔ میں کافی سالوں سے سب وے استعمال کر رہی ہوں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے" اس نے یہ بات جھکے سر کے ساتھ کہی تھی۔

ہمم کی آواز کے ساتھ اس نے ہاں میں سر ہلایا لیکن وہ جانتی تھی کے اس وقت اس کی آنکھوں میں بہت ٹھنڈا کچھ تھا۔

ٹھیک ہے ہم اسٹیشن تک ساتھ چلتے ہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے فریج میں سے کچھ نکالا۔

جب وہ اسٹیشن کی سیڑھیاں اتر رہے تھے تو اس نے آخری سیڑھی پر اسے ہاتھ پکڑ کر روکا اور خود اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

آئی ایم سوری" وہ نظریں جوتوں پر گاڑھے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن کیوں؟

کس لیئے؟" اس نے سوال کیا۔

تم ناراض ہو؟" اس نے نظریں اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میں کیوں ناراض ہو گی؟

ٹھیک ہے" اس نے ہاتھ میں پکڑا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کے وہ اس کے دروازہ ناک کیے بغیر اندر آنے پر ناراض ہے پر وہ ناشتہ نہیں کرے گی اور اس کے ساتھ جانے سے بھی منع کر دے گی یہ وہ نہیں جانتا تھا۔ اس لیے وہ ابھی معافی مانگ لینا چاہتا تھا۔

وہ اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ لیتے ہوئے ٹرین کی طرف بڑھ گئی جب وہ ٹرین میں سوار ہوئی تو وہ ابھی بھی اسی جگہ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کے وہ کیوں اس سے معافی مانگ رہا تھا تو بے اختیار اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ کیا میں بچی ہوں جو اس بات پر ناراض ہو جاؤں گی۔۔ چ ھ ھ

اسے اپنی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے اس کے تنے اعصاب ڈھیلے ہوئے اور وہ بھی مسکرا دیا۔ ایسا کیوں ہوا تھا یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اس کے ارد گرد کبھی بھی لڑکیوں کی کمی نہ تھی اور مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے اس کا ان لڑکیوں سے میل جول بھی معمولی سے زیادہ ہی رہا تھا اسے اس سے محبت نہیں تھی یہ بات بھی وہ جانتا تھا۔ نہ ہی یہ شادی محبت کی شادی تھی لیکن کچھ سال پہلے والی ھدیٰ اور اب والی ھدیٰ کو دیکھتے ہوئے اسے جھٹکا لگا تھا کوئی اتنا کیسے بدل سکتا ہے۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے اس کے ذرا سی بات کہنے پر اس کی درگت بنا ڈالی تھی۔ لیکن اب بولنا تو دور وہ اسی اعتماد کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھ بھی نہیں پائی تھی۔ جو بھی تھا لیکن اب وہ مزید اس لڑکی کو کسی کو تکلیف پہنچانے نہیں دینا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سکول پہنچتے ہی اسے پتہ چلا کے اسٹیفن ابھی تک سکول نہیں پہنچا۔مارننگ اسمبلی چونکہ آج کسی اور کے ذمہ تھی اس لیے وہ بھی اپنی کلاس کے وقت پر سکول آئی تھی اور اب وہ بار بار اپنے فون سے اسٹیفن کا نمبر ملا رہی تھی پر اس کی کال رسیو نہیں کی جا رہی تھی۔لنچ بریک تک وہ سکول میں موجود ہر بچے سے اس کے بارے میں پوچھ چکی لیکن کسی نے بھی آج اسے سکول میں آتے یا جاتے نہیں دیکھا تھا۔

کلاس میں آئے دن کوئی نہ کوئی اس طرح کا ایشو رہتا تھا لیکن ان سب میں اسٹیفن کے باقاعدہ تیار کیے گئے مسائل کی لسٹ طویل ہوتی جا رہی تھی اور آئے دن کلاس یا سکول بنک کرنے کی وجہ سے حاضری اتنی لو تھی کے وہ مزید ایک چھٹی کے علاوہ کوئی بھی چھٹی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

اینڈریو! کیا اسٹیف گھر سے سکول آیا تھا؟"اس نے کوریڈور میں سے گزرتے ہوئے لڑکے کو روک کر پوچھا۔

اگر آیا بھی ہوتا تو کیا میں آپ کو بتاتا"لڑکے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

دراصل اسٹیف اور اینڈریو ہمسائے تھے اور کبھی اچھے دوست بھی رہے تھے لیکن ھدیٰ کو اسٹیف کے گھر کے سارے معاملات بتانے اور اسٹیف کے بڑی بہن کے ساتھ ہوئے اینڈریو کے فادر کے جھگڑے کی وجہ سے ان کی دوستی بڑے کڑوے موڑ پر آ کر ختم ہوئی تھی۔

ہی از جسٹ آ جیرک لائک ہز برادر۔ اینڈ ہی ڈیزروؤٹ ہی ریسیوڈ (وہ اپنے بھائی کی طرح ہی گھٹیا ہے۔ وہ اسی قابل تھا جو اسے ملا)" وہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

وہ پچھلے ایک گھنٹے سے سکول کے ارد گرد موجود سب دکانوں میں اسے دیکھ چکی تھے لیکن وہ لڑکا پتہ نہیں کہاں تھا۔ آخر کار آخری حل سوچتے ہوئے اس نے ٹیکسی کو روکا تھا اور اپنا مطلوبہ پتہ دیتے ہوئے مارگریٹ کو فون لگایا۔

ہیلو! ہاں۔ کیا ایک فیور دو گی؟" اس نے پوچھا۔

ہاں میں رول کال کلاس ختم کرنے کے بعد ہی لوں گی۔ یو کین ٹیک یور ٹائم" اس نے جواباً کہا۔

"شکریہ"

کوئی مسئلہ نہیں" مارگریٹ نے کہتے ہوئے فون بند کیا۔

وہ پچھلے پانچ منٹ سے دروازے پر مسلسل دستک دے رہی تھی لیکن کوئی بھی دروازہ کھولنے نہیں آیا تو اسے لگا کے دروازہ باہر سے لاک ہے۔ جیسے ہی وہ جانے کے لیے پلٹی اندر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی تھی۔

ک ک کون ہے؟ مجھے باہر" وہ بس اتنا ہی بول پایا۔

اسٹیف! اسٹیف! میں ہوں۔ دروازہ کھولو۔ کیا ہوا ہے؟ تم بیمار ہو؟" وہ زور زور سے دروازے پر دستک دینے لگی۔

چابی۔ باہر۔ دروازے" بمشکل وہ تین ہی لفظ سن پائی تھی کہ اندر سے اس کی چیخوں کی آوازیں آنے لگیں۔

اس نے دروازے کے ادھر ادھر دیکھا وہاں چابی رکھنے کی کوئی جگہ نہیں تھی جب اس کی نظر دروازے کے بالکل اوپر بنی جگہ پر پڑی اور اس نے پھلانگتے ہوئے اس پر ہاتھ مارا چابی ہلکی سی آواز کے ساتھ زمین پر گری۔ چابی لگاتے ہوئے اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا کسی نے اس کے سر پر کوئی وزنی چیز ماری جس سے بچاؤ کے لیے وہ دونوں بازو سر پر لپیٹتی ہوئی جھکی تھی کانچ کی بوتل اس کے سر کی بجائے بازوؤں کو زخمی کر گئی۔

دوسرے وار سے پہلے ہی اس نے اپنی طرف آتے شخص کو جسم کی پوری قوت جمع کرتے ہوئے دھکا دیا جس سے حملہ کرنے والے کا سر پاس پڑے میز پر لگا۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ اسٹیفن کے ساتھ ہاسپٹل میں موجود تھی اس کے سر اور بازوؤں پر چوٹیں آئیں تھیں اور پاؤں میں بھی ہلکی سی موچ آئی تھی جس پر بینڈج کروانے کے بعد وہ لڑکھڑاتے قدموں سے چلتی ہوئی اسٹیف کے بیڈ تک آئی تھی اور پردہ ٹھیک کر کے بیڈ کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

وہ سولہ سالہ لڑکا مسلسل مار کھانے کی وجہ سے پچھلے آدھے گھنٹے سے بے ہوش تھا اس نے اس بچے کے گھر کے حالات کے بارے میں سن رکھا تھا لیکن آج حقیقت میں دیکھا تو اس کے حواس مشتعل ہو گئے وہ بار بار یہ ہی سوچ رہی تھی کے اگر اس کا یہ حال تھا تو اس بچے کے لیے وہاں رہنا کس قدر مشکل ہو گا جو پچھلے کئی سالوں سے اس تکلیف کو برداشت کرتا آرہا تھا۔

جب وہ کلاس میں اس سے بدتمیزی کرتا تھا تو اس کا دل کرتا تھا کے وہ اس بچے کی رپورٹ تیار کرے اور خود بری الذمہ ہو جائے لیکن وہ یہ سب بس سوچ کر رہ جاتی کیونکہ کوئی بھی استاد صرف سٹوڈنٹ کی رپورٹ بنا کر ہی ہاتھ نہیں جھاڑ سکتا وہ ایک انسان بناتا ہے وہ خام مال میں سے معاشرے کے لیے ایسے ایسے ہیرے چنتا ہے کے ساری دنیا ان کی روشنی سے چندھیا جاتی ہے۔

پینٹنگ کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو دیکھ کر ھدیٰ کو بلآخر اس کی کمزوری نظر آ ہی گئی اور پھر اس نے اسٹیف کی اس کمزوری کا پچھلے سال سے کافی فائدہ اٹھایا اور اس سے اس لڑکے کی نہ صرف اکیڈمک پرفارمینس بلکہ سوشل انٹریکشن میں بھی واضح پروگرس دیکھی گئی۔ جس مسئلے کو وہ مسئلہ کشمیر سمجھ رہی تھی وہ اس کی تھوڑی سی توجہ سے ہی حل ہو گیا تھا اور وہ جان گئی کہ وہ بس بن ماں کے پلنے والا ڈرا سہما سا بچہ ہے جو ذرا سی توجہ پا کر ہی نارمل ہو رہا ہے۔

اس کے بیگ میں پڑا فون مسلسل بج رہا تھا اور فون کی بیل ہی اسے ان سوچوں سے باہر لائی تھی۔ فون پر جگمگاتے مصعب کے نمبر کو دیکھ کر اسے ہوش آیا تھا کہ وہ ایک عدد شوہر بھی رکھتی ہے جو صبح سے گھر سے گئی بیوی کے رات ایک بجے تک بھی گھر نہ پہنچنے پر پریشان ہو رہا ہو گا۔

ہیلو! ھدیٰ" مصعب کی آواز میں ہلکی سی پریشانی تھی۔

ہیلو" اس نے یک لفظی جواب دیا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا وجہ بتائے اور کیسے اس لیے اس نے سوچا کے وہ کل صبح اسے گھر جا کر بتا دے گی۔

تم ٹھیک ہو؟ سب ٹھیک ہے؟" اب کی بار اس کی آواز نارمل ہو گئی۔

ہاں۔ہوں۔جی میں ٹھیک ہوں" اس نے ہلکی سی آواز میں جواب دیا۔

میں گھر" ابھی لفظ مصعب کے منہ میں ہی تھے کہ وہ بول پڑی۔

میں آج رات اپنی دوست کی طرف رہ سکتی ہوں؟" اس نے تیزی سے بات ختم کی مبادہ وہ اس سے گھر آنے کا نہ پوچھ لے۔

ہاں۔نو پرابلم" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ لڑکی آدھی رات کو وہ بھی اس کے بیسویں بار کیے گئے فون کو ریسیو کر کے اس سے کون سی اجازت مانگ رہی تھی اور دوست جس کے گھر وہ رات رہ سکتی تھی وہ صرف ایما تھی جو اس وقت ملک سے باہر تھی۔

کافی دیر فون کے دوسری طرف خاموشی چھائی رہی ھدیٰ کو لگا کے فون بند ہو چکا ہے۔

ٹیک کیئر" اب کی بار اس کی آواز میں وہی ٹھنڈ تھی جو اکثر آنکھوں میں ہوتی تھی۔

ہمم کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصعب آج دوپہر کو ہی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا تھا اور جانے سے پہلے اسے کال کرتا رہا تھا لیکن کال ریسیو کرنے کی بجائے اسے چار بجے کے قریب آٹو میسج ملا۔۔۔ آئی ایم بزی آئی ول ٹاک ٹو یو سون (میں مصروف ہوں جلد بات کروں گی)۔

لیکن ڈنر کے بعد بھی جب اس کی کال نہ آئی تو اس نے بلڈنگ میں فون کر کے اس کے بارے میں پتہ کیا اسے پتہ چلا کہ وہ ابھی تک گھر نہیں پہنچی تو وہ اپنی اتنی اہم میٹنگ چھوڑ کر فوراً واپس آ گیا جب اس نے ایک بجے کے قریب ائیرپورٹ سے نکلتے ہوئے اسے ایک بار پھر فون ملایا تو خِلافِ توقع فون رسیو کر لیا گیا۔

وہ اسے آج رات دوست کی طرف رہنے کا پوچھ رہی تھی اور وہ جانتا تھا کے ایما کے علاوہ وہ کسی دوست کی طرف رات نہیں رہتی اور ایما اس وقت ملک سے باہر تھی۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آئی کے وہ اس سے جھوٹ کیوں بول رہی ہے۔ اور اگر ایما یہاں نہیں ہے تو ھدیٰ اس وقت کہاں ہے؟

اس نے خیال رکھنے کا کہتے ہوئے فون بند کیا تھا۔ صبح اگر وہ ناراض تھی بھی تو مصعب اس سے اسی وقت سوری کر چکا تھا لیکن وہ اس بات کو لے کر گھر نہیں آئے گی یہ بات اسے پریشان کرنے کو کافی تھی پھر وہ صبح کا سورج طلوع ہونے تک اسٹڈی کی بالکنی میں کھڑا اسگریٹ پھونکتا رہا۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح جیک (سیکرٹری) اسے ساری بات جو اس نے پوری رات کی نیند حرام کر کے معلوم کی تھی بتا رہا تھا آخر میں دو تصویروں کو اس کے سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے ایسے مسکرایا جیسے اس نے کسی ناممکن کام کو دیئے گئے وقت میں ممکن بناڈالا ہو۔ مصعب نے تصویروں کو ہاتھ لگائے بغیر آگے جھک کر دیکھا۔

اوکے" کہتے ہوئے وہ سامنے پڑے لیپ ٹاپ کو کھولنے لگا۔

جب اس کے اوکے کہنے کے باوجود بھی اس نے جیک کو وہاں کھڑے پایا تو آنکھیں چھوٹی کیے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"باس! وہ چھٹی"

ہاں میری چھٹی ہے کل جو بھی میٹنگز ہیں انہیں تم دیکھو گے "اس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

باس میری چھٹی "جیک نے دہائی دی۔"

ہاں میں بھی تو میری چھٹی کا ہی کہہ رہا ہوں "اس نے فائل کے پہلے دو صفحات پھاڑتے ہوئے بن میں پھینکے۔

باس "جیک تقریباً رونے والا ہو گیا۔

اس نے کرسی کا رخ کھڑکی کی طرف موڑتے ہوئے الٹے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہا۔

ایوا نے جب باہر نکلتے جیک کے منہ پر بارہ بجے دیکھے تو اسے سمجھ آ گئی کے کیا ہوا ہو گا۔ ایسا تقریباً پچھلے دو مہینے سے ہو رہا تھا کے جس ویک اینڈ جیک کو چھٹی ملتی اس ویک اینڈ ایوا کو مصعب ایک منٹ کے لیے بھی فری نہیں رہنے دیتا اور جب ایوا کو فری کرتا تو جان بوجھ کر جیک کو مصروف کر دیتا۔

کیا باس کو ہمارے بارے میں پتہ چل گیا ہے؟ "ایوا نے اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے پوچھا۔

ہے ے ے ے ے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا آج تک باس کو چوبیس گھنٹے ساتھ کام کرنے والے ایمپلائیز میں سے کسی کا نام تک نہیں یاد ہوا کجا کے ان کے ریلیشن شپ" اس نے کہا

لیکن ایسا کیوں؟" ایوا نے ہمیشہ سے پوچھے جانے والے سوال کو دوبارہ پوچھا تھا۔

کیوں کہ اسے نمبروں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا اور اس کے دماغ اور دل دونوں میں پیسوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے وہ انسان کے جسم میں چھپا ہوا ایک درندہ ہے جو صرف پیسے دے کر دوسروں کا خون چوسنے میں عبور رکھتا ہے دیکھنا ایک دن وہ اسی پیسوں کے جہنم میں سڑے گا۔ دیٹ بلڈی نو لیو باسٹرڈ" جیک با آواز بلند چھٹی نہ ملنے کا غصہ اتار رہا تھا یہ جانے بغیر کے اس کے سر پر اس وقت وہی ملک الموت کھڑا ہے۔

ایوا نے دوبارا اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا پر وہ تو اپنی ہی دھن میں دنیا کا سب سے ثواب دہ کام (باس کی برائیاں) کرنے میں مصروف تھا۔

ہووووو۔ یو سکیئرڈ می (تم نے ڈرا دیا)" مڑتے ہی جو اسے نظر آیا تھا اس کا دل کیا یا اپنا سر پیٹ لے یا اس بھوت نما باس کا۔

منی بیسٹ (پیسے والی بلا)۔ کون ہو سکتا ہے ہمارے آفس میں ؟" مصعب نے سوچنے والے انداز میں انگلی کو کنپٹی پر رکھا۔

آف کورس میں باس" چوہا اپنی پونچھ کڑکی میں دیکھ کر فوراً بدلا تھا۔

نولیو باسٹرڈ (چھٹی نہ دینے والا۔)" اس نے انگلی اٹھا کر دوبارہ کنپٹی پر رکھی۔

میں باس اور کون ہو گا" اس نے دیوار پر اپنا سر مارتے ہوئے اقرار کیا۔

ایوا ٹائپ آلیٹر آف ریزیگنیشن اینڈ برنگ اٹ ٹو می ووی ہیو نو پلیس فار سچ لو ئلی پیپل ان آور آفس۔ ہو سک منی فرام بانز (ایک استعفیٰ ٹائپ کرو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔۔ ہمارے آفس میں ایسے لوگوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔۔ جو دوسروں کی ہڈیوں سے بھی پیسہ نکالتے ہیں)" مصعب نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔

سی ہو از ٹاکنگ (دیکھوں کہہ کون رہا ہے)" جیک نے آہستہ آواز میں کہا۔

میں تو بس چیک کر رہا تھا کہ آپ کے بارے میں آفس میں کون کون بیک ٹاک (پیٹھ پیچھے برائی کرنا) کرتا ہے" اس نے جان بچانے کی کوشش کی۔

ہوں ں ں ں۔ پر یہاں تو صرف ایوا ہے۔ کیا ایوا پر شک ہے تمہیں؟" اس نے جیک کے سال بھر کی محنت پر منٹوں میں پانی ڈالا تھا جو اس نے ایوا کو متاثر کرنے کے لیے کی تھی۔

مصعب اپنے دانت چھپاتا ہوا اندر کی طرف چل دیا جب اسے اس کی آواز سنائی دی۔

میں نے اپنی ساری جوانی سارے دن اور ساری راتیں آپ کے نام کی اور آپ کیا دے رہے ہیں مجھے کاغذ کا ایک ٹکڑا" جیک نے روٹھی ہوئی محبوبہ کا انداز اپناتے ہوئے کہا۔

سچ میں؟ پھر جو دن اور راتیں تم نے اپنی اٹھارہ گرل فرینڈ کے نام کی ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟" مصعب نے اس کے اور ایوا کے نومولود رشتے پر آخری ضرب مارتے ہوئے کہا اور ایوا خون پینے والی بلا کا روپ دھارے آنکھیں الٹی کیے جیک کو گھور رہی تھی۔

اوکے اف یو وانٹ ٹو ڈائیورس می دین گو می ایلمنی فرسٹ (ٹھیک ہے اگر تم مجھے طلاق دینا چاہتے ہو تو پہلے میرا نان و نفقہ دو)" جیک نے اپنی ڈیمانڈ سامنے رکھی اس کے پاس اب کوئی راستہ نہیں بچہ تھا اپنے ماضی کی پٹاری کو ایوا کے سامنے کھلنے سے روکنے کا۔

دین آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ڈائیورس یو۔ وائفی۔ (پھر میں تمہیں طلاق دینا نہیں چاہتا۔ بیگم۔)" مصعب نے سارے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا۔

ایوا جو پہلے جیک کا خون پینے کو تیار کھڑی تھی اس طرح کا رومانس دیکھ کر بے ہوش ہونے کے قریب ہوئی اور شاید ہو بھی جاتی اگر مصعب جیک کو فائل لانے کا کہہ کر آفس واپس نہ جاتا۔

دراصل بے شک ان دونوں میں باس اور ایمپلائے کا رشتہ تھا لیکن اس سے بھی پہلے واحد دوست۔۔بھائی۔۔۔ماں۔۔باپ ان سارے رشتوں کے فرائض پچھلے پانچ سالوں سے جیک ہی نبھاتا آ رہا تھا اس لیے کوئی بھی ان کے رشتے کی نوعیت نہیں جان سکتا تھا جب تک وہ ان دونوں کو پوری طرح نہ جان لیتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں لینٹرن ریسٹورنٹ کے نزدیک ہوں۔ہاؤ آباؤٹ لنچ؟"مصعب نے اسے پانچ منٹ پہلے کا میسج کیا تھا لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا تھا۔وہ اپنے آفس میں بیٹھا ڈاکومنٹس میں الجھا ہوا تھا لیکن اس کا سارا دھیان اپنے فون کی طرف تھا۔

اوکے۔آئی ول کم آفٹر ٹونٹی منٹس (ٹھیک ہے میں بیس منٹ میں آئی)"اس نے ریپلائے کیا۔

شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے سر پر بندھی پٹی اتارنا شروع کی تھی بازوؤں کے زخم پوری سلیوز ہونے کی وجہ سے چھپ گئے تھے لیکن ماتھے پر لگی چوٹ کا نشان ابھی بھی موجود تھا جسے اس نے بالوں کو ماتھے کے اوپر کرتے ہوئے چھپایا تھا۔

وہ ایک سیون سٹار ہوٹل تھا وہ اس سے پہلے اتنے سالوں اسی جگہ رہتے ہوئے بھی بس ایک مرتبہ یہاں آئی تھی۔ہوٹل میں داخل ہوتے ہی اس کا سامنا اس نوجوان سے ہوا تھا جو اس دن سول بیورو میں بھی مصعب کے ساتھ تھا۔

مارننگ۔ہیر از دی وے (اس طرف)"جیک نے ہاتھوں کے اشارے سے اسے راستہ بتایا۔

جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ پتہ نہیں یہ کس پوسٹ پر کام کرتا ہے اس نے اسے دیکھتے ہوئے سوچا۔

سِٹ "مصعب نے اس کے لیے چیئر کھینچی اور خود اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھ گیا۔

کپڑے، فلیٹ، پرفیوم، ٹیبل ایٹی کیٹس، بینک کارڈ، گاڑی اور اب اسٹنٹ کو دیکھ کر وہ سمجھ سکتی تھی کہ آفس میں اس کی پوسٹ معمولی سے زیادہ ہے۔

کیا تم ٹھیک ہو؟" کھانے کی پلیٹ کو اس کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

ہوں" اس نے یک لفظی جواب دیا تھا اور پلیٹ میں چمچ چلانے لگی۔ اس کے سامنے ٹیبل پر تقریباً ہر وہ چیز پڑی تھی جو اسے پسند تھی لیکن اس وقت کچھ بھی کھانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔ شاید سر کی چوٹ تھی یا ساری رات جاگنے کی تھکاوٹ۔

جب اس نے کچھ دیر تک اسے کھانے میں چمچ چلاتے دیکھا تو اٹھ کر ساتھ والی کرسی پر آ گیا۔

آں ں ں ں ں ں“اس نے کھانے کا چمچ بھر کر اس کے منہ کے قریب کیا۔

میں کھالیتی ہوں“جب وہ اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر آئی تو اس نے جھجکتے ہوئے چمچ مصعب کے ہاتھ سے لینا چاہا لیکن وہ اسے چمچ دینے کے موڈ میں نہیں تھا تو اسے اس کے ہاتھ سے کھانا ہی پڑا لیکن اگلا چمچ بھرنے سے پہلے وہ اپنا چمچ اٹھا چکی تھی اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر مصعب کی آنکھوں میں مسکراہٹ آئی تھی۔

پھر سارا کھانا خاموشی سے کھایا گیا تھا وہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

آؤ“اس نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے کہا۔

آج یہ کچھ زیادہ فرینک نہیں ہو رہا۔یہ سوچتے ہوئے وہ اسے ہاتھ دینے کی بجائے جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن جب وہ دروازے کے پاس پہنچی تو وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا اسے اندر کی طرف لے آیا۔

وہ کمرہ کافی بڑا تھا جیسے ہی مصعب نے دروازے کو سلائیڈ کیا تو کمرے کا دوسرا حصہ کھل گیا جہاں ہلکی نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے ھدیٰ کو بیڈ پر بٹھایا اور اس کی دونوں آنکھوں کو ہاتھوں کے انگوٹھوں سے بند کرتے ہوئے خود گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔

کیا تم کل رات سوئی نہیں؟" سوال پوچھتے ہوئے وہ انہی انگوٹھوں سے اس کی آنکھوں کی مساج کرنے لگا۔

وہ تقریباً تیس گھنٹے سے سوئی نہیں تھی اس لیے اسے فوراً ہی نیند آنے لگی لیکن وہ اس کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے آنکھیں کھول گئی۔

تم سو جاؤ" مصعب نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میری کلاس ہے دو بجے" اس نے جواب دیا لیکن اس نے تکیہ ٹھیک کرتے ہوئے اس کی کمر کو بیڈ کی پشت سے ٹکایا۔

ابھی ٹائم ہے میں یہیں ہوں تم سو جاؤ" اس نے ایک بار پھر کہا۔

آپ وقت پر جگا دیں گے نہ؟" اس نے اسے شکی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔ بالکل" اس نے یقین دلایا۔

ابھی تقریباً پینتالیس منٹ تھے دو بجنے میں اور سکول پانچ منٹ کے واکنگ ڈسٹنس پر تھا اس لیے وہ اسے ایک پینتالیس پر اٹھانے کا کہہ کر لیٹ گئی۔ جب وہ جاگی تو بیڈ کی بجائے گاڑی میں موجود تھی۔

دو منٹ ہیں ابھی" مصعب نے اس کے دیکھنے پر کہا۔

لیکن یہاں سے سکول" ابھی اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب اس نے کھڑکی سے باہر اشارہ کیا۔ تو اسے ادھوپ میں چمچماتے دی ٹاپ کلف ایلیمنٹری سکول کے ہجے نظر آئے۔ وہ اپنے بال ٹھیک کرتی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھول کر اتر آئی اور جانے سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرنا نہیں بھولی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب وہ کلاس لے کر فارغ ہوئی تو مار گریٹ کلاس کے باہر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

کیسی رہی کلاس؟" مار گریٹ کا تعلق یو کے سے تھا اس لیے اس کا لہجہ بھی بیل فاسٹ کے رہائشیوں جیسا ہی تھا۔

زیادہ بری نہیں" وہ کہتے ہوئے ہلکا سا مسکرائی تھی۔

پر میرے بچے کیسے مانے گے انہوں نے تو بالکل رسپانس نہیں دیا مجھے" مار گریٹ گھوم کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی حالانکہ گریڈنگ کے حوالے سے سارے اچھے بچے اس کی کلاس میں تھے۔

ہوں ں ں ں۔ ایسا تو ہونا ہی تھا اگر شروع سے ہی گریڈنگ تفریق نہ کی جاتی تو یہ سب سال کے اختتام پر نہ کرنا پڑتا" اس نے سائیڈ سے نکلتے ہوئے کہا۔

تمہاری کلاس تو بہت خوش ہو گی" مار گریٹ نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

نہیں میری کلاس خوش نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس ایکٹیوٹی کے ہونے کی وجہ جانتے ہیں" اس نے کہا

دراصل سکول میں گریس مارکس دینے کے لیے سال کے اینڈ پر کمپیٹیشن رکھا جاتا تھا جس سے سٹوڈنٹس تو سٹوڈنٹس اساتذہ بھی بہت تنگ تھے کیونکہ وہ مقابلہ کم اور گریڈنگ میں دوسرے نمبر والے کو پہلے نمبر پر لانے کا تماشہ زیادہ ہوتا تھا اور اس میں ہونے والے سارے مقابلے اچھے بچوں کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ڈیزائن کیے جاتے تھے لیکن پھر بھی وہ پڑھائی کے کیڑے یا پھر رٹے کے کیڑے کہنا سہی ہو گا ایسی کسی بھی چیز کو ایگزیمز کے دنوں سے پہلے ڈسٹربنس ہی سمجھتے تھے۔ سکول کاؤنسل میں موجود بچوں کے والدین اس مقابلے کے بہانے اپنے نکمے بچوں (جو نمبر حاصل کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تھے) کو اچھی یونیورسٹی کا ریفرینس دلوانے میں کامیاب ہو جاتے تھے اور اچھے (جن کے گریڈز تو بے شک بہت اچھے نہیں ہوتے تھے پر وہ کرائسز میں سیچویشن ہینڈل کرنے کی قابلیت رکھتے تھے) بچے جن کے والدین سکول کاؤنسل کمیٹی میں نہیں ہوتے تھے ان کو یقیناً کمپرومائز کرنا پڑتا تھا کیونکہ کسی ایک یونیورسٹی کے ریفرینسز کی تعداد محدود ہوتی تھی۔

یہ وقت سب سے زیادہ اساتذہ کے لیے کڑا ہوتا تھا جو ہر ممکن کوشش کر کے اپنے دو سال سے محنت کرنے والے بچوں کو ان کا حق دلانے میں جان لگا دیتے تھے لیکن کچھ سالوں سے ایجوکیشن چیئرمین کے سیاست میں جانے کی وجہ سے یہ معاملہ زیادہ ہی عجیب ہو گیا تھا۔ اساتذہ کے سالانہ کنٹریکٹ کے ری نیو کرنے کا وقت عین اس کمپٹیشن کے بعد کا رکھ دیا گیا تھا مقصد صرف اساتذہ کو پریشان کر کے اپنی مرضی کے فیصلے کروانا تھا۔

چلو دیکھتے ہیں کیا بنتا ہے ابھی تو کافی وقت پڑا ہے پریشان مت ہو" ھدیٰ نے ساتھ چلتی ہوئی مارگریٹ کو تسلی دی۔

ہاں کل کی ایبسینٹ لگی ہے اسٹیفن کی وہ ریڈ زون میں ہے" مار گریٹ نے اسے یاد کروایا۔

اوکے۔ آئی ول ہینڈل اٹ ان ٹوڈیز" اس نے کہا۔

اینی وے۔ کیوٹ بینڈج" مار گریٹ نے اس کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

واش روم کے شیشے کے سامنے کھڑے ہوئے اس نے دیکھا کے دوپہر کو وہ جہاں سے بینڈج اتار کر گئی تھی اب اس جگہ کسی کارٹون کریکٹر والی بینڈج دوبارہ لگی ہوئی تھی۔ آئینہ اسے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں زندگی کے رنگ دکھا رہا تھا۔ پھر اس نے دیکھا کے اس کی آنکھوں نے رنگ بدلا اور چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی اسے اپنے چہرے میں کوئی اور چہرہ نظر آیا تھا کچھ سال پہلے کے سارے مناظر اس کی آنکھوں میں دھند کی طرح جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ وہ الٹے پیر دو قدم پیچھے آئی تھی دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے ہوئے اس نے اس کیفت سے باہر آنا چاہا اس کے ماتھے پر اتنی سردی میں بھی پسینہ، آنکھوں میں آنسو اور ٹانگیں رشہ کے مریض کی طرح کانپ رہیں تھیں۔

وہ ان کانپتی ہوئی ٹانگوں سے ہی باہر آئی تھی اسے اپنے گھر جانا تھاہاں اپنے شوہر کے پاس جسے بے شک ابھی وہ پورا نہیں جانتی تھی لیکن اگر وہ کوئی برا شخص ہوتا تو اب تک اس کا ایسے خیال نہ رکھ رہا ہوتا۔ اور اگر وہ برا شخص ہو بھی تو اس کی زندگی میں آنے والے پہلے شخص سے زیادہ برا ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔

ئ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گروسری کرکے گھر آئی اور شاور لے کر کھانا بنانے کچن میں آگئی۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو وہ کچن میں کھڑی سبزیاں کاٹ رہی تھی اسے اس طرح گھر میں دیکھ کر اسے اپنے دل میں سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

میں آگیا ہوں" وہ کچن کے دروازے پر کھڑا اسے بتا رہا تھا اور وہ مسکراتے ہوئے پلٹی تھی۔

مجھے بھوک لگی ہے آپ جلدی آجائیں چینج کرکے" اس نے مڑتے ہوئے کاٹی ہوئی سبزیاں پین میں ڈالیں تھیں۔

وہ شاور لے کر باہر آیا تو وہ ٹیبل سیٹ کر چکی تھی۔۔ وہ کھانا بناتے ہوئے اضافی برتن اور کچرا وغیرہ ساتھ ساتھ سمیٹ لیتی تھی اور شیلف صاف کرکے کھانے کے بیٹھتی تھی یہ واحد عادت تھی جو مصعب کو اب تک اس کی پسند آئی تھی۔

شروع کریں؟" اس نے دیکھا کے وہ ٹیبل کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ الجھی ہوئی ہے۔ اس نے اسے الجھن سے نکالنے کے لیے پوچھا۔

میں کچھ بھول گئی ہوں۔ کیا؟" اس نے اپنی کنپٹی کو مسلتے ہوئے کہا۔

وہ ٹیبل پر پڑی چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔

میں لے کر آتا ہوں۔ تم شروع کرو" وہ کہتا ہوا کچن میں چلا گیا اور فریج سے سالاد کا ڈبہ نکال کر لایا۔

اوہ ہ ہ ہ۔ سالاد" اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تھا جیسے اس ایک چیز کے ٹیبل پر نہ ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی نقصان ہوا ہو۔

تو اسے او سی ڈی ہے (اضطراب کی بیماری جس میں کسی خاص چیز کو لے کر لوگ سینسٹیو ہو جاتے ہیں اور ان چیزوں کے بارے میں ناپسندیدہ خیالات آتے ہیں) اس نے حیرانگی سے سوچا یہ شاید وہ واحد بات تھی جو وہ اس کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ جو بھی تھا یہ اس کا دوسرا مختصر سا لفظ تھا جو اس نے لاشعوری طور پر اردو میں بولا تھا اردو بولتے

ہوئے وہ اسے زیادہ اچھی لگتی تھی لیکن یقیناً وہ یہ بات نہیں جانتی تھی کہ مصعب اردو جانتا ہے۔نہ اس نے اس سے کبھی پوچھا تھا اور نہ مصعب نے اسے کبھی بتایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصعب نے اسے ہمیشہ پورے کپڑے، فل سلیوز اور زیادہ تر کوٹ پہنے ہی دیکھا تھا گھر میں بھی اگر وہ ٹراوزر کے ساتھ شرٹ پہنتی تو اس کے اوپر کھلا سویٹر پہنے رکھتی تھی چونکہ یہاں کا موسم سرد تھا اس لیے اسے کبھی بھی کپڑوں کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی۔

جب وہ کھانا ختم کر چکے تو اسے خیال آیا کے کل ویک اینڈ ہے۔

کل میں فری ہوں تم کہیں جانا چاہتی ہو؟"اس نے نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

کوئی خاص جگہ نہیں جہاں آپ کو بہتر لگے "ھدیٰ نے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

لڑکیاں کہاں جاکر خوش ہوتیں ہیں؟"رات کو لیٹتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

شاپنگ" وہ اپنے فون میں مصروف تھی اس لیے بغیر سوچے فوراً جواب دیا اور پھر فوراً موبائل سے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگی جو اس کے جواب سے مطمئن نظر آرہا تھا۔

اگلے دن وہ دو بجے کے قریب فلیٹ سے نکلے تھے صبح جب وہ جاگی تو وہ سٹڈی میں کام کر رہا تھا وہ اسے تقریباً گھر میں ہوتے ہوئے بھی کام کرتا ہوا ہی نظر آتا تھا۔ وہ اسے شادی کے کچھ دن بعد ہی وہ اسے ناشتہ منگوانے سے منع کر چکی تھی اسے لگتا تھا کے وہ ناشتہ کسی بہت مہنگے سے ریسٹورنٹ آتا ہے۔ اس لیے اس نے دونوں کا ناشتہ بنایا کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب وہ سٹڈی سے باہر نہ آیا تو بلآخر اسے خود ہی اندر جانا پڑا۔

اس نے دروازہ کھولا تو وہ بالکنی میں کھڑا سگریٹ پی رہا تھا اسے دیکھتے ہی سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا۔

اندر آنے سے پہلے دروازہ ناک کرتے ہیں نہ؟" اس نے بالکل ٹھنڈے تاثرات لیئے بھنوں کو اٹھاتے ہوئے سوال کیا۔

ھدیٰ کو سمجھ نہیں آئی کے وہ کیا کرے غصے اور شرمندگی سے اس کا چہرہ لال ہو چکا تھا اور وہ اب بھی بھنویں اٹھائے اس کے جواب کا منتظر تھا۔

وہ فوراً پلٹی تھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ مصعب کو لگا وہ اسے کچھ زیادہ ہی کہہ گیا ہے۔ دراصل وہ جانتا تھا کہ ھدیٰ کو ڈسٹ الرجی ہے اور بعض اوقات اٹیک اتنا شدید ہو جاتا تھا کیسفوکیٹری ڈیتھ (دم گھٹنے سے موت) کا خطرہ تھا۔

اس لیے اس نے ایسا رسپانس دیا تھا کہ وہ دوبارہ سٹڈی میں بغیر ناک کیے نہ آئے کیونکہ گھر میں یہ ہی وہ واحد جگہ تھی جہاں وہ سیگریٹ پی سکتا تھا اور شاید اسے اس دن کا غصہ بھی تھا جب اس کے بغیر دروازہ کھٹکھٹائے کمرے میں جانے پر وہ پوری رات گھر نہیں آئی تھی پھر چاہے وجہ جو بھی ہو۔

شِٹ "اس نے آنکھیں میچتے ہوئے ھدیٰ کے چہرے پر موجود غصے کو محسوس کیا تھا۔ وہ باہر جانے ہی لگا تھا کی دروازے پر دستک ہوئی۔ اور اس نے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے ہلکا سا قہقہ لگایا۔

کم "اس نے چہرے پر سنجیدہ تاثرات لاتے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔

ناشتہ کریں گے آپ؟ "اس نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے پوچھا۔

نہیں "اس نے یک لفظی جواب دیا اور ٹیبل کے پاس پڑی چیئر پر بیٹھ گیا۔"

ھدیٰ پلٹ کر جانے ہی والی تھی جب اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور وہ اس کے بازوؤں میں آ گری۔

کیا بیوی کا یہ فرض نہیں ہوتا کے وہ شوہر سے کھانا نہ کھانے کی وجہ پوچھے؟" اس نے بازوؤں کا گھیرا اس کے نزدیک تنگ کرتے ہوئے پوچھا۔

وہ اس سب کے دوران اس کے چہرے پر آنے والے ہر رنگ کو دیکھ رہا تھا اور وہ مبہوت ہوئے بنا نہ رہ پایا تھا ایسا نہیں تھا کہ اس کی زندگی میں خوبصورتی یا صنفِ نازک کی کوئی کمی رہی تھی لیکن اصل سکون صرف حلال رشتوں میں ہی ہوتا ہے یہ بات وہ شادی کے بعد جان پایا تھا۔ کیا چیز ہوتی ہے بیوی بھی اس نے دل میں مسکراتے ہوئے سوچا۔

ھدیٰ نے اس کی ٹانگوں پر سے اٹھنا چاہا تو اس نے ایک جھٹکے سے ٹانگوں کو کمفرٹیبل جگہ پر سیٹ کرتے ہوئے اسے دوبارہ بٹھایا تھا۔ اور خود اس کی ٹھوڑی کو اٹھاتے ہوئے آنکھوں کے اشارے سے جواب مانگا۔

آپ ناشتہ کیوں نہیں کر رہے؟" اس نے جان چھڑانے والے انداز میں پوچھا۔ وہ پہلے ہی اس ساری سیچویشن میں خجل ہوئی بیٹھی تھی اور اسے فرار کا یہی راستہ نظر آ رہا تھا کہ وہ اس سے جلدی سے وجہ پوچھے اور بات ختم کرے۔

تا کہ مجھے پتہ چلے کہ تم مجھ سے پوچھتی بھی ہو یا نہیں" مصعب نے سر اس کے بالوں میں چھپاتے ہوئے کہا۔

ھدیٰ!" اس نے اس کے بالوں کو سانگھتے ہوئے کہا۔

ہوں ں ں" ھدیٰ نے جواب دیا۔

تم نے بال نہیں دھوئے؟ کس چیز کی سمیل آ رہی ہے؟" اس نے لمبی سانس باہر چھوڑتے ہوئے کہا جیسے بہت دیر سے سانس بند کیے بیٹھا ہو۔

ہماری ماؤں کے آملے اور ریٹھے والے شیمپو کی خوشبو کو وہ آدھا فرنگی سمیل کہہ رہا تھا۔ھدیٰ نے اس کا ناشتے کا موڈ نہ دیکھتے ہوئے پورے زور سے اس کی کمر میں چٹکی کاٹی تھی اور وہ اس کی اس کمزور سی حرکت پر مسکرائے بنا نہ رہ پایا ہونٹوں کا ایک کونا دانتوں تلے دباتے ہوئے اسنے دوبارہ سوالیہ انداز میں ابرو اٹھائی۔

مجھے بھوک لگی ہے" ھدیٰ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ مصعب نے بلآخر اس کی جان خلاصی کا فیصلہ کیا اور اسے اٹھاتے ہوئے خود بھی کھڑا ہو گیا۔

میں بیس منٹ میں آتا ہوں تم ناشتہ کرو" اسے یہ کہتا ہوا وہ الماری میں سے کوئی فائل ڈھونڈنے لگا۔

سٹڈی سے باہر آتے ہوئے وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ دوبارہ وہ اسی جگہ بیٹھی اپنے فیصلے پر پچھتا رہی ہو گی۔ اس نے ناشتہ کیا اور تیار ہونے لگی لیکن تھوڑی دیر پہلے کیا مصعب کا غصہ اس کے ذہن سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔

اسے یہ بات تنگ نہیں کر رہی تھی کہ اس نے ناک نہ کرنے پر اسے ڈانٹا تھا بلکہ وہ اس بات پر تعجب کا شکار تھی کہ وہ اس کی اتنی چھوٹی سی بات پر اتنا گھبرا کیوں گئی تھی ایسا نہیں تھا کہ اس نے کبھی کسی سے سخت الفاظ نہیں سنے تھے لیکن آج وہ بچوں کی طرح سہم گئی تھی۔ تو کیا وہ اس کو اپنی زندگی میں قبول کر چکی ہے؟ کیا وہ دوبارہ کسی سے امیدیں لگا رہی ہے؟ اسی لیے وہ ڈر گئی تھی؟

وہ سوچوں کو جھٹکتی ہوئی کچن میں آئی اور دودھ کا گلاس گرم کیا وہ جانتی تھی کے مصعب نے صبح سے کافی کے علاوہ کچھ نہیں لیا ہو گا اور اب وہ باہر جا رہے تھے اس لیے دودھ گرم کر کے لائی اور اب اسے سمجھ نہیں رہی تھی کے وہ دوبارہ سٹڈی میں جائے یا نہ؟ اگر وہ پرانی ھدیٰ ہوتی تو اس وقت نہ صرف وہ بغیر اجازت اندر جاتی بلکہ اندر بیٹھے اپنے شوہر کو اجازت کا مطلب بھی سمجھاتی۔ لیکن اب۔ اب وہ بہت بدل گئی تھی اس کے پیاروں نے اسے بدل دیا تھا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کے کسی اور کے دیئے گئے دھوکے کو ہم سر پر سوار کر لیتے ہیں اور بدل جاتے ہیں اور ہماری زندگیوں میں

آنے والے نئے رشتے اس بدلاؤ کو بھگتتے پھرتے ہیں۔ کسی کے دیے گئے دکھ کو برداشت کرتے ہوئے ہم دوسروں کے دکھوں کی وجہ کیوں بن جاتے ہیں۔ وہ گلاس ہاتھ میں پکڑے سوچوں میں گم تھی جب وہ دروازہ کھول کر باہر آیا۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا شاید وہ اپنے کہے گئے الفاظ کا اثر زائل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے دودھ کا گلاس اس کے سامنے کیا اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔ وہ بھی زیادہ تر بچوں کی طرح بچپن سے ہی دودھ پینے کے معاملے میں چور تھا لیکن اس وقت اس کے سامنے گلاس لیے اس کی بیوی کھڑی تھی جو ہلکی سی ناراضگی پر رات گھر سے باہر گزارنے نکل پڑتی تھی اس لیے وہ انکار کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔

اس نے دودھ کا گلاس ایک ہی گھونٹ میں ختم کیا تھا اور اسے چلنے کا کہتے ہوئے خود گلاس رکھنے کچن میں چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے لیے ایک عدد کوٹ اور گرم جوتوں کا جوڑا خریدنے کے بعد اس نے کافی وقت لگا کر ایما کے لیے سالگرہ کا تحفہ لیا تھا۔ پینٹ اسیسریز کے ایک آؤٹلٹ کے باہر سے گزرتے ہوئے اسے پینٹ برشز کا سیٹ نظر آیا تھا جو اس نے اسٹیفن کو اکثر استعمال کرتے دیکھا تھا اس کی کچھ چیزیں خراب ہو رہیں تھی اور کچھ سرے سے ہی غائب تھیں۔ اس لیے اس نے وہ سیٹ خرید لیا تھا اسے لگا تھا کے وہ صرف پینٹ سیٹ نہیں بلکہ امید کے وہ جگنو تھے جو کسی کو زندگی کی نئی راہیں دکھا سکتے تھے۔

وہ اسے ساری شاپنگ میں بس ہوں،،ہاں اور ناں میں اپنی رائے دیتا یہ سوچنے میں مصروف تھا کے ھدیٰ نے اس کا دیا ہوا کارڈ آج تک استعمال نہیں کیا تھا۔واپسی پر ھدیٰ کی نظر آئس کریم کی اس شاپ پر پڑی تھی جو کوئین کیسٹل کی سب سے مصروف شاپ تھی عام طور پر وہاں بہت رش ہوتا تھا اور آپ کو وہاں بیٹھ کر کھانے کے لیے انتظار کرنا پڑتا تھا لیکن آج رش نسبتاً کم تھا۔

آئس کریم کھائیں گے ؟"اس نے مصعب کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تھا جو کافی دیر سے اس سے ناراض ناراض نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اوکے "سر کے اشارے سے جواب دیا گیا تھا۔

وہ دونوں شاپ میں آگئے اور ویٹرس ان کو بٹھا کر مینیو رکھنے لگی۔شاپ میں ویسے تو کوئی خاص بات نہ تھی لیکن اس جیسی آئس کریم آس پاس کے کسی علاقے میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتی تھی۔انتظار کرتے ہوئے وہ بزنس مین ہونے کے ناتے جگہ کو دیکھتے ہوئے ہر چیز کو ٹین میں سے نمبر دینے میں مصروف تھا۔آؤٹ لک۔پانچ۔فرنیچر۔ چار۔اینوائرمنٹ۔چار۔سٹاف۔ تین۔ کٹلری۔چار۔ سروس۔پانچ۔ہائی جین۔ایک۔اگر وہ اکیلا ہوتا تو کبھی بھی یہاں کھانے کے لیے نہ بیٹھتا پتہ نہیں اس کی بیوی کو یہاں کیا چیز اچھی لگی تھی۔

باپ کی دولت پر عیش کرنے والے ایسے ہی ہوتے" اس نے اردو میں کہا تھا۔

کیا؟ مجھے کچھ کہا؟" اسے لگا جیسے ھدیٰ نے اس کی سوچ پڑلی ہو۔"

نہیں" وہ باہر سڑک پر کھڑے نوجوان کو لڑتے ہوئے دیکھ رہی تھی پتہ نہیں جھگڑا کس بات کا تھا پر دکھاوا دولت کا ہو رہا تھا۔

پتہ نہیں اسٹیفن نے اس کا دیا کام کیا بھی ہو گا یا نہیں اسے سب کچھ سمجھاتے اور راضی کرتے ہوئے وہ بالکل نہیں جان پائی تھی کہ آیا وہ اس کی بات مانے گا بھی یا نہیں۔۔وہ سر کو جھٹکتے ہوئے اپنے سامنے رکھے گئے پیالے میں سے چمچ بھرنے لگی تھی کہ کسی نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے دونوں ہاتھ پورے زور سے میز پر مارے تھے۔اس کا منہ میں جاتا چمچ زمین بوس ہوا تھا۔

مصعب آنکھیں چھوٹی کرتا ہوا کمر کرسی کی پشت سے ٹکا گیا تھا۔وہ سامنے کھڑے شخص کا بغور جائزہ لے رہا تھا جس کی عمر چالیس سے پینتالیس سال کے درمیان تھی مونچھوں اور داڑھی پر بالکل ہلکے ہلکے بال تھے نسل کے اعتبار سے وہ کچھ کچھ چینی نظر آتا تھا بال بکھرے ہوئے اور جوتے پھٹے ہوئے تھے۔

وہ اس کی اس بدتمیزی کا جواب بدتمیزی کرنے سے پہلے دے سکتا تھا لیکن وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ھدیٰ ایسے حالات کو ہینڈل کر لیتی ہے یا صرف ایسے حالات پیدا کرنے میں ہی ماہر ہے یا شاید وہ اس ھدیٰ میں پرانی ھدیٰ کو ڈھونڈنے کی کوشش میں تھا۔

تم نے رپورٹ کی تھی نہ میری؟" وہ چینی اس کے سر پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔

وہ چمچ جو اس آدمی کے ٹیبل پر ہاتھ مارنے سے گر چکا تھا اس سے نظریں اٹھاتے ہوئے اس نے سامنے بیٹھے شوہر کی طرف دیکھا جو کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے سامنے چلتی لائیو فلم کو مزے سے دیکھ رہا تھا جب اس نے ھدیٰ کو اپنے جانب دیکھتے پایا تو اپنے سامنے رکھا چمچ اٹھا کر ہاتھ پر رکھتے ہوئے شاہی انداز میں اسے پیش کیا۔

بدتمیز نہ ہو تو کیسے دیکھ رہا ہے" دل میں کہتے ہوئے چھیننے والے انداز میں اس نے چمچ اس کے ہاتھ سے پکڑا اور آئس کریم بھر کر منہ میں ڈالی۔

اصل میں وہ جھگڑے کے لیے تیار کھڑے انسان کو اور تپانا چاہتی تھی تا کہ وہ اپنا کام آسانی سے کر سکے اور وہ تقریباً تقریباً چینی سچ میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔

تمہیں سن رہا ہے؟" اس نے انگلی کا رخ ھدیٰ کی کن پٹی کی طرف کیا جیسے انگلی سے وہ اس کا الٹا دماغ سیدھا کرنا چاہتا ہو۔ پر اس سے پہلے کے وہ انگلی اس کی کن پٹی تک پہنچتی ھدیٰ نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی انگلی پکڑ کر ایسے مروڑی کے وہ اپنا بازو پکڑ کر کراہنے لگا۔

گڈ مجھے لگا تھا کہ میری بیوی کی خداداد صلاحتوں کو زنگ لگ چکا ہے۔

سِکس آوٹ آف ٹین (دس میں سے چھ)" مصعب نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

جب تک چینی سنبھلا تب تک وہ اپنا فون پرس سے نکال کر ٹیبل کے بالکل کنارے پر رکھ چکی تھی۔ تا کہ وہ غصے میں کوئی نقصان کر دے اور وہ اس سے اپنی بات منوا سکے۔

"فون مہنگا ہے چلو کوئی بات نہیں۔ سیون آوٹ آف ٹین"

چینی نے ایسا ہی کیا تھا غصے میں میز پر پڑی ساری چیزوں کو دونوں ہاتھوں سے نیچے پھینکا تھا سب چیزوں کے ساتھ ساتھ ھدیٰ کا موبائل بھی زمین بوس ہوا تھا۔

حراسمنٹ، اسلٹ، فزیکل ڈیمج، سوشل ڈسٹر بینس، ایمو شنل ڈسٹر بینس اور سٹیلنگ کے سارے کیسز کو اگر پور مینٹل ہیلتھ کے کیس سے جوڑا جائے کو کتنی جیل ہوتی ہے؟" اس نے سی سی ٹی وی کیمرہ کی طرف اشارہ کر کے مسکرا کر پوچھا تھا۔

یو فار گٹا ٹیمپٹ ٹو مرڈر۔ ایٹ آؤٹ آف ٹین (اٹیمپٹ ٹو مرڈر بھول گئی۔ دس میں سے آٹھ)۔ "

ہاں ں ں ں۔ پور مینٹل ہیلتھ۔ سٹیلنگ" چینی نے آنکھیں پھاڑے اس کو دیکھا تھا۔

ہاں۔۔۔ اس کے کوٹ کی جیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ھدیٰ نے جواب دیا۔

بیڈ ہٹ۔ بٹ نائن آؤٹ آف ٹین (براہٹ۔ لیکن دس میں سے نو)۔ "

اس کے اشارے کو سمجھتے ہوئے اس نے اپنا دائیاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا تھا اور اپنے کوٹ کی جیب میں سے انگوٹھی کو نکلتے ہوئے دیکھ کر اس کی آنکھیں تقریباً پھٹنے کو آ گئیں تھیں۔

یو وانٹ ٹو گو ٹو پولیس سٹیشن اگین اور وانٹ ٹو ڈیل ود می؟(تم دوبارہ پولیس اسٹیشن جانا چاہتے ہو یا میرے ساتھ ڈیل کرنا؟)" اس نے زمین پر گری چیزوں میں سے اپنا فون ڈھونڈ کر نکالا جو بری طرح ٹوٹ چکا تھا۔

چینی نے دیکھا کہ اگر رپورٹ ہوتی تو سراسر نقصان اس کے حصے میں آتا تو اس نے چہرے کے تاثرات فوراًبدلے تھے لیکن ابھی پوری طرح قائل نہیں ہوا تھا تو ھدیٰ نے آخری ضرب ماری۔

اف یو ڈونٹ گیٹ بیک یور چائلڈ ٹو سکول اینڈ ایکسپلین ہز لیو دین آئی سو یو فار اٹیمپٹ ٹو مرڈر کیس (اگر تم نے دو دن کے اندر اپنے بیٹے کے ہمراہ آ کر سکول کو نسل کو اس کی چھٹی کی وجہ نہ بتائی تو میں تم پر قتل کی کوشش کا مقدمہ کر دوں گی)میرے پاس ویڈیو فائل ہے پرسوں کی" اس نے اس رات والے واقع کو یاد کروایا۔

اس سے پہلے میں قتل ہی نہ کر دوں" وہ بے بس سا اسے دھمکاتے ہوئے شاپ سے باہر چلا گیا۔

آر یو آ ٹھگ؟(کیا تم ایک ٹھگ ہو)یو آر فادر آف فور چلڈرن اینڈ سٹل لو یور لائف ریکلیسلی (تم چار بچوں کے باپ ہو کر بھی اپنی زندگی کو اتنی لاپرواہی سے گزار رہے ہو)" ھدیٰ نے اسے جانے سے پہلے کہا تھا۔

ایکسیلینٹ (بہت اچھے)۔ٹین آوٹ آف ٹین (دس میں سے دس)" وہ اپنی بیوی کی آخری ضرب کو نمبر دیتے ہوئے مسکرایا تھا۔

اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تو جو غصہ وہ دبائے بیٹھی تھی دل کیا سارا اس پر نکال دے۔

آپ کے دانت نیلے کیوں ہیں ؟" اس نے دانتوں کو کچکچاتے ہوئے کہا تھا اور چمچ جواب تک ہتھیار کی طرح اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اسے میز پر رکھا۔

کیونکہ میں نے ان کو رنگ کروایا تھا" بچے ہوئے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے وہ گویا ہوا۔

ویسے اب تو خراب ہو گیا ہے اگلے سال کوئی اور رنگ رٹرائے کریں گے دونوں" اس نے بات کو طول دیتے ہوئے کہا۔

ون آوٹ آف ٹین" ھدیٰ مسکرا کر اسے کہتی ہوئی باہر کی طرف چل پڑی۔

اور مصعب پیچھے حیران کھڑا رہ گیا جیسے ھدیٰ نے تھوڑی دیر پہلے اس کی دل میں کہی گئی ساری باتیں سنی ہو۔تو کیا وہ باپ کے پیسوں پر عیش کرنے والا بھی مجھے ہی کہہ رہی تھی۔

ہے ے ے ے ے۔ ایسا نہیں ہو سکتا" اس نے اپنی سوچوں کو خود ہی جھٹلایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چلو تمہارا فون لینے چلتے ہیں" وہ اس کا ہاتھ پکڑے مال کی طرف پلٹا۔

فون؟ کیوں؟" وہ حیران ہوتے ہوئے پوچھنے لگی۔

کیوں کا کیا مطلب؟" اس نے اس کے ہاتھ میں پکڑے ٹوٹے ہوئے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اووووو۔ یہ؟ یہ تو پہلے سے ہی ٹوٹا ہوا تھا" ھدیٰ نے دانت دکھاتے ہوئے بتایا۔

واز ہی آٹھگ اور سمون ایلس ہیر (کیا وہ آدمی ٹھگ تھا یہاں یا کوئی اور)" مصعب نے حیرانگی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دو دن کے اندر اندر اسٹیفن کے ہمراہ آ کر اس کا باپ سکول کونسل کمیٹی کو سب بتا گیا اور ساتھ ہی ھدیٰ کے نام تحریری معافی نامہ بھی اس کی انگوٹھی کے ہمراہ دے گیا تھا۔ ھدیٰ کو لگا تھا کہ وہ اسے بہت تنگ کرے گا کیونکہ وہ پچھلے چار سال سے اس پیشے سے منسلک تھی اس لیے اس طرح کے بہت سے حالات کو دیکھ چکی تھی۔۔۔ تو کیا وہ اس کی اس دن کی دی ہوئی دھمکی سے ڈر گیا تھا اسے ابھی بھی یقین نہیں آیا۔

وہ اسٹیفن کی زندگی پر کوئی رسک نہیں لے سکتی تھی اس لیے وہ اگلے دن ہی پولیس اسٹیشن جا کر اس کے باپ کے نام ایک رپورٹ درج کروا آئی جس کے مطابق اسٹیف کو کسی بھی قسم کا فزیکل یا مینٹل ڈیمج ہونے کی صورت میں وہ اس کی کسٹڈی کھو دیتا۔ اگر یہ مسئلہ اس طرح حل نہ ہوتا تو یقیناً وہ کوئی اور حل سوچتی لیکن وہ مزید اس چیز کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زندگی ویسے ہی چل رہی تھی ان کی شادی کو دو مہینے سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کو سپیس دیتے ہوئے ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور ایڈجسٹ ہو رہے تھے۔

وہ سکول سے واپس آ رہی تھی جب مین روڈ پر دو گاڑیوں کے آپس میں ٹکرانے کی آواز پر وہ اور ارد گرد موجود لوگوں نے پلٹ کر دیکھا تھا لیکن حادثہ چونکہ کافی دور ہوا تھا اور فوراً لوگوں کے جمع ہو جانے سے رش بڑھ گیا تھا تو وہ افسوس سے سر ہلاتی ہوئی بلڈنگ میں اینٹر ہو گئی۔

فریش ہو کر کچن میں آئی اور ڈنر کی تیاری کرنے لگی پچھلے دنوں اس نے نوٹس کیا کہ وہ ہلکی نمک مرچ والے کھانے کھاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس نے تمام کھانوں میں نمک اور مرچ کا استعمال کم کر دیا ڈنر بنانے کے دوران ہی وہ گھر آ جاتا تھا مگر آج وہ ڈنر بن جانے کے بعد کافی دیر تک ایما سے بات بھی کرتی رہی لیکن وہ ابھی بھی گھر نہیں آیا تھا۔

کہاں ہیں آپ؟" میسج کرنے کے کافی دیر بعد تک بھی جب کوئی جواب نہ آیا تو وہ اس کا نمبر ملانے لگی لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔

شاید بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہو لیکن ایسا کیسے؟ کچھ اور ہوا ہو گا۔ اس نے خود کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا لیکن جب آدھی رات بھی گزر گئی اور اس کا کوئی اتا پتہ نہ چلا تو وہ کافی سے زیادہ پریشان ہو چکی تھی۔ کافی دیر کی پریشانی کے بعد اسے اب مصعب پر غصہ آنے لگا۔ کوئی بھی مسئلہ ہوا سے کم از کم گھر تو بتانا چاہیے تھا۔۔ اگر فون کو کچھ ہوا بھی ہے تو ہم جنگل میں تھوڑی رہتے ہیں۔۔۔ وہ چکر کاٹتی ہوئی خود ہی سوال کر رہی تھی اور خود ہی جواب دے رہی تھی۔

خود ہی آجائے گا وہ کونسا چھوٹا بچہ ہے" وہ بیڈ پر لیٹ گئی اور کوئلٹ کو سر تک اوڑھ لیا لیکن تھوڑی دیر تک کوشش کے باوجود بھی سونہ پائی تو اٹھ کر کوٹ پہنا اور لفٹ کی طرف چل دی بلڈنگ میں اس وقت کوئی بھی موجود نہ تھا۔

جیسے ہی گراؤنڈ فلور پر پہنچی تو لفٹ کے بالکل سامنے دو آدمی ایک دوسرے کا سہارا لے کر کھڑے تھے اور ارد گرد سارے میں ام ُالخبائث کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ سائیڈ سے نکلتی ہوئی باہر کی طرف چل دی۔ بلڈنگ کے باہر جہاں تک وہ جا کر دیکھ سکتی تھی دیکھ آئی۔

دوبارہ فون کرنے کا سوچتے ہوئے اسے یاد آیا کے وہ اپنا فون فلیٹ میں ہی چھوڑ آئی ہے تو سر پر ہاتھ مارتے ہوئے اندر کی طرف چل دی۔ لفٹ تک پہنچی تو اس نے دیکھا کی وہ دونوں ابھی لفٹ میں کھڑے باری باری بٹن دبانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن کسی کا بھی ہاتھ بٹن تک نہیں پہنچ رہا تھا کیونکہ وہ نشے میں سر سے پاؤں تک دھت کھڑے تھے۔

وہ وہی دو لوگ تھے جن کے بارے میں بلڈنگ میں پچھلے دو دن سے عجیب عجیب باتیں گردش کر رہیں تھیں۔ وہ آدھی رات تک کسی بار میں شراب پیتے اور پھر پوری رات لفٹ میں آنے جانے والی خواتین کو تنگ کرتے لیکن ابھی تک کسی نے بھی ان کی رپورٹ نہیں کروائی تھی کیونکہ ان میں سے ایک بلڈنگ آنر کا بھتیجا تھا۔

برادر وائے آر یو ہیر ؟(بھائی تم یہاں کیوں ہو)" اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

آں ں ں۔ ہیر۔ آئی وانٹ ٹو گو اپ (آں ں ں۔ یہاں۔ میں اوپر جانا چاہتا ہوں)" پہلے لڑکے نے ہچکی لیتے ہوئے جواب دیا۔

اپ؟ (اوپر)" ھدیٰ نے بھی نشے میں ہونے کی ایکٹنگ کرتے ڈولتے ہوئے کہا۔

ہاں ں ں ں۔ اپ پ پ پ پ پ (اووووووپر)" اس نے نیچے سے انگلی اوپر لے جاتے ہوئے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

اوووو۔ آئی آلسو وانٹ ٹو گو ٹو اپ (اوووو۔ میں بھی اوپر جانا چاہتی ہوں)" اس نے ڈولتے ہوئے کہا تاکہ وہ اسے اپنے طرح ہی نشے میں سمجھیں۔

اوکے۔ ہیر آئی گو (اچھا۔ لو میں چلی)" اس نے لفٹ کے دوسری طرف ڈگمگا کر چلتے ہوئے کہا۔۔

سسٹر۔ ہیر از دی وے (بہنا۔ راستہ یہاں ہے)" پہلے والے نے اسے لفٹ کی طرف بلاتے ہوئے کہا۔

اوو۔ آر یو کڈنگ می۔ آ آوائے ؟ اوووویو وانٹ ٹو گو دیئر بی فور می ؟ (اوو۔ کیا تم مذاق کر رہے ہو۔ لیکن کیوں۔ اوووو تم وہاں مجھ سے پہلے وہاں جانا چاہتے ہو)" اس نے انگلی لہرالہرا کر ان پر الزام لگایا تھا۔

نو۔ نو۔ برادر دیٹ از لفٹ (نہیں۔ نہیں۔ بھائی لفٹ یہاں ہے)" ھدیٰ نے دیوار پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ وہ آسکر وننگ ایکٹنگ کر رہی تھی اگر یہ کسی فلم کا آڈیشن ہوتا تو پروڈیوسر اپنا سب کچھ بیچ کر بھی اسے اپنی فلم میں کاسٹ کر لیتا۔

آ آ آ۔ سو دیٹ از دی لفٹ ؟ (آ آ آ۔ اچھا تو وہ لفٹ ہے ؟)" وہ دونوں اس کی بات کا یقین کرتے ہوئے لفٹ سے نکلے تھے اور جیسے ہی وہ اس کے پاس پہنچے ھدیٰ بھاگتی ہوئی لفٹ تک گئی اور اپنے فلور کا بٹن دبایا۔

لیکن لفٹ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے ہی ان دونوں میں سے ایک بھاگتا ہوا اپنے ایک ہاتھ سے دروازے کو بند ہونے سے روک چکا تھا۔ پھر وہ دونوں زبردستی لفٹ میں گھس گئے۔

بیڈ سسٹر۔ یو چیٹ اس۔ (بری بہنا تم ہمیں الو بنا رہی تھی)" پہلے والے نے نقلی آنسو صاف کیے۔

برادر؟یو وانٹ ٹو ڈائی؟(بھائی؟تم مرنا چاہتے ہو؟)"اس نے آنکھیں پوری طرح کھولتے اور ناک چڑھاتے ہوئے پوچھا۔

سسٹر وی وانٹ ٹو پلے ود یو(بہنا ہم تمہارے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں)"پہلے والے نے انگلی کو اس کے چہرے کے قریب لاتے ہوئے کہا۔

آں ں ں ں۔ پلے۔ او کے (آں ں ں ں ں۔ کھیلنا۔ ٹھیک ہے)"اس نے دائیں پیر سے جوتا اتارتے ہوئے اس کے سر پر جوتوں کی بارش کر دی دوسرا تو ڈر کے مارے لفٹ کی دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔

آئی وانٹ ٹو پلے ود یو برادر(میں تمہارے ساتھ کھیلنا چاہتی ہوں)"اس نے دوسرے کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

نو۔ نو آئی ڈونٹ۔ سسٹرڑڑڑ۔ وٹس رونگ ود یو سسٹر۔ وی آر کڈنگ اونلی(نہیں نہیں۔ میں نہیں چاہتا۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے ہم تو بس مذاق کر رہی تھے)پلیز سپیئر می(مجھے چھوڑ دو)"اس نے نے بازوؤں کو سر پر لپیٹتے ہوئے کہا تھا۔

دین آئی ول آلسو کڈنگ(پھر میں بھی مذاق کر رہی ہوں)"اس نے کہتے ہوئے اس کی بھی چھینٹی لگائی تھی۔

اور پھر ہاتھ جھاڑتی ہوئے لفٹ سے باہر آئی تھی۔ تمہیں کیا لگا لکھنے والی مجھے نکمے نشیوں کے ہاتھوں اغوا کروائیگی۔ہا۔ہا۔ہا۔ لفٹ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے ہوئے وہ فلیٹ کے دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب صبح کے چار بھی بج گئے لیکن کوئی اطلاع نہیں آئی تو اس کی سمجھ میں بالکل نہ آیا کہ کیا کرے، کس سے رابطہ کرے وہ شادی کے دو مہینے بعد بھی ایک دوسرے کی فیملی کے بارے میں ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے تھے اس لیے نہ تو اس کو مصعب کے کسی رشتے دار کا پتہ تھا نہ کسی دوست کا۔

جب کچھ بھی سمجھ نہ آیا تو وہ وہیں بیٹھ کر رونے لگی۔ کیا اس نے زندگی میں دوسری بار بھی ہمسفر چننے میں غلطی کی تھی؟ کیا دوسری بار بھی دھوکا ہی اس کا مقدر تھا اس کے دل میں عجیب عجیب وہموں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ وہ ایسے معاشرے میں رہ رہی تھی جہاں مرد تو مرد عورتیں بھی بغیر بتائے گھر سے باہر رہ سکتے تھے لیکن وہ اتنے سالوں بعد بھی اس معاشرے کو پوری طرح قبول نہ کرپائی تھی۔ زندگی میں اس نے رشتوں کے حوالے سے بہت سی بے اعتباری اکھٹی کی تھی۔

وہ ساری بے اعتباری جو اس کے اپنوں کی دی ہوئی تھی اس کی وجہ سے وہ یہ سوچنے پر مجبور تھی کے مصعب اسے چھوڑ کر جا چکا ہے۔ اسے اتنی جلدی اس کا پرپوزل ایکسیپٹ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

وہ خوف کے مارے صبح سے دوپہر تک گھر سے باہر ہی نہیں نکلی تھی اسے لگ رہا تھا کہ وہ گھر سے باہر جائے گی تو راستے میں کہیں وہ اسے کسی دوسری عورت کا ہاتھ پکڑے نظر آ جائے گا اور وہ یہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی اس لیے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔

بلی کو سامنے دیکھ کر آنکھیں بند کرنا کوئی بری بات نہیں ہے زندگی میں ہم سب کو کسی نہ کسی اس معاملے میں کبوتر بن جانا چاہیے جس میں ہمارا بس نہ چل رہا ہو کیونکہ آخر میں ہم ہیں تو انسان ہی ہر معاملے میں ہمت نہیں پکڑ سکتے تو خود کو اس کے سپرد کر دینا چاہیے جو سب سے زیادہ ہمت والا ہے اس سے ہم شکار ہونے سے پہلے والے لمحوں کو بالکل اس طرح جی سکتے ہیں جس طرح انہیں جینے کا حق تھا۔ ہر بار دل کو مضبوط کرنا ضروری نہیں ہے ہم کمزور دل کو مضبوط ہاتھوں میں بھی سونپ سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام تک اس کے دماغ میں چلتی سوچوں نے مقبرہ تیار کر لیا اس اعتبار کو دفن کرنے کا جو اس نے بڑی مشکل سے ان دو مہینوں میں اس شخص پر کیا تھا جس سے دو ملاقاتوں کے بعد وہ شادی کر چکی تھی۔ وہ ہمت کرتی ہوئی اٹھی اور اسٹڈی

میں چلی گئی ساری فائلز کھنگالنے کے بعد اسے ایک جگہ کا ایڈریس اور اس کے بالکل نیچے لکھے جیک کے نام کی ای میل نظر آئی وہ ان دونوں چیزوں کو نوٹ کرتی ہوئی باہر آئی کوٹ پہنا اور گھر سے باہر نکل آئی بہت سارے ڈر تھے جو سانپوں کی طرح سر اٹھائے اسے ڈسنے کو تیار کھڑے تھے۔

دوسری بار نہیں۔اب کی بار نہیں۔اب نہیں" وہ ان الفاظ کو تسبیح کی طرح دہراتی ہوئی بس میں سوار ہوئی اسے یہ بھول گیا کے وہ گھر کے جوتوں میں بغیر جرابوں کے اتنی ٹھنڈ میں باہر نکل آئی ہے۔

جو کوٹ اس نے گھر سے نکلتے وقت پہنا تھا وہ اسے بلڈنگ کے باہر آتے ہوئے اتار چکی تھی اسے اپنے جسم سے چنگاریاں نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی تقریباً تیس گھنٹے ہونے کو آئے تھے اور اس کے شوہر کا کوئی اتا پتہ نہ تھا اور وہ اسے ڈھونڈنے جہاں جا رہی تھی وہ پہلی اور آخری جگہ تھی جس کے بارے میں وہ دو گھنٹے کاغذوں میں گھسنے کے بعد جان پائی تھی۔اگر وہ وہاں بھی نہ ہوا تو؟اگر ہوا اور وہ اس رشتے کو ختم۔اس سے آگے وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے ان دو مہینوں میں اچھی بیوی بننے کی ہر کوشش کی تھی وہ ہر اس چھوٹی بات کا خیال رکھ رہی تھی اگر وہ کوئی بات کرنا چاہتی اور محسوس کرتی کے مصعب وہ بات نہیں کرنا چاہتا تو وہ وہیں پر بات ختم کر دیتی تھی۔۔۔اگر وہ کوئی کھانا خاص رغبت سے نہ کھاتا تو وہ اسے دوبارہ نہیں بناتی تھی۔بہت سارے کام ہونے کے باوجود بھی وہ اس کے آنے

سے پہلے گھر آ جاتی تھی سونے سے پہلے وہ اس کا تب تک انتظار کرتی جب تک اس کے دروازہ کھولنے کی آواز نہ سن لیتی اور اس کے آنے پر سوتی بن جاتی۔

جب کبھی وہ گہری نیند سو رہا ہوتا تو وہ کروٹ بھی نہ لیتی کہ کہیں وہ ڈسٹرب نہ ہو جائے اگر اس سب کے بعد بھی وہ اس رشتے کو چلا نہ پائی تھی تو شاید سب ٹھیک ہی کہتے تھے اس کے بارے میں کہ وہ اس قابل ہے ہی نہیں کہ رشتوں کو نبھا پائے۔

بس سے اترتے ہوئے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں۔ وہ ایک آفس بلڈنگ تھی اس نے ریسیپشن پر کھڑے ہو کر مصعب کا نام بتاتے ہوئے اس کے بارے میں جاننا چاہا تو دو منٹ کمپیوٹر کھنگالنے کے بعد لڑکی نے اسے بتایا کہ اس نام کا کوئی شخص یہاں کام نہیں کرتا۔۔۔ یہ سنتے ہی اسکا دل بیٹھ گیا تھا۔

اسے وہ فلیٹ، گاڑی، شخص اور یہاں تک کے وہ شادی بھی فراڈ لگنا شروع ہو گئی تھی۔ کیا اس کے ساتھ میرج سکیم ہو گیا تھا؟

لیکن اگر ایسا ہوا بھی تھا تو سامنے والے کا مقصد کیا تھا۔ یہ سب کر کے اس کو کیا ملا تھا۔ نہ تو اس کی پاس کوئی پراپرٹی تھی اور نہ ہی کوئی اور چیز جو اتنی قیمتی ہو اور اگر اس نے اس کے ساتھ رہنے کے مقصد سے شادی کی تھی تو بھی وہ رشتہ فل حال کاغذی نوعیت ہی رکھتا تھا اور ایسا بھی مصعب کی مرضی سے ہی ہوا تھا وہ اسے سپیس دینا چاہتا تھا۔

وہ آدھی رات تک اینٹرنس ہال میں بیٹھی رہی اگر وہ یہاں سے چلی جاتی تو شاید اسے اور کسی جگہ ڈھونڈ نہ پاتی اس لیے وہ آف ٹائم کے بعد باہر بنی سیڑھیوں پر بیٹھی رہی یہاں تک کے رات کو آفس سے نکلنے والے لوگ جس جگہ اسے بیٹھا چھوڑ گئے تھے صبح واپسی پر اسے وہیں بیٹھا دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

جب دن کے دس بھی بج گئے لیکن مصعب یا جیک میں سے کوئی بھی نہ آفس میں داخل ہوا اور نہ ہی باہر آیا تھا تو وہ دوبارہ ریسیپشن ڈیسک پر گئی اور وہی سب پوچھا جو وہ رات کو پوچھ چکی تھی اور جب ملنے والا جواب بھی رات والا ہی پایا تو وہ وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور رونے لگی ڈیسک پر کھڑی لڑکی گھبرا گئی اور پانی کی بوتل لے کر اس کے پاس آئی اور اس کو پانی پلانے لگی۔

مغرب میں اس طرح کے واقعات دن میں دس دفعہ ہوتے نظر آتے ہیں اس لئے لڑکی کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ ڈیسک پر گئی اور سامنے پڑی ٹوکری میں سے دو چاکلیٹس اٹھا کر واپس آئی۔۔ اسے ھدیٰ پر ترس آرہا تھا۔ وہ اسے بینچ پر بٹھا کر خود چاکلیٹ کا ریپر اتارنے لگی وہ لڑکی کل رات اسے جہاں چھوڑ کر گئی تھی وہ صبح اسے وہیں بیٹھی ملی تھی اس لیے وہ چاہتی تھی کے وہ چلنے جتنی انرجی لے لے اور یہاں سے چلی جائے کیونکہ آفس کے رولز

کچھ زیادہ نرم نہ تھے اس لیے وہ اس معاملے کو جلدی ختم کرنا چاہتی تھی اگر ہائی اتھارٹیز میں سے کسی کو پتہ چلتا تو اس کی نوکری بھی جا سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر کو وہ سکول جا کر اپنی ایک ہفتے کی لیو دے آئی اس نے پچھلے کئی سالوں میں کسی قسم کی کوئی لیو استعمال نہیں کی تھی اس لیے اسے کسی خاص مسئلے کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

جس وقت وہ بس سے اتری تو پرسوں ہوا ایکسیڈنٹ ایک جھماکے کے ساتھ اس کی یاد کے پردوں پر ابھرا اس وقت وہ رش زیادہ ہونے کی وجہ سے دیکھ نہ پائی اور پلٹ آئی تھی لیکن اب اسے افسوس ہو رہا تھا وہ اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہے اسے اسی وقت دیکھنا چاہیے تھا۔۔۔ جیسے جیسے اس کے دماغ میں وہ منظر ابھر رہا تھا اس کے پاؤں اس جگہ کی طرف تیز ہو رہے تھے۔۔۔ پھر وہ بھاگتے ہوئے ایکسیڈنٹ والی جگہ پر پہنچی تھی جہاں اب ٹوٹے ہوئے شیشوں کو اٹھانے کے بعد ان کے بالکل باریک ٹکڑے روشنی پڑ کر کبھی کبھی اپنے ہونے کا پتہ دیتے تھے۔

وہ الٹے قدموں چلتی ہوئی سامنے موجود شاپ میں گئی اور وہاں موجود آدمی سے اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں پوچھا۔

جن کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا ان میں سے آپ کسی کا نام جانتے ہیں؟" اس نے سارا واقع سنتے ہوئے سوال پوچھا تھا۔

نہیں میں نہیں جانتا لیکن چونکہ میں اس جگہ موجود تھا تو میں ان کا حلیہ بتا سکتا ہوں" اس بھورے بالوں والے آدمی نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

ایک لڑکا تھا سر پر بال نہیں تھے کالے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا اسے ریک میں لٹکتا مصعب کا کوٹ نظر آیا تھا اس کا کوٹ غیر معمولی قیمت کا ہونے کی وجہ سے فوراً پہچانا جاتا تھا۔

یہ کس کا ہے؟ اور یہاں کیوں ہے؟" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

یہ ایکسیڈنٹ والے واقع کے بعد سے ہی شاپ میں ہے شاید کوئی چھوڑ گیا ہو" ھدیٰ کو لگا جیسے آہستہ آہستہ اس کے ارد گرد موجود دنیا تحلیل ہوتی جا رہی ہو۔

اس نے کوٹ لیا اور دکان سے باہر آ گئی۔ وہ اسے یہاں بھول گیا ہو گا۔ ہاں۔ وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑاتی جا رہی تھی۔

اگلے کچھ گھنٹوں میں ہی وہ پولیس اسٹیشن جا کر اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں پوچھ آئی تھی اور زخمی ہونے والوں کی تصویروں میں سے ایک بھی مصعب کی نہیں تھی۔ آج تیسری شام تھی مصعب کو گھر سے گئے ہوئے لیکن وہ اب بھی پولیس میں رپورٹ کروانے کی ہمت نہیں کر پائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(تین دن پہلے)

کتنے دن کے لیئے جانا پڑے گا؟" وہ ساتھ بیٹھے جیک سے اپنے ویلز جانے کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

شاید ایک ہفتہ بھی لگ جائے" جیک نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے جواب دیا تھا اور مصعب ٹیبلٹ رکھ کر باقاعدہ اسے دیکھنے لگا۔

تم کیا مجھ سے بار والی بات کا بدلہ لے رہے ہو؟ (مصعب نے کل ہی اسکا نیا نیا بریک اپ کروایا تھا جیسے وہ ہمیشہ سے کرواتا آیا تھا)" اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے جیک کے چہرے پر موجود خباثت کو چیک کرنا چاہا۔

اوراس کے نکلے ہوئے دانتوں نے واضح بتادیا تھا کہ ہاں بھئی کیا زندگی حرام کرنے کا ٹھیکا صرف تم نے لے رکھا ہے میں بھی توہوں دنیا میں

۔

ہے بڑی دیٹ واز جسٹ آ مس انڈرسٹینڈ نگ (یار وہ بس ایک غلط فہمی تھی)" اس نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اچھا؟ ہر بار غلط فہمی مجھے ہی کیوں ہوتی ہے۔ہاں؟" جیک نے اس کے ہاتھ کو کندھے سے ہٹایا۔

جیک مائی فرینڈ شی ڈڈنٹ سوٹ یو (جیک میرے دوست وہ تمہارے ساتھ اچھی نہیں لگتی تھی)" مصعب نے ایک بار پھر کوشش کی۔

اوووو۔ دین یو شلڈ ٹیل می بڈی (پھر تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا دوست)" جیک نے اپنی تعریف پر دائیں ہاتھ سے بائیں کندھے پر نہ نظر آنے والی گرد کو جھاڑا۔

اوکے اوکے۔ ویسے بھی اس کی ناک بہت چھوٹی تھی ایسا لگتا تھا ناک کی جگہ سٹیکر لگا ہو" جیک نے مزید پھیلتے ہوئے کہا۔

آں ں ں ں ں۔ شی واز کیوٹ (وہ بہت کیوٹ تھی)" مصعب جو کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا اس نے مڑتے جواب دیا۔

اچھا؟ لیکن ابھی تو تم نے کہا کہ وہ میرے ساتھ اچھی نہیں لگتی" اس نے کہا۔

ہاں کیونکہ تمہاری آنکھیں چھوٹی ہیں۔ تمہیں کیا لگا میں نے تمہیں بچایا تھا اس سے۔ میں تو اسے بچا رہا تھا" مصعب نے اس کا مذاق اڑایا۔

یور ٹرپ ایکسٹینڈڈ ٹو ٹین ڈیز (تمہارا دورہ دس دن کا ہو گا)" جیک نے اپنے غصے کو اس راستے نکالا تھا ورنہ تو اس دل کر رہا تھا وہ اسے اٹھا کر گاڑی سے باہر پھینک دے۔

ایسے دوست کو تو بیچ چوراہے میں کھڑا کر کے بولی لگا دینی چاہیے کیونکہ جب بھی جیک کسی لڑکی سے اپنا تعلق بڑھاتا تھا تو عین موقع پر وہ آکر ایسا کام بگاڑتا تھا کہ جیک کو دو چار بار تو پولیس اسٹیشن کی ہوا بھی کھانی پڑی تھی۔ کس چکر میں؟ ہاں

جی۔مصعب جانے والی کو اس کے خلاف اتنا بھڑکا تا تھا کے وہ جانے سے پہلے اس کے خلاف بیہودگی کا کیس کر جاتی تھی۔

آ آ آ۔آر یو مائی باس اور می (کیا تم میرے باس ہو یا میں تمہارا)"صعب اپنی باس والی ٹیون میں واپس آیا تھا۔

آف کورس یو باس"جیک نے دانت کچکچاتے ہوئے اعتراف کیا۔

یہاں روک دو بس"اس نے سامنے والے سٹور سے ھدیٰ کو نکلتے دیکھ کر کہا۔

اوکے"جیک نے گاڑی سائیڈ پر لگا کر اسے اتارا۔

وہ ابھی باہر ہی آیا تھا جب اس کے بالکل سامنے دو گاڑیاں بیچ سڑک میں پوری شدت سے ٹکرائیں۔ھدیٰ اس وقت تک سڑک کراس کر چکی تھی اور اس وقت وہ دونوں سڑک کے مختلف کناروں پر کھڑے تھے پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور وہ زمین پر گرتا چلا گیا۔

جیک اس سب کو دیکھ کر فوراً باہر آیا تھا لیکن تب تک مصعب بے ہوش ہو چکا تھا اور تھوڑی دوران گاڑیوں کے ارد گرد لوگ جمع ہو چکے تھے۔ جیک نے دیکھا کے اتنی سردی میں بھی مصعب کا چہرہ چند منٹوں میں پسینے سے بھر چکا تھا تو فوراً اس نے اس کا کوٹ اتارا اور اس کی شرٹ کی بٹن کھول کر اسے گاڑی میں ڈالنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پھر اگلے تین دن جیک نے ہاسپٹل کے کوریڈور میں چکر کاٹتے ہوئے گزارے تھے۔ پہلے تو وہ اس کے گھر اطلاع نہیں دینا چاہتا تھا کیوں کہ وہ مصعب اور اس کی فیملی کے تعلق کو بہت اچھی طرح جانتا تھا لیکن چونکہ یہ بات چھپ نہیں سکتی تھی اس لیئے اس نے اگلی صبح ہی اس کے ڈیڈ کو بتادیا تھا اور وہ ایک بار آ کر ہاسپٹل کے آدھے سٹاف کو ڈیموٹ کر کے جا چکے تھے کہ اتنے سارے لوگ ان کے ایک بیٹے کو ہی پچھلے پندرہ گھنٹے سے ہوش میں نہیں لا پا رہے تھے۔

مصعب کی پل پل کی رپورٹ انہیں پہنچ رہی تھی لیکن وہ اور جیک دونوں بے بس تھے۔

ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ پورے بیس سالوں میں مصعب کو آنے والا یہ پہلا اٹیک تھا جو اتنا شدید تھا اور نہ آج تک اس پوری ٹیم نے اتنے سالوں میں اس کا ایسا ری ایکشن نہیں دیکھا تھا۔

ڈاکٹرز کی ایک پوری ٹیم تھی جو ان سب بہن بھائیوں کے ہلکے سے بخار پر بھی بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو جاتی تھی۔

جب اسے پہلی بار یہ مسئلہ ہوا تھا تو اس کے چیک اپ کے بعد سب ڈاکٹرز کی متفقہ رپورٹ میں اس کی بیماری کو مائیز پوسٹ ٹرامیٹک ڈس آرڈر (حادثے کے بعد کی معمولی ذہنی بیماری) کہا گیا تھا اور ہر مہینے تقریباً اس حوالے سے اس کا سیشن ہوتا تھا اور اب تو کافی سالوں

سے وہ چھوٹی چھوٹی علامات بھی ختم ہو گئی تھی اسی لیے اس کے ڈیڈ اور جیک زیادہ پریشان تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیسری رات اسے ہوش آئی تھی اور ہوش میں آنے کے آدھے گھنٹے بعد تک وہ چپ چاپ لیٹا ھدیٰ کا انتظار کرتا رہا لیکن جب اس سے مزید برداشت نہ ہوا تو دوا دیتے جیک سے پوچھا۔۔

وہ نہیں آئی؟ کون؟ جیک نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا جیسے اس نے کچھ غلط سنا ہو" پھر فوراً اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے اور وہ پانی کا گلاس رکھتا ہوا الٹے قدم آہستہ آہستہ پلٹا تھا یہ کیا ہو گیا اس سے وہ کیسے بھول گیا کہ کوئی اور بھی ہے جو مصعب کا انتظار کر رہا ہو گا۔

جب تک مصعب کو جیک کی آنکھوں کے تاثرات اور اس کا الٹے قدموں دروازے کی طرف جانا سمجھ آیا تھا وہ پہلے سے ہی دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل چکا تھا۔

اب سین کچھ یوں تھا کہ جیک اپنے پورے زور سے باہر سے دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کے کھڑا تھا اور اندر بیماری کی حالت میں مصعب اتنے سے زور کے ساتھ دروازہ کھولنے کی تگ ودو میں لگا تھا تا کہ وہ جیک کا بھیجا نکال کہ اسے محفوظ کر کے عجائب گھر میں رکھوا سکے۔

بھائی۔ سوری نہ مجھے سچ میں یاد نہیں رہا" ابھی دو مہینے ہی تو ہوئے ہیں تمہاری شادی کو کونسا دو صدیاں ہو گئی ہیں جو مجھے یاد رہتا۔

اور اندر کھڑے انسان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کس کی جان پہلے لے باہر کھڑے دشمنوں جیسے دوست کی یا اپنی۔

باس" جیک پچھلے ایک گھنٹے سے گھٹنوں کے بل زمین پر کان پکڑے بیٹھا تھا اور وہ لیپ ٹاپ سامنے رکھے سی سی ٹی وی کیمرے کی وہ ریکارڈنگ دیکھنے میں مصروف تھا جہاں اس کی بیوی پچھلے ایک گھنٹے سے بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی وہ ہر اندر آنے والے اور ہر باہر جانے والے کے چہرے کو چونک کر دیکھتی اور پھر مایوسی سے سر جھکا دیتی۔

جیک !اب کیا ہو گا؟ میں پچھلے تین دن سے غائب ہوں۔اس کو کیا کہوں گا میں؟" وہ بچوں کی طرح اس سے پوچھ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھوں بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو۔جیک زمین سے اٹھتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

میں گھر جاتا ہوں اور اسے سب بتا کر لے آتا ہوں" جیک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

جیک آج تک اس کی فوراً شادی کی وجہ نہ جان پایا تھا اور نہ ہی اس نے اس رشتے کو کوئی خاص توجہ دی تھی اسے لگ رہا تھا کہ اس بار بھی سال دو سال کے بعد وہ خود ہی اپنے پچھلے دو افیئرز کی طرح اکتا جائے گا اور سب ختم ہو جائے گا پھر چاہے یہ شادی ہو یا افیئر لیکن اب اسے اتنا پریشان دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اس کی سوچ بالکل غلط تھی پچھلے ایک گھنٹے سے اس نے اس لڑکی کو بغیر پلک جھپکے دیکھا تھا اور یہ بات ہر گز نارمل نہیں تھی اس بار یہ رشتہ کم از کم مصعب کی طرف سے ختم نہیں ہو گا اس بات کا جیک کو یقین آ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جیک اگلے گھنٹے ہی اس کے کہنے پر اس کے فلیٹ میں گیا تھا پر کافی بار ناک کرنے پر بھی دروازہ نہ کھلا تو وہ پریشان ہو گیا۔اس نے ماسٹر کی سے دروازہ کھلوایا تو اندر کوئی بھی نہیں تھا۔

خود بلڈنگ سے جاتے ہوئے اس نے آفس میں کسی کو بیک ڈیٹس کی ٹکٹس، ہوٹل کے کچھ ڈاکومنٹس اور ایک لیٹر لکھ کر مصعب کے فلیٹ میں رکھنے کو کہا تھا اور جانے سے پہلے بلڈنگ کے اس فلور کی فوٹیج لینا نہیں بھولا تھا۔کچھ دیر بعد وہ ھدیٰ کے پرانے فلیٹ کے سامنے کھڑا مصعب کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اسے باہر ہی انتظار کرنے کا آرڈر ملا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب مصعب نے دروازہ کھولا تو لاؤنج میں گھپ اندھیرا تھا دیوار کو ٹٹولتے ہوئے اس نے ہاتھ مارا تو سارے میں روشنی پھیل گئی ادھر ادھر دیکھنے کی بعد اسے وہ صوفے پر بیٹھی نظر آئی۔

ھدیٰ" وہ اس کا نام لیتا ہوا آگے بڑھا۔

ھدیٰ نے نظریں اٹھائیں اور ایسے دیکھنے لگی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو لیکن اس کی آنکھوں میں کل تک والی پریشانی کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔وہ اس کے پاس گیا اور صوفے پر بالکل اس کے ساتھ بیٹھ کر سامنے والی دیوار کو گھورنے لگا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کے وہ اس سے کیا بات کرے وہ تو اسے بہت غیر ذمے دار سمجھ رہی ہو گی۔

جب وہ بھی کچھ نہ بولی تو مصعب کو مڑ کر اسے دیکھنا ہی پڑا لیکن یہ کیا وہ تو صوفے پر گرنے والی تھی اگر وہ چند سیکنڈ او رنہ مڑتا تو شاید وہ گر چکی ہوتی۔اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے مصعب کے صرف ہاتھ ہی نہیں بلکہ دل بھی کانپ گیا تھا۔

دروازہ کھولو!"گاڑی کے سامنے کھڑے جیک نے فوراً سے پہلے حکم مانا۔

پھر ان دونوں میں سے کسی کو خیال نہ رہا کہ گاڑی کس سپیڈ پر چل رہی ہے۔راستے میں مصعب اگلے دس منٹ کے اندر ڈاکٹر کو پہنچنے کا کہہ چکا تھا۔جب ڈاکٹر نے ھدیٰ کو چیک کیا تو وہ حیرانگی سے مصعب کی طرف دیکھنے لگا۔اسے مصعب کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔

گوہیڈ ڈاکٹر اینڈ ٹیل می وٹ ہیپنڈ؟(ڈاکٹر مجھے بتائیں کے کیا ہوا ہے)"اس نے سرد آنکھوں سے پوچھا تھا اور پاس کھڑا جیک اس کی آنکھوں میں اپنی کم بختی دیکھ کر مسلسل دعا کر رہا تھا کہ کوئی بری خبر نہ ہو۔

ڈائیریکٹر کالمن شی از جسٹ سلیپنگ (یہ بس سو رہی ہے)"ڈاکٹر نہیں جانتا تھا کے سوئی ہوئی لڑکی کا اس کے ڈائیریکٹر سے کیا تعلق ہے اور اسے جاننے میں دلچسپی بھی نہیں تھی لیکن اپنے پورے کیرئیر میں اس نے اس قسم کی ایمر جنسی پہلی مرتبہ دیکھی تھی اور وہ بھی اس بندے کیحوالے سے جس سے اس کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی تھی۔

ایمر جنسی بھی کیا کہ سوئے ہوئے شخص کا چیک اپ کروایا جارہا تھا کہ وہ اٹھ کیوں نہیں رہی۔

آر یو شور؟(کیا آپ کو یقین ہے ڈاکٹر)"اس نے اپنی نے بے اعتباری دکھاتے ہوئے کہا۔

یس آف کورس یو کین فیل ہر نارمل پلس (جی بالکل آپ ان کی سانس کی رفتار چیک کر سکتے ہیں)"ڈاکٹر کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ ایک سوتے ہوئے بندے کو سوتا ہوا کیسے ثابت کرے۔

اوکے"اس نے جیک کو ڈاکٹر کو باہر لے جانے کا اشارہ کیا۔

باس؟"جیک نے اسے پکارا۔

ہاں تم بھی جاؤ"اس نے بالکل آہستہ آواز میں اسے جانے کا کہا۔

جیک جانتا تھا کہ اب اگر دنیا ادھر سے ادھر بھی ہو جائے تو اس کا باس کسی کی بات نہیں سنے گا جب تک وہ اس ساری معاملے سے ڈیل نہیں کرلے گا اس لیئے باہر ٹیبل پر پڑے اس کے لیپ ٹاپ پر وہ پچھلی ڈیٹس کی ائیر ٹکٹ اور ہوٹلز وغیرہ کے کچھ کاغذات اور بلڈنگ کی فوٹیج رکھتے ہوئے چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ساری رات اس نے بیٹھ کر گزاری جب اسے یقین آگیا کے وہ صرف سو رہی ہے تو وہ اپنا لیپ ٹاپ لے آیا اور ساری رات ریسپشن ڈیسک کے پاس بیٹھی روتی ھدیٰ کو دیکھتا رہا وہ جانتا تھا کہ وہ لڑکی اپنی زندگی میں اس وقت بھی نہیں روئی جب اسکا رونا بنتا تھا تو پھر وہ اس کے لیے کیوں رو رہی تھی۔

صبح کے نو بج گئے لیکن وہ ابھی بھی نہیں جاگی۔وہ دوبارہ سے پریشان سا جیک کو کسی اور ڈاکٹر کو بلانے کا کہتا ہوا ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگا۔

پہلے۔پھر دوسرے۔پھر تیسرے اور آخر کار جب چوتھے نے بھی کہہ دیا کہ وہ صرف سو رہی ہے تو اس کی پریشانی کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئی تھی۔

ھدیٰ" وہ اس کے پاس بیٹھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

لیکن وہ تو ایسے سو رہی تھی جیسے آج تک صرف جاگتی رہی ہو۔ دوپہر میں جیک آیا تھا اور زبردستی اسے کھانا کھلا کر دوا دے گیا تھا۔ جیک کے جانے کے بعد وہ جیسے ہی کمرے میں آیا تو اسے لگا جیسے وہ جاگی ہو۔

ھدیٰ! اٹس انف ناؤ گیٹ اپ (بہت ہو گیا اب اٹھو)" اس نے یہ طریقہ آزمانے کا سوچا تھا لیکن اس پر مطلق اثر نہیں ہوا تھا وہ گہری نیند میں سوئی لگ رہی تھی۔

اس نے کسی کو کال کرنے کے لیے فون اٹھایا تو یہ کیا؟ ھدیٰ کی آئی ڈی پر دس منٹ پہلے کا ایکٹو سٹیٹس شو ہو رہا تھا۔ جسے دیکھتے ہوئے وہ اتنا حیران ہوا کہ اسے یہ بھی بھول گیا کے اس نے کسے کال کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ھدیٰ جب اٹھی تو وہ صوفے کی بجائے بیڈ پر تھی اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کے مصعب کے دروازہ کھولنے اور اسے پکارنے کے بعد کیا ہوا تھا لیکن اسے کچھ بھی یاد نہیں آیا۔ کروٹ لی تو وہ بیڈ پر بالکل اس کے ساتھ بیٹھا لیپ ٹاپ

پر کچھ دیکھنے میں مصروف تھا وہ اسے ہلکی کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ وہ اس کے جاگ جانے کے بعد اسے اپنے اتنے دن بغیر اطلاع دیے گھر نہ آنے کی کیا وجہ بتائے گا۔

پھر اس نے ھدیٰ کی ناک کے سامنے اپنی شہادت کی انگلی کیے اس کی سانس کی رفتار کو نوٹ کیا پھر اس نے جیک کو اس کے ابھی بھی نہ اٹھنے اور کسی اور ڈاکٹر کو لانے کا کہتے ہوئے سنا تھا اور اس کی آواز میں پریشانی کی جھلک کو واضح محسوس کیا جا سکتا تھا۔

پہلے تو اس کا دل کیا کے وہ اٹھ کر اس کی پریشانی ختم کر دے لیکن پھر اسے پچھلے تین دن یاد آئے جب وہ اس کو ڈھونڈنے کے لیے شہر کی سڑکوں پر ماری ماری پھری تھی۔

اب اس کو بھی تو پریشان ہونے دو ذرا" وہ آنکھیں بند کیے بالکل چت لیٹی رہی۔

ایک کے بعد ایک ڈاکٹر آ کر مصعب کو بتا تا رہا کی وہ صرف سو رہی ہے اور مصعب ان سے چڑ کر کہتا رہا کہ اگر وہ سوئی ہوئی ہے تو پچھلے انیس گھنٹے سے اٹھ کیوں نہیں رہی۔ ہر کوئی اس کے سوال کا بہتر سے بہترین جواب دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ کوئی بھی وجہ ماننے کو تیار نہ تھا۔

اگر کوئی کہتا کہ شاید وہ تھکی ہوئیں ہو یا انہیں کسی قسم کا سٹریس ہو تو وہ اس بات پر بحث کرنے لگتا یہ تھکاوٹ یا سٹریس اتنے گھنٹوں سے ختم کیوں نہیں ہو رہا۔ اور آپ اسے کوئی میڈسن کیوں نہیں دے رہے تا کہ یہ جلدی اٹھے۔ نیند کی میڈیسن ہوتی ہیں نیند سے جگانے کی نہیں یہ بات کوئی اپنے ڈائیریکٹر کو بتا نہیں پا رہا تھا اور ھدیٰ سے اپنی ہنسی روکنی مشکل ہو رہی تھی۔

اب وہ ان سب کی ڈگریوں کو جعلی قرار دیتے ہوئے جیک سے لڑ رہا تھا۔ ھدیٰ نے اسے آج سے پہلے کبھی اتنا چڑتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ جیک اسے کھانا کھا کر دوا لینے کا کہہ رہا تھا۔

اس نے کمبل کے اندر کر کے عادتاً فون پر ٹائم دیکھا تھا پھر ایک دو آئے میسجز کو کھول کر دیکھنے لگی جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس نے فوراً سے پہلے فون رکھا اور دوبارہ اسی پوسچر میں لیٹ گئی۔ وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر تا اسے اٹھنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ پھر اس نے مصنوعی غصے سے اسے اٹھنے کو کہا تھا لیکن وہ ابھی اٹھنے والی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فون کا ایکٹو سٹیٹس دیکھتے ہوئے وہ اٹھا اور بیڈ سائیڈ ٹیبل پر پڑے اس کے فون کو ہاتھ لگا کر چیک کیا جو زیادہ گرم تو نہیں پر تھوڑی دیر پہلے استعمال ہوا لگ رہا تھا۔

اپنی بیوی کی اس بچگانہ حرکت پر اسے شدید غصہ آیا لیکن کچھ بھی کرنے یا کہنے کی بجائے وہ اٹھ کر باہر چلا گیا اور ھدیٰ جس کا دل تقریباً بند ہونے کہ قریب تھا کہ اس کی چوری پکڑی نہ گئی ہو اس نے لمبی سکون کی سانس لی تھی۔

وہ پندرہ منٹ بعد تازہ بنے ہوئے نوڈلز کی پلیٹ لے کر آیا اور بالکل اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ کر کھانے لگا۔ ھدیٰ اس بات پر تو یقین کر سکتی تھی کے باہر تیسری جنگِ عظیم لگ چکی ہے لیکن اس بات پر نہیں کہ مصعب جیسے مینرز رکھنے والا بندہ بیڈ پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے۔ اس کا مطلب وہ صرف کھا نہیں بلکہ اسے سونگھا بھی رہا تھا۔

ایڈیٹ" اس نے زیرِ لب کہا۔

مسز ایڈیٹ" جواب باآواز بلند دیا گیا۔

جب اس نے دیکھا کہ وہ اب بھی نہیں اٹھ رہی تو نوڈلز کی وہ پلیٹ جو خالی ہو چکی تھی اسے اٹھاتے ہوئے بیڈ کی اس سائیڈ پر آیا جہاں وہ لیٹی ہوئی تھی اور پلیٹ میں چمچ کا ہلکا سا شور کرتے ہوئے پلیٹ کو بالکل اس کے منہ کے اوپر الٹ دیا۔

نہیں ں ں" ھدیٰ کی چونکہ آنکھیں بند تھی اس لیے اسے لگا وہ سچ میں اسے اٹھانے کے لیے یہ کر دے گا۔ وہ فوراً سے پہلے اٹھی تھی پر یہ کیا پلیٹ خالی اور مصعب کا چہرہ مسکراہٹ سے بھرا ہوا تھا۔

گڈ ایکٹنگ (اچھی اداکاری)" وہ کمبل پیچھے کرتے ہوئے بالکل اس کے سامنے بیٹھ کر اس کے بکھرے ہوئے بالوں کو سنوارنے لگا۔

ڈونٹ پیٹ مائے ہیڈ لائک یو پیٹ آ کیٹ (میرے سر کو بلیوں کے سر کی طرح مت تھپکو)" ھدیٰ نے اس کا ہاتھ سر سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

دین واٹ آباؤٹ دس (پھر اس کے بارے میں کیا خیال ہے)" اس نے اسے گلے لگا کر کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ وہ یہ کام اس وقت کرنا چاہتا تھا جب وہ اس کے آفس میں گھٹنوں کے بل بیٹھی اس کے لیے رو رہی تھی اور اسے بتانا چاہتا تھا کی جو بھی ہو جائے وہ اسے چھوڑ کر نہیں جائے گا جب تک کے وہ خود اسے جانے کا نہ کہہ دے۔

بے شک وہ ابھی اس سے محبت نہیں کرتا تھا لیکن اسے جب بھی محبت کرنی تھی اسی سے کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا ہوا تمہیں؟" جیک نے اسے سوچ میں ڈوبے پایا تو پوچھا۔

کیا ہوا مجھے؟ مرچیں میرے دماغ کو چڑھ گئی ہیں اور یہ سب تمہارے طفیل ہو رہا ہے" اس نے جیک کو کھا جانے والے انداز میں کہا۔

اب بھی؟ آج تو نو دن ہونے کو آئے ہیں ھدیٰ کا غصہ اب بھی نہیں اترا؟ جیک نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

ھدیٰ جب سے اٹھی تھی مصعب کے بغیر بتائے غائب ہونے کا پورا پورا بدلا لے رہی تھی۔ کھانے میں جان بوجھ کے نمک مرچ تیز ڈال دیتی تھی یا پھر ایسی سبزیاں پکاتی تھی جو اس نے آج تک زندگی میں نہیں کھائی تھیں ور تو اور پچھلے دو دنوں سے پتہ نہیں کہاں سے ڈھونڈ کے تھاؤ سینڈز میتھڈز ٹو گیٹ ریوینج اون ہسبینڈز (شوہروں سے بدلہ لینے کے ہزار طریقے) کے نام سے ایک کتاب لے آئی تھی اور جہاں وہ بیٹھتا وہیں اس کے سامنے بیٹھ کر اونچی آواز میں پڑھنے لگتی ت۔

بھائی؟ کتابوں میں تو زیادہ تر کسی بھی چیز کے سو طریقے نہیں لکھے ہوتے؟" اس نے جیک سے پوچھا۔

ہاں۔ پر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" جیک کو لگا شاید وہ کتابوں کے کسی بزنس میں انٹرسٹڈ ہو اس لیے پوچھ رہا ہو۔

دین وائے دیٹ بک ہیو تھاؤسینڈ میتھڈ ٹو گیٹ ریوینج اون ہسبینڈز؟(پھر اس کتاب میں شوہروں سے بدلہ لینے کے ہزار طریقے کیوں لکھے ہوئے ہیں؟)" اس کی بات سمجھتے ہوئے جیک نے مشٹنڈوں کی طرح کا چھت پھاڑ قہقہہ لگایا۔

اور مصعب نے ہاتھ میں پکڑی فائل کو جیک کے سر میں مارتے ہوئے بیویوں سے بدلہ لینے کے ہزار طریقوں میں سے پہلا طریقہ آزمایا جو کہ کافی کارگر ثابت ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگر آپ کا شوہر آپ کو بنا بتائے کئی کئی دن گھر سے باہر گزارے اور" اس نے آنکھوں کو کھولتے اور آواز کے اتار چڑھاؤ کو نیوز کاسٹرز کی طرح کنٹرول کرتے ہوئے سسپینس پھیلایا۔

اور واپسی پر یہ کہے کہ وہ ایمرجنسی بزنس ٹرپ پر۔۔ ہے؟ تمہیں کیسے پتہ؟" اس نے کتاب کے لکھاری کو غائبانہ طور پر مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا۔

مجھے سب پتہ ہے تو کیا آپ اپنے شوہر کی بات پر یقین کر سکتی ہے؟" اب کی بار سوال کرنے کی باری لکھاری کی تھی جو کے ظاہر ہے اس کے علاوہ کسی اور کو سنائی نہ دیا۔

نہیں۔ بالکل نہیں" اس نے جواب دیا۔

سہی جواب یقین کرنا بھی نہیں چاہیے۔ کیوں کہ یہ سب ب ب جھوٹ ہے" لکھاری نے سب کو لمبا کرتے ہوئے اسے حقیقت سے آگاہ کیا۔

کیونکہ اس کا اگلا جھوٹ تقریباً یہ ہو گا کی جس جگہ وہ کاروبار کے لیے گیا تھا وہاں الیکٹرانکس لے کر جانے کی بالکل اجازت نہیں۔۔۔ لکھاری نے تکہ لگایا جو کہ بالکل سہی نشانے پر لگا ھدیٰ کو یہ ہی کہا گیا تھا۔

ہاں ں ں" اس نے بھی جوشیلے پن سے جواب دیا جیسے وہ لکھاری سچ میں اس کا مسئلہ سلجھا دے گا۔

ہاں ہاں۔ میں جانتا تھا کہ وہ یہی کہے گا کیونکہ میں بھی گھر میں یہی کہتا ہوں" لکھاری نے جناتی قہقہہ لگاتے ہوئے اپنا راز افشاں کیا۔

ہیں" پڑھنے والی کو لکھنے والے پر شک ہوا۔

اب غور سے سنو اس نے ایسا کیوں کیا ہو گا" ھدیٰ کے کان ناک آنکھیں سب سماعت کا کام کرنے لگیں۔

کیوں" اس نے دوبارہ جوش میں آتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ اس سے آپ کا کوئی پیارا برتن ٹوٹ گیا ہو گا شوہروں کو سب سے زیادہ ڈر ایسی ہی باتوں سے لگتا ہے۔ لکھاری نے دوبارہ الٹرا جناتی قہقہہ لگایا اور ھدیٰ کا دل کیا اس کی لکھی ہوئی کتاب کو ہی اس کے سر میں مار کر اس کا کھسکا ہو دماغ درست کر دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ھدیٰ! اب بس کرو" مصعب نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔ بے شک وہ کام کر رہا تھا لیکن اس کا سارا دھیان اس کی طرف تھا جو پچھلے ایک گھنٹے سے کتاب میں گھسنے کو تیار بیٹھی تھی۔ (اب وہ کیا جانے کی وہ تیار نہیں بلکہ سچ میں گھسی بیٹھی تھی)

چلو باہر چلتے ہیں" وہ لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

باہر کہاں" ھدیٰ نے الٹا سوال کیا شاید اس کتاب کی ساری باتیں اس کے دماغ میں چھپ گئی تھیں اور اب وہ اپنے شوہر سے تفتیش کر رہی تھی۔

کہیں بھی۔ ڈنر کرنے" اس نے فائلز اٹھاتے ہوئے ٹیبل پر رکھیں۔

اچھا پہلے مجھے اپنے فون کے ایمرجنسی ڈائل میں پولیس کا نمبر ایڈ کرنے دیں" شاید نہیں کتاب اس کے دماغ میں واقع ہی چھپ چکی تھی۔ اس کی بات نے ایک بار پھر اسے غصہ دلانے کی پوری پوری تیاری کی تھی لیکن مجال ہے اس شخص کو پچھلے دس دنوں سے ذرا بھی غصہ آیا ہو۔

اچھا بتاؤ تمہیں کیوں لگ رہا ہے میں تم سے جھوٹ بول رہا ہوں؟" اس کے لیے کرسی کھینچتے ہوئے مصعب نے پوچھا۔

کیونکہ آپ سچ میں جھوٹ بول رہے ہیں" ھدیٰ نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ائیر ریسٹورنٹ کے ڈائننگ ہال میں بیٹھے تھے۔ کیا یہ صرف دو لوگوں کے لیے ہے اس نے حیران ہوتے ہوئے دل میں اس طرح کی ہوٹلننگ کو شاہ خرچی قرار دیا۔

یہ سچ میں بولا جانے والا جھوٹ کونسا ہوتا ہے" اس نے مسکراتے ہوئے گفتگو کو بڑھایا۔

جو آپ بول رہے ہیں" وہ اسے جھوٹا قرار دینے پر مصر تھی۔

تو پھر سچ کیا ہے" اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا۔ لیکن اسے بالکل یقین نہیں تھا کہ وہ کچھ بھی جانتی ہو گی۔ اسے لگا وہ بس اس سے سچ اگلوانے کے لیے ایسا کہہ رہی ہے۔

وہ جو آپ مجھے بتانے کے لیے یہاں لائے ہیں" ٹیبل پر رکھی کینڈل کے شعلے سے کھیلتی ھدیٰ نے جواب دیا۔

اور کیا بتانے کے لیے لایا ہوں میں؟" اس نے مزید جواب سننے کی چاہ میں اس سے سوال کیا۔

یہی کی آپ اس سے زیادہ امیر ہیں جتنا میں سمجھتی ہوں" اس نے اسپیشل سوٹ جس کے ڈائنگ میں وہ اس وقت بیٹھے تھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مصعب نے اس کے جواب پر قہقہہ لگایا تھا۔ وہ اس جوب کی توقع بالکل نہیں کر رہا تھا۔

اور؟" اب اسے سوال پوچھنے میں مزہ آنے لگا۔

اور یہ کہ آفس میں سب لوگ آپ کو کس نام سے بلاتے ہیں" اب وہ ہونٹوں کا کونا دانتوں میں دبے بیوی کی ہزار چالاکیاں کتاب پڑھ رہا ہے۔

اور؟" وہ اور چالاکیاں جاننا چاہتا تھا تاکہ مستقبل میں کام آئیں یہ جانے بغیر کے یہ وہ کتاب ہے جو آٹو اپ ڈیٹ پر ہے وہ سب جانتے ہوئے بھی مستقبل میں بچ نہیں پائے گا۔

اور یہ کہ اس دن آپ کو کیا ہوا تھا" بیوی کی چالاکیاں ختم ہوئی اور شوہر کی حیرانگی شروع۔

کیا ہوا تھا مجھے؟" اس کا پہلو بدلنا ھدیٰ کو اس کی بے چینی دکھا گیا تھا پر وہ جاننا چاہتی تھی اس لیے جواب دینا ضروری تھا۔

ٹرامیٹک اٹیک" اس کے جواب نے مصعب کے ہاتھ میں موجود چمچ کو پلیٹ میں رکھوایا تھا۔

اس دن جب ایکسڈنٹ ہوا تھا تو میں سڑک کی دوسری سائیڈ پر موجود تھی پہلے دو دن تو میں سوچ نہیں پائی تھی کی آپ کو حادثے جیسا کوئی معاملہ بھی در پیش ہو سکتا ہے لیکن تیسرے دن جب میں اس جگہ پہنچی تو مجھے جیولری کی ایک شاپ سے آپ کا کوٹ ملا۔

اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو رگڑتی ہوئی وہ نظریں جھکا گئی۔وہ اسے دوبارہ اس تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔پھر میں نے ارد گرد کی شاپس کی فوٹیج دیکھی تو۔

آپ نے بس حادثے کو دیکھا اور بے ہوش ہو گئے" اس نے مشکل سے اپنی بات جاری رکھی۔

مصعب حیران سا بیٹھا اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اسے ڈھونڈنے کے لیے پتہ نہیں کتنی مشکلوں کا سامنا کر چکی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کے کسی کے پرسنل کیمرے کی فوٹیج وہ بھی ایک عام انسان کا حاصل کرنا کتنا مشکل کام تھا لیکن وہ یہ بھی کر چکی تھی۔اسی فیصد چانس ہے کہ وہ پوسٹ ٹرامیٹک ڈس آرڈر تھا لیکن بیس فیصد چانسز یہ بھی ہیں کہ ایسا نہ ہو آپ بس تھکے ہوئے ہوں۔

اس نے بیس فیصد کی امید لگاتے ہوئے چہرہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ جو اس کی ساری بات سننے کے بعد ریلیکس نظر آ رہا تھا۔

تو پھر تم پچھلے دس دن سے مجھے تنگ کیوں کر رہی تھی؟" اس نے اس کے سوال کو اگنور کرتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ آپ جھوٹ بول رہے تھے" اس نے ایک بار پھر اسے جھوٹا قرار دیا۔

یہ کارڈ ہے میرا اور آفس میں سب مجھے ڈائیریکٹر کال کہتے ہیں (کالمن اس کا آفیشل نام تھا جو اس کے ڈیڈ نے اسے دیا تھا)" ھدیٰ نے سٹیک کا ٹکرا منہ میں رکھا۔

انفارمیشن ڈیسک پر مالکان کا ڈیٹا نہیں ہوتا اگر تم اسے میری کوئی پکچر دکھاتی تو وہ اسی وقت تمہیں بتا دیتی" اس نے ھدیٰ کا فون اٹھا کر اس کی اور اپنے سیلفی لی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کے پاس اس کی کوئی تصویر نہیں ہو گی۔

یہ جیک کا پرسنل نمبر ہے آئندہ کچھ بھی ہو تو تم اس سے رابطہ کر سکتی ہو" مصعب نے دوسرا کارڈ بھی اس کے سامنے رکھا۔

اس نے دونوں میں سے ایک کارڈ کو بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا وہ بس اس کی بیماری کی نوعیت جاننا چاہ رہی تھی اور وہ اسے بتانا نہیں چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پورا جنگل خاموش تھا ایسے جیسے ابدی نیند سویا ہو ایسے میں وہ شوخ رنگ کا ہیروں جڑا (جو دور سے ستارے محسوس ہوتے تھے) لباس پہنے ہاتھ میں لالٹین پکڑے آدھی رات کو پتہ نہیں کیا ڈھونڈنے آئی تھی۔

کیا وہ ایک شہزادی ہے؟" درخت نے شاخ ہلا کر خود پر سوئی فاختہ کو جگاتے ہوئے پوچھا۔ اس ہلکے سے شور پر لالٹین والی لڑکی مڑی تھی اور ڈر کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

مجھے نہیں لگتا" فاختہ نے جماہی روکتے ہوئے جواب دیا۔

اس کا لباس دیکھو وہ سچ میں شہزادی لگتی ہے" تنے پر لپٹے سانپ نے اپنا خیال بیان کیا۔

ہو سکتا ہے وہ چوری کا ہو" میاں مینڈک نے تالاب کے باہر چھلانگ لگا کر اپنا چشمہ ٹھیک کیا۔

لیکن وہ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہے؟" جنگل کے بادشاہ کی آواز پر سب الرٹ ہوئے تھے۔ سوال کرنے والے کی طرح ہی اہم تھا۔

مجھے لگتا ہے وہ وزیر کی بیٹی ہے جو شہزادی کا ایک بار کا پہنا لباس پہن کر سارے شہر میں پھرتی ہے اور اب جب سارا شہر اس کے جھوٹے قصے کہانیوں سے اکتا گیا تو وہ جنگل کو اپنے قصے سنانے آئی ہے" ایک اور جانور کا اہم خیال سامنے آیا۔

اگر ایسا ہے تو ہمیں اسے ابھی جنگل سے نکالنا ہو گا" جماہی روکتے ہوئے سورج مکھی کے پھول نے اور مرجھاتے ہوئے کہا تھا جو کہ پہلے سے ہی کافی مرجھایا نظر آرہا تھا۔

دیکھو وہ رات کو کتنا بھدا دکھتا ہے" رات کی رانی نے ساتھ والی سہیلی کہ توجہ سورج مکھی کی جانب دلائی۔ کیونکہ وہ سہیلی سارا دن جنگل میں سورج مکھی کے حسن کے قصے سنانے میں مصروف رہتی تھی۔

تمھیں پتہ ہے کہ وہ دن کو سب سے خوبصورت کیوں لگتا ہے؟" سہیلی نے ایک نیا قصہ شروع کیا۔

کیونکہ وہ ہر رات اپنا حسن کھونے کے بعد بھی ہمت نہیں ہارتا اور اسی ہمت کے بدلے ہر صبح اس کا حسن اسے واپس دے دیا جاتا ہے" سہیلی نے خود ہی جواب دیا۔

صیح کہا" لال ٹین والی لڑکی نے سہیلی کے چہرے پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے تعریف سے نوازا۔

تو کیا یہ ہمیں سن سکتی ہے؟ یہ ہمیں سن سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ شہزادی ہے اصل والی شہزادی" سارا جنگل اسے حیران آنکھوں سے تک رہا تھا۔

ہاں میں شہزادی ہوں اصل والی شہزادی" اس نے جھاڑی کے سمیٹے ہوئے بال بکھیرتے ہوئے کہا۔

تو تم ای آن سے ملنے آئی ہو؟" اگلا سول پوچھا گیا۔

میں بس اپنا کھویا ہوا نیکلس ڈھونڈنے آئی ہو۔ لیکن رکو یہ ای آن کون ہے؟ کیا وہ ایک انسان ہے؟" شہزادی نے نیکلس کو بھولتے ہوئے سوال کیا۔

کیا تم اس لیے نہیں آئی کے تمہیں اس آن سے محبت ہے" سارے پیڑ پودوں نے افسردہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

نہیں میں تو اسے جانتی بھی نہیں" شہزادی نے جواب دیا۔

تم اسے جانتی ہو بس تمہیں وہ یاد نہیں ہے" میاں مگرمچھ نے بامشکل اپنی بات پوری کی وہ گہری نیند میں بس یہ ہی بتا پایا۔

پھر سارے جنگل نے مل کر شہزادی کو اس آن سے محبت کروا ہی دی۔ کیسے ؟ انہوں نے شہزادی کو اتنا ڈرایا کہ بلآخر اسی آن کو شہزادی کو جنگل سے بچانے کے لیے آنا ہی پڑا اور اس کے ہاتھ میں بندھا اپنا نیکلس دیکھ کر شہزادی کو وہ سارے لمحے یاد آتے گئے جب جب اس نوجوان نے اس کو خطرے سے بچایا تھا پھر شہزادی نے زمین پر بیٹھتے ہوئے اس کو اپنا ہمسفر بننے کا اعزاز بخشا۔

اور ان دونوں کے ہاتھ پکڑتے ہی وہ معمولی سا نوجوان شہزادہ بن گیا اور اسے بتایا کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ ایک عام نوجوان کے روپ میں اس کی محبت نہیں پالے گا اس کو یہ نہیں بتائے گا کہ وہ سچ میں ایک شہزادہ ہے۔

اور پچھلے دو گھنٹے سے فلم دیکھتے نوجون کے سارے خیال ایک جھٹکے میں ہی غلط ثابت ہو گئے تھے۔ اسے آخری لمحے تک لگا تھا کہ اس بار شہزادی ضرور کسی عام نوجوان سے محبت کرے گی اور جب اس نے اس عام نوجوان سے اظہارِ محبت کیا تھا تو سکرین کو دیکھتے نوجوان کے ارد گرد سکرین سے نکلتے ہزاروں جگنوؤں نے فلم کے میوزک پر ناچنا شروع کیا کہ بھئی اس بار تمہاری باری ہے اظہارِ محبت کی اب کی بار شہزادی نہیں آئے گی تمہیں جانا ہو گا۔

لیکن آخر میں جب فلم والا عام نوجوان اصل میں شہزادہ نکلا تو سارے جگنو اپنی موت آپ مر گئے جن کو اب وہ پاؤں تلے کچلتا تھیٹر سے باہر جا رہا تھا۔ آنکھوں میں ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں تھی اور پاؤں ڈگمگا رہے تھے لکھنے والی نے ایک بار پھر اپنے لیے شہزادے کا ساتھ لکھا تھا۔

اگر وہ دوبارہ بھی جنم لیتا تو بھی شہزادہ نہیں بن سکتا تھا اس لیے اس نے ایک بار پھر اظہارِ محبت کو پسِ پشت ڈالا او اپنے دو کمروں کے گھر کی طرف چل دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم روئی کیوں تھی“اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اس نے وہ سوال پوچھا جس کے لیے وہ اسے یہاں لایا تھا۔

میں پریشان ہو گئی تھی“ ھدیٰ نے سیٹ بیلٹ پہنتے ہوئے اسے جواب دیا۔

اچھا؟ ایسے پریشان ہوتی ہو تم ؟“اس نے لفٹ کی فوٹیج کو چلاتے ہوئے پوچھا جس میں ھدیٰ ان نشیوں کی پھینٹی لگا رہی تھی اور سب سے بڑی بات نشے میں ہونے کی اتنی شاندار ایکٹنگ کر رہی تھی۔

مجھے لگا آپ ہیں“ ھدیٰ نے مار کھاتے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کیا اور اس پر اپنے ارادے واضح کیے تھے کہ اگر اگلی بار ایسا کچھ ہوا تو وہ انتظار نہیں کرے گی۔

تم نے انہیں کیوں مارا؟“ وہ سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

انہوں نے مجھے چھیڑا تھا“ ھدیٰ نے جھوٹ بولا۔

کب؟" وہ جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔

دو دن پہلے" اس نے دو دن پہلے ان کے اسے گھورنے کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

کیسے" مصعب جانتا تھا وہ مبالغہ آرائی سے کام لے رہی ہے۔

انہوں نے مجھے گھور کے دیکھا تھا" اس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اسے چھیڑنا نہیں کہتے" اس نے اسے مزید غصہ دلایا۔

میں نے اسے چھیڑنا ہی سمجھا تھا" کیسا شوہر تھا جو بیوی کی بہادری پر شاباش دینے کی بجائے اسے چھیڑنے اور نہ چھیڑنے کا فرق بتا رہا تھا۔

تم انہیں اسی دن دو ہاتھ لگا دیتی جب تم نے انہیں اس لڑکی کو تنگ کرتے دیکھا تھا" مصعب نے اس پر اسی کا مقصد واضح کیا۔

اس دن تمہارے ساتھ میں تھا اس لیے تم نے انتظار کیا" وہ اب اسے بتا رہا تھا کہ اس کے ساتھ چلتا وہ صرف فون میں مصروف نہیں ہوتا۔

ہاں تو" اس نے ڈھیٹ پن کی آخری سیڑھی پھلانگی تھی۔

تو یہ کہ اگر تم نے آئندہ کسی اور کی معاملے میں ٹانگ اڑائی تو میں یہ کروں گا" اس نے اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے اس کو ڈرایا تھا۔

(جیسے وہ ڈر ہی گئی ہو گی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الیگزینڈرا! ر کو یہ اسٹیفن کو دے سکتی ہو میری کلاس ہے وہ ابھی پول کی طرف گیا ہے شاید اس کی سوِمنگ کلاس ہو"

ھدیٰ نے اس دن کے خریدے پینٹ برشز کو الیگزینڈرا کے ہاتھ میں دیا۔

الیگزینڈرا بھی اسی کی سٹوڈنٹ تھی جو پچھلے سال ٹرانسفر ہو کر اس کی کی کلاس میں آئی تھی یہ لڑکی اپنے آپ میں بہت بڑا عجوبہ تھی۔ایک بار کاؤنسلنگ کرتے ہوئے جب ھدیٰ نے اسے پوچھا کہ وہ مستقبل میں کیا بننا چاہتی ہے تو اس کا جواب سن کے تو ھدیٰ کو تقریباً تقریباً غشی کا دورہ پڑ ہی گیا تھا۔

میں میڈ سن کی فیلڈ کی مدر بننا چاہتی ہو"ھدیٰ نے شکر کیا کہ اس نے ساتھ میڈیسن کی دنیا لگا دیا تھا۔

مدر؟جس لفظ پر ھدیٰ اٹکی تھی سوال بھی اسی کے بارے میں کیا۔آپ الیگزینڈر فلیمنگ کو جانتی ہیں؟"اس نے ھدیٰ سے سوال کیا۔

ہاں میں جانتی ہوں انہوں نے اینٹی بائیوٹک تیار کی تھی جس پر انہیں نابل پرائز دیا گیا تھا اور انہوں نے ایزائمز پر بھی کافی اچھا کام کیا تھا"ھدیٰ نے جواب دیا۔

میں ان کی نسل سے ہوں"اس لڑکی نے دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ بولا اور ھدیٰ کا منہ کھل گیا۔

وہ ایک میوزیشن کے اکلوتے بیٹے تھے لیکن انہوں نے باجا چھوڑ کر میڈیسن کو پڑا"الیگزینڈرا نے پورے کانفیڈنس سے ھدیٰ کے اب تک کے علم کی دھجیاں اڑائیں تھی۔

وہ ایک کسان کا بیٹا تھا" ھدیٰ نے اس کی انفارمیشن کو درست کرتے ہوئے بتایا۔

ہاں اس وقت کسانوں کو میوزیشن ہی کہتے تھے" الیگزینڈرا کی اس بات نے نہ صرف ساری دنیا کے میوزیشنز کو بلکہ کسانوں کو بھی شرمندہ کیا تھا۔

اور وہ اکلوتے نہیں چوتھے نمبر پر تھے اور اس کے ماں باپ کی ایک اس سے چھوٹی اولاد بھی تھی" ھدیٰ نے اسے اس کے جھوٹ پر شرمندہ کرتے ہوئے کہا لیکن وہ بھلا کوئی شرمندہ ہونے والی چیز تھی۔

ہاں باقی ساری اولاد ان کی دوسری شادی سے تھی" ھدیٰ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

وہ خود دوسری شادی سے تھا اور اس کے چار بہن بھائی اس کے ہاف سبلنگ تھے" ھدیٰ نے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے لمبی لمبی چھوڑنے سے ڈرایا تھا۔

ہاں جب وہ اپنی لیب میں کام کر رہا تھا تو فنجائی کا کلچر لگانے کے بعد اسے آرمی میں کچھ مہینوں کے لیے جانا پڑ گیا لیکن جب وہ واپس آیا تو اس کے سارے کلچر خراب ہو چکے تھے" الیگزینڈرا نے اپنا الیگزینڈر نامہ بنا ڈرے جاری رکھا۔

وہ اپنے گھر گیا تھا آرمی میں نہیں اور وہ بھی صرف ایک ہفتے کے لیے" ھدیٰ نے پھر دانت کچکچاتے ہوئے اس کی انفارمیشن کو درست سمت دی۔

میں یہی کہنے والی تھی۔ دراصل اس نے میری پڑنانی سے ادھار لیا تھا اس لیے اپنے آرمی جانے کی افواہ پھیلا دی تاکہ میری پڑنانی کو لگے وہ سچ میں آرمی میں جا کر قوم کی خدمت کر رہا ہے اور اس طرح وہ اپنا قرض معاف کروا لیتا" الیگزینڈرا نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

اور اس کے آدھے کلچر خراب ہوئے تھے سارے نہیں یہ بات نہیں بتائی تمہاری پڑنانی نے" ھدیٰ نے اسے چڑایا تھا۔

میری پڑنانی الیگزینڈر کو منہ نہیں لگاتی تھی" الیگزینڈرا نے سرکس میں اچھلنے والے جوکروں کی طرح اپنی ناک کو اوپر نیچے کیا۔

اور وہ کلچر بیکٹیریا کے تھے اور مولڈ (پھپھوندی) ان کے اوپر گرو ہوئی تھی" ھدیٰ نے بھی ہار نہ مانی۔

ٹھیک ہے۔ تو میری پڑنانی نے میرا نام اس کے نام پر رکھنے کو کہا تھا تا کہ میں بھی میڈ سن کی فیلڈ میں اس جتنا نام بنا سکوں اور مدر آف میڈ سن کہلاؤں جیسے وہ فادر آف میڈ سن تھا" الیگزینڈر اشاید تھک گئی اس لیے بات کو اختتام کا رخ دیا۔

الیگزینڈرا فادر آف میڈ سن ڈیمو کریٹس تھا اور تمہاری پڑنانی کیسے جانتی تھی کے اتنے سالوں بعد ان کے خاندان میں تم جیسا نمونہ پیدا ہو گا" ھدیٰ نے ٹیبل پر سے اپنی چیزیں اٹھائی تھی اور جانے کے لیے کھڑی ہو گئی وہ جان چکی تھی کے یہ کام ایک دن میں ہونے والا نہیں۔

اور ہاں اگر کسی کے نام پر نام رکھیں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ آپ اس کی نسل سے ہیں" وہ اس کے جذبات پر آخری ٹھوکر مارتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی کیونکہ آج خود اس کے سائنسی جذبات کی دھجیاں اڑی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆"ٹی۔ ٹیچر کو چھوٹا کرتے کرتے اب لفظ صرف ٹی رہ گیا تھا جو بچے استاد کو مخاطب کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے" ھدیٰ اسٹیف کی آواز پر پلٹی۔

مجھے نہیں چاہیے یہ" اس نے پینٹ برشز کا سیٹ اس کے منہ کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

اس میں پھینک دو" اس نے ڈسٹ بن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ جانتی تھی کہ اس بچے کے ساتھ ریورس سائیکالوجی ہی کام آتی ہے۔

یہ کام آپ خود کیوں نہیں کرتیں؟" اس نے ہاتھ میں پکڑے پیکٹ کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

اوکے یو کین گو (ٹھیک ہے تم جاسکتے ہو)" ھدیٰ نے اپنا سارا دھیان لیپ ٹاپ پر مبذول کر لیا۔ وہ اسے صرف اس طریقے سے ہینڈل کر سکتی تھی۔

وٹس رونگ ود ہر؟ (کیا مسئلہ ہے انہیں) ایک بار تو اور کہنا چاہیے تھا" وہ سر کھجاتا ہوا اسٹاف روم سے نکلا۔ [

تم الیگزینڈرا کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟" اینڈریو نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

تمھیں کیا لگتا ہے؟" اسٹیف نے چڑانے والی ھنسی ہنستے ہوئے کہا۔

یہ "اس نے ہاتھ کا مکا بنا کر اسٹیفن کے گال پر جڑا تھا۔

ہاہاہا" اسے سنبھال کر رکھو ضرورت کے وقت کام آئے گا۔اس نے اینڈریو کو ایک بار پھر چڑایا۔

واٹ آر یو ڈوئنگ ہیر یور ٹیچر از ان کلاس۔(تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو کلاس میں ٹیچر ہے تمہاری)" سٹاف روم کی طرف جاتے ٹیچر نے انہیں وہاں دیکھ کر پوچھا تھا۔

ہم سٹاف روم میں آئے تھے دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا اور ٹیچر کے گھورنے پر اپنی اپنی کلاس کا رخ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ رہیں ہماری ڈزنی ورلڈ کی ایک اور شاندار ہستی" اینکر نے آنے والی کو دیکھتے ہوئے لاشعوری طور پر ٹائی کی ناٹ درست کی تھی۔

مس ایلس! آپ نے ہمیشہ اپنی فلموں میں فی میل مین لیڈ کے لیے اپنا ہی نام استعمال کیا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ؟"

وہ جو اس سوال کا شاید ہزاروں بار جواب دے چکی تھی اس نے ایک بار پھر رٹا رٹایا جواب دھرایا۔

جب میں اپنے نام کے ساتھ کہانی لکھتی ہوں تو مجھے کردار کو تصور کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور شاید کہانی کو مزید نکھارنے کی تحریک بھی ملتی ہے" اس نے مسکرا کر اینکر کو جواب دیا تھا۔

وہ زیادہ تر انٹرویوز کو منع کر دیتی تھی یا پھر صرف تحریری انٹرویو ہی دیتی تھی یہ اس کے پورے کیریئر کا شاید دوسرا انٹرویو تھا۔

لیکن آپ نے میل مین لیڈ کے لیے بھی صرف ایک نام ہی استعمال کیا۔ کیا اس کی بھی کوئی خاص وجہ ہے؟ کیا ہم کچھ گیس کر سکتے ہیں؟" اینکر نے لہجے کو شوخ بناتے ہوئے بہت ہی بھدا سوال پوچھا تھا۔

اگر آپ کر سکیں تو" اس نے چیلنج والے انداز میں اینکر سے بھی بڑی مسکراہٹ دکھائی تھی۔

انٹرویو دیکھتے ہوئے نوجوان کا دل جیسے بند ہوا۔ اگر اینکر نے کوئی نام لے دیا یا پھر اس نے خود تو۔ دونوں صورتوں میں نقصان صرف اس کے حصے میں ہی آنا تھا۔ اس نے یک طرفہ محبت کی تھی اس لیے سارے خسارے بھی اسی کے حصے میں آنے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اور مصعب آج کافی دنوں بعد اکھٹے باہر نکلے تھے۔ وہ اب تک تیسرے ٹھیلے پر کچھ کھانے کے لیے رکی تھی اور وہ ساتھ چلتا ہوا بس ان ٹھیلوں کی صفائی ستھرائی کو نمبر دینے میں مصروف تھا۔

ھدیٰ!" مس میڈونا اور مارگریٹ کچھ فاصلے پر کھڑیں اسے اپنی طراف آنے کا اشارہ کر رہیں تھیں۔

مارگریٹ! مس میڈونا!" اس نے انہیں حیرانگی سے دیکھا۔

ہو از دس ینگ مین؟ (یہ نوجوان کون ہے؟)" پینتیس سالہ میڈونا نے اس کے ساتھ کھڑے نوجوان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ وہ دونوں اب چلتے ہوئے اس کے پاس پہنچ چکیں تھیں۔

آں ں ں" اسے بالکل سمجھ نہیں آئی کے وہ کیا جواب دے اس نے تو ابھی تک ایما کو بھی اپنی شادی کا نہیں بتایا تھا تو ان کو بتانا تو دور کی بات تھی۔

آئی واز جسٹ آسک فار آڈائریکشن (میں صرف راستہ پوچھ رہا تھا)" اس نے ھدیٰ کو سوچ میں ڈوبے دیکھ کر مس میڈونا کو جواب دیا۔ وہ جانتا تھا کہ ھدیٰ نے ابھی تک کسی کو اس شادی کا نہیں بتایا تھا۔

اوہ ہ ہ۔ لیٹس گو وداس۔ اٹس مور فن اف وی شاپ ٹوگیدر (چلو اکھٹے چلتے ہیں مزہ آئے گا)" انہوں نے اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔

نہیں میں بس واپس جاؤں گی آپ نے تو ابھی شاپنگ کرنی ہو گی" وہ بہانہ بناتی ہوئی بولی۔

آج ویک اینڈ ہے تم گھر جا کر کیا کرو گی چلو نہ اکھٹے چلتے ہیں" مارگریٹ نے اس کے بہانے کو جھٹلایا اور اسے کھینچتی ہوئی اپنے ساتھ لے گئی۔

بار بار پیچھے مڑ کر مصعب کو دیکھتے ہوئے اسے لگا وہ شاید غصے میں ہے۔ دس پندرہ منٹ مال میں ادھر ادھر گھومنے کے بعد وہ ضروری کام کا بہانہ بنا کر نکل آئی۔

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے اس جگہ واپس آئی جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ دونوں کھڑے تھے لیکن اب اس جگہ کوئی نہیں تھا اسے لگا وہ اس کا انتظار کرے گا پر وہ تو شاید پہلے ہی جا چکا تھا۔اس نے فون نکالا اور اسے فون کرنے لگی۔

یس؟" پوچھنے والے کا لہجہ کافی سرد تھا ھدیٰ کا دل کیا فوراً فون بند کر دے۔

کہاں ہیں آپ؟ اس نے ہمت کر کے پوچھا" اسے اپنی اس حرکت پر آج بہت افسوس ہوا تھا پر وہ کسی کو حقیقت بھی نہیں بتانا چاہتی تھی۔

کہاں ہونا چاہیے مجھے؟" اس نے اتنی ہی سرد آواز میں پوچھا تھا۔

جہاں تھوڑی دیر پہلے تھے" وہ اسے یہ نہ کہہ پائی کہ جہاں میں چھوڑ کر گئی تھی۔

کیوں؟" اب کی بار آواز کچھ نارمل تھی

کیونکہ میں آپ کے ساتھ آئی تھی" آپ کو انتظار کرنا چاہیے تھا۔

دوسری طرف سے کوئی جواب نہ پا کر ھدیٰ نے اپنی بات جاری رکھی۔

یو شلڈ بی ریسپنسبل (آپ کو ذمہ دار ہونا چاہیے)" ھدیٰ نے اس کی خاموشی کو اگنور کرتے ہوئے کہا۔

دین ٹرن اراؤنڈ (پھر پیچھے مڑو)" وہ اونچی آواز میں اسے مڑنے کو کہہ رہا تھا۔

اسے لگا جیسے آواز فون کے باہر سے آئی ہو مڑنے پر وہ اسی جگہ کھڑا تھا جہاں وہ اسے چھوڑ گئی تھی۔ اور وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھ گئی۔ اسے مسکراتے ہوئے ہی اس کی طرف بڑھنا تھا وہ نوٹس کر رہی تھی کہ وہ شادی کے بعد سے بدل رہی ہے وہ دوبارہ پہلے والی ھدیٰ بن رہی ہے۔ وہ خود میں دو بار پرانی ھدیٰ کو دیکھ چکی تھی ایک بار جب وہ ریسٹورنٹ میں بیٹھی اس چینی کو دھمکا رہی تھی اور ایک بار جب وہ لفٹ میں دو نشیوں کو پیٹ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تھائینالیٹس گو فارڈانس وہ بار ڈیسک کے سامنے رکھی کرسی سے اٹھااور اس کے سامنے ہاتھ پیش کیا۔

اس لڑکی نے گھٹنوں تک آتی اسکرٹ پہن رکھی تھی اور اس کا تعلق تھائی لینڈ سے تھا لیکن لہجہ امریکی تھا وہ اتنا دھیما بولتی تھی کے کان لگا کر سننا پڑتا تھا اور اسی وجہ سے جیک کو اس کے نزدیک ہونے اور اسے دوستی آفر کرنے میں دیر نہیں لگی تھی۔

اب وہ دونوں سٹیج پر کھڑے دھیما دھیما ڈانس کرنے میں مصروف تھے۔ جیک نے گردن اٹھا کر دیکھا تو بالکل سامنے اسے اسی کرسی پر اپنی طرف مسکرا کر دیکھتا مصعب نظر آیا۔

تھائینالیٹس گو آؤٹ سائیڈ (چلو باہر چلیں)" وہ اس کا ہاتھ پکڑتے اسے دوسری طرف سے باہر لے جانے لگا جانتا تھا کہ اگر وہ مصعب کے ہاتھ لگا تو کیا ہو گا۔

باہر بنے گھاس کے قطعے پر مور پنکھوں کی آڑ میں چھپتے ہوئے اپنے نومولود رشتے کو بچانے کے لیے دعائیں کر رہا تھا کہ کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

کیا ہے بعد میں آنا" وہ بغیر دیکھے کندھے سے آنے والے کا ہاتھ ہٹاتے بولا۔

بعد میں۔ بعد میں۔ تم ہر بار بعد کا وعدہ کرتے ہو اور پھر کئی کئی دنوں غائب رہتے ہو آج میں اپنے پیسے واپس لے کر ہی جاؤں گا ورنہ پولیس اسٹیشن چلو" وہ امریکی لب ولہجہ میں بولا تاکہ تھائینا کو بھگانے میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔

کیا تم نے اس کے پیسے دینے ہیں؟" وہ حیران ہوتی ہوئی جیک کی طرف دیکھ کر بولی۔

نہیں یہ جھوٹ بول رہا ہے ایسا کچھ بھی نہیں ہے" وہ کچا چبا جانے والی نظروں سے مصعب کو دیکھتے ہوئے بولا جو اس وقت بالکل پیسے ادھار دے کر دھوکا کھا جانے والوں جیسی شکل بنا کر کھڑا تھا۔

ہاں اب تو میں جھوٹا ہی کہلاؤں گا چلو پولیس اسٹیشن چلتے ہیں وہاں سب سچ پتہ چل جائے گا" وہ اسے آنکھ مارتے ہوئے ڈرا رہا تھا کہ تمہاری یہ جرئات کے بیس بار بریک اپ کروا کہ بھی لڑکی کے ساتھ پائے گئے۔

دیکھو تھائینا! کیا میں تمہیں قرض دار لگتا ہوں؟" جیک نے اپنی شکل پر مظلومیت طاری کرتے ہوئے پوچھا اور تھائینا کو وہ اس دنیا کا سب سے بڑا قرض دار لگنا شروع ہو گیا۔

دیکھو میں امیر ہوں میرے نزدیک چند ملین کوئی اہمیت نہیں رکھتے لیکن قرض تو قرض ہوتا ہے نہ" وہ تھائینا کے سامنے اپنی امارت کی شیخی بگارتے ہوئے بولا۔

اگر تم اتنے امیر ہو تو کیا اسے یہ قرض معاف نہیں کر سکتے؟" لڑکی نے آواز میں ترنم لاتے ہوئے پوچھا اور جیک نے دیکھا کے وہ سامنے کھڑے شخص کی امارت کے نیچے دب کر بس آخری دم دینے کو تیار کھڑی ہے تو افسوس سے پلٹتا ہوا پارکنگ کی طرف چل دیا۔

اسے افسردہ ہوتے دیکھ کر مصعب دبے پاؤں اس کے پیچھے چل دیا۔ وہ اسے سوچتے ہوئے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی اس وقت اسے اکیلا چھوڑنا چاہتا تھا۔ اندھیرے میں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے وہ سوچوں کی مختلف دنیا میں کھوئے ہوئے تھے۔

کیا چاہتے ہو تم" وہ پلٹتا ہوا بالکل اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تاکہ آج اس سے اس سب کی وجہ پوچھ لے۔

اگر تم شادی کرنا چاہتے ہو تو کوئی ڈھنگ کی لڑکی تلاش کرو اِدھر اُدھر ٹکریں مارو گے تو ایسا ہی ہو گا" مصعب نے اسے اتنے غصے میں دیکھا تو یہ کہہ کر پلٹ گیا۔

وہ جانتا تھا کہ آج پیسوں کے نام پر تھائینا کا فوراًبدلنا جیک کو ڈسٹرب کر گیا ہے لیکن وہ اس کا دوبارہ بریک اپ کروانے پر نہ تو شرمندہ تھا اور نہ ہی آئندہ کبھی ہو گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آمنہ بی بی نے ایک ہفتہ پہلے ہی صحن کے اس حصے جو پودے لگانے کی غرض سے کچا چھوڑا گیا تھا میں دھنیے، پودینے اور لہسن کے ساتھ ساتھ پالک کے بیج ڈالے تھے آج صبح سویرے وہ صحن میں کھڑی باقاعدہ ان بیجوں سے نکلتی ننھی کونپلوں کو دیکھ کر خوش ہو رہیں تھیں اور دن چڑھے جب انہوں نے پائپ لگا کر صحن دھویا تو گھر کے کونوں کھدروں سے کیڑوں کی فوج نکلتی ہوئی ان تینوں کے گرد اکھٹی ہونے لگی جو ہاف سلیوز بازوؤں اور شارٹس میں زمین پر کھلونے بکھیرے کھیل رہے تھے۔ انہوں نے اس ننھی مخلوق پر ترس کھاتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ کِھلانے کا فیصلہ کیا۔

دس منٹ فوج ارد گرد گھوم کر گردونواح میں موجود خطرے کی بو سونگھتی رہی اور پھر اپنے سردار کا سب کلیئر ہے کا اشارہ پاتے ہی تھوڑی دیر پہلے خود پر ترس کھاتی عوام پر حملہ کیا کوئی سپاہی ان کی ادھ ننگی ٹانگوں پر سیر سپاٹے کرنے لگا اور کوئی گردن پر چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈنے لگا۔

ترس کھانے والوں نے ترس کو پس پشت رکھا اور اپنے اپنے ہاتھ کا کمال دکھاتے دس بارہ سپاہی ایک ہی جھٹکے میں مار گرائے پھر کافی دیر تک جنگ جاری رہی اور بالآخر جیت کا سہرا اپنے سروں پر سجائے وہ تینوں جنگ میں مرے دشمنوں کی لاشیں اکھٹی کر کے ان کے خاندانوں کا شجرۂ نسب نکالتے ہوئے انہیں تین تین کی تعداد میں علیحدہ علیحدہ رکھنے لگے یعنی ماں باپ اور ایک بچہ جیسے ان کیڑوں پر بھی پاپولیشن بڑھنے کی وجہ سے دوسرا بچہ بین ہو۔

پھر ان سب کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کے لیے اس نے گھوم پھر کر پورے صحن کا چکر لگایا اور پھوپھو کی کیاریوں والی جگہ کو اوکے کرتی ہوئی وہ ان دونوں کو لاشیں لانے کا اشارہ کرنے لگی۔

اشارہ پاتے ہی ان کی ہتھیلیاں جنازہ اٹھانے والی چارپائیاں بن گئی اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے لاشوں کو نئے دریافت ہوئے قبرستان میں لایا گیا گورکھ کا رول ادا کرتی لڑکی نے گھاس کے تنکے سے پانچ منٹ میں بیس کے قریب قبریں کھود ڈالیں۔

پھر لاشوں کے خاندان جو شاید ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے اپنی مرضی سے بنائے تھے ان کو ایک ایک قبر میں دفنایا گیا اور وہ ننھے پودے جو قبریں کھودتے وقت جڑوں سمیت اکھڑ گئے تھے ان کو باری باری قبروں کے اوپر چھاؤں کی غرض سے دوبارہ لگایا جانے لگا۔

ہائے میرا دھنیہ، پودینہ کی آواز سنتے ہی تینوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہاتھ میں کڑشی لیے آمنہ بی بی ان کے اس رحمدلانہ کام کو سراہنے کی بجائے اپنی کڑشی سے ان پر حملہ آور ہونے کو تیار کھڑی تھی۔

ان کے ارادے دیکھتے ہوئے ان تینوں نے دوڑ لگائی اور دونوں لڑکیاں دو منٹ کی دوڑ کے اندر اندر ہی پکڑی گئی جبکہ ان سے عمر میں تین سال بڑا فصیح فرار ہونے میں کامیاب رہا۔ یہ جانے بغیر کے اب دھنیہ، پودینہ ساری زندگی وہ ہی لائے گا۔ پکڑے جانے والیوں کی چیخوں کو سنتے ہوئے باہر سے گزرتی ہوئی اصغری آپا رک گئی۔

وے اج کی کیتا تسی (آج کیا کیا تم لوگوں نے) ہیں؟" وہ فصیح کے کندھے پر ایک دھموکا جڑتی ہوئیں اندر کی طرف منہ کر کے پوچھنے لگیں۔

وہ ہم کیڑوں کی قبریں بنا رہے تھے تو پھوپھو آ کر ہمیں مارنے لگی" وہ اپنا کارنامہ بتاتے ہوئے آپا کے پہلو میں چھپا۔

ہاہاہا۔ کیڑوں کی قبریں" آپا منہ پر کپڑا رکھ کر ہنسنے لگیں بالکل ویسے جیسے پرانے وقت کی دادیاں منہ چھپا کر ہنستی تھیں تا کہ ہنستے ہوئے کوئی ان کے دانت نہ گن لے کے کتنے رہ گئے اور کتنے گر گئے۔

قبریں تم لوگوں نے اس کے تازہ لگائے دھنیے پودینے کی کیاری میں بنائی ہوں گی" وہ محلے کی اے ایس آئی کی خاص ایجنٹ ہونے کے ناطے معاملے کی خاص چھانٹ پھٹک کرنے لگیں۔

ہاں" اس نے ادھ موئے مرغے کی طرح گردن کو گراتے ہوئے آپا کی انفارمیشن میں اضافہ کیا۔

اے آمنہ ارے چھوڑ دے ان کو نہ مار۔میں تو پہلے ہی کہتی تھی تیرے ہاتھ سے نہیں اگنے کے یہ" وہ اونچی آواز میں آمنہ کو اور زیادہ تاؤ دلاتی بولیں۔

چل اب بس کر بچوں کو مار کے کیا ملے گا تجھے۔۔وہ دوبارہ منہ پر دوپٹہ لیے ہنستے ہوئے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی اور آمنہ ان دونوں کو چھوڑ کر فصیح کی طرف لپکی جس نے یہ حساس معلومات ایک غیر حساس بندے تک پہنچائی تھی اور اب ایک گھنٹے کے اندر سارے محلے کا موضوعِ سخن آمنہ کے ہاتھ سے کبھی نہ اگنے والے پودے ہونا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ اتنا کام کس کے لیئے کرتے ہیں" اسے تقریباً دو بجے کے بعد بیڈ پر لیٹتے ہوئے دیکھ کر ھدیٰ نے پوچھا۔

وہ آٹھ بجے کے بعد سے سٹڈی میں تھا اور اب واپس آیا تھا۔ باس ہونا آسان نہیں ہوتا ہمیں تب بھی کام کرنا پڑتا ہے جب سب اپنے گرم بستروں میں گھسے آرام کر رہے ہوتے ہیں۔

تمہارے لیے" وہ اس کے سر کے نیچے سے تکیہ نکال کر اس کا سر اپنے بازو پر رکھ چکا تھا۔

لیکن میں اتنا تو نہیں کھاتی" وہ نظریں اٹھائے اس کے چہرے کی تھکاوٹ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ہاہا" تم اتنا کیوں سوچتی ہو۔"

آپ زیادہ کام کرنے سے انکار کیوں نہیں کرتے؟" وہ اس کی بات کو اگنور کئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

کس کو انکار کروں؟" وہ جاننا چاہتا تھا کی وہ کیا سوچ رہی ہے۔

اپنے باس کو۔ باس کا بھی تو کوئی باس ہوتا ہے نہ" وہ اپنی بات پر خود بھی سوچ میں ڈوب گئی کہ اس کا باس کون ہو سکتا ہے۔

میں کام نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟" وہ اس کے پاؤں پر کمبل ٹھیک کرتا ہوا پوچھ رہا تھا وہ ہمیشہ اس کے کمبل سے نکلتے پاؤں پر چڑ جاتا تھا پر آج تک اس نے پاؤں باہر نکال کر سونے کی وجہ نہیں پوچھی تھی کہ مبادہ وہ غصہ نہ کر جائے۔ اب وہ کیا جانے ہم پاکستانیوں کو تب تک نیند نہیں آتی تھی جب تک ایک پاؤں کمبل کے اندر اور باہر نہ نکال لیں۔

میں "جواب غیر متوقع تھا اس لیے پہلے تو وہ حیران ہو کر ساتھ لیٹی لڑکی کو دیکھنے لگا اور پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اس کی زندگی میں کسی نے پہلی بار اسے کہا تھا کہ وہ اس کی جگہ کام کر لے گی۔

مجھے بھوک لگی ہے" وہ اس کی بات سن کے فوراً اٹھی تھی آج مصعب نے ڈنر نہیں کیا تھا اور لنچ کیا یا نہیں وہ نہیں جانتی تھی اور صبح پانچ بجے اس کی فلائٹ تھی وہ دو دن کے لئے شہر سے باہر جا رہا تھا اس لیے وہ اسے بھوکے پیٹ گھر سے جانے دینا نہیں چاہتی تھی۔

نوڈلز؟" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

اوکے" اس کے اوکے کہتے ہی وہ کچن میں آ کر سبزیاں نکالنے لگی اس کے چیزیں نکالنے کے دوران ہی وہ بھی کچن میں آ چکا تھا۔

کیازیادہ بھوک لگی ہے" وہ اسے پریشانی سے دیکھنے لگی۔

مے آئی ہیلپ یو (کیا میں کوئی مدد کر دوں؟)" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

آں ں" آپ سبزیاں دھوئیں وہ اسے باسکٹ پکڑا کر خود نوڈلز ابالنے کے لیے پانی رکھنے لگی۔

وہ بہت دھیان سے سبزیاں دھو رہا تھا وہ پہلی دفعہ میں ہی کام کو اتنے اچھے طریقے سے کرتا تھا کے ھدیٰ کو شک ہونے لگتا تھا کہ وہ یہ کام پہلے بھی کرتا رہا ہو گا لیکن ہر کام کو پرفیکٹ طریقے سے کرنا اس کی عادت تھی

اگلے پانچ منٹ کے اندر وہ خوشبودار نوڈلز کو ٹیبل پر رکھ کر خود کچن میں واپس چلی گئی۔ وہ اس کے فلائٹ میں ساتھ لے جانے کے لئے ڈمپلنگ بنانے لگی تھی یہ ریسپی اس نے یونیورسٹی کے دوران ایک جاپانی دوست سے سیکھی تھی۔

کافی پینے کے بعد مصعب ہاتھ لینے کے لیئے چلا گیا اور وہ ٹیبل پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔

رات کو نو بجے کے بعد باہر نہیں جانا اور کوئی بھی مسئلہ ہو میرا فون آف جا رہا ہو تو جیک سے فوراً رابطہ کرنا۔ اوکے ؟" وہ اسے بازوؤں میں لیئے نصیحت کر رہا تھا۔

اوکے" وہ اس کے کوٹ کے بٹن کو گھما رہی تھی۔

ٹیک کیئر" اس نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور چل پڑا۔

اوہ ہ ہ۔ یور مِیل (آپ کا کھانا)" وہ ٹفن کو بھول ہی گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج صبح صبح مدر آف میڈ سن پتہ نہیں کون سی گولی کھا آئی تھی کہ پچھلے ایک گھنٹے سے اپنے ڈیسک پر تقریباً لیٹی ہوئی سو رہی تھی۔ پاس سے گزرتے ہوئے اسٹیف نے اس کو واپس ہوش میں لانا ثواب سمجھا اور جوتے کو اس کے ٹخنے کے نشانے پر رکھتے ہوئے اتنے زور سے مارا کے اگر وہ آدھی نیند کی بجائے پوری نیند یعنی ابدی نیند میں بھی ہوتی تو ایسے ہی چلا کر اٹھتی جیسے اب اٹھی تھی۔

کیا تکلیف ہے تمہیں؟" اس نے جگانے والے کی ہمت کی داد دیتے ہوئے اس کے کان کے پردے کو پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

باہر آؤ" وہ اسے جان بوجھ کر باہر لے جانا چاہتا تھا تا کہ اینڈریو دوبارہ ان کو ساتھ دیکھے۔ وہ کل والے مکے کا بدلہ سود سمیت لینا چاہتا تھا۔

خوابوں میں" الیگزینڈرا نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے اسے یہ یاد دلایا کہ وہ کون ہے۔

حقیقت میں۔ اس نے اس کے بیوٹی بکس جو کے ہر طرح کے میک اپ۔ نہیں نہیں۔ گولیوں سے بھرا ہوا تھا ظاہر ہے اگر انسان کو مدر آف میڈیسن بننا ہے تو موٹیویشن کے لئے سو دو سو گولیاں تو ہر وقت اپنے ساتھ رکھنی چاہیے نہ۔ کو کھڑکی کے باہر پھینکتے ہوئے خواب کو حقیقت کیا تھا۔ کتنا آسان ہوتا ہے نہ خوابوں کو حقیقت کرنا۔

آہ س ں ں۔ اس نے چڑچڑاتے ہوئے۔ تپتپاتے ہوئے۔ اپنے ارد گرد کوئی ایسا ہتھیار تلاش کیا جو ان ہاتھوں کو کاٹ ڈالتا جس نے اس کی موٹیویشن کو ڈی موٹیویٹ کیا یعنی اس کی زنبیل کو باہر پھینکا تھا۔

لیکن اس سے پہلے اس موٹیویشن کے ڈبے کو اکھٹا کرنا ضروری تھا اس سے پہلے کے وہ کسی کی جان بچانے کی بجائے پیروں تلے آ کر اپنی جان دیتیں۔ مطلب گولیاں۔

وہی ڈبہ جو اسٹیف نے بڑی شانِ بے نیازی سے پھینکا تھا وہ دو منٹ بعد سر پر پڑنے سے اسے اپنی شان بتا گیا تھا۔ کتنا آسان ہوتا ہے نہ خوابوں کو حقیقت کرنا۔ مطلب موٹیویشن کو دوگنا کرنا۔ مطلب جگانے کی گستاخی پر دن میں تارے دکھانا۔ الیگزینڈرا نے اسٹیف کے سر پر وہی ڈبہ مارتے ہوئے سوچا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میٹنگ روم میں سب اس کی بات کو توجہ سے سن رہے تھے دراصل سننے کی ایکٹنگ کر رہے تھے کیونکہ اسی میٹنگ روم سے ہر دو تین ماہ بعد کوئی نہ کوئی گھر سے بے گھر اور روزگار سے بے روزگاری کو دعوت دیتا تھا۔

وجہ کوئی بھی ہو سکتی تھی۔ جیسے فون بجنا۔ یا جماہی آنا۔ یا اس طرح کی اور چھوٹی چھوٹی گستاخیاں۔ ارے وہی گستاخیاں جو آپ کا سلمان بچن جی کی بہو کے ساتھ کرتا ہے۔

ٹرن ن ن ن۔ سب سیدھے ہوئے کے کون گیا؟ کون گیا؟ اب کی بار کون گیا؟۔ سب کی نظریں ایک منٹ کے سوویں حصے میں سارے روم کو کھنگال چکیں تھیں آنکھیں دیکھ چکی تھی "کون کو" تلاش کر چکی تھیں پر دماغ حقیقت کو تسلیم کرنے کی نفی کر رہا تھا۔ باس کا فون۔ میٹنگ روم میں۔ ہے ے ے ے۔ ایسا کیسے۔ پر ایسا ہی تھا اب کیا کریں شادی کے بعد بہت سے باس باس نہیں رہتے اس لیے وہ بھی نہیں رہا تھا۔

فون پر چمکتے نمبر کو ہر صورت اٹھانا تھا اور فوراً اٹھانا تھا نہیں تو شام کو سر گردن پر شان سے جڑے ہونے کی بجائے لٹکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

ہیلو "سب کو ایک بار پھر حیران کرتے ہوئے اس نے فون اٹھایا اور سب کا دل کیا اسے دنیا سے اٹھا دیں وہ کیا سارے اپنی بیویوں کے سوتیلے شوہر تھے جو ان کے فون اٹھانے پر ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جاتا تھا یا وہ خطروں کے کھلاڑی تھے کہ ہر صورت پچاس لاکھ کے لیے ہر طرح کا خطرہ مول لیتا تھا۔ مطلب بیوی کا فون نہ اٹھانے کا خطرہ بھی۔۔

آپ کیا کھائیں گے ڈنر میں؟" فون کرنے والی نے دنیا کی سب سے غیر اہم میٹنگ میں سب سے اہم سوال پوچھا اسے فون کو آنکھوں کے سامنے کر کے چیک کرنا پڑا کہ یہ اسی کا فون ہے۔

بحر حال جواب تو دینا ہی تھا۔ کچھ بھی" اس نے ماحول کو مدِ نظر رکھ کر مختصر سا جواب دیا۔

کچھ بھی" "کچھ بھی تو یہاں نہیں ہے۔ وہ گروسری سٹور کی شیلفوں کو کھنگالتی ہوئی شوہر کے کچھ بھی والی ڈش کے انگریڈینٹس ڈھونڈتے ہوئے بولی۔

جو بھی ہے" اس نے معاملے کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

نہیں "جو بھی" بھی نہیں ہے۔ کچھ اور بتائیں؟" ھدیٰ نے ہونٹوں کا کونا دانتوں میں دباتے ہوئے پوچھا وہ اس کے گھر سے جانے کے ہر ایک گھنٹہ بعد سے فون کر کے اس سے ایسے ہی سوالات پوچھ رہی تھی۔

آئی ایم ناٹ پکی آباؤٹ فوڈ (میں چن کر کھانے والوں میں سے نہیں ہوں)" اور اس کے ساتھ بیٹھے ہنسی کو روکنے کی کوشش کرتے جیک کو غشی کا دورہ پڑا تھا اگر دنیا میں وہ کھانے کو لے کر پکی نہیں تھا تو پھر اور کوئی نہیں تھا۔

اوکے "اس کو مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے وہ شاپنگ کرنے لگی۔ اور میٹنگ روم میں سب کے چہروں پر واضح لکھا گیا کہ فون کی وجہ سے نکالے گئے ہمارے ساتھیوں کو معافی مانگتے ہوئے واپس لاؤں نہیں تو خود یہاں سے دفعان ہو جاؤ۔

لیکن باس میں اس طرح کے احتجاج پڑنے کی نظر ہمیشہ سے خراب ہوتی ہے اور نوکر میں اس طرح کے احتجاج کہنے کی زبان ناپید اس لیے کام کے سلسلے کو چپ چاپ واپس جوڑ لیا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ائیر پورٹ کے اندر داخل ہوتے ہوئے اس کی نظر سامنے سے آتی لڑکی پر پڑی تھی۔ یہ؟ یہاں؟ کیوں؟" کچھ یاد آتے ہی اس نے اپنے بھلکڑ دماغ پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے سبق سکھایا تھا۔

وہ اونچی ہیل پہنے ہاتھ میں کسی مہنگے برانڈ کا بیگ پکڑے اور آنکھوں پر اس سے بھی مہنگی سن گلاسسز لگائے ارد گرد کو اپنے طرف متوجہ کرتی شانِ بے نیازی سے چلتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔

اس کے بالکل پاس سے گزرتے ہوئے اس کے لمبے بال اڑے اور اپنی مہک اس کی سانسوں میں چھوڑتے ہوئے دوبارہ اس کے کندھوں پر گرے تھے۔

اس کا دل چاہاوہ ایک بار اسے روک لے یا ایک بار اس کو دوبارہ دیکھ لے لیکن وہ یہ جرأت نہیں کر سکتا تھا وہ بہت مہنگی تھی وہ اپنا آپ بیچ کر بھی اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتا تھا۔

اس لیئے اپنے دل کو ڈپٹتے اس پر ہنستے ہوئے اس نے اپنے راستے چلنا ہی بہتر سمجھا یہ جانے بغیر کے جس کو ایک بار پھر دیکھنے کی خواہش کو دل میں دباتے وہ آگے بڑھا تھا وہ اس کو مڑ کے فرصت سے دیکھ رہی تھی۔

ہاں وہ اِیلس جس کے پاس کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی فرصت نہیں تھی وہ اسے دیکھ رہی تھی وقت کو بھلا کر۔ نظر کو جما کر۔ دل کو لگا کر۔

وہ ڈزنی ورلڈ کی ایک جانی مانی لکھاری تھی لیکن اس کی وجہ شہرت صرف اس کا کام نہیں بلکہ اس کا ایک ایسے گھر میں پیدا ہونا تھا جہاں سونا چاندی اگر کھا سکنے والی چیزیں ہوتی تو وہ ان کو بھی حقیر جان کر دنیا میں موجود ان سے بھی مہنگے پتھروں سے اپنا دستر خوان سجاتے اس کے دو بھائی تھے ایک سگا اور ایک سوتیلا سب اپنی اپنی زندگیوں میں ایسے مگن تھے کہ وہ انگلیوں پر گن سکتی تھی کہ اپنی پچیس سالہ زندگی میں گھر کے کس فرد سے کتنی بار ملی تھی اکھٹا تو وہ آج تک کسی جگہ پر نہیں ہوئے تھے جس کو جس سے کام ہوتا وہ خود چل کر دوسرے کے پاس آتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”ٹی“ چوہے کی طرح کترے ہوئے بال لیے وہ لڑکی کافی دیر سے اسے اپنے آنے کا مقصد بتانے کے لیے بے تاب تھی لیکن وہ اس بے تابی کو فل حال افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

جینی کم بیک ٹو مورو اینڈ آئی ول لسن ٹو یو (جینی کل آنا پھر میں تمہاری بات سن لوں گی) ناؤ گو بیک ٹو یور کلاس (اب اپنی کلاس میں جاؤ)“ وہ اس کو کہتے ہوئے سیدھی ہوئی۔

ٹی۔ مجھے جانا ہے صبح۔ بس ایک گھنٹے کے لیے“ وہ وہاں سے جانے کی بجائے ھدیٰ کا ہاتھ تھامتے تقریباً اس کے قدموں میں بیٹھ چکی تھی۔

تم اگلے سال لے لینا آٹو گراف ویسے بھی آٹو گراف سے کونسا کوئی جادوئی بجلی نکلے گی جو تمہیں بھی اتنا ہی کامیاب بنا دے گی“ اس نے کہا۔

دراصل جینی ڈزنی ورلڈ کی ایک سکرپٹ رائیٹر کو اپنا آئیڈیل مانتی تھی اور وہ رائیٹر آج ہی کینڈا سے دو دن کے لیے اپنی برتھڈے منانے کے لیے ائرلینڈ واپس آئی تھی اس لیے وہ اس کا آٹوگراف لینا چاہتی تھی لیکن کلاس اور فین میٹنگ کا وقت ایک ہی ہو جانے سے اب وہ ھدیٰ کو اس بات پر منانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ اس کی ایبسینس کی رپورٹ اس کے فادر کو نہ کرے۔

آئی ول ڈو ایوری تھنگ یو آسک (آپ جو کہیں گی میں وہ کروں گی)" وہ پلکوں کو جھپکتے ہوئے اسے رشوت آفر کر رہی تھی۔

ایوری تھنگ؟ (ہر کام؟)" ھدیٰ لالچ میں آئی۔"

ایوری ی ی ی ی تھنگ (ہر کام)" اس نے ایوری کو لمبا کرتے ہوئے لالچ کو مزید خوبصورتی سے پیش کیا۔

اف یو گیٹ سیونٹی پرسنٹ ان میتھ ٹیسٹ (اگر تم میتھ کے ٹیسٹ میں ستر فیصد لو گی) دین آئی ول تھنک آباؤٹ اٹ (تو میں سوچوں گی)" ھدیٰ نے آفر قبول کی تھی۔ وہ ھدیٰ ہی کیا جو رولز کو رولز مانے۔

سکسٹی (ساٹھ فیصد) ڈن (پکا)" جینی خوش ہوتی اس کے قدموں سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

سکسٹی فائیو (پینسٹھ فیصد)" اس نے بارگیننگ شروع کی۔

ٹی" جینی نے احتجاج کیا۔

ڈیل کینسل (بات ختم)" اس نے نظریں لیپ ٹاپ پر جمائے دھمکی دی۔

اوکے اوکے۔ سکسٹی فائیو" وہ اچھلتی ہوئی باہر کی طرف چل دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ممی" چار سالہ بچی اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف آ رہی تھی۔

اوہ۔ مائی بے بی" اس نے پلٹتے ہوئے اسے دیکھ کر فرش پر گھٹنے ٹکا کر اپنے دونوں بازو وا کیئے تھے۔

تم کب آئی" وہ بچی کے پیچھے کھڑی ایما سے پوچھ رہی تھی۔

تم رات کو کہاں تھی؟" ایما اسے گھور کے دیکھ رہی تھی۔

تم گھر گئی تھی؟" اگر وہ رات کو اس کی طرف گئی تھی اس کا مطلب تھا کہ وہ کل ہی واپس آگئی تھی۔

تم ایک ہفتہ پہلے کیوں آگئی؟" ھدیٰ نے اس کے سوال سے بچنے کے لیے اس سے سوال کیا تھا۔

تم گھر سے اتنی دور گروسری کرنے کیوں آئی؟" ایما نے تفتیش جاری رکھی اسے لگ رہا تھا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔

تم نے ڈنر کیا؟" وہ گھڑی کو دیکھتے ہوئے ڈرنک کارنر کی طرف آئی۔ وہ چلتے ہوئے ہیزل کو شاپنگ کارٹ میں بٹھا چکی تھی جواب اچھل اچھل کے ھدیٰ کو اسے گود میں لینے کے اشارے کر رہی تھی۔

شی از آ بگ گرل ناؤ (یہ بڑی ہو گئی ہے)" وہ اس کے گالوں کو کھینچتی ہوئی بولی۔

ہاں تین مہینوں میں "ایمانے ہنستے ہوئے اپنی بیٹی کے گال پر ہاتھ پھیرا تھا جو ابھی ھدیٰ کے کھینچنے کی وجہ سے" لال ہو چکی تھی۔ ہیزل کو جوس پکڑاتے ہوئے وہ چیزیں پیک کروانے لگی اور پھر قریبی ریسٹورنٹ کی طرف چل پڑیں۔

ہاں اب بتاؤ سب سچ سچ "ایما جو اسے گھر نہ پا کر پریشان ہوئی تھی وہ اسے آنکھوں سے تنبیہہ کرتی ہوئی بولی۔"

کھانا تو منگواؤ "وہ سر پر اپنی موت دیکھ کر۔ دو منٹ اور۔ دو منٹ اور۔ کھیلنے میں مصروف تھی۔

کھانا بھی آجائے گا پہلے بتاؤ اب کیا کیا ہے تم نے؟ "ایما ٹیبل پر اپنا ہاتھ مارتی ہوئی بولی جس سے ھدیٰ ایک دم ڈر کے پیچھے ہوئی اور اس کی گود میں بیٹھی ہیزل کھکھلا اٹھی شاید وہ جانتی تھی کے اس کی اصل ماں اب اس کی منہ بولی ماں کو بخشنے والی نہیں۔

میں نے شادی کر لی ہے "وہ آنکھیں بند کر کے دونوں بازوؤں کو کر اس کر کے منہ کے سامنے کرتی ہوئی بالی تا کہ اگر ایما نے کچھ اٹھا کیا سے دے مارا تو کم از کم اس کا چہرہ تو بچ جائے۔

ہاہاہا۔اس سے اچھا مذاق نہیں ملا تمہیں کرنے کے لیے؟" ایما نے بے یقینی اور یقین کے درمیان ڈولتے ہوئے اس سے پوچھا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں" اس نے بازوؤں کو گود میں ہیزل کے گرد لپیٹتے نظریں نیچی کرتے ہوئے کہا۔

یو سِلی گرل (پاگل لڑکی) میرا انتظار تو کر لیتی" اس نے کہا۔

ہی وانٹس ٹو ڈو اٹ (وہ ایسا چاہتا تھا)" اس نے سارا الزام مصعب پر ڈالتے ہوئے کہا۔

آر یو آ کڈ (کیا تم بچی ہو) اینڈ ناؤ یو ایون ٹولڈ می ہز وانٹس (اور اب تم مجھے اس کی چاہتیں بتا رہی ہو) بے شرم" اس کے جھکے سر کو دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔

ناؤ سٹینڈ اپ اینڈ ڈو آ ڈک ڈانس (چلو کھڑی ہو جاؤ اور ڈک ڈانس کرو)" ایما اسے پرانی رسم جو ان سب نے یونیورسٹی میں شروع کی تھی اس کو یاد کرواتے ہوئے بولی۔

وہ فوراً کھڑی ہوئی اور بازؤں کو تیرنے کے انداز میں چلانے لگی پھر اس نے دائیاں بازوں اور بائیاں پاؤں ایک ساتھ چلانا شروع کیا جیسے کوئی بطخ خوشی سے پانی میں تیرتے ہوئے مستیاں کرتی ہے۔اس کو اس طرح دیکھ کر ایما کو اتنا اندازا ہو گیا تھا کی وہ اس رشتے سے خوش ہے اور ایما نے نظریں اٹھا کر آسمان والے کا شکریہ ادا کیا تھا کہ جس کام کی کوشش ایما پچھلے تین سالوں سے کر رہی تھی وہ کام اس کی تین مہینے کی غیر موجودگی نے کر دیا تھا۔

آر یو دیٹ ہیپی (کیا تم اتنی خوش ہو؟)" ایما نے اسے اس طرح ڈانس کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

کیا میں لگ رہی ہو؟" اس نے الٹا اس سے تصدیق چاہی۔

ہاں۔بہت" اور ان کے مسکرانے پر ہیزل بھی کھکھلا اٹھی تھی۔

ناؤ ٹیل می آباؤٹ ہم (چلو اب مجھے اس کے بارے میں بتاؤ)" اور ھدیٰ اسے شروع سے سب بتاتی چلی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے زمین سے پتھر اٹھا کر فصیح کو پیٹتے ہوئے لڑکے کی کمر پر مارا جو پتھر پڑتے ہی بلبلا اٹھا۔ اس نے فصیح کا بیگ اپنے کندھے پر ڈالا اور اسے اٹھانے لگی۔ وزن اور عمر دونوں میں وہ فصیح اور اس لڑکے سے چھوٹی تھی پر جب اسے غصہ آتا تھا تو وہ یہ بھول جاتی تھی کے سامنے کون ہے یا وہ کس سے کتنی چھوٹی ہے۔

اگر تم نے گھر جا کر اپنی ممی کو بتایا تو میں کلاس میں ہوئی ساری چوریاں تمہارے ابا کو بتا دوں گی" وہ روتے ہوئے لڑکے کو دھمکا رہی تھی۔

مگر اس نے بال چوری کی تھی آج" اس لڑکے نے کھڑے ہوتے ہوئے ھدیٰ کا بازو کھینچتے ہوئے اسے سچ بتانا چاہا۔

اچھا۔ کب سارا دن تو یہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے" اس نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے اس سے پوچھا۔

جب تم اور شانزے کینٹین گئیں تھیں تب" اس لڑکے نے آخری کوشش کرتے ہوئے اسے حقیقت سے آگاہ کرنا چاہا پر اس کی آنکھوں پر بندھی دوستی کی پٹی کو کوئی اور اتارتا تو سچ نظر آتا نہ۔

ہماری آنکھوں پر جتنی بھی بہانوں کی دلیلوں کی پٹیاں بندھی ہوتیں ہے ان کو ہم جان بوجھ کر نہیں اتار رہے ہوتے کیونکہ ہم سب اس تکلیف سے بچنا چاہ رہے ہوتے ہیں جو ہمارے یقین کو توڑ دیتی ہے ہم سب فرار کے راستے کو آسان سمجھتے ہوئے اپنے لیے اور تکلیف کا سامان اکھٹا کر رہے ہوتے ہیں یہ جانے بغیر کے اس بارود کو آتش میسر ہوئی تو سب کچھ جل جائے گا پھر نہ ہم تکلیف سے بچ سکے گے اور نہ اس تکلیف پر رو سکیں گے بلکہ اس وقت ہم سب سے اپنا آپ چھپاتے پھریں گے کہ کوئی ہماری تکلیف نہ دیکھ لے ہم ہر رشتے کو شک کی نظر سے دیکھیں گے اور ہر شخص کو پرکھیں گے۔

اور کوئی جھوٹ نہیں ہے بولنے کے لیے تمہارے پاس" وہ اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔

جس دن تمہیں پتہ چلا کے وہ جھوٹ بول رہا ہے اس دن کون سا منہ دکھاؤ گی" وہ چلا کر اسے کہہ رہا تھا۔

وہ دونوں چلتے ہوئے گلی کے کونے پر پہنچے تھے جب شانزے نے دیکھا کے وہ آرہے ہیں تو اپنے آنسو صاف کرتی فوراً اٹھی تھی۔

مار کھاتے ہوئے میری بہن کو آوازیں مت دیا کرو" شانزے نے اپنا بیگ فصیح کے گھٹنے پر مارتے ہوئے اپنا غصہ اتارا۔

وہ ہمیشہ جھگڑا خود کرتا تھا اور جب مار کھانے کی باری آتی تو ھدیٰ ھدیٰ کرتا اس کے پاس آجاتا تھا۔ سکول میں گروپس

بنے ہوئے تھے اور ہر گروپ میں کوئی نہ کوئی لڑاکو خان یا پھر ہلاکو خان ضرور ہوتا تھا اور اگر نہیں بھی ہوتا تھا تو رشوت دے کر یعنی ٹفن۔ چپس۔ یا جوس دے کر اسے گروپ میں شامل کر لیا جاتا تھا لیکن ان تینوں کے گروپ میں کوئی شامل ہونا چاہتا تھا نہ وہ شامل کرنا چاہتے تھے اس لیے کسی ایک کو ان میں سے لڑاکو یا ہلاکو کا عہدہ سنبھالنا ہی تھا ہر طرح کا تجربہ کرنے کے بعد فصیح کو اس عہدے کے لیے نہ اہل قرار دے دیا گیا اور شانزے وہ تو اتنی ڈرپوک تھی کے لڑائی کے دوران کسی جگہ چھپ جاتی اور ریسکیو ٹیم کو دیکھ کر ہی باہر نکلتی تھی لہذا یہ عہدہ ہم سب کی پیاری اور مصعب کی نیاری دلہن کے حصے میں آیا جو وہ باخوبی نبھا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کہاں ہو تم"فون اٹھاتے ہی اس سے سوال کیا گیا تھا۔

آئی ایم آوٹ سائیڈ (میں باہر ہوں)" اس نے ہلکی آواز میں جواب دیا۔

اٹس لیٹ (دیر ہو گئی ہے) وین ول یو بیک (واپس کب آنا) کین آئی پک یو (کیا میں پک کر لوں)" اس نے تینوں باتیں ایک ساتھ کہیں تھیں۔

نو اٹس او کے اینڈ ڈونٹ وری آئی ایم ود ایما(نہیں۔۔ آپ پریشان نہ ہو میں ایما کے ساتھ ہوں)" ھدیٰ نے آواز کو مزید دھیما کیا تھا کیونکہ ایما اس کے سامنے بیٹھی مسلسل اشاروں سے اسے چھیڑ رہی تھی۔

از ایما یور باڈی گارڈ اور یو؟(کیا ایما تمہاری باڈی گارڈ ہے یا تم اس کی)اٹس آل ریڈی الیون پی ایم(رات کے گیارہ بج رہے ہے)" اس نے ایما کے ساتھ ہونے کے جواز کو جھٹلایا تھا۔

آئی ول ٹاک ٹو یو وین آئی ایم ہوم(میں گھر آ کے بات کرتی ہوں)" کیا وہ اسے ڈانٹ رہا تھا؟ وہ تو خود گھر اتنی لیٹ آتا تھا۔

ہنہ میں نے بڑا ڈر جانا ہے اس نے سر کو جھٹلاتے ہوئے فون رکھا لیکن مصعب کی آواز میں اپنے لیے پریشانی محسوس کر کے اس کے چہرے پر رنگ بکھرے تھے جسے ایما نے باخوبی نوٹ کیا۔

ناؤیو ایون بلش(اب تم شرما بھی رہی ہو)" اس نے اسے ایک بار پھر چھیڑا۔

ایما!" اس نے گھورتے ہوئے اپنے چہرے کے رنگوں کو اور اس کے چھیڑنے کو جھٹلایا۔

تمہیں پتہ ہے میں پچھلے تین سالوں سے تمہارے لیے کتنی پریشان تھی پر اب میں بہت خوش ہوں ایسے ہی ہمیشہ خوش رہو ایمانے اس کے چہرے پر پیار کرتے ہوئے اسے دعا دی تھی ایسی دعا جو دنیا میں صرف دو لوگ ہی دے سکتے ہیں ایک آپ کی ماں دوسرا سچا دوست اور وہ ایک دوسرے کے لیے دونوں تھیں دوست بھی اور وقت پڑنے پر ایک دوسرے کی مائیں بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اٹس ہر برتھڈے باس(اس کی سالگرہ ہے)" جیک نے فائلز ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے اسے یاد کروایا۔

آں ں۔ آلریڈی؟(اتنی جلدی)" اسے لگا کہ سال جیسے منٹوں میں اڑا ہو۔

اوکے بائے آ گفٹ فار ہر(ٹھیک ہے اس کے لیے تحفہ خریدو)" اوکے میں ایوا سے کہتا ہوں۔

وہ ایوا کا خریدا ہوا تحفہ میرے سر پر مارے گی" اس نے جیک کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو شاید بخار کی وجہ سے ہلکا سا لال ہو رہا تھا۔

ٹھیک ہے میں ڈرائیور کو کہتا ہوں وہ لمٹڈ ایڈیشن پک کرلے گا۔ بیگ یا جیولری؟" جیک نے فون نکالتے ہوئے مصعب سے رائے لی۔

میرا ایک کیا ہو تحفہ اوہ مجھ سمیت اٹھا کر باہر پھینک دے گی" مصعب نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

پک اپنی تھنگ فار ہر دین گو ہوم اینڈ ریسٹ (اس کے لیے کوئی بھی چیز چن لو پھر گھر جا کر آرام کرنا)" وہ جیک کی طبیعت کی ناسازی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

اوکے۔ آئی ول لیو فرسٹ (ٹھیک ہے پھر میں جاتا ہوں)" جیک دروازے تک جا کر مڑا۔

وائے شی کیپس گفٹس دیٹ آئی چوز؟ (وہ میرا خریدا ہوا تحفہ کیوں رکھ لیتی ہے)" اس نے چھینکتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ لڑکیوں کے لیے گفٹس خریدنے کا جتنا تجربہ تمہیں ہے وہ شاید ہی کسی اور کو ہو" مصعب نے آنکھ مارتے ہوئے اس کو اس کا پرانا ریکارڈ یاد کروایا۔

میرے پاس بیماریاں منتقل کرنے کا تجربہ بھی ہے" وہ اس کے منہ پر چھینک مار کر بلٹ ٹرین کی رفتار سے دوڑا تھا مبادہ مصعب اس کی چھٹی کینسل کر دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھت سے لٹکتی ہوئی تتلیاں، دیواروں پر ہوئیں تھری ڈی پینٹنگز اور کرداروں کا کوسٹیوم پہنے بہت سے لوگ ہال میں جمع تھے وہاں سٹیج کے بالکل سامنے ایک بڑی کرسی کے سامنے میز لگا کر اس پر آنے والی فلم کے بروشرز اور پچھلی تمام فلموں کی سی ڈیز اور کرداروں کے کوسٹیومز کے کچھ حصے جیسے سر پر پہنی ہوئی ٹوپی۔۔ہاتھ میں پکڑی میجک سٹک۔ جیولری۔ یا کراؤن وغیرہ کو بہت خوبصورتی سے ارینج کیا گیا تھا۔ہال میں داخل ہونے پر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہم فلم کے اندر آ گئے ہوں۔

وہ سنہری رنگ کے لباس میں جو کہ اس کی فلم کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا اور اسی کردار کے انداز میں بالوں کو موتیوں سے سجائے ہال میں داخل ہوئی تھی اور دو لیڈی ہیلپرز بھاگتی ہوئیں اس کی طرف آئی اور اس کے لباس کو دونوں اطراف سے اٹھا لیا تاکہ اسے چلنے میں آسانی ہو پھر باقاعدہ فین میٹنگ کا آغاز کیا گیا ہال کے باہر لائن میں بے تابی سے کھڑے مداحوں کو ایک ایک کر کے بلایا جاتا وہ ایلس سے گرمجوشی سے ہاتھ ملاتے اور اس کی سائن کی ہوئی سی

ڈی۔۔کاسٹیوم کا کوئی حصہ اور آنے والی فلم کا پوسٹر لے کر وہ ہال سے باہر آتے ہوئے اتنا خوش ہوتے جیسے ان کے ہاتھ زمین کا کوئی خزانہ لگ گیا ہو۔

اس فیلڈ میں آنے سے پہلے اسے لگتا تھا کہ فینٹسی صرف بچے دیکھتے ہوں گے پر کام کرنے پر اسے اندازہ ہوا تھا کہ ہر عمر کا اور ہر جنس کا انسان فینٹسی دیکھتا تھا اس طرح کی ایکٹوٹیز اس کے مزاج کے برعکس تھی وہ اپنے ارد گرد لوگوں کا ہجوم پسند نہیں کرتی تھی لیکن فین میٹنگ کے دوران اسے لوگوں کے سچے جذبات اور ان کی وہ محبت نظر آتی تھی جس کو وہ بچپن سے اپنے حقیقی رشتوں میں تلاش کرتی آ رہی تھی اور یہ ہی ایک وجہ تھی جو اس کو اس کام کے ساتھ جوڑے ہوئے تھی ورنہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو نوالہ توڑ کر منہ میں ڈالنے سے کتراتے تھے کے انہیں چبانا پڑے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کسی نے دیوار پر سے اپنا بیگ سکول کے باہر پھینکا جو وہاں سے گزرتے راہ گیر کے سر پر لگتے لگتے بچا لیکن اس کے بعد جو چیز دیوار کے اس پار سے اِس پار گری تھی اس نے گزرنے والے کو موقع ہی نہیں دیا بچنے کا۔ دونوں کو۔ اس وقت ہوش آیا جب ان کی ایک آدھی ہڈی اللہ کو پیاری ہو گئی۔

کراہتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور جینی نے دوڑ لگا دی اور اس کے ڈیڈ جن کا ابھی ہاتھ کی ہڈیاں ستائیس سے اٹھائیس ہونے کا صدمہ کم نہیں ہوا تھا کہ بیٹی کے دیوار پھلانگ کر سکول سے بھاگنے کے صدمے نے انہیں اپنی زد میں لیا۔

جینی! جینی!" انہوں نے اس کے پیچھے بھاگنے کی ناکام کوشش کی۔

اسے گلی کا موڑ مڑتے دیکھ کر وہ افسوس سے سر ہلاتے ابھی مڑے ہی تھے کہ وہاں سے ھدیٰ بھاگتی ہوئی اسی طرف مڑی جہاں تھوڑی دیر پہلے جینی گئی تھی۔ دراصل وہ فین میٹنگ سٹوڈنٹس کے لیے نہیں تھی اس لیے یقیناً جینی کو کوئی غلط طریقہ استعمال کر کے ہی اندر جانا تھا اور چونکہ سکول کا وقت تھا اس لیے وہ خود تو پھنستی اور اپنے ساتھ ساتھ ھدیٰ کو بھی پھنساتی۔

ان دونوں کو اس طرح آگے پیچھے بھاگتے دیکھ کر جینی کے فادر جو اپنے کسی کام کی غرض سے سکول آئے تھے وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ کر ان دونوں کے پیچھے چل پڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سٹاپ وئیر از یور پاس (رکو تمہارا پاس کہاں ہے)" ڈیوٹی پر کھڑے ایک گارڈ نے ھدیٰ کو روکا۔

آئی لوسٹ اٹ مائی نیم از ان دالسٹ یو کین چیک اٹ (وہ گم ہو گیا ہے آپ میرا نام لسٹ میں چیک کریں)" اس نے ان سے جھوٹ بولا۔

دیئر از نو اینٹری ود آؤٹ پاس (پاس کے بغیر کوئی اینٹری نہیں ہے)" ھدیٰ ان کو سچ نہیں بتا سکتی تھی اس لیے پلٹ آئی۔

ہے ے ے۔ یو" اس نے بلڈنگ سے نکلتے جیک کو آواز دی۔

وائے آر یو دیئر۔ اینڈ آئی ایم ناٹ ہے ے۔ مائی نیم از جیک (تم یہاں کیسے ؟۔ اور میں ہے ے نہیں ہوں۔ جیک نام ہے میرا)" جیک نے اسے جوب دیا فلحال وہ ڈیوٹی پر نہیں تھا اس لیے اتنا رعب تو بنتا تھا۔

اوکے مسٹر ررر جیک ڈو یو ہیو این ایکسٹرا پاس؟ (ٹھیک ہے جیک صاحب کیا آپ کے پاس ایکسٹرا پاس ہے؟)" ھدیٰ نے وقت ضائع کیے بغیر اپنے مطلب کی بات کی۔

وائے یو نیڈ اٹ (آپ کو کیوں چاہیے؟)" جیک نے اسے شکی نگاہوں سے دیکھا۔

مائی سٹوڈنٹ از انسائیڈ اینڈ شی از این ایلیمنٹری سٹوڈنٹ (میری سٹوڈنٹ اندر ہے)" اس نے بینر کی طرف اشارہ کیا جہاں سکول ٹائمنگ کے دوران فین میٹنگ رکھنے کی باقاعدہ معافی مانگی گئی تھی۔

اوہ۔ یو کین گو (آپ جاسکتی ہیں)" جیک نے ذرا سا جھکتے ہوئے ہاتھ سے اندر کی طرف اشارہ کیا جیسے چینی کرتے ہیں۔

جیک کا اشارہ پاتے ہی گارڈ پیچھے ہٹے۔ اور۔ وہ اندر چلی گئی جہاں ہزاروں لوگوں میں جینی کو تلاش کرنا انتہائی مشکل کام تھا۔

پندرہ سے بیس منٹ ادھر ادھر گھوم کر اسے تلاش کرنے کے بعد وہ تھک کر سامنے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی جو اس وقت بالکل خالی تھی اور ان پر بیٹھنے والے ایک دوسرے پر چڑ دوڑنے کے لیے تیار۔

ان پاگلوں کی محفل کا حصہ بننے پر اس نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا جب کسی کے پیلے بال مطلب وِگ اس کے پیروں میں گری۔

پاؤں سے دیکھتی ہوئی وہ جیسے ہی چہرے تک پہنچی تو ہزاروں ٹن منہ پر رنگ برنگے میک کو لگائے جینی نے اپنی عمر چھپانے کی کامیاب کوشش کی ہوئی تھی پر اس کے جوتوں نے اس کا بھرم نہ رکھا۔۔ پھر کیا تھا۔۔۔۔ پورے ہال میں آگے آگے جینی اور پیچھے پیچھے ھدیٰ۔

ٹی۔ آخری بار۔ پلیز میں نے پاس لینے کے لیے بہت محنت کی ہے" وہ منتوں پر اتر آئی۔

وٹ ول یو ڈو اف دے ہینڈ اور یو ٹو پولیس؟ (اگر انہوں نے تمہیں پولیس کے حوالے کر دیا تو کیا کرو گی)" ھدیٰ نے اس کی سر پر رکھ کے تھپڑ مارا۔

ٹی ی ی" وہ سر سہلانے لگی۔

وہ اسے کھینچتی ہوئی وہاں سے باہر لے آئی جہاں جینی کے فادر کھڑے گارڈ سے بحث کرنے میں مصروف تھے۔

اس نے جینی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا اور ان سے معذرت کرتی ہوئی اندر کی طرف پلٹ گئی۔ جینی کے ساتھ پکڑا پکڑی میں سارا میک اپ اس کے منہ پر ٹرانسفر ہوا تھا۔ جسے صاف کرنے کے لیے وہ واش روم ڈھونڈنے لگی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پرسنل رومز کے باہر سے گزرتے ہوئے وہ کمرے میں کھڑے انسان کی جھلک کو دیکھ کر رکی اسے لگا شاید وہ مصعب ہے۔

ذرا سا قریب جانے پر وہ پہچان گئی کہ وہ مصعب ہی ہے وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی لڑکی سے کوئی بات کر رہا تھا پھر اس نے اپنی پاکٹ میں سے کچھ نکالا۔ اور یہ کیا۔ اسے کھڑے رہنے کے لیے کسی سہارے کو تھامنا پڑا۔

وہ اس کے گلے میں لاکٹ پہنا رہا تھا جسے شاید بند کرنے میں اسے مشکل پیش آ رہی تھی اور باہر کھڑی ھدیٰ کے پاؤں کے نیچے سے زمین غائب ہونا شروع ہوئی۔

وہ الٹے قدموں پلٹتی ہوئی بلڈنگ سے نکلی تھی سڑک پر چلتے ہوئے اس نے دیکھا سب لوگوں کے پاس کوئی نہ کوئی منزل تھی جہاں وہ جلد از جلد پہنچنا چاہتے تھے شاید اس لیے ان کی رفتار میں بھی تیزی تھی لیکن اس کو کہیں بھی پہنچنے جلدی نہ تھی اس لیے وہ سڑک کے کنارے چلی جا رہی تھی جن کی کوئی منزل نہیں ہوتی وہ شاید اسی طرح بھٹکتے رہتے ہیں۔

بارش کے بروقت آنے سے اس کے آنکھوں سے نکلنے والے آنسو چھپ گئے تھے ورنہ کوئی نہ کوئی اس کو روک کر اس کے اس طرح رونے کی وجہ ضرور پوچھتا یا کم از کم کوئی تسلی ضرور دیتا کی سب ٹھیک ہو جائے گا۔وہ ساری زندگی انہیں تسلیوں پر گزارا کرتی آئی تھی اور اس وقت وہ شدت سے کسی تسلی کی تلاش میں تھی۔

ٹھیک ہے کوئی بڑی بات نہیں ہے ہماری کوئی اتنی دھواں دار محبت نہیں چل رہی تھی جو مجھے ایسے رونا آ رہا ہے۔وہ اپنے آنسو پونچھتی اس تسلی کو تلاش کر چکی تھی جو اس وقت اسے خود کو دینی تھی۔

ہم بات کر لیں گے اگر وہ یہی چاہتا ہے تو ٹھیک ہے مجھے خود کو تیار رکھنا چاہیے۔یہ بات سوچتے ہوئے اس کا پاؤں پھسلا تھا اور وہ بیچ سڑک میں گر گئی۔

اس کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا وہ موسم پر غصہ نکال رہی تھی۔اس کے پاؤں میں موچ آچکی تھی اگر نہ بھی آتی تو اس وقت وہ خود کھڑے ہونے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی اس لیے اس نے سامنے کھڑے شخص جو اسے کھڑے ہونے کہہ رہا تھا کا سہارا لیا اور کھڑی ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بلڈنگ میں داخل ہوتے اس کے فون پر مصعب کی کال آرہی تھی یقیناً وہ گھر آگیا ہو گا اور اب اسے گھر میں نہ پا کر فون کر رہا تھا۔اس نے فون رسیو کرنے کی بجائے لفٹ کا بٹن دبایا۔

کیا ہوا؟" وہ اس کے بھیگے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر حیران ہوا۔

ویئر از یور امبریلا؟(تمہاری چھتری کہاں ہے)" اسے لگا وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے۔

ہاں!وہ" گر گئی وہ پاؤں گھسیٹتی ہوئی کمرے کی طرف مڑی۔

رکو پاؤں کو کیا ہوا؟" اب وہ پریشان ہوا تھا۔

ہاں۔وہ۔میں گر گئی تھی۔یہ ٹھیک ہو جائے گا" وہ اس کی طرف دیکھ کر عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

رکو۔ادھر آؤ" اس نے سہارا دیتے ہوئے اسے صوفے پر بٹھایا اور خود اس کا جوتا اتارنے لگا۔

یہ تھوڑی چوٹ نہیں ہے" وہ پاؤں کو دائیں بائیں کر کے دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ اٹھا اور میڈ سن باکس لینے چلا گیا۔

دکھاؤ" اس نے ھدیٰ کا پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھ کر دوا لگائی اور اب اس پر بینڈیج کر رہا تھا۔

پھر اس نے اپنی شرٹ کے بازو سے اس کے چہرے پر لگا کیچڑ صاف کیا اور اس کے چہرے پر چپکے بالوں کو ہٹانے لگا۔اس وقت اگر مصعب کو کوئی یہ کرتے دیکھتا تو وہ اسے مصعب ماننے سے انکار کر دیتا۔

میں چینج کر کے کچھ بناتی ہو" وہ اٹھ کر جانے لگی تو مصعب نے اسے بازو سے پکڑ کر واپس بٹھایا۔

تم بیٹھو میں بناتا ہوں کچھ" وہ کچھ سوچتا ہوا اٹھا۔

آپ کو آتا ہے کچھ بنانا" ھدیٰ نے اسے روکا۔

گائیڈ می اینڈ آئی ول پرپیئر سم تھنگ (مجھے بتاؤ تو میں کچھ بنالوں گا)" وہ مسکراتا ہوا اٹھا۔

اوکے" پھر وہ اسے بتاتی گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اصغر صاحب کے دو بیٹے (مرتضیٰ اصغر، ارتضیٰ اصغر) اور ایک بیٹی (آمنہ) تھی وہ تقریباً تیس برس سے پرانے لاہور میں مقیم تھے۔ کپڑے کا کاروبار تھا اور کافی سے زیادہ خوشحالی تھی۔ بڑے بیٹے نے کاروبار کو مزید وسیع کرنے کا سوچتے ہوئے اسلام آباد کا رخ کیا تو لاہور میں گھر والی جگہ کو بیچ کر شہر سے دور فیکٹری کی جگہ لی گئی۔

اسلام آباد جانے کے بعد اصغر صاحب نے بڑے بیٹے اور بیٹی کی ذمی داری سر سے اتارنے کا فیصلہ کیا اور دونوں کے رشتے خاندان میں طے کرتے ہوئے چٹ منگنی اور پٹ بیاہ والی بات کی جبکہ چھوٹے بیٹے نے باہر پڑھنے کے لیے جانے کی رٹ لگا رکھی تھی پیسے کی کوئی کمی نہیں تھی اس لیئے انہوں نے چھوٹے بیٹے ارتضیٰ اصغر کو باہر بھیج دیا۔

کینڈا کی کوئین یونیورسٹی میں پڑھائی کے دران ہی ارتضیٰ نے وہیں کی ایک لڑکی سے شادی کر لی مقصد اس وقت صرف اور صرف وہاں کی قومیت حاصل کرنا تھا۔ماں باپ کو شادی کا غصہ تھا لیکن بیٹا آنکھوں سے دور پردیس میں تھا کوئی غلط قدم نہ اٹھالے اس غرض سے ماں اور باپ دونوں خاموش رہے لیکن آمنہ جو بار بار اپنے سسرال سے بھائی کے لیے رشتہ لے کر آتی تھی وہ اس بات کو برداشت نہ کرپائی۔۔کر تو کچھ نہیں سکتی تھی اس لیے دل میں اس ان دیکھی لڑکی کے لیے بغض ضرور پال سکتی تھی جس کو اپنا خون پلا پلا کر ان دو سالوں میں اس نے گھنا درخت بنا لیا تھا۔جس کی جڑیں دن بہ دن مضبوط ہوتی جارہیں تھی۔

شادی کے ٹھیک تیسرے سال ارتضیٰ گود میں کچھ ماہ کی بچی اٹھائے کبھی واپس نہ جانے کے لیے پاکستان آگیا۔

ماں کے بار بار پوچھنے کے بعد بھی اس نے اس نے کچھ نی بتایا کہ بیوی کہاں ہے اور اتنی چھوٹی بچی کو وہ ساتھ کیوں لے آیا۔لیکن اس نے کسی کو کچھ نہ بتانے کی قسم کھا رکھی تھی۔

ایک سال کے اندر اندر آمنہ نے بچی کی ذمہ داری اٹھانے کا وعدہ دیتے ہوئے ارتضیٰ کی شادی اپنی نند سے کروادی اور زندگی اپنی ڈگر پر واپس آگئی لیکن زیادہ عرصہ ایسا نہ رہا آگے پیچھے ماں باپ کی موت نے اور بھائیوں کی بڑھتی مصروفیت نے آمنہ کی جگہ آہستہ آہستہ میکے سے ختم کرنا شروع کردی۔

دوسال خود کو کوستے کے اس نے کیوں اپنی نند کی شادی اپنے بھائی سے کردی جو کبھی کبھار پلٹ کے بہن کے حالات کی خیر خبر لیتا تھا اس کی شادی کے بعد آمنہ اس سے بھی گئی

دوبارہ اس گھر میں اس کا مقام اسے اس وقت ملا جب اس کی نند بلڈ کینسر جیسی موذی بیماری سے چھ مہینے کے اندر اندر ہی اللہ کو پیاری ہوگئی اور ارتضیٰ غم کو برداشت نہ کرپایا اس طرح ایک سال کے اندر اندر ھدیٰ نے اپنا باپ بھی کھو دیا جس نے آج تک اسے نام دینے کے علاوہ اس کی کسی ذمہ داری کو اپنی زمہ داری نہ جانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کھانا اس نے بس برائے نام کھایا تھا۔ وہ آج والے معاملے پر مصعب سے فوراًبات کرلینا چاہتی تھی تاکہ ماضی میں ہوئی غلطیوں کا دوہرایا نہ جائے۔

یو وانٹ ٹوٹاک ؟(تم بات کرنا چاہتی ہو ؟)" کھانے کے بعد بھی مصعب نے اسے ٹیبل پر بیٹھے دیکھا تو پوچھا۔

میں جانتی ہوں ہماری شادی میں پیار محبت جیسا کوئی جذبہ فلحال نہیں ہے لیکن اگر آپ کسی اور کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں پڑھے لکھے لوگوں کی طرح بیٹھ کر اس معاملے کو حل کرنا چاہیے" اس نے ایک ہی سانس میں اپنی بات ختم کی۔

میں تمہارے ساتھ ہی اپنی پوری زندگی گزارنا چاہتا ہوں" اس نے اپنی حیرانگی کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے کہا۔

نہیں آپ ایسا نہیں چاہتے" اس نے اس کی بات کو کاٹا تھا۔

یوڈونٹ بیلیو می ؟(تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے ؟)" مصعب نے اس کو کرسی سے اٹھا کر سہارا دیتے ہوئے صوفے پر بٹھایا اور خود اس کے پاؤں کی پٹی اتار کر سویلنگ کو دیکھنے لگا۔

میں چیزوں کو مشکل بنانے سے پہلے ہی انہیں ختم کرنا چاہتی ہوں تا کہ ہم دونوں کو آسانی رہے۔ آپ کے لیے دوبارہ شادی کرنا مشکل نہیں ہو گا" اس سے پہلے کے وہ اپنے بات پوری کرتی مصعب نے اس کے پاؤں کو اتنی زور سے جھٹکا دیا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔

تمہیں یاد نہیں میں نے کیا کہا تھا" وہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہوا بولا۔

ھدیٰ کو یاد آیا کے سول بیورو کے آفس میں کھڑے ہو کر مصعب نے اس سے ایک ہی بات کہی تھی کے چاہے جو بھی ہو جائے تم اس رشتے کو ختم کرنے کی بات نہیں کرو گی۔

مصعب نے اس کی دونوں کلائیوں کو اتنی زور سے پکڑا ہوا تھا کہ ھدیٰ کو لگا کہ وہ بس ایک جھٹکا دے گا اور اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔

میں صرف رشتہ ختم ہونے کے ڈر سے شوہر کا دھوکا برداشت نہیں کر سکتی" وہ تقریباً رو ہی پڑی اور مصعب کی سمجھ نہیں آرہا تھا کے ہوا کیا ہے۔

سویوڈونٹ بیلیو می (تو تم یقین نہیں کرتی مجھ پر)" اس نے اس کے ہاتھوں کو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور سٹڈی کی طرف چل دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہیلو" جیک کے بے وقت کے فون کو اس نے غصے سے اٹھا کر بالکل ٹھنڈی آواز میں کہا۔

کیا ہوا ھدیٰ کو پتہ چل گیا؟ جیک اس کی اتنی ٹھنڈی آواز سے گھبرا گیا" اس سے زیادہ مصعب کے موڈ کو آج تک کوئی نہیں جان پایا تھا اس لیے ہر جگہ انہیں میاں بیوی کے خطاب سے نوازا جاتا تھا۔

کیا مطلب" آج وہ ایلس کی فین میٹنگ میں آئی تھی کیا تم نے اسے اس بارے میں بتا دیا۔

اچھاااا" اس نے بات کو سمجھتے ہوئے اچھا کو لمبا کیا۔

کیا کام ہے؟" وہ باس والی ٹیون میں بولا۔

کل جانا پڑے گا" جیک اسے کام کے بارے بتانے لگا۔

ٹھیک ہے فون رکھو" اس نے جلدی میں اس کی آدھی ادھوری بات کو کاٹا۔

باس۔باس۔ ہیلو!" جیک دوسری طرف سے آوازیں دیتا رہ گیا۔

صوفے کی پشت کے سہارے چلنے کی کوشش کرتی ھدیٰ کو مصعب نے اسے جھٹکے سے اٹھایا اور کمرے کی طرف چل دیا۔ جیک کے فون کے بعد اسے سمجھ آیا کہ ضرور ھدیٰ نے اسے ایلس کے ساتھ دیکھا ہو گا اس لیے اب کی بار اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چل رہا تھا

اور ھدیٰ جسے مصعب پر اتنا غصہ تھا اسے اپنا غصہ دھواں بن کر اڑتا محسوس ہوا۔ وہ جان بوجھ کر اسے نہ اتار رہا تھا اور نہ ہی اترنے دے رہا تھا۔

آر یو میڈ بیکاز آف ایلس؟(کیا تم ایلس کی وجہ سے غصہ تھی)"کتنا بے شرم ہے اب نام لے لے کر بتا رہا ہے مجھے۔

اسے اور زیادہ رونا آیا۔

اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی اور اپنے ہونٹ اس کی پیشانی پر ہی رہنے دیے"اور وہ جو رونے والی ہوئی تھی اس نے رکھ کر اپنا پاؤں اس کی کمر پر مارا اور مصعب نے اپنا توازن کھو دیا۔یہ علیحدہ بات ہے کہ پاؤں میں اٹھنے والی ٹیس کو اس نے کیسے برداشت کیا۔وہ دونوں ایک ساتھ بیڈ پر گرے تھے۔

وہ بہن ہے میری"وہ کہنی پر اپنا سر ٹکا کر اس کی طرف دیکھنے لگا کہ اس کی بیوی شرمندہ کیسے ہوتی ہے۔

اور وہ جس کی جان دوپہر سے عذاب ہوئی تھی اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو مصعب کے بالوں سے بھرا اور اتنی ہی زور سے کھینچا جتنی زور سے اس نے اس کا ماؤں مروڑا تھا۔۔حساب برابر

"تو ایسے شرمندہ ہوتی ہے یہ"

کیا تم نے جیلسی کی وجہ سے مجھے آج اتنا پریشان کیا" غیر متوقع طور پر ہوا تو کچھ ایسا ہی تھا وہ جتنا مرضی کہہ لیتی لے اسے فرق نہیں پڑتا پر فرق تو پڑا تھا۔

کیوں؟ میں کیوں جیلس ہوں گی؟" اس نے آنکھوں سے نکلتے ہوئے آنسوؤں کو چھپایا تھا۔ ایسے ہی کسی جواب کی توقع اس نے چار سال پہلے کی تھی شاید وہ صیح وقت نہیں تھا لیکن آج سب صیح تھا وقت بھی اور اس کے ساتھ لیٹا انسان بھی۔

اور وہ اس کے ساتھ لیٹا ہنس رہا تھا اس نے ہر بات کی توقع کی تھی ھدیٰ سے لیکن وہ اس کے لیے جیلس ہو گی اس کی توقع اس نے کبھی نہیں کی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرتضیٰ صاحب کا ایک بیٹا تھا جو ھدیٰ اور شانزے دونوں سے عمر میں بڑا تھا۔ شانزے ھدیٰ اور فصیح کی پھوپھو آمنہ کی بیٹی تھی پھوپھو کو لگتا تھا کہ چند سال بعد وہ بھائی کو ھدیٰ کا ہاتھ تھما کر بری الذمہ ہو جائیں گی لیکن خدا کی کرنی تھی کے وہ دونوں میاں بیوی اوپر تلے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور پھوپھو کا بوجھ مزید بڑھ گیا۔

ارتضٰی کے مرنے سے پہلے ایک دن دولوگ کینڈا سے اس سے ملنے آئے تھے وہ بار بار ھدیٰ کو اپنے ساتھ لے جانے کی بات کر رہے تھے جس پر ارتضٰی نے فوراً منع کر دیا وہ اپنی بچی کو ان کے ساتھ بھیجنا نہیں چاہتا تھا کافی بحث ہوئی لیکن وہ نہ مانا تو وہ دولوگ جن کی عمریں تیس سے پینتیس کے درمیان تھیں آمنہ کے پاس بیٹھی کھیلتی ہوئی ھدیٰ کے ہاتھ میں ایک لفافہ پکڑا کر چلے گئے۔

آمنہ نے جب اس لفافے کو کھولا تو اس کے اندر موجود رقم سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اس نے بھائی بھابھی سے چھپا کر لفافہ بیگ کی جیب میں رکھا اور ھدیٰ کو لیے گھر روانہ ہو گئی حالانکہ وہ آج ھدیٰ کو اسی گھر میں چھوڑ جانے کو ارادہ رکھتی تھی۔

بچے بڑے ہونے لگے اور ساتھ میں ان کے اخراجات بھی اور آمنہ جس نے ماں باپ کے گھر میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں دیکھی تھی اس کے لیے قلیل آمدنی میں گزارا کرنا مشکل ہو گیا تو آمنہ نے بڑے بھائی کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ وہ ارتضٰی کا جو جائیداد میں حصہ ہے وہ ھدیٰ کے نام کر دے تاکہ وہ اپنی پڑھائی پوری کر سکے لیکن بڑے بھائی نے بہلا پھسلا کر دونوں بچیوں کی پڑھائی کی ذمہ داری اٹھانے کا وعدہ دیتے ہوئے حصے والی بات کو فل حال ٹال دیا۔

بچے ایک دوسرے کے کزنز کم اور اچھے دوست زیادہ بن گئے سار بچپن ساتھ میں گزرا تھا دکھ اور سکھ سب نے ایک ساتھ دیکھے تھے اس لیے انہیں بڑوں جیسے کوئی خطرات نہیں تھے کی جائیداد کا بٹوارہ ہو گا تو کیا ہو گا یا کوئی ان کی بڑھتی ہوئی دوستی کو جوانی کی دہلیز پر بھی اسی نظر سے دیکھے گا یا نہیں وہ سب اپنی دنیا میں مگن اپنے اپنے خوابوں کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

میٹرک کے امتحانات ختم ہوئے تو ایک دن اچانک ھدیٰ کے وہی دونوں ماموں گھر آئے پھوپھو سے اس کے ابا کی موت کا افسوس کیا اور اسے چند مہینے اپنے ساتھ لے جانے درخواست کی جسے پھوپھو نے تھوڑی پس و پیش کے بعد مان لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تو تم باہر جاؤ گی؟" شانزے اس کے سامنے منہ پھیلائے کھڑی تھی۔

ہاں مجھے دیکھنا ہے میری ماں کیسی تھی اور وہ کیا کرتی تھیں کہاں رہتی تھی انہوں نے کیا پڑھا۔ پتہ ہے وہ ابا کے ساتھ کوئین یونیورسٹی میں پڑھتی تھی" وہ شانزے کا ہاتھ پکڑتی ہوئی اسے اپنے جانے کی وجہ بتا رہی تھی۔

تمہیں پتہ ہے میں ہمیشہ سے انہیں دیکھنا چاہتی تھی آج میں نے ماموں کے فون میں ان کی تصویر دیکھی میری آنکھیں بالکل ان جیسی ہے اور میں اتنے سالوں سے یہ ہی سوچتی رہی کہ ان کی آنکھیں کیسی ہوں گی" اس نے کہا۔

وہ بہت خوبصورت تھی" اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے خود کو بیڈ پر گرا لیا۔

وعدہ کرو تم واپس آؤ گی" شانزے جو دوست کی جدائی کی وجہ سے افسردہ تھی اس نے اس وقت یہ وعدہ لینا ضروری سمجھا۔

وعدہ میں واپس آ جاؤں گی پھر ہم ایک ہی کالج میں داخلہ لیں گے" وہ انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کو خاص انداز میں کھولتی ہوئی اسے وعدہ دے رہی تھی۔

لیکن میں تو آرٹس پڑھوں گی ہم ایک کالج میں ہو کر بھی دور ہی رہیں گے" شانزے نے اداس ہوتے ہوئے اسے کہا۔

پر ہم ایک گھر میں ہی ہوں گے۔ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو بھروسہ کرو میں وہاں ہمیشہ کے لیے نہیں جا رہی" اس نے سمجھایا۔

پھر رات کو فصیح آیا اسے آج شام کو ہی اس کے جانے کے بارے میں پتہ چلا تھا اور اب وہ اس کا بیگ کھولے اس میں سے چیزیں نکال نکال کر باہر پھینک رہا تھا۔

یہ لے جانے کی کیا ضرورت ہے اگر تم نے جلدی واپس آنا ہے تو بس یہ چار جوڑے اور اتنا سا سامان کافی ہے وہ اپنے طریقے سے اس کو کہہ رہا تھا کہ جلدی آنا کیونکہ وہ دونوں اس کو روک نہیں سکتے تھے جانتے تھے کے وہ کتنے سالوں سے ماں کے بارے میں جاننے کی خواہش کو دل میں پال رہی تھی کیونکہ وہ ماں سے مل نہیں سکی اس لیے انہیں جاننا چاہتی تھی۔

اب جب اسے موقع ملا تھا تو وہ اس کے راستے میں نہیں آنا چاہتے تھے پر وہ اسے کھونا بھی نہیں چاہتے تھے ایک ساتھ روتے ایک ساتھ ہنستے اور ایک ساتھ آمنہ کی مار کھاتے نہ جانے کب ان کے دل ایک دوسرے سے جڑ گئے تھے اب اگر کوئی ان تینوں سے پوچھتا کہ وہ ایک دوسرے کے کیا لگتے ہیں تو وہ یہی جواب دیتے تھے کہ ہم ایک دوسرے کے ھدیٰ۔۔شانزے۔۔۔اور فصیح ہی لگتے ہیں کیونکہ ان کے رشتے کو جو بھی نام دیتے وہ کم ہی تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سکول کے باہر موجود باری باری ہر ڈسٹ بن کے پاس جاتے اور اسٹیف ایک ہاتھ ناک پر رکھ کر ایک ہاتھ پر گلو چڑھائے بن میں ہاتھ مارتا اپنی مطلوبہ چیز ڈھونڈتا اور کھا جانے والی نظروں سے ساتھ کھڑی الیگزینڈرا کو دیکھتا اور پھر نظر اس کے ہاتھ میں پکڑی سکیچ بک پر پڑتے ہی دوبارہ سے اگلی بن کی طرف بڑھ جاتا۔

اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ الیگزینڈرا کے دوسرے ہاتھ میں پکڑے لائیٹر سے اس کے اڑے ہوئے بالوں کو چنگاری دکھاتا اور اپنی سکیچ بک چھین کر اسی سے اس کے سر پر لگائی گئی آگ بجھانے کی ناکام ایکٹنگ کرتا۔۔۔ لیکن یہ سب وہ اس وقت صرف سوچ سکتا تھا کیونکہ وہ سکیچ بک کو شعلے کے نشانے پر رکھے اسے صاف بتا رہی تھی کہ اگر میری چیزیں اسی حالت میں بیگ میں واپس نہ آئیں تو وہ آگ لگانے میں مشرقی عورتوں سے بھی آگے نکل جائیدرا اصل پہل اسٹیف نے ہی کی تھی شاید وہ الیگزینڈرا کو جانتا نہیں تھا کبھی کلاس میں اسے جاگی ہوئی حالت میں پاتا تو ہی جان پاتا۔

وہ ہر روز کلاس کے کسی نہ کسی کونے میں اونگھتی ہوئی پائی جاتی تھی اور شاید وہ اس وقت بھی اونگھ ہی رہی ہوتی اگر اسٹیف اور اینڈریو کی چند ماہ پہلے لڑائی نہ ہوتی یا اینڈریو اسٹیف سے یہ بات چھپانے میں کامیاب ہو جاتا کہ وہ الیگزینڈرا کو پسند کرتا ہے۔

ویسے پسند والی بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی کی اس حد سے زیادہ سفید رنگ کی بھوتنی جس کے بال کسکوٹا کی بیلوں سے زیادہ الجھے ہوئے تھے اور جو ہر دوسرے دن سکول آنے سے پہلے منہ دھونا بھول جاتی تھی جو یونیفارم کی سکرٹ کے نیچے ہر وقت رنگ برنگے ٹراوزر پہنے نظر آتی تھی اس کی ساتھ کلاس فیلوز تو اس بات کے بارے میں یہ افوہ پھیلاتی نظر آتی تھی کہ وہ اتنی سست ہے کہ ٹانگوں کو شیو کرنے کی بجائے ٹراوزر پہننا اسے آسان لگتا ہے اسی لیے کسی نے اسے کبھی بھی ٹراوزر کے بغیر اسکرٹ پہنے نہیں دیکھا تھا۔

اور پسند کرنے والا سکول کا سب سے ہونہار لڑکا اینڈریو جو ہمیشہ ہر کام میں اول تھا جس کی ڈکشنری میں دوم جیسے کسی لفظ کی کوئی جگہ نہ تھی جس کی مسکراہٹ کو لوگ رک کر دیکھنے پر مجبور نظر آتے تھے جس کے پیچھے لڑکیوں کا ہجومِ بے قراں ہر وقت پایا جاتا تھا۔

اور ہاں یہ بات اینڈریو نے صرف اور صرف اسٹیف کو بتائی تھی جس کا وہ اس لڑائی میں بھرپور فائدہ اٹھا رہا تھا۔

اس نے آج صبح ہی وقت نکال کر فرصت سے الیگزینڈرا کے بیگ کی ہر چیز کو سکول کے باہر وقفے وقفے سے لگے کوڑا دان میں پھینکا تھا یہاں تک کے کتابوں کو بھی نہ بخشا اور بیگ کے اوپر بڑے فخر سے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی "فائینڈ می اف یو کین" کی چٹ لگا کر فاتحِ الیگزینڈرا بنا اپنی گدی پر براجمان ہوا۔ یہ جانے بغیر کے کلاس میں اس سے زیادہ گندی لکھائی اور املاء کی غلطیاں کسی اور کی نہیں ہے اور یہ سارا عالم جانتا ہے۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ اس کے لاکر سے اس کی سکیچ بک اٹھائے ایک ہاتھ میں لائیٹر پکڑے اپنی ساری گم شدہ چیزوں کی دریافت کروانے میں مصروف تھی۔

وہ جس نے دو منٹ میں چیزوں کو مختلف جگہوں پر پھینکا تھا پچھلے دو گھنٹے سے انہیں اکھٹا کرنے میں مصروف تھا اور یہ لائن میں لگے چار کوڑادانوں کا تیسرا چکر تھا پر اس کی زنبیل کی چیزیں ابھی بھی پوری نہیں ہوئیں تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا کہا تم نے؟ وہ تم سے محبت کرتا ہے؟" کب سے وہ اپنے سائز سے بڑا ہڈ پہنے اپنے چہرے کو ماسک سے چھپائے سامنے کھڑی لڑکی کو گھور کر دیکھ رہی تھی۔

ہاں اور اس نے کہا وہ شادی کے بارے میں بھی سوچ رہا ہے" لڑکی نے اپنے بازوؤں کو لپیٹتے ہوئے کمر کو کرسی کی پشت سے لگایا۔

یہ لو اور یہاں سے چلی جاؤ" اس نے اپنے گلے میں پہنا انتہائی مہنگا نیکلس جو کل ہی اس کے بھائی نے اسے سالگرہ کے موقع پر دیا تھا اتارتے ہوئے لڑکی کو دیا۔

آئی ڈونٹ وانٹ ٹو (مجھے نہیں چاہیے)" لڑکی نے ہاتھ سے نیکلس کو کھسکا کر دوبارہ ایلِس کے سامنے کیا اس کے انداز سے صاف پتہ چل رہا کہ وہ قیمت بڑھانا چاہتی ہے۔

ٹھیک ہے" اس نے ہاتھ میں موجود بریسلیٹ کو بھی اتارا اور پرس میں موجود رقم کو بھی جو وہ احتیاطاً نکلوا کر لائی تھی۔ لڑکی کی آنکھیں چندھیائیں اور اس نے دونوں ہاتھوں سے سامنے پڑی چیزوں کو اپنی طرف گھسیٹا لیکن اس تک پہنچنے سے پہلے اِیلس کے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

اگر تم دوبارہ اس کے ارد گرد نظر آئی تو اس نے دور کھڑے اپنے مینیجر جو اس وقت ان کی وڈیو بنانے میں مصروف تھا کی طرف اشارہ کیا۔ تو تم جانتی ہو تمہارے ساتھ کیا ہو گا یہ کہتے ہوئے وہ اٹھی مگر سامنے بیٹھی لڑکی کی آواز پر رکی مگر پلٹی نہیں۔ ویسے وہ صرف کہہ رہا تھا وہ کبھی بھی مجھ سے شادی نہ کرتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم دونوں کیا کر رہے ہو یہاں؟" ھدیٰ تقریباً چار بجے کے بعد سکول سے نکلی تو کوڑا دان پر جھکے اسٹیف اور الیگزینڈرا کو دیکھ کر پوچھا۔

آئی لاسٹ مائی پین اینڈ شی ہیلپ می ٹو فائینڈ اٹ (میرا پین گم گیا ہے اور یہ ڈھونڈنے میں میری مدد کر رہی ہے)" اس نے الیگزینڈرا کے ہاتھ کو دباتے ہوئے اسے چپ رہنے کی تنبیہ کی۔

ٹی۔ہی ہیز آ کرش آن یو" الیگزینڈرا جس کا بعض آنے والی مٹی سے دور دور تک کوئی تعلق نہ تھا اس نے راز اگلا۔

ہیں ں ں۔کیا یہ اسٹیف نے کہا تم سے؟ڈو یو ہیو اینی پروف (کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے)" ھدیٰ نے اسٹیف کے گھبرائے ہوئے چہرے کو مسکراتے ہوئے دیکھا یہ بات اس کے لیے بالکل نئی اور حیران کن تھی وہ کسی سے بھی اس بات کی توقع رکھ سکتی تھی لیکن اپنے ساتھ کی گئی اسٹیف کی آج تک کی بدتمیزیوں کو دیکھتے ہوئے اس سے نہیں۔

ہی ڈرا آنلی یور سکیچز ان ہز بک (اس نے اپنی بک میں صرف آپ کے سکیچ بنائے ہیں)" وہ پرجوش انداز میں ھدیٰ کو دکھانے کے لیے آگے بڑھی مگر اس تک پہنچنے سے پہلے ہی مصعب جو تھوڑی دیر پہلے وہاں آیا تھا اور ان کی ساری بات سن چکا تھا اس نے راستے میں ہی الیگزینڈرا کے ہاتھ سے اسکیچ بک اچکی۔

روسٹرم پر کھڑی،فٹ بال گراؤنڈ کی سیڑھیوں پر بیٹھی، پینسل کو بالوں میں لگائے اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف اور سر کو ٹیبل پر مارنے کے انداز میں جھکی ھدیٰ کے کوئی بیس سے زیادہ سکیچ تھے جسے وہ دونوں کھڑے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے اگر وہ کسی منجھے ہوئے آرٹسٹ کا نام لیے ہوتے تو یقیناً وہ بہت اچھی قیمت پر بکتے۔

صفحہ پلٹتے ہوئے مصعب کے ہاتھ تھمے تھے آخری تین صفحوں پر بنائے گئے اسکیچز میں کہیں کہیں رنگ نظر آرہا تھا ایک جگہ جہاں کسی نے ھدیٰ کے سر پر بوتل ماری تھی اور وہ دونوں بازوؤں کو سر پر لپیٹے زمین پر بیٹھی تھی اور اس کے دونوں بازوؤں سے خون کی لکیریں نکل رہیں تھیں اس تصویر میں صرف خون کا رنگ دکھایا گیا تھا۔

اگلی تصویر میں اسٹیف ہاسپٹل بیڈ پر لیٹا اور ھدیٰ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھی فون پر بات کر رہی تھی اس تصویر میں صرف فون کو رنگ دار بنایا گیا تھا اور آخری تصویر میں جب وہ سٹاف روم میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر مصروف تھی اور اسٹیف للچائی ہوئی نظروں سے ٹیبل پر پڑے پینٹبر شز کے سیٹ کو دیکھ رہا تھا اس میں برشز کو رنگین بنایا گیا تھا۔ان ساری تصویروں کو دیکھتے ہوئے حقیقت کا گمان ہوتا تھا۔

جب مصعب نے بک کھولی تھی تو اسے سب معمولی لگا تھا لیکن آخر تک پہنچتے پہنچتے وہ جان گیا تھا کے تصویر بنانے والا اور تصویر بنانے والے کا جذبہ ہر گز معمولی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگر وہ تم سے کسی بھی کاغذ پر دستخط لیں یا تمہیں بہلا پھسلا کر یہ کہیں کی اپنی ماں کے حصے کی جائیداد ان کے نام کر دو تو یاد رکھنا تم نے ابھی بہت پڑھنا ہے مصطفیٰ بھائی کب تک تمہارا خرچ اٹھائیں گے" آمنہ سبزی بناتی ہوئی مسلسل اسے سمجھا رہی تھی۔

پھوپھو ابھی میری عمر کم ہے اگر وہ ایسا کچھ کریں گے بھی تو یقیناً عدالت اسے نہیں مانے گی" وہ پھوپھو کے دل سے یہ ڈر نکالنا چاہ رہی تھی مبادہ وہ اسے وہاں جانے سے روک ہی نہ دیں۔

اور پتہ نہیں میری ماں کے حصے میں کچھ آتا بھی ہے یا نہیں" اس نے یہ بات بھی پھوپھو کے دماغ سے گزاری کے کل کو کہیں وہ اسے جھوٹا ہی نہ کہہ دیں۔

ارے اتنے امیر تو لگ رہے ہیں تمہارے دونوں ماموں" پھوپھو نے ہاتھ لہراتے ہوئے اس سے کہا۔ تو تمہاری ماں کا بھی تو حصہ ہو گا ہی نہ۔

جی پھوپھو" وہ اس طرح کی باتوں سے خود کو دور ہی رکھتی تھی اگر کبھی کبھار پھوپھو ایسی بات کر بھی جاتی تو وہ جان بوجھ کر ان کے گرد چکر کاٹنے لگتی ان کے پاؤں دباتی اور پھوپھو شرمندہ ہوتی رونے لگتی کے اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ

اس کو اور شانزے کو زمانے بھر کی خوشیاں خرید دیتیں پھر بڑی بھاوج کیسے بھائی کو ان کی مدد کرنے سے روکے ہوئے ہیں یہ سارے دکھ وہ ھدیٰ سے ہی کرتی تھیں کیونکہ شانزے ان کی ان سب باتوں کو دقیانوسی اور فضول کہتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسلام آباد ائیر پورٹ پر کھڑی ایک بار پھر شانزے سے وعدہ کر رہی تھی وہ بہت جلد واپس آجائے گی اور یہ کہ وہ پوری تیاری کر رکھے کالج میں جانے کی۔

فصیح اس کے سامان کو پٹخنے کے انداز میں رکھ رہا تھا۔ اگر تم کالج کے داخلے شروع ہونے تک واپس نہ آئی تو میں تمہارے سارے آریجنل رضلٹ کارڈ جلادوں گا اس نے اسے دھمکی دی وہ ہمیشہ پڑھائی کو لے کر بہت حساس تھی وہ سکالرشپ لے کے اسی یونیورسٹی جانا چاہتی تھی جہاں اس کے ماں باپ گئے تھے وہ ان کی زندگی میں ان کے قریب نہیں رہی تھی اس لیے اب ان جگھوں کے قریب رہنے کی کوشش کر رہی جو اس کے ماں باپ کے قریب تھیں۔ اور درسگاہ سے زیادہ انسان کے دل کے قریب کوئی چیز نہیں ہوتی یہ ایسی جگھیں ہوتی ہیں جن کی درودیوار ہزاروں لوگوں کی کہانیوں کا حصہ ہوتیں ہیں ان کی دیواروں میں اینٹ اور سیمنٹ کی بجائے ہزاروں زندگیوں کے خوبصورت ترین دن لگے ہوتے ہیں ان سے آنسوؤں اور قہقہوں دونوں کو صاف صاف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

اور وہ اپنے ماں باپ کی وہ تمام یادیں صاف صاف محسوس کرنا چاہتی تھی۔

اسے اس کے ماموؤں سے ہی پتہ چلا تھا کہ اس کی ماں کا تعلق کینڈا کی بجائے آئیر لینڈ سے تھا کینڈا کی نیشنیلٹی ان سب بہن بھائیوں کو ان کی ماں کے وہاں کی رہائشی ہونے کی وجہ سے ملی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آئیر لینڈ کی زمین پر قدم رکھتے ہی اس نے لمبی سانس لیتے وہاں کی خوشبو کو محسوس کیا تھا جیسے وہ ہوا اس کے کسی بہت پیارے کی خوشبو اپنے اندر سمائے اس کے انتظار میں تھی۔

پھر اگلے دو دن وہ صرف کھانے کے لیے اپنی ماں کے کمرے سے نکلتی تھی وہ کیسے کپڑے پہنتی تھی کونسا پرفیوم لگاتی تھی ان کے بال کیسے تھے وہ کس چیئر پر بیٹھ کر پڑھتی تھی اور کونسے رنگ کی لپ سٹک لگاتی تھی جیسے بہت سارے سوالوں کے جواب جان گئی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی کے اس کے ماموں اس کی ماں سے کتنی محبت کرتے تھے کے اتنے سالوں بعد بھی ان کی ساری چیزیں ویسے ہی سنبھال کر رکھی تھیں جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔

ایک شام اس کے چھوٹے ماموں (ولیم) اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کمرے میں لے گئے جو تقریباً تقریباً میوزک سٹوڈیو تھا اس میں ہر طرح کے موسیقی کے آلات نظر آتے تھے وہ حیرانگی سے سب چیزوں کو باری باری چھو کر دیکھ رہی تھی جب ماموں نے ایک گٹار نکال کر اس کے ہاتھ میں دیاوہ گٹار کی تاروں کے اندر اشارہ کرتے ہوئے اسے ھدیٰ کا نام

لکھاہو دکھا رہے تھے اور اسے اب سمجھ آئی تھی کہ ایک دن صبا کے بھائی کا گٹار دیکھ کر کیوں اس کا دل کیا تھا کی وہ گٹار بجانا سیکھے۔ یقیناً اس نے یہ شوق اپنی ماں سے وراثت میں لیا تھا لیکن پاکستان میں رہتے ہوئے وہ اتنی آسانی سے اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہی از آنلی سیونٹین ائیرز اولڈ اینڈ آل ریڈی ہیو آ کرش (وہ ابھی صرف سترہ سال کا ہے اور ابھی سے اسے کرش ہے) اور وہ بھی میری بیوی پر" اس کے دماغ میں شام سے ہی یہ سب چل رہا تھا۔

وائے ڈونٹ آئی ہیو کرش ان مائی مڈل سکول (پھر مڈل سکول میں مجھے محبت کیوں نہیں ہوئی)" اس نے خود پر افسوس کیا۔

ٹھیک ہے میں پوچھ لیتا ہوں۔ پر اگر ایک بار پھر پوچھنے پر یہ ناراض ہو گئی تو؟" اس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب کو ہوا میں لہرایا جیسے دماغ سے نکل کر سوچیں ہوا میں لہرانے لگیں ہوں اور اب وہ انہیں کتاب کی مدد سے ہٹا رہا ہو۔

اوکے۔ اوکے۔ پوچھتا ہوں" اس نے اپنے دماغ کو تسلی دی۔

تم کب سے یہ جاب کر رہی ہو؟" وہ ہاتھ میں کتاب لیے صوفے پر اس کی گود میں زبردستی سر رکھے لیٹا ہوا تھا اور وہ جو اسے اٹھنے کا کہتے کہتے تھک گئی تھی اب اکتا کر ٹی وی دیکھنے لگی۔

میں چار سال سے یہ جاب کر رہی ہوں ہوں چالیس سے زیادہ بچے تو ہوں گے تقریباً جو اب تک مجھے بتا چکے ہیں کہ میں ان کا کرش ہوں یہ تو انگریزوں کے رکھے نئے نئے نام ہے ورنہ پاکستان میں تو ہم استاد کو روحانی باپ کہتے ہیں اور روح کی تربیت کرنے والے سے محبت ہو ہی جاتی ہے اور ہونی ہی چاہیے اور یہ ہرگز ویسی محبت نہیں ہے جیسی آپ سمجھ رہے ہیں اور یہ بات میں آپ کو چار سو چالیس مرتبہ بتا چکی ہوں۔"

اچھا" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اٹھا۔

تو کیا تمہیں بھی کسی پر کرش تھا؟" وہ کچن کے دروازے سے پلٹ کے آیا۔

ہاں بالکل مجھے اپنے سکول کے ایک ٹیچر پر کرش تھا۔ سب کو ہوتا ہے۔ کیا آپ کو نہیں تھا؟" وہ مصعب کو اس وقت کلاس کے ایک سٹوڈنٹ کی طرح ڈیل کر رہی تھی کیونکہ وہ اس وقت بالکل ویسے ہی سوال پوچھ رہا تھا۔

پھر؟" اس نے نظریں ھدیٰ کے چہرے پر جمائیں جو سامنے چل رہے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

پھر میں نے ان کا سبجیکٹ اتنے اچھے طریقے سے پڑھا کے وہ آج بھی کلاس کے بچوں کو مثال دیتے ہوئے میرا نام لینا نہیں بھولتے تھے میں ان کی پہلی سٹوڈنٹ تھی جس نے ان کے مضمون میں پورے نمبر لیے تھے" وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آ چکی تھی۔

اچھا" اس نے پھر نا سمجھی والے انداز میں اپنے بالوں میں ہاتھ مارا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ چالیس لڑکے کہاں ہے اب؟" اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتے مصعب نے پوچھا اور ھدیٰ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے اس نے تو اسے یہ بات سمجھانے کے لیے کہ پریشانی کوئی بات نہیں ہے چالیس لڑکے کہہ دیا تھا پر وہ تو کاغذ قلم لیے ان کا ڈیٹا نوٹ کرنے تیار بیٹھا تھا جیسے سب کو جا کر سزائیں دلوائے گا۔

یہیں ہیں اسی دنیا میں کیا آپ کو ایڈریس چاہیے ان کا؟" ھدیٰ کو تقریباً غصہ ہی تو آگیا۔

جیک ہو از یور فرسٹ کرش؟" ھدیٰ نے گاڑی چلاتے جیک سے پوچھا۔

شی از مائی سکول ٹیچر بٹ وائے یو آسک؟" (وہ میرے سکول کی ٹیچر تھیں پر آپ کیوں پوچھ رہیں ہیں؟) جیک نے حیران ہوتے ہوئے اسے جوب دیا۔

جیک کے جواب پر اس نے مصعب کی طرف فاتحانہ مسکراہٹ سے دیکھا۔ کہ دیکھا سب نارمل لوگ ہے یہاں تمہارے علاوہ۔

اور مصعب کے چہرے پر اب بھی شرمندگی کے کوئی تاثرات نہیں تھے اس کا بس چلتا تو وہ ساری رات اسے جگا کر بیٹھا کر ان چالیس لڑکوں کے نام پتہ ان کا شجرۂ نسب اس وقت تک پوچھتا رہتا جب تک وہ سب رٹ نہ لیتا۔

اور ہاں وہ لڑکے نہیں تھے بچے تھے میرے اور اگر آپ کو اس کے بارے میں مزید کچھ پوچھنا ہے تو گاڑی سے نکلیں "اور باہر کھڑی عوام سے پوچھنا شروع کریں آدھی سے زیادہ عوام کو اپنے ٹیچرز پر کرش ہو گا۔

اور باقی آدھی کو؟" وہ شاید کرش پرری سرچ کرنے بیٹھ گیا تھا اور اس کام کے لیے ھدیٰ کے نادر خیالات کے علاوہ کسی اور کے خیالات جاننا نہیں چاہتا تھا۔

باقی جو بچ جائیں گے انہیں اپنے آئیڈیلز پر کسی فلم ایکٹر پر کسی فٹ بال پلئیر پر کسی سنگر پر نہیں تو بندروں کی طرح اچھلتے ڈانسرز پر۔

وہ گاڑی کا دروازہ ٹھا کی آواز کے ساتھ مارتی ہوئی اتری "اب بھلے اسے کوئی بد تمیز کہہ دے لیکن وہ مزید کسی سوال کا جواب دینے کے موڈ میں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سڑک کے مختلف کناروں پر ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے وہ اسے اس حلیے میں بھی پہچان لیتا تھا

وہ سر پر ہڈ گرائے چہرہ ماسک سے چھپائے اندھیرے میں چل رہی تھی پھر اس نے اسے سٹور میں داخل ہوتے اور نکلتے دیکھا اس کے ہاتھ میں مختلف آئس کریمز سے بھرا ہوا پیکٹ تھا۔ماسک کو چہرے سے نیچے کھینچ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی آئس کریم کو کھانا شروع کیا۔

دو سے تین منٹ بعد وہ بس میں بیٹھی تو وہ بھی اس کے پیچھے ہی بس میں سوار ہوا یہ اس کی بہت پرانی عادت تھی وہ کبھی بھی اس کے ساتھ نہیں چلا تھا لیکن اس کے دو قدم پیچھے ضرور چلتا تھا جب تک وہ خود چل چل کر نہیں تھک جاتی تھی وہ بھی نہیں تھکتا تھا بلکہ وہ تو اتنے سالوں سے اسان چاہی محبت کا بھار بھی اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔

اس نے کانوں میں ہیڈ فون لگائے اور کھڑکی کے شیشے سے سر ٹکا دیا اور پیچھے بیٹھے شخص کا سر خود بخود کھڑکی تک پہنچا اور ایسا کرتے ہوئے اس نے ایلس کی تھکاوٹ کو اپنے اندر اترتا ہوا محسوس کیا۔

ایک دو تین کئی سٹاپ گزر گئے لیکن وہ ایک دوسرے سے دور ایک دوسرے میں کھوئے رہے دونوں میں سے پیچھے بیٹھے شخص کو سب سے پہلے ہوش آیا تھا اور وہ بس رکنے سے پہلے ہی دروازے تک پہنچا۔

دس از دی لاسٹ سٹاپ "(یہ آخری سٹاپ ہے)ڈرائیور نے سوئی ہوئی ایلِس کو ہارن بجا کر جگایا۔

اوہ سوری" وہ یہ کہتے ہوئے بس سے اتری اب اسے پھر دو سٹاپ واپس جانا تھا جو کے وہ بس میں بیٹھ کر جانے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھی اس لیے پاؤں کو گھسیٹتی ہوئی چل پڑی۔

وہ جو اس سے ایک منٹ پہلے اترا تھا وہ بھی اس کے قدموں کے ساتھ ساتھ خود کو گھسیٹنے لگا۔

ایلِس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیکٹ جو اب تک پگھل چکا تھا کو سڑک کنارے لگے کوڑا دان میں پھینکا اور پھر اسی جگہ بیٹھ کر بازوؤں کو گھٹنوں کے گرد لپیٹے سڑک پر دوڑتی زندگی کو دیکھنے لگی جو رات کے اس پہر بھی رواں دواں نظر آ رہی تھی۔ اور اس کی زندگی وہ آج بھی اسی جگہ رکی ہوئی تھی دور جانے پاس آنے کی ساری ہی کوششوں کے باوجود وہ اپنی زندگی کو دوبارہ اس شہر کی طرح رواں نہیں کر پائی تھی

پھر اس نے اپنا سر گھٹنوں میں چھپالیا اور بے آواز رونے لگی۔ ان چاہی محبتیں ایسے ہی وقت بے وقت انسان کو رلا دیتی ہیں وہ جو دن کے وقت اپنے مسکرانے کے بھی پیسے وصول کرتی تھی رات کے اس پہر تن تنہا سڑک کنارے بیٹھی رونے میں مصروف تھی اور اس کے پیچھے چلتے شخص نے اس کے آنسوؤں سے خود کو بھیگتا ہوا محسوس کیا اور اس سے پہلے کے وہ اپنا ضبط کھوتا اس نے سڑک کے دوسری طرف جانے کے لیے دوڑ لگا دی وہ اس سے دور جان چاہتا تھا بہت دور لیکن شاید وہ دونوں یہ نہیں جانتے تھے تقدیر اپنے اندر کونسے بھید چھپائے بیٹھی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماموں؟" وہ دروازہ کھٹکھٹاتی ہوئی بولی۔

کم ان (آ جاؤ)" ولیم کی آواز پر وہ اندر گئی اسے ولیم ماموں اینڈی ماموں سے کم سخت لگے تھے اس لیے وہ ان سے بات کر لیتی تھی آج اسے اس گھر میں آئے پندرہ دن ہو گئے تھے یہاں اب صرف ولیم رہتا تھا اینڈی کی اپنی فیملی تھی اس لیے وہ ان کے ساتھ دوسرے شہر میں رہائش پذیر تھا لیکن انہوں نے اپنا بچپن اور جوانی اسی گھر میں گزارے تھے اپنی بہن کے ساتھ اس وقت وہ اتنے امیر نہیں تھے اس لیے سب میں فاصلے کم تھے اور ایک دوسرے کو دینے کے لیے وقت زیادہ۔

کیا میں یہاں گٹار کلاس جوائن کر سکتی ہوں؟" اس نے ولیم سے پوچھا آج تقریباً دس بارہ دن کے بعد وہ فیصلہ کر پائی تھی کے اسے یہ کرنا ہے یا نہیں وہ جانتی تھی کے پاکستان میں تو تایا کبھی بھی سیکھنے نہیں دیں گے۔

ہاں میں تم سے اسی بارے میں بات کرنا چاہتا تھا تمہاری ماں کا ایک دوست تھا جب ہم ٹاؤن میں رہتے تھے وہ ہمارے ساتھ رہتا تھا لیکن پھر ہم یہاں آ گئے تو اس سے رابطہ ختم ہو گیا تمہاری ماں کی کبھی کبھار بات ہو جاتی تھی ان دونوں نے ایک ساتھ ہی گٹار سیکھا تھا پچھلے سال وہ مجھ سے ملا تو تمہارے بارے میں پوچھنے لگا۔

کیا وہ میرے بارے میں جانتے ہیں؟" اس نے حیرانگی سے ولیم کی بات کاٹی ہاں وہ ہاسپٹل میں تمہاری ماں کے ساتھ تھا جب تم پیدا ہوئی حالانکہ تمہارے باپ کو ہونا چاہیے تھا ولیم نے افسوس سے کہا۔

دیکھو میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتا تمہارے باپ کے بارے میں اس طرح کی بات کر کے پر میرا ابھی دل دکھا ہوا ہے وہ ہماری اکلوتی بہن تھی پر تمہارا باپ اس کا خیال نہ رکھ پایا" ولیم کی آنکھیں ہلکی سی بھیگی تھی اور ھدیٰ جان گئی کے

مغرب ہم سے آگے کیوں ہے بظاہر جو لوگ ہمیں جذبات سے عاری نظر آتے ہیں ان میں اپنوں کے لیے دل میں بہت سارا احساس ہے وہ صرف غیروں سے روٹھے ہوئے یا اپنے کام سے کام رکھنے کا فارمولہ اپنائے ہوئے ہے کیونکہ وہ اپنوں کو توجہ دیتے ہیں وہ کسی پہلی دوسری بار ملنے والے پر اپنے الفاظ یا جذبات ضائع کرنے کے قائل نہیں ہے۔

جس باپ کے بارے میں ہلکا سا کچھ کہتے ہوئے وہ کترا رہے تھے اس کے گھر میں ان کی بہن کے کردار پر کتابیں لکھی جاتی تھیں اور ہاتھوں ہاتھ سارے خاندان میں بکتی تھی اس کی ماں کے بارے میں پاکستان میں سب لوگ جو پہلی بات جانتے تھے وہ یہ کہ وہ غیر مسلم تھی اور صرف شادی کے لیے کلمہ پڑھ لیا اور جب ارتضیٰ نے اس کی بدچلنیاں دیکھی تو اسے چھوڑ کر اپنی بیٹی کو لے کر پاکستان آ گیا۔

ان میں سے ایک بھی بات اس کے باپ نے نہیں کہی تھی مگر ایسی بات کرنے والوں کی زبان بھی نہیں کھینچی تھی وہ خاموش رہ کر باقی کی زندگی سب کے ایسے غلیظ الزامات کی تصدیق کرتا رہا تھا۔

جی ماموں" وہ ان کی بات پر افسردگی سے سر جھکا گئی۔

تمہاری ماں نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ اگر تم یہاں آؤ تو وہ تمہیں خود گٹار سیکھائے" انہوں نے ھدیٰ کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا جو وہ عادتاً مسل رہی تھی۔

وہ گاؤں میں رہتے ہیں ہم دونوں چلتے ہیں میں فارغ ہوں فل حال تم گٹار سیکھنا اور میں پرانے دوستوں سے مل لوں گا۔"

اور اسے آج پتہ چلا تھا کہ فیملی کیا ہوتی ہے بے شک وہ اکیلا تھا پر آہستہ آہستہ وہ اس کی پوری فیملی بننے لگا تھا اس نے ولیم کے اندر اپنی ماں کو تلاش کر لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کلاس تو ختم ہو گئی تم لوگوں کی یہاں کیا کر رہے ہو؟" اینڈریو اسٹیف اور الیگزینڈرا کے درمیان میں بیٹھتا ہوا بولا۔

ہم تمہارا انتظار کر رہے تھے اسٹیف نے آگے جھک کر الیگزینڈرا کو آنکھ ماری" وہ یہ لڑائی بہت اچھے سے لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

میرا کیوں؟" اس نے شیطان اسٹیف سے نظریں ہٹاتے ہوئے چڑیل الیگزینڈرا پر ڈالی جو اپنے بیگ کے اسٹیپ کو کھلا کرنے میں مصروف تھی۔

یو وانٹ ٹو ایٹ آئس کریم (آئس کریم کھاؤ گے؟)۔ یہ کھلا رہی ہے" اسٹیف نے الیگزینڈرا کی طرف اشارہ کیا جس نے اس کی بات سن کر فوراً غریبوں والا منہ بنایا۔

وٹ؟ یو ڈونٹ وانٹ اپالوجی (کیا۔۔۔ تمہیں معافی نہیں چاہیے)" وہ اسے دھمکاتے ہوئے بولا۔

کس چیز کی معافی؟" اس سے پہلے کہ وہ جانے کے لیے کھڑے ہوتے اینڈریو نے پوچھنا ضروری سمجھا۔ پہلے تو اسے یہ بات ہی سمجھ نہیں آرہی تھی کے ان کی اتنی جلدی ہونے والی دوستی کے پیچھے کیا وجہ تھی وہ تقریباً پچھلے ایک سال سے الیگزینڈرا کے قریب ہونے کو شش کر رہا تھا لیکن ناکام رہا اور اسٹیف نے یہ ایک ہفتے میں کر لیا تھا۔

وہ ہم نہیں بتائیں گے" اب کی بار الیگزینڈرا بولی جو اپنے بیگ کو اوٹ پٹانگ انداز میں گلے میں لٹکا چکی تھی۔

افف۔ کیا تم لڑکی ہی ہو؟ یہ کیسے بیگ پہن لیا ہے تمہارے ساتھ چلتے ہوئے مجھے شرمندگی ہو رہی ہے" اسٹیف نے اسے سائیڈ پر دھکا دیتے ہوئے اپنے آگے چلتے اینڈریو کی گردن کو اپنے دائیں بازو کے شکنجے میں لیا اور وہ پیچھے کھڑی ان

دونوں کو دیکھنے لگی۔ پھر اس نے جھٹکے سے بیگ اتارتے ہوئے اسے ہوا میں گما کر پھینکا جو اس وقت دونوں کے سر پر کسی بھاری پتھر کی طرح لگا۔

آر یو گوئنگ آن آ ڈیٹ ود مائی منی ؟(کیا تم دونوں میرے پیسوں پر ڈیٹ پر جا رہے ہو؟)" اس نے ایک ہاتھ سے بیگ اٹھاتے دوسرے ہاتھ سے ایک دوسرے کے ساتھ چپکے اسٹیف اور اینڈریو کو ہٹایا۔

جو اسے چڑانے کے لیے دوبارہ ایک دوسرے کے بازوؤں میں بازو ڈال چکے تھے۔ یہ محسوس کیے بغیر کے وہ دوبارہ ایک دوسرے کے قریب آ چکے ہیں چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج ویک اینڈ تھا اور ہیزل کی اصل ماں اپنی بیٹی کو سوتیلی ماں کے حوالے کیے خود دنیا سے بے خبر اپنے شوہر کے ساتھ اس کے بزنس ٹرپ پر اسے کمپنی دینے چل دی۔ اور وہ جو پوری رات بیڈ پر مصعب کی جگہ لیٹی تھی اسے وہ کیسے اچھی لگتی بے شک وہ چار سال کی بچی تھی لیکن فل حال

مصعب کو وہ میاں بیوی میں پھوٹ ڈلوانے والا ننھا شیطان لگ رہی تھی۔

رات کو جب وہ تھک ہار کر لیٹنے کے لیے آیا تو وہ ھدیٰ کی کمر پر لیٹی اس کے بالوں سے کھیل رہی تھی اور اس کی بیوی اپنے کام میں مصروف پیٹ کے بل لیٹی اپنی کمر پر موجود ہیزل کے گرد ٹانگوں کی قینچی بنائے ہوئے تھی۔ وہ دونوں اپنے اپنے کام میں ایسے مصروف تھیں جیسے دنیا صرف وہ دونوں ہی چلا رہی ہیں۔

مصعب جیسے ہی بیڈ پر بیٹھا تو ہیزل نے اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا جس کو سن کر ھدیٰ نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔

ہی از انکل زی (یہ انکل ہے زی)“اس نے مصعب کی طرف اشارہ کر کے ہیزل سے اس کا تعارف کروایا جو بس چند سیکنڈ سننے کے لیے رکی اور پھر رونا شروع ہو گئی۔

یوڈونٹ وانٹ تو لائی ود ہم (تم ان کے ساتھ نہیں لیٹنا چاہتی ؟)“اس نے ہیزل سے پوچھا جس پر ہیزل خاموش ہو گئی جس کا مطلب ”ہاں“ تھا۔

ھدیٰ نے مصعب کی طرف دیکھا اور وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔

کیا؟ میں نہیں جا رہا کہیں“ اس نے لیٹتے ہوئے جواب دیا وہ صبح سے ہی اپنے اگنور ہونے پر چڑ چڑا ہو رہا تھا اور اب تو حد ہی ہو گئی۔

اس کو لیٹتے دیکھ کر ہیزل نے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونا شروع کر دیا اور یہ صاف وارننگ تھی کے جاؤ نہیں تو سو کر دکھاؤ۔ پر وہ بھی ڈیٹھوں کا سردار بننے کا فیصلہ کر چکا تھا اس لیے مزید پھیل کر لیٹا۔

ان کے مقابلے کو آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا اور دونوں میں سے نہ کوئی تھک رہا تھا اور نہ کوئی ہار مان رہا تھا آخر کار ھدیٰ کو ہی کچھ کرنا تھا۔

اس نے ہیزل کو اٹھا کر مصعب کے قریب کیا۔

زی گیو ہم گڈ نائٹ کس اینڈ ہی ول لیو (زی انہیں گڈ نائٹ کس دو اور یہ چلے جائیں گے)“اس کی بات کو سمجھتے ہوئے ہیزل مصعب پر جھکی اور بڑے مجبورانا طریقے سے اس کا گال چوما لیکن وہ اپنی جگہ سے بالکل بھی نہ ہلا تو جو کام تھوڑی دیر پہلے ہیزل نے کیا تھا وہ دوبارہ ھدیٰ کو کرنا پڑا اور وہ حیرانگی کے سمندر میں غوطازن ہوا۔

گڈ نائٹ" ھدیٰ نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا اور اسے بالآخر جانا ہی پڑا۔ وہ رشوت جو وصول کر چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باہر سے بالکل عام سی طرز کا بنا ہوا گھر اپنے اندر ایک جہان سموئے ہوئے تھا لاؤنج کے دائیں طرف نیچے کو جاتی سیڑھیاں تھیں جہاں سے اس وقت کسی مشین کے چلنے کی ہلکی سی آواز آ رہی تھی۔

ارے تمہاری آنکھیں تو بالکل ربیکا جیسی ہیں" گریس نے ھدیٰ کو دیکھ کر کہا۔

جی" اس نے ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے جواب دیا۔

میں نے بہت سال تمہارا انتظار کیا" اس نے ھدیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔

مجھے لگا میں ربیکا کے ساتھ کیا وعدہ پورا کیے بغیر ہی مر جاؤں گا" اس نے اپنی بات جاری رکھی۔ اور اس کی اس بات پر وہ حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگی وہ تقریباً چالیس سے پینتالیس سال کا سارے جسمانی اعضاء لیے ہوئے ایک صحت مند انسان تھا اور موت کی باتیں کر رہا تھا اور مرنے سے پہلے بھی وہ کیا پورا کرنا چاہتا تھا صرف اسکی ماں سے کیا ہوا وعدہ۔

وہ بچی ہو کر بھی سمجھ گئی تھی کہ وہ محبت کھو کر زندگی کو گھسیٹ رہا تھا اور یقینی طور پر اس کی محبوبہ ربیکا ہی ہو گی۔

تو کیا واقع ہی ممی؟" اس سے آگے نہ وہ سوچ پائی اور نہ اس نے سوچنا چاہا اسے ان کے پاس رہنا تھا آہستہ آہستہ وہ سب جان جائے گی اسے سب کا کریکٹر سرٹیفکیٹ اپنے ہاتھ میں لے کر نہیں پھرنا چاہیے۔

چلو میں تمہیں ایک چیز دکھاتا ہوں" وہ اس کے آگے آگے چلتا ہوا سیڑھیاں اترا نیچے ایک لڑکی کھڑی گٹار بنانے کے لیے لکڑی کو ہاتھوں کی مدد سے تراش رہی تھی جس کی آواز شاید اوپر تک پہنچ رہی تھی۔

کیا میں اسے سیکھ جاؤں گی؟" اس نے دیوار پر لٹکتے گٹار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

جب تم اسے بجانا شروع کرو گی تو جان لو گی تمہاری ماں وراثت میں تمہیں کیا دے گئی ہے" گریس نے افسردہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

کیا اسے سیکھنے کے لیے بہت وقت لگے گا" وہ ابھی سے پوچھ لینا چاہتی تھی کیونکہ اسے بھی کسی سے کیا واپسی کا وعدہ پورا کرنا تھا۔

کیا تم جلد واپس جانے کا ارادہ رکھتی ہو؟" اس نے پوچھا۔

جی کالج شروع ہو جائے گا اس لیے مجھے جلد لوٹنا ہو گا" وہ اس لڑکی کے کام کرتے ہاتھوں کو تک رہی تھی۔

تو تم کچھ دیر یہاں رہو ولیم کے ساتھ وہ ابھی تک تمہاری ماں کی موت کو نہیں بھول پایا" اس نے لڑکی کے ہاتھ لکڑی پر سیدھے کرتے ہوئے کہا۔

میں کچھ سالوں بعد یہاں پڑھنے کے لیے آجاؤں گی" وہ ان کی محبتوں پر یقین کرنے کے بعد بھی خود کو یہاں رہنے پر راضی نہیں کر پائی تھی۔

ٹھیک ہے جیسے تم کہو" اس نے ہاں میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کب سے سیکھنا شروع کریں گے؟" ھدیٰ نے بے قراری سے پوچھا۔

پہلے تمہیں اپنے ہاتھوں سے اسے تراشنا ہو گا" گریس نے اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ٹکرا پکڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس میں تو بہت دن لگ جائیں گے اور ویسے بھی میں لکڑی کو اس طرح تراشتے ہوئے کسی کو پہلی مرتبہ دیکھ رہی ہوں میں کیسے تراشوں گی" اسے یہ کام ناممکن لگا تھا پہلے تو وہ اس بات سے ڈر رہی تھی کہ گٹار سیکھ ہی نہیں پائے گی پھر یوٹیوب پر بہت سی وڈیوز دیکھ کر اس نے فیصلہ کیا کہ اگر دنیا میں اتنے لوگ اسے بجا رہے ہیں تو وہ بھی سیکھ ہی جائے گی اور اب خود گٹار کی لکڑی کو تراشنا۔ ناممکن۔

پچھلے ایک ماہ میں اس کے ہاتھ سے تراشا گیا یہ دوسرا ڈھانچہ تھا جس کو بجانے پر سرسے زیادہ شور نکلتا تھا لیکن اس ایک ماہ میں اس نے یہاں رہتے ہوئے یہ جانا تھا کہ گریس گٹار بجانے والا کوئی عام انسان نہیں اس نے اس ساز کی مدد سے انٹرنیشنل دنیا میں اپنا ایک مقام بنایا تھا نہ وہ ہر شو پر جاتا تھا اور نہ ہی ہر کسی کو سکھاتا تھا وہاں پر کام کرنے والی لڑکی نے اسے بتایا کہ اس کا تعلق بنگال سے ہے اور اسے تقریباً دس سال لگے تھے گریس کو اس بات کے لیے منانے پر کہ وہ اسے اپنا شاگرد بنالے وہ ملکوں ملکوں گھومی تھی ہر شو میں وہ موجود رہتی سفارش پیسے ہر طرح کی کوشش کی لیکن ناکام رہی پھر جب اس نے مایوس ہو کر یہ فیصلہ کر لیا کہ اب وہ دوبارہ نہ کبھی گٹار سنے گی اور نہ بجائے گی تب اسے گریس کا خط ائیر ٹکٹ کے ساتھ ملا اور وہ وہاں آگئی اور اب ایک سال ہونے کو آیا تھا اس سے ابھی تک وہ ساز نہیں بن پایا تھا جس کو وہ بجا سکے اس لیے گریس نے اسے ایک بھی سر بجانا نہیں سکھایا تھا لیکن وہ جانتی تھی کے اگر اسے کوئی واقع میں ہی بجانا سکھا سکتا ہے تو وہ صرف گریس ہے اس لیے وہ مایوس نہیں ہے اور اب ھدیٰ کو بھی نہیں ہونا۔

اس نے اس دورانیے میں گٹار کے متعلق تمام ضروری معلومات اکھٹی کی تھیں اس کے سروں کے بارے میں جانا اس نے اپنی ساری زندگی جتنی بھی موسیقی سنی تھی اس کے مقابلے میں اس ایک مہینے میں دوگنا موسیقی سنی وہ اتنی جلدی ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھی۔

گیج اور سکر یپر چلانے سے اس کے ہاتھوں پر زخم بن گئے تھے اور اس کے دماغ میں باس کی لکڑی کی خوشبو بسیرا کر چکی تھی وہ صرف شام کا کھانا کھانے ولیم کے ساتھ باہر نکلتی تھی اس نے نئے شہر نئے ملک کو دیکھنے کی خواہش بھی نہیں کی تھی کیونکہ وہ وراثت میں ملنے والے اس ہنر کو پرکھنا چاہتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چلیں؟" سٹڈی کا دروازہ کھولنے پر وہ دونوں نیلی جینز پر سفید شرٹ کے اوپر پنک کلر کے خرگوش والے ہڈ پہنے کھڑیں تھیں جن کے دو دو کان ان دونوں کے سروں پر کھڑے تھے وہ دونوں عجوبے لگ رہی تھیں ایک پانچ فٹ پانچ انچ کا اور دوسرا دو فٹ ایک انچ کا۔

کہاں؟" وہ اس حلیے میں ان دونوں کے ساتھ کہیں نہیں جانا چاہتا تھا اس لیے بھولنے کی کمال اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔

مصعب!" وہ اسے دس مرتبہ کہہ چکی تھی کے آج ہیزل کو پارک لے کر جانا ہے۔

اچھا ٹھیک ہے پہلے چینج کر کے آؤ میں جانوروں کے ساتھ نہیں جاؤں گا" اس نے ان کے کھڑے کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے ہم خود ہی چلیں جائیں گے" اس نے ہیزل کی انگلی پکڑی وہ اسے صرف دھمکا رہی تھی کیونکہ وہ اتنے اچھے کپڑے اتارنے کے موڈ میں بالکل نہیں تھی یہ الگ بات ہے کہ وہ صرف اسے ہی اچھے لگ رہے تھے۔

اچھا نہیں سر سے تو اتارو" اس نے کھڑے کانوں والی ٹوپی کو ان دونوں کے سروں سے ایک ساتھ اتارتے ہوئے کہا جس کو دونوں نے اس کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے دوبارہ پہنا۔

یہ لیں" ھدیٰ نے اسی طرح کا ایک اور ہڈ مصعب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کیا؟۔ میں نہیں پہنوں گا وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر اڑ ہی تو گیا تھا" چلیں پھر میں اور زی اکیلے چلیں جاتے ہیں اس نے دوبارہ دھمکی دی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ ان کو اکیلے نہیں جانے دے گا۔

ھدیٰ۔" اس نے آواز کو نیچی رکھتے ہوئے سخت لہجے میں اسے وارننگ دی کے وہ یہ نہ کرے پر ھدیٰ رک جانے والوں میں سے تھوڑی تھی اٹھ کر خود اس کا کوٹ اتارنے لگی۔ اور ہیزل یہ زبردستی دیکھ کر قہقہے لگانے لگی۔

ہاؤ ہیپی یو آر (کتنی خوش ہے یہ)۔ میرا بچہ" ھدیٰ نے اس کا گال چومتے ہوئے اسے اٹھاتے ہوئے مصعب کی طرف پلٹ کر دیکھا جو پنک کلر پہننے پر بس رونے کو تیار کھڑا تھا۔

چلیں" اس نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

پھر بلڈنگ سے نکلتے ہوئے سڑک پر چلتے ہوئے مصعب نے سارا راستہ یہ ہی دعا کی کہ ساری دنیا غائب ہو جائے یا پھر وہ نہیں تو ہیزل یا پنک کوٹ میں سے ایک چیز تو لازمی غائب ہونی چاہیے ورنہ وہ ان کپڑوں میں بیچ سڑک پر بیٹھ کر رو دے گا۔ پر جب اس کی مانگی گئی دعاؤں میں سے ایک بھی قبول نہ ہوئی تو اس نے کھڑے کانوں والی ٹوپی جو اسے کچھ دیر پہلے زہر لگ رہی تھی سے اپنے آدھے چہرے کو چھپایا مبادہ اسے کوئی پہچان نہ لے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یو آر ہیر (تم آگئی)" جھولتی ہوئی کرسی کی پشت پر روشنی پڑ رہی تھی باقی سب کچھ اندھیرے میں تھا آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والے کی عمر زندگی کی کئی منازل طے کر چکی ہیں۔

کام کیسا جارہاہے؟ پچھلے چھ ماہ میں تمہاری کمپنی نے دس ارب کا نقصان کروایاہے۔ کیا اس کا مطلب ہے کے میں اپنے شیئرز نکال لوں؟" انہوں نے آنے والی کو دھمکی دی کیونکہ ان کے پاس پیسہ یا اس طرح کی دھمکیاں دینے کے علاوہ کچھ نہیں تھا اپنی اولاد کو دینے کے لیے۔

ڈیڈ! یور وائس فیل مور اولڈ (آپ کی آواز میں بڑھاپا اتر آیا ہے)" وہ بھی چپ نہیں رہی تھی ان ہی کی بیٹی تھی اور ہر بار ان کے بچوں کو ایسے جوابات دے کر ان کو یقین دلانا پڑتا تھا کہ وہ ان ہی کی اولادیں ہیں۔

جب اولاد تم لوگوں جیسی نکمی ہو تو باپ جلدی بوڑھے ہو جاتے ہیں" انہوں نے ٹنوں کے حساب سے پیسہ کمانے والی اولاد کو ایک جھٹکے میں نکما قرار دیا تھا۔

آئی ول ریکور اٹ سون (میں اسے جلد کما لوں گی)" اس نے ضائع ہونے والے پیسے کے بارے میں بات کی۔

دراصل باپ کے پاس ان تینوں کی حاضری صرف اس وقت ہوتی تھی جب ان کا کام مسلسل نقصان میں جارہا ہوتا تھا۔ اور وہ صرف دھمکی نہیں دیتے تھے اپنا ہاتھ ان کے سر پر سے اٹھا لینے کی سکت بھی رکھتے تھے شاید ان کے دل میں جذبات کی کوئی جگہ نہیں تھی نہ اولاد کے لیے نہ ہی کسی اور کے لیے یہ ان کی اولاد کو لگتا تھا لیکن ان کو خود کو ایسا کچھ بھی نہیں لگتا تھا بلکہ وہ تو ببانگ دہل کہتے تھے کہ وہ دنیا کے سب سے اچھے باپ ہیں انہوں نے اپنی اولاد کو کبھی کسی چیز کے لیے ترسنے نہیں دیا اور اس طرح کی غلط فہمیاں انہیں وراثت میں ملنے والی ڈھیروں جائیداد کے ساتھ ملی تھیں وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے اور یہ اکلوتے والا سلسلہ ان کے خاندان میں ان کے اپنے بچوں نے توڑا تھا ورنہ ان کے ابا اور ان کے ابا کے ابا بھی اکلوتے ہی تھی اس لیے جائیداد کو خاندان سے باہر نکلنے کا کبھی موقع ہی نہ ملا لیکن اب ان کی تین اولادیں ہیں اگر وہ متحد ہو کر نہیں چلے تو بلاشبہ ان کی دولت تین حصوں میں تقسیم ہوتی اور ان کی حیثیت شہر میں نمبرون سے نیچے آجاتی جو وہ ہرگز نہیں چاہتے تھے۔ یہ ان کے خاندان کی تیسری نسل تھی جو اس شہر میں مقیم تھی

حالانکہ چند گھنٹوں کے فاصلے پر کینیڈا جیسا ملک موجود تھا جہاں رہنا یہاں سے کئی گنا سستا اور آسان تھا مگر ان کے دن با دن بڑھتے بزنس نے ان کو اس ملک خاص طور پر اس شہر میں روکے رکھا یہاں پر نئی انوسٹمنٹ پر ساری دنیا کے مقابلے میں کم ٹیکس لگتا تھا اس لیے ان کے کاروبار کی دو بڑی کمپنیاں اسی جگہ موجود تھی۔

اس کی ضرورت نہیں ہے میں تمہاری کمپنی کو ضم کرنے جارہا ہوں۔ اس کمپنی کے سی ای او سے جاکر ملو اچھا لڑکا ہے بزنس ایٹیکیٹس اچھے ہیں وہ چند ماہ میں نہ صرف نقصان پورا کردے گا بلکہ کمپنیوں کے ضم ہو جانے سے اور بھی بہت سارے فائدے ہوں گے" وہ اسے صاف صاف بتا رہے تھے کہ انہوں نے بزنس کے نام پر بیٹی قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ لیکن ایلیٹ کلاس کسی بھی ملک کی ہو اس خرید و فروخت کو جس حد تک ہو سکے خوبصورت بنا کر پیش کرتی ہے اسلئیے وہ بھی کر رہے تھے۔

ڈیڈ" اس نے اپنی بند ہوتی آواز کو پوری طاقت سے اکھٹا کیا۔

کیپ اٹ لو (اسے آہستہ رکھو)" انہوں نے کرسی گھماتے ہوئے چہرہ ایلِس کی طرف موڑا۔ ان کی آنکھوں میں ٹھنڈی تنبیہہ تھی۔

آپ مجھے کیوں لے آئے تھے یتیم خانے سے اگر آپ نے مجھے اپنے ہاتھوں سے بیچنا تھا تو؟" اس نے ان سے بھی ٹھنڈی مگر آہستہ آواز میں ان سے سوال کیا۔ ان سب بہن بھائیوں کی آواز کو اتار چڑھاؤ سے سامنے والے پر اپنی بات واضح کرنا انہیں باپ سے ہی وراثت میں ملا تھا۔

تو پھر تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ میں نے تمہیں ایک شاندار زندگی دی اور اب بھی میں ہی کوشش کر رہا ہوں" انہوں نے چشمہ لگایا تاکہ وہ بیٹی کے چہرے پر موجود تاثرات کو پڑھ سکے۔

لیو (جاؤ)" انھوں نے اس کے ٹوٹے ہوئے اعصاب کو دیکھتے ہوئے یہاں سے جانے کا حکم دیا۔ اور اس کے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کے پاس جاتی جیمز یہاں تھا نہیں اس لیے اسے کالمن (مصعب) کے پاس جانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رنگ برنگے کاغذ کے جہازوں جیسے پروں کے نیچے مضبوطی سے جڑی نشتوں پر سوار ہونے کے لیے ایک لمبی لائن جمع تھی یہاں پانچ سال کی عمر کے بچوں کے لیے یہ سب سے خطرناک جھولا تھا جس پر بیٹھنے کے لیے ہیزل کلکاریاں بھر رہی تھی لیکن اس میں وہ ہیزل کو اکیلا نہیں بٹھا سکتے تھے اس لیے ھدیٰ اپنے ساتھ مصعب کو بھی زبردستی کھینچ لائی۔

جیسے ہی وہ جہاز فضا میں بلند ہوئے زمین سے ان کا رابطہ کاٹ دیا گیا تھا اور ھدیٰ اور ہیزل کے سامنے بیٹھے مصعب کا دل بھی تقریباً ہوا میں اچھل کے زمین پر گرنے کو تیار تھا جس کو دیکھ کر ھدیٰ کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا اور ہیزل اپنی ماں کے ہنسنے پر ہنس رہی تھی۔

کیا آپ بچے ہیں ہم تقریبا چار میٹر ہی اوپر ہیں زمین سے" اس نے اسے باتوں میں لگانے کی کوشش کی تاکہ اترنے پر اسے اسکا غصہ نہ دیکھنا پڑے۔

مجھے ایکروفوبیا ہے" اس نے جھوٹ بولا۔

چ ھ ھ۔ دو چار میٹر زمین سے اوپر ہونے کو بزدل ہونا کہتے ہیں ایکروفوبیا نہیں" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

تم جیسی بیوی رکھنے والا شوہر کچھ بھی ہو سکتا ہے بزدل نہیں" اس نے اس کی طرف گھورتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے چیک کر لیتے ہیں میں زیادہ ڈراؤنی ہوں یا وہ" اس نے ہانٹڈ ہاؤس کی طرف اشارہ کیا۔

یقیناً تم ہی ہو" مصعب نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

جو ہارا وہ دوسرے کی کوئی بھی ایک بات پوری کرے گا" اسے پورا یقین تھا کہ وہ پہلے اس جگہ نہیں آیا جس طرح کا اسکا لائف سٹائل تھا اسکی رسائی یہاں تک اس عمر میں ہو ہی نہیں سکتی تھی جس عمر میں ھدیٰ شانزہ بجلی بند ہونے پر ایک ہی چارپائی پر لیٹ کر بھوتوں کے قصے سنا کرتے تھے اور ہانٹڈ ہاؤس کے سب سے کم ڈراؤنے بھوت کو بھی سب سے بڑی بلا سمجھتے تھے۔

ڈیل؟" اس نے اترتے ہوئے ہاتھ آگے کیا جس کو پکڑنے کے بعد مصعب نے چھوڑا نہیں اور وہ ہانٹڈ ہاؤس کی طرف چل پڑے۔ چھوٹی سی جھونپڑی کے باہر ڈیجیٹل سکرین نصب تھی جس پر اندر جانے والا کتنی منزلیں آگے تک گیا ہے وہ نمبروں کی شکل میں لکھا جاتا تھا اور ہر منزل پار کرنے کے بعد اگلی منزل مزید ڈراؤنی ہوتی چلی جاتی تھی دراصل بظاہر چھوٹی سی دکھنے والی جھونپڑی زیرزمین کافی زیادہ جگہ گھیرے ہوئے تھی اور اس کو ڈراؤنا بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔

پہلے مصعب اندر گیا اور وہ اور ہیزل مشروم کی شکل کی بنی کرسیوں پر بیٹھ کر سکرین پر نظر آتے ہندسوں کو دیکھنے لگی ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ باہر کھڑا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اور دل میں ان لوگوں کو جم کر گالیاں دے رہا تھا جنھوں نے انٹرٹینمنٹ کے نام پر ایسی واہیات چیز بنائی تھی وہ صرف چھٹی منزل تک جا پایا تھا اور اب ھدیٰ کی باری تھی وہ اپنا ہڈ اتار کر مصعب کو پکڑاتے ہوئے اندر چلی گئی اور دو منٹ کے بعد ساتویں منزل تک پہنچنے کے بعد اس کے سر پر کھڑی مسکرا رہی تھی۔

ہاں تو اتنا زیادہ فرق نہیں ہے ہم دونوں قریب قریب ہی ہیں" اس نے بہانا بنایا۔

وہ اس لیے کے بات صرف جیتنے کی ہوئی تھی فرق کی نہیں" یہ تو ھدیٰ ہی جانتی تھی کی ساتویں منزل تک پہنچتے ہوئے اس کا دوبار ہارٹ فیل ہونے سے بچا تھا پر وہ شرط ہارنا نہیں چاہتی تھی اس لیے کسی بھی طرح ساتویں ہندسے تک تو پہنچنا ہی تھا۔

اچھا بتاؤ کیا کرنا ہے" آج شاید اسکا دن ہی برا تھا

پھر کبھی" وہ اس موقع کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تھی۔

چلیں! آئس کریم کھاتے ہے" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

پہلے یہ پہنوں" مصعب نے اس نے اسکے کوٹ کی طرف اشارہ کیا جو وہ جاتے ہوئے اتار کر گئی تھی۔

ھدیٰ کو لگا شاید وہ کوٹ کی وجہ سے کہہ رہا ہے پر اصل میں وہ سفید رنگ کی شرٹ میں اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ وہ اس کی طرف ٹھیک طرح سے دیکھ بھی نہیں پا رہا تھا۔

اور ان کو لینے آیا جیک ان کو ایک جیسے تین سائز کے عجوبوں کے روپ میں دیکھ کر ہنس پڑا اور اس نے وقت ضائع کیے بغیر اس لمحے کو کیمرے کی آنکھ میں اتارا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جیک اپنے آفس میں تھا جب اس نے اےِ لس کو لفٹ سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ فوراً اٹھ کر باہر آیا اس سے پہلے کہ وہ دونوں بہن بھائی آفس کو جنگ کا میدان بنائیں ان میں سے کسی ایک کو اسے یہاں سے نکالنا تھا۔

ہاؤ آر یو؟(کیسی ہیں آپ)"اس نے ساتھ چلتے ہوئے اِیلس سے بات شروع کی اسے اس موڈ میں دیکھ کر لگ نہیں رہا تھا کہ وہ آج ایسے یہاں سے جائے گی۔

ڈو یو ہیو آ ڈیتھ وش(کیا تمہاری کوئی آخری خواہش ہے)"اس نے بالوں میں لگی تلوار کی طرح کی تیز پن کو اتارتے ہوئے پوچھا۔

ہی از ناٹ ہیر (وہ یہاں نہیں ہے)"اس سے پہلے کے وہ بات پوری کرتا وہ دروازہ کھولتے ہوئے اندر جا چکی تھی اور وہ بھی اس کے پیچھے ہی لپکا۔

مصعب جو کسی فائل پر جھکا ہوا تھا اس اچانک افتاد پر اس نے غصے سے سر اٹھایا۔

لونگ ٹائم برادر(کافی عرصہ ہو گیا بھائی)"اس نے بھائی لفظ ایسے کہا جیسے گالی دی جاتی ہے۔

یس سسٹر!دو دن پہلے لاکھوں کا پھندہ تمہارے گلے میں کوئی اور ڈال گیا تھا"مصعب نے اسے اس کی سالگرہ کا دن یاد کروایا۔

میں اتنے سستے تحفے نہیں لیتی میں نے پھینک دیا"اس نے بھی پچھلی بار کا حساب چکتا کیا۔اور جیک کھڑا کبھی اس کی طرف دیکھتا تو کبھی اِس کی طرف یہ میٹھی میٹھی باتیں آنے والے طوفان کا پیش خیمہ تھیں۔

ڈیڈ آسک می ٹو میٹ ہم (بابا نے مجھے اس سے ملنے کا کہا ہے)"اس نے جھک کر میز پر ایک خوبرو مرد کی تصویر رکھی جس پر مصعب سے بھی پہلے جیک کی نظر پڑی تھی۔وہ یقیناً شہر کے امیر زادوں کی اولادوں میں سے ایک تھا۔

تو؟ نقصان کرنے سے پہلے سوچنا تھا نہ اب کیا ہو سکتا ہے" مصعب کے اس جواب پر ایلس تو نہیں لیکن جیک ضرور چونکا تھا اگر وہ ایسا کہہ رہا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ وہ پہلے سے جانتا تھا کہ یہ ہونے والا ہے اور اگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا تو کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ آہستہ سے قدم اٹھاتا ہوا باہر کی طرف چل دیا یہ بہن بھائیوں کے درمیان ہونے والا معمولی جھگڑا نہیں تھا یہ ان کی زندگیوں کی جنگ تھی جسے وہ تینوں لڑتے لڑتے شاید اب تھکنے لگے تھے۔ لگژری لائف گزارنا صرف کہنے میں اچھا لگتا ہے اصل میں چونکہ یہ انسانی فطرت کا حصہ نہیں ہے اس لیے امیری کی زندگی ایک خاص وقت پر پہنچ کر نعمت کی بجائے عذاب لگنا شروع ہو جاتی ہے اور یہ بات جیک نے پچھلے پانچ سال سے ان کے درمیان رہ کر سیکھی تھی ان میں سے کسی کو بھی اپنی مرضی سے اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے تک کی اجازت نہیں تھی وہ اپنی شناخت کے ساتھ کسی جگہ دس منٹ نارمل انسان کی طرح کھڑے نہیں ہو سکتے تھے تو زندگی کے بڑے فیصلوں میں تو انہیں ضرور بڑی ازیتوں کا سامنا کرنا پڑتا اگر وہ بغاوت کرتے۔ آج اسے چند ماہ پہلے مصعب کے شادی کے اچانک فیصلے کی بات سمجھ آئی تھی۔

دین آئی ل فائینڈ آوے سو یو کڈ ڈو (پھر میں کوئی ایسا راستہ ڈھونڈتی ہوں تا کہ تم یہ کر سکو)" وہ اسے دھمکاتی ہوئی باہر آئی۔ اور وہ بہن کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلا گیا۔

ویٹ" جیک نے بھی بڑا فیصلہ کیا تھا۔

آپ کیسے تلاش کریں گی کچھ؟" اس نے لفٹ کے دروازے کو ہاتھ سے روک کر سوال کیا۔

میٹ می (مجھ سے ملو)" صرف اتنا کہتے ہوئے اس نے دروازے سے ہاتھ ہٹا دیا اور وہ بند ہوتا چلا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بار کے ٹیبل پر بیٹھا تھا جب اس نے ایلس کو داخل ہوتے دیکھا وہ چلتی ہوئی اس کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی لیکن آنکھوں سے چشمہ نہیں ہٹایا تا کہ اسے کوئی پہچان نہ لے۔

جیک نے چند لمحے اس کے چہرے کو دیکھا پھر اپنے سامنے رکھے گلاس کے نیچے ایک لفافہ رکھ کر اسے اس کی طرف کھسکایا۔

ایلس نے لفافہ کھولا تو اس میں مصعب، ھدیٰ اور ہیزل کی کل کی تصویر تھی اور پیچھے تھیم پارک کا ویو تھا مصعب کے کپڑوں اور اس جگہ پر اس کی موجودگی کو دیکھتے ہوئے ایلس کو اتنا سمجھ آگیا تھا کہ وہ لڑکی معمولی نہیں ہے اس نے مصعب کو کبھی بھی ایسے نہیں دیکھا تھا اس نے ہیزل کو کندھوں پر بٹھایا ہوا تھا اور ھدیٰ اس کے منہ میں آئس کریم ڈال رہی تھی۔

کیا انہوں نے شادی رجسٹر کروالی ہے" مسکراتے ہوئے اس نے تصویر کو پرس میں رکھا۔

جیک نے اس کی بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا اور اٹھ کر چل پڑا وہ پہلے ہی اپنی دوستی کو قربان کر چکا تھا دوست کا اعتبار اور شاید نوکری بھی کھو چکا تھا اس لیے اس کے قدموں میں تھکاوٹ تھی اس مسافر جیسی جو بہت چلا ہو لیکن منزل نہ پاسکا ہو۔

ویٹ" ایلس نے اسے دروازے کے باہر روکا میں اسے صرف اسے منانے کے لیے استعمال کروں گی۔

بے شک تم اسے پوری دنیا کو دکھا دو مجھے فرق نہیں پڑے گا ایک کو بتا دیا مطلب سب کو بتا دیا اس نے آگے چلنا شروع کیا۔

میں یہ ایسے نہیں لوں گی۔ یہ رکھو اور بھول جاؤ ہم آج ملے تھے۔" وہ ہر گز جیک سے یہ فیور اس طرح نہیں چاہتی تھی۔

تو؟" جیک نے تھکاوت سے بوجھل آنکھوں کو اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

راز کے بدلے راز۔ اگر تم مجھے کچھ دے رہے ہو تو کچھ لے بھی جاؤ ہو سکتا ہے وہ اس کے کسی کام آ جائے" ایلِس نے چشمہ اتارتے ہوئے کہا۔

میں نے پچھلے پانچ سال سے کوئی سکرپٹ نہیں لکھا اس لیے کمپنی کو اتنا نقصان ہوا" بظاہر معمولی لگنے والی بات کتنی اہمیت رکھتی تھی یہ سننے والا اور بتانے والا ہی جانتا تھا۔ جسے سن کر جیک دو منٹ کے لیے کچھ سوچ نہ سکا۔

اگر تمہیں یہ پوری دنیا کو بتانا ہے تو تم بتا سکتے ہو" اےِلس نے مڑتے ہوئے کہا۔

کیوں؟ کیوں نہیں لکھا؟" جیک نے اونچی آواز میں سوال کیا۔

کیا تم ٹھیک نہیں ہو؟" جواب نہ ملنے پر اس نے اگلا سوال کیا۔

کہہ سکتے ہیں" اس نے تین لفظوں میں بات ختم کی۔ اب وہ دور جا چکی تھی اس لیے جیک نے مزید سوال کرنے کا ارادہ ترک کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ سے کوئی ملنے آیا ہے" اسے سٹاف روم کے ایکسٹینشن پر اطلاع ملی جسے سنتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھی ویسے بھی وہ جا ہی رہی تھی اس لیے اس نے کوٹ پہنا۔

گیسٹ لاؤنج میں بیٹھے انسان کو دیکھ کر اس پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ وہ اس کے انتظار میں کرسی پر بیٹھا مسلسل پاؤں ہلا رہا تھا جیسے اسے شک ہو کہ ھدیٰ یہاں ہے بھی یا ابھی اسے اپنی تلاش جاری رکھنی ہو گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صوفے پر الٹا لیٹا وہ اونگھ رہا تھا۔ جب انسان من کی مان آتا ہے تو پھر ایسی گہری نیند ہی آتی ہے تاکہ دماغ جو شرمندہ کرنے پر تلا ہوتا ہے اسے چپ کروایا جائے وہ بھی ایسے ہی اپنے دماغ کو چپ کروا رہا تھا۔ لیکن وہ زیادہ دیر سویا نہیں رہ سکتا تھا۔ جاگنے کے بعد اس نے فون دیکھا تو آفس سے بہت سارے لوگوں کی مسڈ کالز موجود تھیں اس نے فون کو دوبارہ بند کرتے ہوئے بیگ میں چیزیں رکھنا شروع کی۔ وہ یہاں سے کم از کم اس وقت چلے جانا چاہتا تھا۔

گھر سے نکلتے ہوئے اور بس میں سوار ہوتے اس نے اپنے اس فیصلے پر بہت غور کیا اور ہر بار اسے یہاں سے چلے جانا ہی بہتر لگا کیونکہ وہ جو نقصان کر چکا تھا اب مصعب کے سامنے نہیں جا سکتا تھا اسے وہ آخری رشتہ جس کو اس نے اپنے سارے جذبے لٹا کر سینچا تھا آج اسے آخری سانسیں لیتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس دنیا میں اسے دو لوگ ہی سب سے پیارے تھے اور دونوں میں سے ایک کو بچانے کے لیے وہ دوسرے کی بازی لگا آیا تھا۔

وہ دونوں یونیورسٹی کے لاسٹ ائیر میں تھے جب جیک پہلی مرتبہ اس کے پاس آیا پچھلے تین سالوں سے ایک ہی کلاس میں ہوتے ہوئے ان دونوں میں سے کبھی کسی کو ایک دوسرے کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کبھی بات کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی وجہ ایک کا بے حد امیر ہونا اور دوسرے کا اتنا ہی غریب ہونا تھا وہ دونوں صرف لیکچر کے لیے کلاس میں آتے اور بغیر مطلب کسی سے بات نہیں کرتے تھے دونوں کی زندگیاں اپنے اپنے ایکسٹریم پوائنٹ پر تھیں اور دونوں کو تعلیم پوری کرنے کی جلدی تھی یہ دوستیاں پالنا وہ دونوں ہی افورڈ نہیں کر سکتے تھے ایک اپنے پبلک فگر ہونے کی وجہ سے اور دوسرا فیس کے لیے جگہ جگہ مارا پھرنے کی وجہ سے جیک کو ہمیشہ لگتا تھا کہ مصعب انتہائی

امیر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی موڈی اور بگڑا ہوا بھی ہے اسلئے کبھی ضرورت پڑنے پر بھی وہ اس کے پاس نہیں گیا تھا لیکن اب کچھ ایسا ہوا تھا کہ اسے اس کے پاس جانا پڑا اس کی چھوٹی بہن جو کہ صرف انیس سال کی تھی اس نے پچھلے دو ماہ سے اسکا جینا حرام کر رکھا تھا تقریباً پانچ پارٹ ٹائم جابز سے وہ اسے نکلوا چکی تھی اور کالمن (مصعب) اسکا بھائی ہے یہ بات بھی اس نے خود ہی جیک کو دھمکاتے ہوئے بتائی تھی۔

اس کے بارہا پوچھنے پر کے وہ اس کے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہے ایلس نے اسے بتایا کہ اس نے اس کی دوست کو چیٹ کیا اس سے محبتکے وعدے کر کے اب اسے چھوڑ رہا ہے لیکن کون سی دوست اور کون سے وعدے جیک کو بالکل بھی کوئی بات سمجھ نہ آئی جس لڑکی کی وہ بات کر رہی تھی وہ اس کے ساتھ ایک سٹور پر کام کرتی تھی لیکن ہیلو ہائے کے علاوہ ان کی کبھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ "یقیناً تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" جیک نے اسے کہا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو جیسے تم نے اس سے جھوٹ بولے" ایلس نے جواب دیا۔

تم میری طرف دیکھو کیا میں اس حالت میں کسی قسم کا کوئی ریلیشن شپ افورڈ کر سکتا ہوں؟" جیک نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

اسی لیے تم نے ایسا کیا کے تم اس کے پیسوں پر ایش کر سکو" اس نے کاؤنٹر پر کہنی ٹکاتے ہوئے کہا اور دور کھڑا مینجر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جیک کی ایک اور غلطی اور وہ یہاں سے بھی باہر ہوتا۔

کون سے پیسے اور میں کیوں لوں گا اس سے پیسے؟" وہ اس بحث سے اکتایا۔

دیکھو میرا دل کر رہا ہے کے میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر اسی وقت یہاں سے باہر نکال دوں لیکن میں ایسا بھی نہیں کر سکتا اتنی سی بات تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی؟" اس نے دانت کچکچا کر شدید قسم کی جھنجھلاہٹ پر قابو پایا۔ اس نے ماں باپ

کے بغیر چلڈرن کیئر میں انتہائی مشکل زندگی گزاری تھی اور اس وقت صرف اپنی پڑھائی ختم ہونے کے انتظار میں تھا تا کہ وہ ایک نارمل زندگی گزار سکے پندرہ کا ہونے کے بعد وہ جسمانی طور پر تو یتیم خانے سے نکل آیا تھا لیکن ذہنی طور پر اسے وہاں سے نکلنے کے لیے بہت وقت لگا اور اب اسے اس لڑکی کی وجہ سے اپنی ڈگری خطرے میں نظر آ رہی تھی وہ اسے ہزار دفعہ بتا چکا تھا کہ اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے پر وہ ماننے کو تیار ہی نہ تھی۔ اگر وہ اسے اس جگہ سے نکلوانے میں بھی کامیاب ہو جاتی تو وہ کسی طور اپنی فیس ادا نہیں کر سکتا تھا۔

چلو تم اپنی دوست کو ساتھ لاؤ اور وہ مجھے خود بتائے کہ میں نے ایسا کیا ہے اور ثبوت دکھائے تو میں مان جاؤں گا" اس نے آخری فیصلہ کیا وہ مزید اس معاملے کو طول نہیں دے سکتا تھا۔

وہ پہلے سے ہی ہاسپٹل میں ہے اب میں مزید اسے تمہارے سامنے آنے دوں گی یہ بھول ہے تمہاری" عجیب سر پھری لڑکی تھی کسی طور نہیں مان رہی تھی اور وہ رپورٹ کرانے کے حق میں نہیں تھا کیونکہ وہ معمولی باپ کی بیٹی نہیں تھی وہ شہر میں ایک نام رکھتے تھے اور جیک ایسے لوگوں سے نہ دشمنی رکھنا چاہتا تھا اور نہ دوستی۔

آخری حل اب مصعب کے پاس جانا ہی تھا اور وہ اگلے دن اس کے پاس چلا بھی گیا۔

کیا ہم دس منٹ بات کر سکتے ہیں؟" مصعب کلاس سے نکل رہا تھا جب جیک نے اسے پہلی بار مخاطب کیا۔

نہیں" یک لفظی جواب دیا گیا۔

کیوں؟ مجھے ضروری بات کرنی ہے" جیک نے کہا اسے لگا جس طرح کی سر پھری بہن ہے بھائی بھی بالکل ویسا ہی ہے۔

آج نہیں" مصعب لاپرواہی سے کہتا ہوا چل پڑا۔

پانچ منٹ" جیک کی آواز میں بہت آس تھی۔

کہانہ کل" اس نے مڑ کر اپنے پیچھے آتے ہوئے جیک کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

او کے تین" اس نے ہار نہ مانتے ہوئے وقت کو اور کم کیا۔

آئی ڈونٹ وانٹ ٹو (میں نہیں کرنا چاہتا بات)" اس نے الٹے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کو کہا۔

ٹھیک ہے پھر میں تمہاری بہن کو اپنے طریقے سے ہینڈل کر لوں گا" اس کے منہ سے اتنے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کے مصعب نے اس کے چہرے پر مکوں کی بارش شروع کر دی اس دوران وہ زمین پر گر گیا اور اس نے اس کے جسم کا کوئی حصہ نہ چھوڑا جہاں پر ٹھوکر نہ ماری ہو۔ اور وہ زمین پر پڑا مار کھاتا رہا اسے لگا اگر ایسے وہ اس کی بات سنے گا تو ایسے ہی سہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیسی ہیں آپ؟" اس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ھدیٰ سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں۔ میں نے بالکل نہیں سوچا تھا کہ تم ہو گے" اس نے اپنی حیرانگی ظاہر کی۔

میں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ آپ کو ڈھونڈنے میں مجھے اا تنا عرصہ لگ جائے گا" حیدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

صبا کیسی ہے؟ کیا وہ بھی تمہارے ساتھ آئی ہے؟" ھدیٰ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا آج برسوں بعد کسی جاننے والے کو دیکھ رہی تھی تو حواسوں کو بحال کرنے میں اسے کچھ وقت لگا۔

وہ ٹھیک ہے اور میں اکیلا ہی آیا ہوں" یہ کہتے ہوئے ھدیٰ نے اس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر محسوس کیا۔

انکل، آنٹی، انس اور تمہارے گھر والے سب ٹھیک ہیں؟" وہ بات بھی کر رہی تھی اور نظریں بھی چرا رہی تھی وجہ صرف ایک تھی کہ وہ اپنے پیچھے کسی بہت پیارے انسان کو بے قصور ہوتے ہوئے سزا دے آئی تھی اور پلٹ کر دیکھا تک نہیں تھا۔

سب ٹھیک ہیں۔ کیا آپ کے پاس کچھ وقت ہے مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے؟ اس نے امید لیے پوچھا۔

ہاں بالکل میری کلاس ختم ہو گئی ہے میں نکلنے ہی والی تھی۔ تم نے لنچ کیا؟" اس نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ ابھی ہیزل کو ڈے کیئر سے لینے میں کچھ وقت تھا اس لیے اس نے پہلے لنچ کا فیصلہ کیا۔

نہیں" حیدر نے یک لفظی جواب دیا۔

کیا کھاؤ گے؟" وہ دونوں دروازہ کھولتے ہوئے باہر آ گئے۔

جو آپ کھلا دیں" اس نے ساتھ چلتے ہوئے جواب دیا۔

کب سے ہو یہاں؟ ھدیٰ نے ٹیکسی روکتے ہوئے پوچھا بہت ساری باتیں تھی جو وہ پوچھنا چاہتی تھی لیکن ہمت نہیں تھی یہ وہ لوگ تھے جن کی بے غرض محبتوں کو وہ خود غرض بن کے جھٹلا آئی تھی۔

چند دن ہو گئے کانفرنس تھی پچھلے ہفتے۔ کلثوم آنٹی نے وعدہ لیا تھا کے میں خود آپ کو ڈھونڈ کر آپ سے ملوں۔ انہوں نے چند پیغام بھیجے ہیں۔ وہ آپ کے لیے بہت پریشان ہیں اور مجھے بھی آپ سے ملنا تھا اس لیے جب بھی یہاں آتا تو آپ کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتا تھا لیکن آج اچانک ہی مجھے پتہ چلا کہ آپ یہاں کام کر رہیں ہیں۔

تم اور صبا خوش تو ہو" اس نے حیدر کو کبھی اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا شاید وقت نے اپنا رنگ دکھایا تھا یا زندگی نے۔

ہماری شادی نہیں ہوئی۔وہ مانی ہی نہیں شادی کیلیے ہم سب نے چار سالوں میں اسے منانے کی ہر کوشش کر دیکھی پر وہ نہیں مانی۔امی چاہتی ہے میں کہیں اور شادی کر لوں۔" وہ چند لمحے کے لیے رکا تھا جس سے ھدیٰ جان گئی کہ صرف یہ بات کہنا ہی اس کے لیے اتنا مشکل تھا تو کرنا کتنا مشکل ہو گا۔

آپ جانتی ہیں نہ میں ایسا نہیں کر سکتا؟" اس نے سوال ایسے پوچھا جیسے وہ اپنی بات کا یقین دلا رہا ہو۔

کیوں؟ کیوں نہیں کی شادی؟" ھدیٰ نے اپنے کانوں کو بند کرنا چاہا کہ جواب وہ نہ ہو جس کو وہ سن نہ پائے۔

وہ کہتی ہے کہ اسے کسی پر یقین نہیں رہا اگر فصیح وہ سب کچھ کر سکتا ہے تو میں بھی کر سکتا ہوں" حیدر کے چہرے پر ازیت رقم تھی ہر وہ انسان جس پر بغیر قصور کے اس طرح کی تہمت لگائی جائے وہ ایسے ہی ازیت میں مبتلا ہوتا ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کے ایسا نہیں ہے" اس نے اسے تسلی دی۔

کیا آپ کا ایک بار بھی دل نہیں کیا اس سے رابطہ کرنے کا؟" حیدر نے وہ سوال پوچھا جو صبا اکثر ھدیٰ کا ذکر کرتے ہوئے حیدر سے پوچھتی تھی۔

حیدر وہ میرے دل کا ایک حصہ ہے میرا دل کیوں نہیں کرے گا۔بہت دل کیا مگر میں ڈرتی تھی کہ وہ مجھے اکیلے یہاں نہیں آنے دے گی اور میں اس سے رابطہ کر کے تمہارا اور اس کا دونوں کا نقصان کر دوں گی۔پر دیکھوں جس بات سے میں ڈر کے اتنے سال اس سے دور رہی اس نے وہی کام کیا" ھدیٰ نے سامنے رکھے کھانے کو دیکھا تک نہیں تھا۔

تو پھر آپ اس سے بات کر لیں آنٹی اور انکل بھی کافی پریشان ہیں جس بات کا ڈر تھا وہ تو ہو گیا اب آپ کو بھی باقی سارے ڈر ختم کر دینے چاہیے۔آپ کو نقصان پہچانے والوں کو رتی برابر فرق نہیں پڑا۔اب آپ کو بھی نہیں پڑنا

چاہیے" وہ سمجھانے کے ساتھ ساتھ غصہ بھی کر رہا تھا جیسے جب کوئی چھوٹا اپنی بات بڑے کو سمجھا رہا ہو اور ساتھ غصہ بھی دکھا رہا ہو کہ اگر مجھے پتہ ہے تو آپ کو کیوں نہیں۔

اب واقع ہی تمہاری شادی ہو جانی چاہیے سمجھدار ہو گئے ہو" ھدیٰ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا جس پر وہ بھی مسکرا دیا۔

اگر وہ شادی کے لیے مان گئی تو کیا آپ آئیں گی پاکستان؟" اس نے بلڈنگ کے سامنے رکتے ہوئے پوچھا۔

کیا وہ میرے آئے بغیر شادی کر لے گی؟" ھدیٰ نے اس کے فون سے صبا کا نمبر نوٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

کیا آپ اسے جلدی منا لیں گی؟" حیدر نے بے چینی سے پوچھا جیسے اسے یقین نہ ہو۔

میں تمہارے سمجھدار ہونے والے الفاظ واپس لیتی ہو" اس نے گھورتے ہوئے کہا۔

جتنے مرضی الفاظ واپس لے لیں لیکن میری ہونے والی بیوی کو جلد منا لیجئے گا ورنہ مجھے دوبارہ آنا پڑے گا" اس نے معصوم سا منہ بنایا۔

کہو تو تمہارے ساتھ چلوں کان سے پکڑ کر بٹھا دیں گے قاضی کے سامنے؟" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

نہیں ابھی اس کی نوبت نہیں آئی۔ ٹھیک ہے چلتا ہوں میری فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے" اس نے قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

کیا مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے؟" حیدر نے پوچھا۔

بالکل" ھدیٰ نے کندھے اکڑاتے ہوئے کہا۔

چلیں وہ صبا ادا کر دے گی" وہ بھاگ کر بس میں سوار ہوا۔ اور ہاتھ ہلا کر اسے خدا حافظ کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوئے برڈ ہیڈ (چھوٹے دماغ)؟" اس نے ٹیبل پر رکھے الیگزینڈرا کے پاؤں کو اپنے پاؤں سے ہٹایا۔ وہ جو کرسی کی پشت سے سر ٹکائے اونگھ رہی تھی اس افتاد پر جاگی۔

تم سونے کے علاوہ بھی کچھ کرتی ہو؟" اسٹیف نے اس کے سامنے کرسی کھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں! اور تم سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کے علاوہ بھی کچھ کرتے ہو یا نہیں" اس نے اپنی چیزیں سمیٹنا شروع کی۔

یو وانٹ ٹو گیٹ نیو شوز؟ (تم نئے جوتے لینا چاہتی ہو)" اس نے اس کے پھٹنے کے قریب جوتوں کی طرف اشارہ کیا۔

نہیں شکریہ" اس نے منہ بنایا۔

ورک ود می فار ٹو آر (میرے ساتھ کام کرو دو گھنٹے کے لیے)" وہ اسکی بات پر رکی۔

کیا کام" اس نے پوچھا۔

ایک شاپ میں وال پینٹنگ کا کام ہے" اس نے اسے کے آگے چلتے ہوئے کہا۔

اور یقیناً یہ ایلیگل کام ہو گا؟ اس لیے تم اپنے ساتھ مجھے بھی جیل جانے کا ارادہ رکھتے ہو تا کہ لوگوں کو نیند سے جگانے کی عادت کو وہاں بھیقائم رکھ سکو" اس نے چڑتے ہوئے بات مکمل کی۔

ٹھیک ہے چالیس ڈالر ملنے تھے ایک گھنٹے کے میں کسی اور کو کہہ دیتا ہوں" اس نے اسے قیمت بتا کر لالچ دینی چاہی۔

ٹھیک ہے پر یہ مت سمجھنا میں پیسوں کی وجہ سے جا رہی ہو۔ ویسے کیا واقع ہی اتنے پیسے ملیں گے ؟" اس کے اس طرح پوچھنے پر اسٹیف ہنس دیا وہ لڑکی واقع میں ہی عجوبہ تھی۔

کہاں جا رہے ہو تم دونوں ؟ اینڈریو نے ان دونوں کے درمیان گھستے ہوئے پوچھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ صبح سے جیک کو فون ملا رہا تھا پر اس کا فون بند تھا اتنے سال ان لوگوں نے ساتھ کام کیا تھا وہ کبھی بھی اس طرح کی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا اگر آج ایسا ہوا تھا تو ضرور اس کے پیچھے کوئی وجہ تھی اگر وہ صرف دوست ہوتے تو اس وقت وجہ معلوم کرنے کے لیے وہ اس کے گھر موجود ہوتا لیکن وہ صرف دوست نہیں تھے اس لیے اسے انتظار کرنا تھا۔

فون کو رکھتے ہوئے اس نے ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ کو کھولا اور صوفے پر بیٹھ کر کام کرنے لگا اور ہیزل نیچے فرش پر بیٹھی مٹی سے کھیل رہی تھی اس نے مٹھی میں مٹی بھری اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی مصعب کے پاس آئی اور اس کی گود میں رکھے سفید لیپ ٹاپ کی روشن کیز پر اپنا مٹی والا ہاتھ الٹ دیا۔

ھدیٰ ی ی" اس نے ایک بار پھر اسے آواز دی کے وہ جلدی کام ختم کرے عام طور پر وہ اپنا کام سٹڈی میں ہی کرتا تھا لیکن آج ھدیٰ کچن میں تھی اور ہیزل اکیلی اس لیے وہ وہیں بیٹھ گیا اور اب اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ ہیزل اتنی دیر میں مٹی کی ایک اور مٹھی بھر لائی اور اب سر پکڑے بیٹھے مصعب کے سر میں ڈالی جو سر سے زیادہ اس کی آنکھوں میں جا چکی تھی اور یہاں اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ وہ اٹھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی سے بھر کر ہیزل کے سر میں ڈال دیا جس پر ہیزل نے گندا سا منہ بنایا اور پھر مقابلہ طول پڑ گیا پر دونوں میں سے کوئی بعض

نہ آیااور مٹی سے جب دل نہ بھرا تو مصعب نے پاس پڑے رنگ کھول کر انگلی میں بھرتے ہوئے ہیزل کی ناک پر لگایا۔اور وہ جو ھدیٰ کے ساتھ کھیل کھیل کر ٹرینڈ ہو چکی تھی اس نے بھی پورا مقابلہ کیا۔

ٹنگ ٹونگ"میں دیکھتی ہوں وہ کچن سے نکل کر بغیر ان کی طرف دیکھے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

ہیلو!سسٹر ان لا"وہ سامنے کھڑی لڑکی سے زیادہ اس کے کہے گئے الفاظ پر حیران ہوئی لیکن جلد ہی حیرانگی پر قابو پایا۔

ہیلو"اس نے دروازے کے سامنے سے ہٹتے ہوئے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

!مصعب

!برادر

دونوں نے حیران وپریشان ہوتے ہوئے ایک ہی شخص کو پکارا۔ہیزل اور مصعب مٹی کے بعد پاس پڑے ہوئے رنگوں سے ایک دوسرے کا منہ ہاتھ رنگ چکے تھے اور آنکھوں کے علاوہ ان کے سارے چہرے رنگین ہوئے ہوئے تھے۔

تم؟یہاں؟"اس نے اپنے پیٹ پر بیٹھی ہیزل کو اتارتے ہوئے ھدیٰ کو پکڑایا جو ہیزل کے اتنے اچھے بالوں کی درگت بنی دیکھ کر صدمے میں جا چکی تھی۔

آآیو سیر یسلی مائی برادر؟"ایلس بڑی مشکل سے خود کو حواسوں میں رکھ پائی اسکا وہ بھائی جو اپنے اردگرد مٹی کا ایک ذرہ بھی برداشت نہیں کرتا تھا اس وقت مٹی میں اٹا بیٹھا تھا اور مسکرا رہا تھا کیا باپ ایسے بھی ہوتے ہیں وہ ہیزل کو اس کی بیٹی ہی سمجھی تھی۔

بیٹھو میں آتا ہوں"وہ اسے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف مڑا۔

کیانام ہے آپ کا" اس نے ھدیٰ کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہارے بھائی نے نہیں بتایا؟" ھدیٰ مصعب کا موڈ دیکھ چکی تھی اس لیے اسے خود کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی تھی۔

آپ بتادیں وہ غصہ نہیں کریں گے" ایلِس نے ادھر ادھر گھومتے ہوئے گھر کا جائزہ لیا۔

ھدیٰ" اس نے اپنا نام بتایا اور ہیزل کو لے جانے لگی۔

اور اسکا" اس نے ہیزل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

ہیزل۔ کیا پیو گی؟" اس نے میزبانی کا فرض ادا کیا۔

کچھ بھی" ایلِس صوفے پر بیٹھ گئی۔

آپ کے بال اصلی ہیں؟ اور آنکھیں؟" اس نے ٹیبل پر پڑا میگزین اٹھاتے ہوئے منہ کے سامنے کیا تا کہ ھدیٰ کو اچھی طرح دیکھ سکے۔ بہنیں سگھی ہوں یا سوتیلی یا دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والی بھائیوں کے معاملے میں کسی بھی کمی کو برداشت نہیں کرتی۔

نہیں یہ تمہارے بھائی کے تھے میں نے ادھار لیے ہیں ان سے اور آنکھیں باہر سے جب تم آئی تو تمہیں آنکھوں پر لگی سیل نظر نہیں آئی" اس نے باری باری دونوں سوالوں کا جواب دیا اور اس کے ہاتھ سے میگزین لے کر سیدھا کر کے پکڑایا۔

تم مجھے ایسے ہی دیکھ لو" اس نے گھوم کر خود کو دکھاتے ہوئے اسے مزید شرمندہ کیا اور اس نے شرمندہ ہوتے ہوئے فوراً میگزین ٹیبل پر رکھا۔

کیا دانت بھی دکھاؤں؟" وہ نہیں چاہتی تھی کے وہ اسے اکوورڈ فیل کروائے اس لیے ہنستے ہوئے پوچھا۔

نہیں آپ کی زبان ہی کافی خوبصورت ہے" اس نے اپنے دانت دکھاتے ہوئے کہا۔

کس نے بتایا تمہیں؟" مصعب جو شاور لے کر آ چکا تھا اس نے ایلس سے پوچھا اسے آج جیک کے بند فون اور اسکا آفس نہ آنا سمجھ آ رہا تھا۔

نا قابلِ اعتبار لوگوں کو اپنے ارد گرد رکھنے سے ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیا آپ نے سچ میں شادی کرلی ہے؟" اس کی حیرانگی کسی طور ختم نہیں ہو رہی تھی۔

تم لوگ کھانا کھاؤ میں آ کر بات کرتا ہوں" اس نے ھدیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کو میرے آنے سے پہلے جانے مت دینا" اس نے جھکتے ہوئے ھدیٰ کے کان میں کہا جس کو سمجھتے ہوئے اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم نے تو کہا تھا کہ تم آ جاؤ گی؟" اس نے فون اٹھاتے ہی پہلی بات یہ کی۔

وہ تو میں اب بھی کہہ رہی ہوں کہ میں آ جاؤ گی" اس نے دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے جواب دیا جیسے کوئی اپنے من پسند سوال کا جواب دیتا ہے۔

مجھے یقین نہیں ہے" اس نے اپنا ڈر ظاہر کیا۔

جب میں آؤں گی تو تمہارا یقین بھی لیتی آؤں گی" اب وہ اتنی دور بیٹھ کر اسے اور کسی طرح سے یقین نہیں دلا سکتی تھی۔

تین مہینے تو ہو گئے ہیں تمہیں" وہ پھر بے یقین ہوئی۔

اور تین دن بعد میں تمہارے پاس ہو گی" اس نے شانزے کا پسندیدہ جواب دیا۔

اچھا بتاؤ کیا لاؤں تمہارے لیے؟" ھدیٰ اس وقت ولیم کے ساتھ مال میں کھڑی تھی ولیم کے بہت بار کہنے کے بعد وہ یہاں آئی تھی اسے کبھی بھی کسی سے تحفہ لینا پسند نہیں تھا وہ کہتی تھی کہ جب میں دوں گی تو پھر لے بھی لیا کروں گی لیکن ولیم کے اتنی بار کہنے پر اسے یہاں آنا ہی پڑا اور اب اپنی ساری جمع پونجی سے وہ شانزے پھوپھو اور فصیح کے لیے کچھ لینے کا سوچ رہی تھی لیکن پیسے کم تھے اور لوگ زیادہ وہ کسی صورت بھی ماموں سے ان کے تحائف کے پیسے نہیں لینا چاہتی تھی یہ جانے بغیر کے ولیم اس کو یہاں لانے کے لیے اس کی پھوپھو کو پہلے ہی ایک خطیر رقم دے آیا تھا جس کو وعدے کے مطابق نہ آمنہ نے ظاہر کیا اور نہ ہی ولیم نے۔

تحفہ ضروری نہیں ہے بس تم جلدی آجاؤ میں اداس ہو گئی ہوں" شانزے نے جواب دیا۔

او کے ماموں انتظار کر رہے ہے میں بعد میں فون کروں گی" اس نے کال بند کرنے کے بعد ولیم کا فون واپس کیا۔

تم یہاں کیوں نہیں رہتی کیا تمہیں یہ جگہ پسند نہیں آئی اگر ایسا ہے تو ہم اینڈی کے پاس کینڈا چلتے ہے اس کے بچوں میں تمہارا دل بھی لگ جائے گا" ولیم نے اس بات کو کوئی سوویں مرتبہ دہرایا۔

نہیں ماموں یہ جگہ بھی بہت اچھی ہے اور آپ بھی" اس نے لاڈ سے اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالا۔

یہ بات میں تب مانوں جب تم میرے پاس رہو" اس نے یہ طریقہ بھی استعمال کرنا چاہا وہ جانتا تھا کے بے شک وہ ظاہر نہیں کرتی لیکن وہ اپنوں میں پرایوں کی طرح رہتی آئی ہے وہ خود کو ان پر بوجھ سمجھتی ہے اور اس بوجھ کا بدلا وہ ان سے شدید قسم کی محبت کر کے اتارنے کی کوشش کرتی ہے۔

ان تین مہینوں میں ولیم اس کے ساتھ رہ کر جان گیا تھا کے وہ کم بولنے اور زیادہ سوچنے والا بچہ ہے وہ اس کی سوچوں کو تو نہیں پڑھ پایا لیکن اس کی پھوپھو اور تایا کو ضرور پرکھ آیا تھا وہ اسے یہ سمجھانا چاہتا تھا کہ احسان کے بدلے احسان کیے جاتے ہے محبتیں نہیں اور نہ ہی کی ہوئی محبتوں کو سبق کی طرح دوہرانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ تو خون میں سرایت کرنے کی طاقت رکھتی ہیں اور جو محبت وہ اپنے بات کے ساتھ جڑے لوگوں سے کرتی ہے اس میں ابھی اتنی طاقت نہیں ہے کے وہ دل میں سے اس کے سارے جسم تک پہنچے وہ صرف اس کے دماغ میں ہیں لیکن اس کی عمر اور حالات کو دیکھتے ہوئے وہ اسے یہ سبق نہ دے پایا۔

مجھے دو سال دیں میں پوری محنت کروں گی یہاں آنے کے لیے" اس نے ولیم کی طرف دیکھتے ہوئے اسے تسلی دی۔"تم اپنی عمر سے بڑی باتیں کیوں کرتی ہو اور مستقبل کے لیے اتنا پریشان کیوں ہو اگر تم سکالرشپ نہ بھی لے پائی تو میں تمہیں لے آؤں گا تمہارے پاس نیشنیلٹی ہے یہاں کی اتنا مت سوچو" اس نے ھدیٰ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

ٹھیک ہے" وہ اس کی بات پر سر ہلا گئی۔

کیا تم نے گٹار سیکھ لیا ہے؟" ولیم نے پوچھا۔

ہاہا! صرف دو کارڈ۔ وہ بھی بیسک" وہ جیسے خود پر ہنسی۔

چلو کوئی بات نہیں اسی بہانے مجھے امید رہے گی تم واپس آؤ گی" وہ اب موبائلز فون کی آؤٹ لیٹ میں داخل ہو رہے تھے۔

پھر ولیم نے اسے تین ایک جیسے فون لے کر دیئے جس کو وہ پکڑ ہی نہیں رہی تھی پھر اس نے پھوپھو کے لیے سویٹر خریدا اور وہ دونوں لنچ کرنے کے لیے چلے گئے۔

وہ دونوں بھی مجھے تمہاری طرح ہی عزیز ہیں تم اسے بوجھ مت سمجھو اور اب تو تم لوگوں کا رزلٹ بھی آ گیا ہے اس سے بڑا کوئی موقع ہو سکتا ہے تحفے دینے کا؟" اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اسے سمجھایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا؟ کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ وہ ہمارے سکول کے ہی ہیں" ھدیٰ نے فون کرنے والے سے پوچھا۔

ہاں لیڈی! وہ تو آپ کی ایک فیور واپس کرنی تھی اس لیے چھپ کر بتا رہا ہوا نہیں آدھے گھنٹے کے اندر یہاں سے نکال لیں ورنہ ایلیگل ورک کا چارج ہو گا ان پر" وہ کوئی پولیس والا تھا جو اس کے سکول کے بچوں کو اس وقت کام کرتے ہوئے دیکھ کر اسے اطلاع دے رہا تھا۔

ھدیٰ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو باتھ ٹب کی جھاگ میں ہیزل ہاتھ مارتے ہوئے خوش ہو رہی تھی اور لاؤنج میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے ایلِس بیٹھی اپنے فون پر مصروف تھی اب اسے ان دونوں کو اکھٹے یہاں چھوڑ کر جانے کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔

پلیز ٹیک کیئر آف ہر (اس کو دیکھنا) میں ایک گھنٹے میں واپس آجاؤں گی اور اس کے کپڑے میں نے نکال دیئے ہیں اور بے بی لوشن اور شیمپو لگانا اور وہ ہاتھ پاؤں مارتی ہے اس لیے تم بھی چینج کر کے جانا میرے کپڑے کبڈ میں ہیں۔" اس نے ایک ہی سانس میں بات ختم کی اور کوٹ کی جیب میں فون ڈالتے ہوئے جانے لگی۔

کون؟ میں؟ یہ سب؟" ایلِس جتنا حیران ہوتی کم تھا۔ وہ تو ٹیبل پر پڑتے فون کو اٹھانی کے لیے اسسٹنٹ کی طرف دیکھتی تھی کہاں بچوں کو نہلانا۔

لیکن ھدیٰ اس کی پرنسسز ڈزیز (خود کو شہزادی تصور کرنے کی بیماری) سے واقف نہیں تھی۔

اور کوئی نظر آ رہا ہے؟ اٹس ایمر جنسی۔ پلیز ڈو می آ فیور" اس نے مڑتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصعب گاڑی میں بیٹھا کسی کو فون ملا رہا تھا چہرے پر کسی قسم کا غصہ نہیں تھا لیکن آواز میں موجود ٹھنڈ نے دوسری طرف موجود انسان کو بات کے اہم ہونے کا احساس کروایا۔

جہاں بھی ملے اسے شہر سے باہر نہیں جانے دینا میں پہنچ رہا ہوں اور یاد رکھنا تم سب نے اس کے انڈر کام کیا ہے وہ تم لوگوں کی رگ رگ سے واقف ہے لیکن صرف وہ ہی نہیں تم لوگ بھی اس سے واقف ہو اس لیے سورج نکلنے سے پہلے وہ میرے سامنے موجود ہو۔" اس نے فون بند کرتے ہوئے گاڑی کی رفتار کو مزید تیز کیا۔

وہ ان کا یونیورسٹی میں آخری سال تھا جب وہ ایک دن اس کے پاس آیا اور اس سے دس منٹ بات کرنے کے لیے مانگے لیکن مصعب کو شہر سے باہر جانا تھا اس لیے اس نے اسے کل بات کرنے کا کہا پر وہ مسلسل اس کے پیچھے آتے

ہوئے اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا وہ اور وقت پر ائیر پورٹ پہنچنے کی جلدی میں تھا وہ پڑھائی کے دوران ہی کام شروع کر چکا تھا اور آج کی میٹنگ اس کے لیے بہت ضروری تھی لیکن جب اس نے ایلس کا نام لیا تو اسے رک کر اپنے طریقے سے بات کرنی ہی پڑی ایسا نہیں تھا کے وہ اپنی بہن سے بہت محبت کرتا تھا وہ تو شاید اپنی تیئیس سالہ زندگی میں اس سے بمشکل تیئیس مرتبہ ملا تھا اور نہ ہی اسے آج تک کسی پر ہاتھ اٹھانے کی ضرورت پیش آئی تھی اس کی آنکھ کا ایک اشارہ ہی کافی ہوتا تھا اپنی بات سمجھانے کے لیے لیکن سامنے کھڑے لڑکے پر پتا نہیں اسے اتنا غصہ کیسے آیا کے اس نے ہاتھ اٹھا دیا شاید اس نے بات ہی ایسی کی تھی۔

کیا کہا تم نے کس کو اپنے طریقے سے دیکھو گے ؟" وہ آنکھوں میں مار دینے والا تاثر لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا

لیکن اسے مارتے ہوئے مصعب کو احساس ہوا کے وہ کوئی جوابی کاروائی کر رہا ہے اور نہ ہی اس کا ہاتھ روک رہا ہے اسکا مطلب تھا کے بات اس لڑکے کے لیے بہت اہمیت رکھتی تھی اور اپنے بہن بھائیوں کو وہ اچھی طرح جانتا تھا سوئے شیر کی پونچھ کو آگ لگا کر اس پر سواری کرتے تھے اس بار بھی شاید اس کی بہن نے ہی کچھ کیا تھا۔ جسے اب اسے ٹھیک کرنا تھا وہ رکا اور لمبے سانس لے کر اپنا غصہ ٹھنڈا کیا۔

آئی لاسٹ مائی سکستھ جاب بی کاز اوف ہر (میں نے اس کی وجہ سے اپنی چھٹی نوکری بھی کھو دی ہے)" جیک نے اپنے ناک سے نکلتے خون کو صاف کرتے ہوئے کہا وہ ابھی بھی سڑک پر گرا ہوا تھا جتنی مار وہ کھا چکا تھا اس کے بعد کوئی بھی انسان خود زمین سے اٹھنے کے قابل نہیں رہتا۔

وہ چند لمحے پہلے ہی جان گیا تھا وہ کچھ غلط کر چکا ہے اس لیے اسے زمین سے اٹھانے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ پیش کیا" جس کا کچھ اور مطلب سمجھتے ہوئے اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دو تصویریں اس کے سامنے کی جس میں اس کی ایلِس دو مختلف لوگوں کو پیسے دیتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

یہ ان جگہوں کے مالکان ہیں جنہوں نے مجھ سے سچ بولنے کی ہمت کی ہے اور یہ تصویریں سی سی ٹی وی کی ہیں تم چاہو تو تصدیق کروا لو" اس کے ماتھے سے لکیر کی طرح نکلتا ہوا خون اب اس کے دائیں گال پر بہہ رہا تھا جس کو اس نے ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے صاف کیا۔

مصعب نے تصویریں پکڑتے ہوئے زمین پر گرے لڑکے کو پہلی مرتبہ غور سے دیکھا اس لڑکے نے گھِسی ہوئی پینٹ کے ساتھ اس سرد موسم میں بھی پتلا سا کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھوں کی دس انگلیوں میں سے زیادہ تر پر پلاسٹ لگا ہوا تھا اور دائیں انگوٹھے پر لگا کٹ کھلا تھا شاید وہ یہاں پلاسٹ لگانا بھول گیا تھا اور کٹ چھری سے لگا ہوا لگتا تھا۔

وہ پہلا انسان تھا جس نے شاید ہاتھ آیا موقع گنوایا تھا ورنہ وہ ایلس کے اس تک پہنچنے کو اپنے حق میں آسانی سے استعمال کر سکتا تھا یا وہ اسے نقصان پہنچا سکتا تھا لیکن اس نے مصعب کے پاس آنا بہتر سمجھا۔

اوکے آئی ول ہینڈل ہر (ٹھیک ہے میں اسے دیکھ لوں گا)"مصعب نے اس سے ایلس کے ایسا کرنے کی وجہ نہیں پوچھی تھی کیونکہ پوچھنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔مصعب نے اسے اٹھانے کے لیے دوبارہ ہاتھ دیا جس پر اب کی بار اس نے شکی نگاہوں سے دیکھا۔

کیا تم وعدہ کر رہے ہو؟"جیک نے پوچھا۔

ہاں!میں وعدہ کر رہا ہوں"مصعب نے اس کی بے اعتباری پر افسردہ ہوتے ہوئے کہا اسے اس لمحے اس لڑکے میں ڈرا ہوا بچہ نظر آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دروازے سے ہلکا سا جھانک کر ہیزل کو ٹب میں بیٹھے دیکھنے لگی۔ اس نے شاید اپنی آنکھوں میں پانی ڈال لیا تھا جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی اس کو اس حالت میں دیکھ کر ایلس کو اپنے دل گردے مضبوط کر کے اندر آنا پڑا۔

وہ ٹب کے پاس بیٹھ کر چہرہ دوسری طرف موڑے اس کے منہ پر سے ایک انگلی کی مدد سے رنگ اتارنے کی کوشش کرنے لگی پر انگلی غلطی سے ہیزل کی ناک میں چلی گئی جس پر اس نے اونچی آواز میں رونا شروع کر دیا اس نے گھبراتے ہوئے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تو ہیزل نے اپنا پورا زور لگا کر گلا پھاڑا۔

آہ ہاں ہاں" جب کچھ نہ ہو سکا تو وہ غصے میں واشروم کے فرش پر ہی بیٹھ گئی اور اچھی طرح سے رگڑ رگڑ کر اس کے ہاتھوں پر لگا رنگ اتارنے لگی اور پھر ایک ہاتھ سے اس کے منہ کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر موجود رنگ کو اتارنے کی کوشش کی اسی وقت ہیز لنے شاور اٹھایا اور اس کے جھکے ہوئے سر کے قریب کیا جس پر وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی لیکن فرش گیلا ہونے کی وجہ سے سنبھل نہ پائی اور اس کا سر فرش پر لگا۔

بالکل اپنے باپ پر گئی ہے" اس نے گھورتے ہوئے اس کے باپ کا بدلی اس سے لینا چاہا۔ وہ غصے سے اٹھی اور پورے زور سے اس کے گالوں کی رگڑائی شروع کر دی جس پر ہیزل کے گال سرخ ہوتے چلے گئے۔ اللہ اللہ کر کے رنگ اترا تو اس کے بالوں کی باری آئی جس کو اس نے آسانی سے شیمپو کر لیا کیونکہ ہیزل شاید جان چکی تھی کے کوئی اسے پھوپھو

بن کر گن گن کر بھائی کے بدلے لے رہا ہے یا پھر وہ اس سے لڑ لڑ کر تھک گئی تھی اس لیے اس دوران وہ آرام سے بیٹھی رہی۔

ہیزل تو صاف ہو گئی تھی لیکن ایلِس کو صفائی کی ضرورت تھی۔ اس نے خوشی خوشی اس کو کپڑے پہنائے اور اپنے اس کارنامے کے ثبوت کیمرے میں اکھٹے کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اینڈریو بیگ پر سر رکھے فرش پر لیٹا کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا اور الیگزینڈرا باؤنڈری پر لگائے گئے پیپر کو احتیاط سے اتار رہی تھی اور اسٹیف پھولوں کے رنگوں کو تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے مرج کرنے میں مصروف تھا جو کام دو گھنٹوں میں ہونے والا تھا وہ الیگزینڈرا کے نکمے پن کی وجہ سے چار گھنٹوں پر جا پہنچا تھا اور اگر اس وقت کوئی بھی پیٹرولنگ آفیسر انہیں دیکھتا تو وہ پکڑے جاتے لیکن بس ہو گیا بس ہو گیا کے چکروں میں انہیں پتہ ہی نہ چلا کے پچھلی کھڑکی کھول کر کوئی اندھیرے میں احتیاط سے قدم اٹھاتے ان تک پہنچ چکا ہے سب سے پہلے اینڈریو ھدیٰ کو دیکھتے ہوئے اٹھا اور اس سے پہلے کے وہ بولتا اس نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

اوئے آوارہ گردو" ھدیٰ نے الیگزینڈرا کے کان کے قریب ہو کر کہا جس پر اس کی چیخ نکلتے نکلتے رکی۔

ٹی! آپ یہاں؟" وہ تینوں حیرانگی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ وہ تو پولیس سے بچنے کی کوشش میں تھے یہاں کس کے ہاتھ لگ گئے۔

کلک کلک" ھدیٰ نے فون کی فلیش آف کرتے ہوئے ان تینوں کی تصاویر لیں۔

ٹی! بیک وقت تینوں نے چہروں پر ہاتھ رکھ کر چھپانا چاہا پر وہ پہلے ہی اپنا کام کر چکی تھی۔ وہ جانتے تھے کے اب وہ ان تصویروں کی مدد سے ان کو دھمکا کر اپنے مطلب کا ہر کام کروائے گی وہ اپنے سکول میں پچھلے چار سالوں سے ایسے ہی کاموں کی وجہ سے مشہور تھی جب گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا تھا تو وہ ٹیڑھی انگلی کا استعمال بہ خوبی کرتی تھی بچے اگر ڈھیٹ تھے تو استاد ڈھیٹوں کے سکول کی پرنسپل۔

دومنٹ میں سب اکھٹا کرو" اینڈریو کو وہاں دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوئی۔ ان کی صلح کب ہوئی۔

پولیس کی موبائل کے سائرن نے ان سے دومنٹ کی محلت بھی چھین لی جو ھدیٰ نے دی تھی وہ اپنا سامان اٹھاتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے اور چاروناچار ھدیٰ کو بھی ان کے پیچھے بھاگنا پڑا کیونکہ فرار کا راستہ ایک ہی تھا۔

آہ آخری پھول رہ گیا۔" اسٹیف نے دیوار پر ہاتھ مار کر اپنا غصہ اتارا۔ اس نے دو دن لگا کر دیوار پر بنائے، ہبسکس فلاورز (چائنہ روز) کو یاد کیا۔ چینی لوگ ان پھولوں کا مطلب دولت آنا مانتے تھے اس لیے اپنا کام شروع کرنے سے پہلے وہ کسی بھی طرح ان پھولوں کو اس جگہ رکھتے یا بنواتے تھے اور یہ ایک چینی ریسٹورنٹ تھا جو اس علاقے میں کھلنے جا رہا تھا اس جگہ کا مالک اسٹیف کے جاننے والے کا چچا تھا اس لیے اس نے اسٹیف کی مدد کی تاکہ وہ کچھ پیسے کما سکے آج سے پہلے اس نے ڈرائنگ کا کام نہیں کیا تھا اس لیے اسے ڈر تھا کے وہ کر بھی پائے گا یا نہیں۔ لیکن بننے کے بعد اسے یقین نہ آیا کے اس نے یہ کر لیا۔

کتنے پھول تھے وہاں؟" ھدیٰ نے رک کر لمبا سانس لیتے ہوئے پوچھا وہ خطرے سے کافی دور آ چکے تھے اور الیگزینڈرا اور اینڈریو پیچھے گلی میں الیگزینڈرا کے جوتوں کے کھلے تسمے باندھنے کے لیے ہلکان ہو رہے تھے۔

ٹیونٹی! از نٹ اٹ گریٹ (بیس کیا یہ بہت بڑی بات نہیں؟)" اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے جواب دیا جیسے اس کے ہاتھوں نے ناممکن کام کو ممکن بنایا ہو۔

اتنی بار ہی میتھ اور انگلش کا کام انہیں خوبصورت ہاتھوں سے لکھ کر لے آنا۔ از نٹ اٹ گریٹ۔ اور ان کو بھی بتا دینا" اس نے گلی میں پیچھے موجود دو لوگوں کی طرف اشارہ کیا۔

ٹی" اس نے احتجاج کیا۔

پینیتیس بار" اس نے تعداد بڑھائی۔

تم لے کر آئے تھے نہ ان دونوں کو اگلے دس دن ان کو گھر سے سکول اور سکول سے گھر بھی تم ہی لے کر جاؤ گے۔" اس نے سزا سنائی۔ وہ جانتی تھی کی یہ پہلی مرتبہ تھا جب اسٹیف نے اپنا برش اٹھایا تھا وہ اس بات سے بھی خوش تھی کہ اسے زندگی کی اہمیت کا پتہ چل گیا ہے اور وہ خود پوری امید سے زندگی کی طرف لوٹا ہے غیر قانونی لڑائیوں سے بہتر غیر قانونی محنت تھی اس لیے اس نے بغیر کچھ بھی کہے اس کے کندھے پر تھپکی دی اور چل پڑی۔

سیدھے گھر جانا اپنے اپنے" اس کو ہدایت کرتی وہ گلی کا موڑ مڑ گئی۔

اوئے! کیا کر رہے ہو تم دونوں چلو اب" اس نے ان کو آواز دی جس پر وہ اس کے تسموں کو بند کئے بغیر ہی جوتوں میں ڈال کر کھڑے ہوئے۔

کیا یہ بھوت ہے ہر اس جگہ پہنچ جاتیں ہیں جہاں نہ پہنچنا ہو" اینڈریو نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

جن نہیں بھوتنی" الیگزینڈرا نے اپنا نقطہ رکھا۔ جس پر دونوں طرف سے اس کے سر پر تھپڑوں کی بارش کی گئی۔

"ہاں اور اگر ان کا دیا کیا چلا نہ کاٹا تو وہ وہاں پھینکے گی جہاں سے ابھی ہم بھاگ کر آئے ہیں

شٹ" بیس بار والی بات سن کر وہ دونوں چیخے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اس دن سے جان بوجھ کر اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتا تھا اور اس کو تنگ کرنے کا کوئی موقع نہ چھوڑتا جب وہ لکھ رہا ہوتا تو اس کے ہاتھ سے پینسل لے کر خود لکھنے لگتا اور کتاب کھولتا تو بند کر دیتا جان بوجھ پروفیسرز کے سامنے کسی بھی کام کے لیے اس کا نام لے دیتا۔ ساری کلاس ان دونوں کی حرکتوں پر پہلے حیران ہوئی پھر پریشان اور بالآخر لاتعلق۔

کیا تم اتنا بور ہو؟" اس نے اپنی کتابیں اٹھاتے ہوئے اس سے پوچھا جو کوئی چھٹی بار تھا وہ اٹھا کر رکھ رہا تھا اور مصعب نے ہاتھ مار کر ان کو دوبارہ گرا یا۔

ہاں "مصعب نے یک لفظی جواب دیا شکل سے وہ واقعی ہی بور لگ رہا تھا۔

تو جاؤ کسی لڑکی کو ڈھونڈو اور بوریت ختم کرو" اس نے اکتاہٹ میں اسے مشورہ دیا۔

گڈ آئیڈیا "چلو تمہارے لیے لڑکی ڈھونڈتے ہیں وہ اس کا بازو پکڑتے ہوئے اٹھا۔

ہے ایلی ڈو یو وانٹ ٹو بی ہز گرل فرینڈ؟ (کیا تم اس کی دوست بننا چاہو گی؟)" اس نے مڑتے ہوئے لڑکی سے پوچھا۔ اور وہ ان دونوں کا منہ دیکھنے لگی۔

تم دونوں کو کسی تیسرے کی ضرورت ہے کیا؟ تم دونوں کافی ہو ایک دوسرے کے لیے" اس کے غصے سے دیے گئے جواب پر جہاں مصعب کا منہ بنا وہیں جیک کے دانت نکلے جن کو توڑنے کے لیے وہ اس کے پیچھے بھاگا۔

مجھے پتہ ہوتا کے تمہاری بہن سے جان چھڑوانے کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑے گا تو میں اس زہر کو ہی زہر مار کر لیتا۔" اس نے بھاگتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

ڈو یو وانٹ ٹو بی مائی گرل فرینڈ (کیا تم میری گرل فرینڈ بننا پسند کرو گے؟)" جب اس نے اس کی گردن پکڑی تو جیک نے لڑکیوں کی طرح ہاتھ کو لہرا کر پوچھا۔

میں تمہارا بوائے فرینڈ بننا پسند کرو گا" اس نے جیک کے دونوں کانوں کو ایک ساتھ پکڑ کر مروڑا۔

مجھے جنگلی بوائے فرینڈ نہیں چاہیے" اس نے اس کی کافی دنوں سے نہ ہوئی شیو کی طرف اشارہ کیا اور بھاگ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کے گالوں کو کیا ہوا؟" ھدیٰ نے آئس کریم کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے سوئی ہوئی ہیزل کے گالوں کا سہلایا اور وہ جس نے تھوڑی دیر پہلے اس کے گال رگڑے تھے وہ نیند میں صوفے سے لڑکھنے کو تیار بیٹھی تھی۔

کیا کیا تم نے اس کے گالوں کو؟" اس نے ٹھنڈی آئس کریم کا ڈبہ ایلِس کی گال پر لگایا۔

کیا تمہیں شکریہ نہیں کہنا تھا؟" اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

کیوں؟"ھدیٰ نے آئس کریم کھولتے ہوئے پوچھا۔

اسے نہلانے پر" ایلِس نے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے اس پر احسان جتلایا۔

تو اس نے بھی تو تمہیں نہلایا ہے۔حساب برابر۔"ھدیٰ نے اس کے بالوں اور گیلے کپڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے بمشکل اپنی ہنسی چھپائی دراصل ہیزل میں اس طرح کی ساری عادتیں اس نے خود کوٹ کوٹ کر بھری تھی ایوا کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ اسے ہزار دلیلیں دے کر چپ کروا دیتی تھی ہیزل کی مینٹل گروتھ اس کی عمر کے عام بچوں سے زیادہ تھی وہ چیزوں کو جلدی سمجھتی تھی اور اس سے بھی جلدی رسپونس دیتی تھی اس لیے اس نے ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا وہ جانتی تھی کے ھدیٰ اپنی تنہائی اور غم کو غلط کرنے کے اسباب پیدا کر رہی ہے۔

ایوا نے خود کو جان بوجھ کر کام میں مصروف کر لیا تاکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزار سکیں۔اس لیے ہیزل زیادہ تر ھدیٰ کے ساتھ ہی رہتی تھی چونکہ ھدیٰ نے اپنی روٹین کے کافی سارے کام چھوڑ دیئے تھے اس لیے اس کے پاس وقت ہی وقت تھا یہی وجہ تھی کے ہیزل اپنی ماں کی بجائے اسے ممی نہ صرف کہتی تھی بلکہ سمجھتی بھی تھی۔

کہاں گئی تھیں آپ؟"ایلِس نے اس کے ہاتھ سے چمچ لیتے ہوئے پوچھا اور ھدیٰ کو اس کی یہ بے تکلفی بری نہیں لگی۔

بس تم جیسے چند بگڑے ہوئے بچوں کو اور بگڑنے سے بچانے" اس نے آئس کریم کو اٹھا کر اس سے دور کیا۔

تو آپ کو کسی نے نہیں بچایا بگڑنے سے؟" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔"

تم کیوں کھا رہی ہو؟ تم جیسے لوگ تو ڈائٹ کونشئس نہیں ہوتے؟" اس نے اپنے بگڑے ہونے پر بات کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

مجھ جیسے لوگ؟ مجھ جیسے کیسے؟" اس نے اس کے کندھے کے اوپر سے ہو کر پیچھے کیے گئے کپ میں سے چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔

پرنسسز پرنسسز سا خطر رکھنے والے" ھدیٰ نے اسے تنگ کرنا بند کر کے ڈبہ اس کے سامنے رکھا۔

ہم جیسے لوگ نارمل لوگوں کے سامنے پرنسسز پرنسسز سا خطر رکھتے ہیں" اس نے حساب پورا کیا۔

کیا کیا ہے تم نے تمہارا بھائی اب تک نہیں آیا؟" ھدیٰ نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

کچھ زیادہ تو نہیں" اس نے آنکھ ماری جس پر ھدیٰ کا بس ہاتھ اٹھ ہی جاتا پر اس نے اس کی عمر پوچھنا ضروری سمجھا یہ نہ ہو کہ بعد میں نند بھابی سے عمر میں بڑی نکل آئے۔

"کیوں آپ عمر پوچھ کر مارتی ہیں؟

"نہیں کرتوت دیکھ کر

چلو سونے چلیں نیند نہیں آئی تمہیں؟" اس نے اسے اٹھنے کو کہا۔

نہیں آپ چلیں میں یہی ہوں" ایلِس نے کمر کو صوفے کی پشت سے ٹکا کر ٹانگیں سیدھی کی۔ اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مجھے لگا تھا کے تم گٹار سیکھنے کے لیے یہاں رہ جاؤ گی لیکن شاید اس سے بھی زیادہ عزیز تمہیں کچھ اور ہے" گریس نے افسوس سے سر ہلایا۔

کیا آپ کے پاس کوئی پیمانہ ہے جس سے آپ ماپتے ہیں کہ کون سی چیز زیادہ عزیز ہے اور کون سی کم؟" اس کے اس سوال پر وہ مسکرایا

بلاشبہ وہ ربیکا کی ہی بیٹی تھی جو محبتوں کو کسی ترازو میں رکھ کر تولنے جیسی آزمائش نہیں لیتی تھی۔

تو اب کیا کرو گی میں چھوڑ کر جانے والوں کو دوبارہ نہیں سکھاتا؟" اس نے اس کے بنائے ہوئے گٹار کی ٹیونگ کرتے ہوئے پوچھا۔

کس نے کہا کے میں چھوڑ کر جا رہی ہوں؟۔ میں بس چھٹی پر جا رہی ہوں" اس نے لکڑی کے چھلکے اکھٹے کرتے ہوئے کہا۔

میں کسی کو اتنی لمبی چھٹی نہیں دیتا" گریس کا منہ اس کی بات سن کے کڑوا ہوا وہ اس لڑکی کو ربیکا کی بیٹی ہونے کی وجہ سے بہت سارے معاملات میں ڈھیل دے چکا تھا دراصل وہ آخری انسان تھی جسے وہ یہ سکھانا چاہتا تھا۔

کیا آپ رشوت بھی نہیں لیتے؟" اس نے لکڑی سے بنائی گئی پک (لکڑی، پلاسٹک یا کسی دھات کا وہ ٹکڑا جس سے گٹار کے تار بجائے جاتے ہیں) جس پر ربیکا کے نام کا پہلا حرف آر لکھنے کی بجائے اس کی آواز کے سپیلنگ (ای آر آر ای) لکھے تھے گریس نے اپنی زندگی کا کافی عرصہ اٹلی میں گزارا تھا اور وہاں لوگ آر کو اس آواز میں ادا کرتے تھے اس لیے اس نے فوراً پہچان لیا کے پک پر کیا لکھا ہوا ہے اور اپنی جگہ سے حیرانگی لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

آپ نے میری امی سے شادی کیوں نہیں کی؟" اس نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کر کے چہرے پر موجود ڈر کے تاثرات چھپائے وہ پہلے دن سے ہی اس کے اپنی ماں سے تعلق کی وضاحت چاہتی تھی لیکن اس طرح بلواسطہ پوچھنا اسے بد تمیزی لگا تو اب وہ مبہم انداز میں اس سے پوچھ رہی تھی۔

کیوں کے وہ تمہارے باپ سے محبت کرتی تھی ہم صرف دوست تھے اور یہ بات مجھے بہت دیر بعد سمجھ آئی جب اس کی محبت میرے دل کے ہر کونے میں بس گئی اگر تب میں اس کی محبت کو نکالتا تو دل نکالنا پڑتا لیکن میں بزدل تھا نہ اس سے آج تک اظہار کر سکا اور نہ ہی اپنا دل نکال سکا۔" اس نے الفاظوں کو ترتیب دینے میں اتنی محنت کی کے پل میں ہانپنے لگا۔

کیا ان کو آخر تک پتہ نہیں چلا کے آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

اس نے خود کو پتہ ہی نہ چلنے دیا وہ مجھ سے دور ہو گئی لیکن اس سے پہلے تمہارے باپ نے کو پتہ چل گیا کے میں اس سے محبت کرتا ہوں" وہ کمزور ہوتی ٹانگوں سے مزید کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اس لیے اپنے ارد گرد بیٹھنے کے لیے کوئی چیز تلاش کی۔

کیسے ؟" یہ سب سے مشکل سوال تھا جسے پوچھنے کے لیے ایک بیٹی کو بے شرم ہونا پڑنا تھا کے وہ اپنی ماں کے کردار پر شک کر رہی ہے وہ بھی اس کے مرنے کے بعد لیکن وہ بے شرم ہو گئی تھی اس نے یہ پوچھ ہی لیا۔

محبت کرنے والوں کی آنکھوں میں نظر آتی ہے ان کی ہلکورے لیتی محبت میں شادی کے بعد بس ایک مرتبہ ربیکا سے ملا تھا وہ بھی اچانک ملاقات ہو گئی اور اس وقت تمہارا باپ بھی موجود تھا" اس نے ھدیٰ کو افسوس سے دیکھا۔

کیا وہ طبیعی موت مری تھی ؟" یہ سوال اسے اپنے ماموں سے پوچھنا تھا پر وہ دو لوگوں کو ایک جیسی تکلیف سے گزرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی اس لیے اس نے یہ بات بھی اسی سے پوچھ لی۔

اس کا قتل کیا تھا تمہارے باپ نے شک کے ہتھیار سے اسے قطرہ قطرہ مارا تھا اس لیے اس کے مرنے پر تمہیں لے کر بھاگ گیا یہاں سے وہ جانتا تھا کے اپنی بہن کی اس طرح کی موت کو ولیم کبھی معاف نہیں کرے گا" یہ بتاتے ہوئے وہ اسے ایک الگ جنونی انسان لگا اس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔

کیا آپ میرے بابا کو معاف نہیں کر سکتے؟" اس نے اس کے گھٹنوں کے پاس بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھا اس کی آواز کانپ رہی تھی اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

میں اسے اس وقت کا ہی معاف کر چکا جب مجھے اس کی ربیکا سے محبت سمجھ آئی۔ ہم سب الگ قسم کی محبتیں کرتے ہیں اس نے ربیکا سے اس طرح کی محبت کی کے یہ خیال ہی کے اس دنیا میں کوئی اور بھی اس سے محبت کرتا ہے نے اسے مار دیا مجھے بہت دیر بعد پتہ چلا کہ ربیکا سے پہلے وہ خود مر گیا تھا باقی تو وہ جسم کا بوجھ اٹھائے ادھر ادھر بھٹکتا رہا" گریس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

اور ماموں کیا وہ بھی انہیں معاف کر دیں گے؟" اس نے آنسو صاف کیے۔

ہاں کیوں نہیں۔ اور میں ایسی رشوت نہیں لوں گا" اس نے خود کو سنبھالا اس کے سامنے موجود لڑکی صرف سولہ سال کی تھی لیکن اس نے اپنی ماں اور باپ دونوں کے حصوں کی تکلیف وہ زندگی گزاری تھی اس لیے وہ اسے مزید تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔

ٹھیک ہے نہ لیں اس نے پک کو اپنی شرٹ کی جیب میں ڈالا" مڑتے ہوئے وہ کنکھیوں سے گریس کے بے چین چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

اوکے لیکن تم وعدہ کرو اگلے سال بھی آؤ گی میں دو سال کا گیپ برداشت نہیں کر سکتا" اس کی اس بات پر وہ خوشی سے اچھلی اور پک کو نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور پھر دونوں مسکرانے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آخری سال بھی تقریباً ختم ہوا چاہتا تھا ضروری نہیں کے پکے رشتوں کو بنانے میں وقت لگے بعض دفعہ یہ ایک پل میں قائم ہو جاتے ہیں صرف ایک بہانا چاہیے ہوتا ہے اور ان کی دوستی کو ایلِس جیسا ایک بہانا مل گیا تھا۔

یہ لو" اس نے ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں سے اٹھتے ہوئے ایک سفید رنگ کا لفافہ اس کے سامنے کیا۔

یہ کیا ہے؟" جیک نے لفافہ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا اپائنٹمنٹ لیٹر" اس نے اس کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے بتایا۔ جیک کچھ زیادہ خوش نظر نہیں آیا۔

کیوں؟ مطلب مجھے کیوں؟" اس نے لیٹر کو اس کی طرف واپس بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

کیا تم انٹرویو جیسی فارمیلٹیز میں وقت ضائع کرنا چاہتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے تم کمپنی میں انٹرویو دے دو تب جو لیٹر آئے گا اس کو ایکسیپٹ کر لینا" مصعب نے دوسری بات کیے بغیر لیٹر اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

تم باقاعدہ پروسس کے ذریعے بھی ایک دو ماہ میں مجھ تک پہنچ ہی جاؤ گے میں صرف اپنا اور تمہارا وقت بچا رہا ہو لیکن اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے" اس کی بات پر جیک نے شکی نظروں سے اسے دیکھا لیکن وہ اس کی اس بات کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا کے ایسا ہی ہو گا اگر وہ اس کی کمپنی میں سلیکٹ نہیں ہوا تو دوسری اس کے مقابل کی کمپنیز میں ہو جائے گا اسی پوسٹ پر جو مصعب نے اسے آفر کی تھی کیوں کہ اس کا تعلیمی ریکارڈ ایسا تھا۔

ویسے بھی میں اس کام کے لیے الگ سے انٹرویو نہیں لے رہا اس نے سامنے کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں بالکل ویسا ہی لفافہ تھا میں نے کلاس کے دس سے زیادہ لوگوں کو اپائنٹ کیا ہے تو تمہیں بھی کر لیا اگر تم نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے" اس کی بات پر جیک نے اس کے ہاتھ سے لفافہ جھپٹنا چاہا جس کو اس نے جان بوجھ کو دور کر دیا۔ اور دونوں ہنسنے لگے۔

مجھے کیوں؟اس نے پارکنگ کی طرف جاتے ہوئے اس سے دوبارہ پوچھاوہ اسکی بات پر یقین کر چکا تھا لیکن دوبارہ تعریف سننے کے موڈ میں تھا۔

بی کاز آئی لویو(کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں)"مصعب نے چڑتے ہوئے بات ہی ختم کی۔

لیکن میں نہیں کرتا"جیک آنکھ مارتے ہوئے آگے چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے کی گردنیں پکڑے اس بے رنگی دنیا میں دوستی کے رنگ بھر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم لوگوں کو کچھ خریدنا ہے یا نہیں؟"کافی دیر سے وہ تینوں مال میں موجود اس سٹور کے ہر جوتے کو جانچ چکے تھے لیکن جس کو اینڈریو ہاں کہتا اس کو اسٹیف منع کر دیتا اور جس کو اسٹیف اوکے کرتا اس کو اینڈریو اور الیگزینڈرا جب سے سٹور میں آئی تھی ان کو ایک جوتے کے لیے ایسے لڑتے دیکھ کر دوسری بار بیٹھی سوچ چکی تھی۔اور اب مینیجر کی

آواز سے جاگی اور ان دونوں کو پکڑ کر ایک ایک کر کے تقریباً پھینکنے والے انداز میں سٹور سے نکالا اور جو پہلا جو تا نظر آیا اسے خرید کر باہر آگئی۔

وہ ان دونوں کے آگے چلتی ہوئی واش رومز کی طرف مڑی اور کچھ دیر بعد انہیں اندر سے اس کی چیخوں کی آواز سنائی دی وہ اس چیز کی پرواہ کیے بغیر کے وہ لیڈیز واشروم ہیں اندر کی طرف بھاگے پہلے ہی واش روم کے دروازے پر کھڑی وہ چیخ رہی تھی انہوں نے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہا کے کیا مسئلہ ہے تو الیگزینڈرا نے ان دونوں کو اندر کی طرف دھکا دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی اور ہاتھ جھاڑ کر اپنے آپ کو کندھے پر تھپکی دی۔

ٹیک یور ٹایم کڈز" دروازے پر مکے مارتے ہوئے لڑکوں کو دروازے کے قریب منہ کر کے کہا۔

"الیگزینڈرا۔ الیگز

آہستہ بولو ویمن واشرومز ہے پکڑے گئے تو مار بہت پڑے گی" اس نے کہا اور چل دی اور اندر وہ فرصت سے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے سٹور کا بدلہ اس نے ان سے ایسے لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اینڈریوز مین پر بیٹھا ہوا تھا اور اسٹیف اس کے کندھوں پر چڑھے باہر کے حالات کا جائزہ لے رہا تھا جب ایک لڑکی نے اسے دیکھتے ہوئے زور زور سے چلانا شروع کیا پھر ان کے ساتھ جو ہوا وہ بتانے والا تھوڑی ہے۔ ہاہا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کمپنی کو جوائن کرنے کے بعد سردی، گرمی، بہار، خزاں حلانکہ دھوپ اور بارش میں بھی وہ مصعب کا سایہ بن گیا۔ گزرتے ہر دن میں جیک نے جانا کہ مصعب اس سے مختلف نہیں ہے وہ بھی اسی کی طرح محبتوں کو ترسا ہوا انسان ہے فرق صرف یہ تھا کے جیک نے جسمانی مشقت کی اور اس دنیا میں اکیلے ہونے کی حقیقت کو مان لیا تھا اور مصعب اب تک ذہنی مشقت کر رہا تھا یہ ماننے کے لیے کے وہ اکیلا ہے سب رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی۔

دوستی وقت کے ساتھ اتنی گہری ہو گئی کے سب لوگوں نے ان کی پیٹھ پیچھے ان کو میاں بیوی کا خطاب دینا شروع کر دیا پر جیک کے دل میں ایک ڈر کنڈلی مارے بیٹھا تھا اس نے مصعب سے کوئی بات بھی نہ چھپائی سوائے اس کے کہ اسے اس کی بہن سے محبت ہو گئی تھی اسے شہزادی کی طرح وہ جو تا بہت عزیز ہو گیا تھا جس نے اس کی رسائی شہزادے (مصعب)تک کروائی تھی اگر ایلس وہ سب نہ کرتی تو وہ کبھی بھی بھائیوں جیسا دوست نہ پا سکتا۔

محبتوں میں سے زیادہ محبت اسے اب بھی مصعب سے تھی پر ایلس بھی اس عزیز ہو گئی تھی حالانکہ ان ملاقاتوں کے علاوہ اس کی ایلس سے باقاعدہ ملاقات بہت کم ہوئی لیکن وہ ہر پل دو قدم پیچھے چلتا ہوا اس کے ساتھ رہتا تھا۔ جب وہ پریشانی میں سڑک پر نکل آتی تھی تب بھی جب وہ بس میں بیٹھ کر اترنا بھول جاتی تھی تب بھی۔ وہ اس کی لکھی گئی ہر

کہانی میں آخر میں شہزادی کو شہزادے کی بجائے عام انسان سے محبت کرتا دیکھنا چاہتا تھا اور ہر بار اس کے ہاتھ سے لکھے گئے اینڈ پر شہزادی کے ہاتھ کو شہزادے کے ہاتھ میں دیکھ کر افسردہ ہو جاتا تھا وہ رات کو اس کے گھر کے باہر گھنٹوں بیٹھا رہتا لیکن کبھی اس کے سامنے نہ جاتا وہ بس میں اس کے پیچھے سوار ہوتا اور اپنا چہرہ چھپا لیتا وہ اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ دونوں الگ دنیا سے تعلق رکھتے تھے ان کا ایک ساتھ ہونا ناممکن تھا خاص طور پر ان کے ڈیڈ کی موجودگی میں تو بالکل نہیں۔

بس کے ایک جھٹکے سے رکنے پر وہ اپنے خیالات سے باہر آیا اور اسے جانی پہچانی شکلیں بس میں سوار ہوتی نظر آئی جنہوں نے آتے ہی اس کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنا ضروری سمجھا ایک نے اس کے سامان کو اٹھا کے بس سے باہر پھینکا اور دوسرے نے اپنے مکوں کو قابو کرتے ہوئے اس کی شرٹ کے کالر کو پکڑ کر اسے سیٹ سے اٹھایا اور بس سے باہر لے آیا کچھ فاصلے پر کھڑی گاڑی میں مصعب بیٹھا نظر آرہا تھا جس کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنا سر جھکا دیا۔ اس نے یہ کیسے سوچ لیا تھا کے وہ ان کو ڈاج دے دے گا۔ جو لوگ اس کی ایک آواز پر سہم جاتے تھے

انہوں نے آج اس پر ہاتھ اٹھایا تھا ان گارڈز کو جیک نے خاص طور پر ٹرین کیا تھا اور انہوں نے ٹیسٹ اس پر زور آزمائی کر کے پاس کیا۔

اگر تم نہیں چاہتے کے تمہارے ہاتھ سلامت رہے تو ایک اور بار نظر اٹھا کر دیکھو" اس نے گرج کر اپنا کالر پکڑے جھکے ہوئی نظروں سے کھڑے شخص کو کہا۔

سوری سر" وہ اس سے معافی مانگتے ہوئے پیچھے ہٹے اور وہ خود گاڑی میں بیٹھے مصعب کی طرف بڑھ گیا جس کے ذہن میں اس وقت کیا تھا وہ بھی نہیں جان پایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چچ! تمہیں اتنے سالوں میں بھاگنا بھی نہ آیا" اس نے اس کے چہرے کے زخم کو انگلی سے مزید دبایا۔

کہاں جانا تھا تم نے بھاگ کے؟" وہ ہر سوال پوچھ رہا تھا سوائے اس کے کے اس نے ایلِس کو وہ سب کیوں بتایا۔

اگر تم نہیں چاہتے کے میں اپنے ہاتھ سے تمہارا منہ کھلواؤں تو جواب دو؟" مصعب نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

سوری" اس نے اس کے ہاتھ کو اپنے بالوں سے ہٹایا۔

کیا تمہیں دونوں کام ایک ساتھ کرنے کی ضرورت تھی؟"مصعب نے اسکا منہ اپنی طرف کرکے زخموں کا جائزہ لیا جو معمولی سے کچھ زیادہ گہرے تھے لگتا تھا کے گارڈز نے اتنے سالوں کا غصہ ایک ہی دن میں نکال لیا۔

میں اس کے ساتھ یہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا"اس نے ہر ڈر کو پسِ پشت ڈال کر آج اس کے سامنے دل کھول ہی دیا۔

تو تم نے یہ بات مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھی؟"مصعب اس کی بات سن کر ریلیکس ہوا جس کی امید جیک نے بالکل نہیں کی تھی اسے لگا کے وہ یہ بات کہے گا اور مصعب پانچ سالوں کی دوستی پر لعنت ڈالتے ہوئے اسے اس بات کا مطلب اچھی طرح سے سمجھا دے گا پر اگر وہ ریلیکس ہوا تھا تو اسکا مطلب تھا کے وہ اس بات کو پہلے سے جانتا تھا لیکن کیسے؟اور کب سے؟۔

تمہیں کیسے؟"الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے جب ایک گھونسا اس کے منہ پر پڑا اب کی بار مارنے والے کا ہاتھ باہر کھڑے لوگوں کے مقابلے میں اس کا ہاتھ زیادہ بھاری تھا لیکن مارنے کے بعد وہ ہنس رہا تھا اس لیے جیک بھی مسکرا دیا۔

دراصل بہت پہلے ہی ایک دن جیک ملک سے باہر تھا اور آفس کی کوئی ضروری فائل اس کی سٹڈی میں جس کو ڈھونڈتے ہوئے مصعب کے ہاتھ چند تصاویر آئیں اور ان تصاویر میں ایلس کی موجودگی نے اسے چونکنے اور معاملے

کو سمجھانے میں مدد کی۔ وہ تب سے اب تک اس بات کا انتظار کر رہا تھا کے وہ اسے خود بتائے اسی لئے اس نے آج تک اس کے ساتھ کسی لڑکی کو بھی زیادہ دیر نہیں رہنے دیا وہ چاہتا تھا کے وہ پورے دل سے جئے اور کم از کم ایک بار اپنی قسمت آزمائے اگر اسے کبھی خود بھی بہن کے لیے کسی کو چننا پڑتا تو وہ ایسے ہی کسی انسان کو چنتا لیکن اس کا انتظار انتظار ہی رہا جیک نے کبھی بھی اس کے سامنے اس بات کا اظہار نہیں کیا۔

تمہیں مجھ پر یقین کرنا چاہیے تھا" دوسری سائیڈ کا دروازہ کھول کر اس نے اس کی ٹانگ سے نکلتے خون کو دیکھا۔

کیا تم نہیں جانتے کے تم کیا ہو میرے لیے کیا تمہیں بھی سمجھانے یا بتانے کی ضرورت ہے؟" مصعب نے نیچے بیٹھتے ہوئے اس کی جینز کو اوپر کیا اور دور کھڑے گارڈ کو فرسٹ ایڈ لانے کا اشارہ کیا۔ وہ لوگ سمجھے تھے کے آج تو سب ختم لیکن مصعب کو اس طرح زمین پر بیٹھے دیکھ کر انہیں اپنے تھوڑی دیر پہلے جیک کو مارے گئے گھونسوں پر افسوس ہوا۔

اگر وہ بہن ہے میری تو تمہارا بھی اتنا گہرا رشتہ ہی ہے مجھ سے ضروری تو نہیں رشتے صرف خون کے ہی ہوں" اس نے زخم کو صاف کر کے اس پر دوا لگائی۔

اگر میری سانسیں بند ہوتی دیکھ کر تمہاری جان جاتی ہے تو میں تمہیں اس ازیت میں کیسے دیکھ سکتا ہوں" اس نے اس واقع کا اظہار کیا جب اسے جیک کے سامنے پہلی بار پوسٹ ٹرامیٹک اٹیک آیا تھا اور ایک گھنٹے کے بعد اسے ہوش آنے

پر جیک کی حالت کا پتہ چلا کے اس سے پہلے ان لوگوں کو جیک کو ایمر جنسی ٹریٹمنٹ دینا پڑی اور وہ ابھی بھی شاک کی کیفیت میں ہے اور شاید اسے کچھ اور دن لگیں ہوش آنے میں۔

وہ اس کے چہرے کے زخموں کو صاف کر کے ان پر پلاسٹ لگا چکا تھا اور جب اس نے چہرہ اٹھایا تو دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے اس سے پہلے کے وہ زمین سے اٹھتا جیک نے دوسری ٹانگ سے اسے اتنی زور سے کک ماری کے وہ سڑک کی دوسری طرف لڑکھ گیا یہ اس مکے کا بدلہ تھا جو تھوڑی دیر پہلے اس نے اسے مارا تھا۔

تم بس ان کے ہاتھ کھلوانا چاہتے تھے تاکہ میں ان سے اپنا کوئی بھی کام نہ نکلوا سکوں" اس نے در کھڑے گارڈز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میں چیک کر رہا تھا کے یہ کام کے بھی ہیں یا تم نے انہیں ایسے ہی رکھا ہوا ہے" وہ ہنستے ہوئے اسی کے ٹرین کیے ہوئے گارڈز سے اسی کو پٹوانے کا مقصد بتا رہا تھا۔

میں بتاتا ہوں کے یہ قابل ہیں یا نہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے گارڈز سے ان کی گاڑی کی چابی مانگی جو کچھ پس و پیش کے بعد انہیں دینا ہی پڑی۔

کیا تم لوگ میرے ساتھ آنا چاہتے ہو؟" گاڑی سٹارٹ ہونے پر ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر جیک نے پوچھا۔

ہاں نہیں ں ں ں" وہ بھول کر بھی یہ غلطی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کے اگر وہ گاڑی میں ہوئے تو گاڑی کہاں ہو گی (جہنم میں) اور مصعب کی گاڑی کی طرف جانے کی وہ جرئات بھی نہیں کر سکتے تھے اس لیے صبح کے چار بجے اس سنسان جگہ پر انہیں اپنے کیے کی سزا کے طور پر صبح ہونے کا انتظار کرنا تھا یا پیدل چلتے ہوئے وقت پر آفس پہنچنا تھا اور دوسرا کام ان کے لیے مفید تھا اگر انہوں نے جیک سے بچنا تھا۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے بھگاتے ہوئے وہ دونوں شہر کی طرف مڑے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا یہ ہم دونوں کے لیے ہے؟" اس نے شانزہ اور فصیح کو فون نکال کر دیے تو شانزے نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں۔ اچھا بتاؤ صبا آئی تھی کیا؟" اس نے اپنی اور شانزے کی سکول کی مشترکہ دوست کے بارے میں پوچھا۔ یہ علیحدہ بات تھی کے صبا شانزے کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھی وجہ اس کا ہر وقت ھدیٰ سے چپکے رہنا تھا۔

نہیں اس نے فون کیا تھا اور کہا کے جب ہم کالج ایڈ مشن کے لیے جائیں تو اسے بتا دیں وہ تب ہی آئے گی اور ہاں اس نے بھی ایف ایس ای میں ہی ایڈ مشن لینا ہے" شانزے نے ناک چڑھایا جیسے اسے یہ بات پسند نہ آئی ہو۔

تم کہاں لے رہے ہو ایڈ مشن؟" اس نے بریانی کھاتے فصیح کو مخاطب کیا۔

میں آرٹس پڑھوں گا مجھے سپورٹس میں جانا ہے اس لیے پڑھائی کو اتنا وقت نہیں دے پاؤں گا" اس نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

تم نے کیا کیا اتنے مہینے؟" فصیح نے ہاتھ صاف کیے۔

میں نے گٹار سیکھا" اس کی بات پر کمرے میں آتی پھوپھو کے قدم تھمے تھے۔

تم لوگوں کو پتہ ہے میری امی اس میوزک ٹیم کا حصہ تھی جس میں ایڈ ہونے کے لیے لوگ پوری زندگی محنت کرتے ہیں" اس نے پر جوش ہو کر انہیں پچھلے تین مہینوں کی ساری مصروفیت بتانا شروع کی۔ جسے وہ دونوں بھی پر جوش ہو کر سننے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پھر کیا دیا تمہارے ماموؤں نے؟" پھوپھو نے سالن میں چمچ چلاتے ہوئے اسے پوچھا جو آٹا گوندھتے ہوئے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

کیا دینا تھا پھوپھو انہوں نے؟" اس کی سمجھ میں پھوپھو کی بات آ گئی تھی پر پھر بھی اس نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

تمہارا کالج شروع ہو رہا ہے نہ تو خرچ وغیرہ تو ہو گا انہوں نے بات نہیں کی تم سے اس بارے میں؟" وہ مصالحہ جات کے ڈبوں کو کھنگالنے لگیں۔

پھوپھو میں کونسا پرائیویٹ کالج میں جا رہی ہوں اور اگر مجھے جانا بھی ہوتا تو بھی میں ان سے پیسے نہ لیتی مجھے اچھا نہیں لگتا ان سے کچھ بھی لینا" اس نے آٹے کو طے لگائی۔

بھابھی پوچھ رہی تھی مجھ سے اس لیے میں پوچھ رہی ہوں" انہوں نے وضاحت دینا ضروری سمجھا۔

پھوپھو بس دو سال ہے آپ تایا سے بات کریں نہ زیادہ خرچ تو نہیں ہے ہمارا" اس نے آٹے والے برتنوں کو دھو کر رکھا۔

دو سال بعد کیا ہو گا؟" انہوں نے پوچھا۔

میں کوشش کروں گی کے مجھے سکالرشپ مل جائے پھر باہر کے ممالک میں تو سب لوگ کام کرتے ہیں میں وہاں کام کر لوں گی" اس نے پھوپھو کو منایا۔ بے شک وہ اپنے خاوند کی آمد پینشن میں مشکل سے گزارا کر رہی تھی اور پھر وہ اور شانزے ایک ہی کلاس میں ہونے کی وجہ سے اکھٹی کالج میں پروموٹ ہوئیں تھیں اس لیے وہ پریشان تھیں جب شانزے کے ابو حیات تھے تب وہ اتنی پریشان نہیں رہتیں تھیں لیکن ان کی موت کے بعد نارمل حالات برے حالات میں بدلنے لگے تھے جس کو شانزے اور ھدیٰ اچھی طرح سمجھ رہیں تھیں۔

آمنہ کو جو پیسے ولیم دے کر گیا تھا ان کو اس نے شانزے اور ھدیٰ کی شادی کے لیے رکھ لیا۔ انہیں اپنے بڑے بھائی اور بھابھی پر بالکل امید نہیں رہی تھی کے وہ اس معاملے میں ان کی کوئی مدد کریں گے ان دونوں نے تو ارتضیٰ کے حصے پر قبضہ کر رکھا تھا اور آمنہ ہر بار چپ کر جاتی کیونکہ وہ اپنے بھائی سے بگاڑنا نہیں چاہتی تھی کل کو انہوں نے اپنی بیٹی بھی بیاہنی تھی اور اگر وہ ھدیٰ کی خاطر ان کی ناراضگی مول لے بھی لیتی تو ھدیٰ کا کیا بھروسہ پڑھنے گئی وہیں رہ جاتی اور آمنہ اپنے میکے کے سارے رشتے گنوا دیتی۔

اور یہ بات بالکل سچ ہے ہمارے ارد گرد بہت سارے لوگ ہمیں یہ کہتے نظر آتے ہیں کے انہوں نے جائیداد میں سے بہنوں کو ان کا پورا پورا حق ادا کیا ہے یا یہ کے اب وہ زمانے نہیں رہے اب بیٹیوں کو حصہ دیا جاتا ہے پر میرا سوال یہ ہے کے کوئی حصہ دینے کی شرائط بھی تو دیکھیں۔

اگر کوئی بہن حصہ لینے کے بعد بھائی کے گھر آ جائے تو اسے بوجھ سمجھا جاتا ہے بچوں کے سامنے ان سے ایسا رویہ اختیار کیا جاتا ہے وہ دوسری بار بھائی کے گھر جانے سے پہلے ہزار دفعہ سوچتی ہے ہم اپنے دوستوں یاروں کو تو بٹھا کر کھلانے پر بہت فخر کرتے ہیں لیکن جب بہن گھر آئے تو اچانک رزق ختم ہو جاتا ہے اور سارے جہان کی غریبی ہمارے گھر اتر آتی ہے ہمارا ہر بچہ ہاتھ میں فون لیے بیٹھا ہوتا ہے اور ہم پر بہن کا ایک وقت کا کھانا عذاب بن جاتا ہے۔

یا

اگر بہن حصہ لے لے تو اس کے گھر بیٹھی بیٹی بوڑھی ہو جاتی ہے لیکن بھائی سینا چوڑا کر کے سارے جہان میں بیٹوں کا رشتہ تلاش کرتے پھرتے ہیں ان رویوں کے زیرِ اثر بہت ساری بہنیں اپنا حق چھوڑ دیتی ہیں افسوس ہے کے بدلہ آج بھی کچھ نہیں بس ہم نے بدلے ہیں تو ہتھیار بدلے ہیں ہم نے تیز چھریوں کی جگہ کند چھریاں استعمال کرنا شروع کر دی ہیں ہم رگ رگ کاٹ کر مارنے والوں میں شمار ہو گئے ہیں اور اس بات پر ہم فاخر بھی بہت ہیں۔ آج میں ان

بھائیوں سے پوچھتی ہوں کیا حق دینے کا یہ طریقہ بتایا ہے ہمارے اسلام نے؟ اگر نہیں تو رکیے اور سوچیئے کے حق کھانے والے کی کیا سزا ہے؟ کیا آپ اس سزا کو جھیل پائیں گے؟ پورا اسلام چھوڑیں کیا ہمیں آخری خطبہ بھی یاد نہیں جس میں دو بار مختلف طرح سے کہا گیا،

"تم میں سے کوئی بھی کسی کے مال پر حق نہیں رکھتا جب تک وہ اپنی مرضی سے تمہیں سونپ نہ دے

اور

اے مومنوں آخرت کے دن دنیا کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے حاضر نہ ہونا جبکہ سب اپنے نیک اعمال لیے حاضر ہو رہے ہو کیونکہ میں اللہ کے سامنے اس معاملے میں ہر گز تمہاری مدد نہیں کر پاؤں گا"

آمنہ اچھی یا بری نہیں تھی وہ صرف انسان تھی کبھی حال سے مطمئن اور کبھی مستقبل کے لیے پریشان ہم سب ایسے ہی ہوتے ہیں اس لیے ہمیں دوسروں کے کہے گئے الفاظ کے پیچھے ذرا رک کر ان کا مقصد سمجھ لینا چاہیے اور یہ بات ھدیٰ نے آمنہ سے بہت پہلے سیکھ لی تھی اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کے آمنہ نے اس کی پرورش میں کوئی کمی چھوڑی ہے اگر کہیں کوئی کمی تھی تو حالات میں تھی آمنہ بس ایک بہن تھی جو بھائی سے رشتہ ختم ہو جانے کے ڈر سے نہ اپنا حصہ مانگ رہی تھی اور نہ اس یتیم بچی کا۔ ان فرسودہ رسومات کا بوجھ ہر کوئی اتنی آسانی سے جھٹک نہیں سکتا جتنی آسانی سے ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں اور یہ بات سائنس نے بھی ثابت کی ہے کے موڈیفیکیشن (تبدیلی) آنے کے لیے ایک یا دو سال نہیں بلکہ نسلیں محنت کرتیں ہیں تب جا کر کہیں ذرا سی روشنی دکھائی دیتی ہے ہو سکتا ہے اپنے ہاتھ

سے لگائے گئے درخت کی چھاؤں میں ہم نہ بیٹھ سکیں لیکن پھر بھی ہمیں درخت لگانے ہوں گے یہ سوچ کر کے ہو سکتا ہے کل کو میری آنے والی نسل اس کی چھاؤں میں بیٹھ سکے۔ اگر ہمیں بھی موڈیفیکیشن چاہیے، ان تلخ اور بے ہودہ رسومات سے چھٹکارا چاہیے تو ہمیں اپنے سائیڈ کی رسی کو کترنا ہو گا بے شک اس سے زیادہ فرق نہیں پڑے گا مگر ہو سکتا ہے اسی جگہ مسلسل مختلف لوگوں کے کاٹنے سے ایک دن وہ رسی کٹ جائے اور ہم آزاد ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تقریباً چھ بجے کے بعد واپس آیا اور ایلِس کو صوفے پر سوتے دیکھ کر اسے اس کی پریشانی سمجھ آئی تھی ایلس نے باہر کی دنیا اپنی زندگی کے پہلے سات سالوں میں ہی دیکھ لی تھی جب سے اس کے ڈیڈ اسے یتیم خانے سے واپس لائے تھے مصعب نے اسے ہمیشہ حالات سے لڑتے دیکھا تھا جس طرح کی زندگی گزارنے کی پریکٹس ان کے گھر میں نظر آتی تھی اس کو مکمل اختیار کرنے میں وہ تینوں بہن بھائی آج بھی در در بھٹک رہے تھے کسی پر حالانکہ ایک دوسرے پر بھی اعتبار نہیں کرتے تھے کسی کو فیملی کے ساتھ ہنستے کھیلتے دیکھتے تو حیرانگی سے رک جاتے گھر یا ایلیٹ سوسائٹی کے ماحول سے اکتائے نظر آتے لیکن وہ کنارہ کشی بھی نہیں کر سکتے تھے عجیب لڑائی تھی ان کی جسے وہ خود سے ہی لڑ رہے تھے۔

وہ نہیں جانتا تھا کے ایلس کبھی جیک کے حق میں فیصلہ کرے گی بھی یا نہیں لیکن وہ ان دونوں کو ایک ساتھ مکمل زندگی گزارتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا اس لیے اس نے آج ان دونوں کو ایک موقع دینے کا فیصلہ کیا اور اسٹڈی میں چلا گیا۔

آپ کب آئے؟" اسے اسٹڈی سے نکلتے دیکھ کر باہر کا دروازہ بند کرتی وہ اندر آئی۔

میں چھ بجے آگیا تھا۔ تم صبح صبح گروسری کرنے گئی تھی؟" اس نے اس کے ہاتھوں میں بیگ دیکھ کر پوچھا۔

ایوا آئی تھی ہیزل کو لینے تو میں نے سوچا میں گروسری بھی کرلوں" اس نے سبزیوں کو کاؤنٹر پر رکھا۔ جب مڑی تو مصعب ایلس کے سر پر پانی کا گلاس الٹ چکا تھا۔

آر یو بیگر اینڈ از اٹ آ روڑ (کیا تم فقیر ہو اور یہ سڑک؟)" اس نے اس کے منہ کھول کے سونے پر طنز کیا۔

سڑک اتنی چھوٹی نہیں ہوتی کیا تم اتنے غریب ہو گئے ہو کے ایک اچھا فلیٹ بھی نہیں لے سکتے؟" اس نے حساب برابر کیا۔

میں امیر ہوں یا غریب کم از کم دس ارب تو نہیں ڈبوتا" اس نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا جس کو ایلِس ہرگز معاف کرنے کے موڈ میں نہیں تھی پر ھدیٰ بول پڑی۔

گو اینڈ ٹیک آ شاور آئی ول پری پیئر بریک فاسٹ (جاؤ جا کے نہاؤ میں ناشتہ بنا رہی ہوں)" ایلِس نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا تھا اس لیے غصہ کھانے کی بجائے اسے کھانا کھانا چاہیے یہ ہی سوچ کر ھدیٰ نے ان کی بات کو درمیان میں ہی روکا۔

یہ کپڑے لے جاؤ۔ اتنی صبح بس یہی ملے ہیں" ھدیٰ نے لاؤنج ٹیبل پر پڑے بیگ کی طرف اشارہ کیا جسے ایلِس اٹھا کر دیکھنے لگی۔

ناٹ بیڈ" اس نے بھائی کو آنکھ ماری اب پتہ نہیں اس نے ھدیٰ پر کمنٹ کیا تھا یا اس کے لائے گئے کپڑوں پر لیکن مصعب ضرور مسکرا دیا تھا۔

ہیزل کہاں ہے؟" کھانے کے لیے بیٹھتے ہوئے اس نے ھدیٰ سے پوچھا۔

وہ چلی گئی ہے کافی دنوں سے تھی یہاں اس کی اماں صاحبہ اداس ہو گئیں تھی اسلیئے واپس آتے ہی اسے لے گئی" اس کے سامنے ٹوسٹ اور پائی رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

کیا مطلب؟" شاک کی کیفیت میں اس کا ہاتھ منہ کے بالکل سامنے رک گیا۔ جس پر وہ دونوں اسے دیکھنے لگے۔

وہ آپ دونوں کی بیٹی۔۔" الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے واقع ہی اسے تو کسی نے نہیں کہا تھا کے وہ ان دونوں کی بیٹی ہے نہ ہی اس نے جس کو ایلِس نے انفارمیشن نکلوانے کے لیے بھیجا تھا اس نے ایسا کچھ کہا تھا۔

کیا تم نے اس بچی کے گال اس لیے رگڑے تھے کے تمہیں لگا وہ تمہارے بھائی۔۔" ہنستے ہوئے ھدیٰ سے بات بھی پوری نہ ہوئی۔

ہاں بالکل یہ تو ٹریلر تھا" ایلِس نے غصے سے دونوں کی طرف دیکھا جیسے اسے جان بوجھ کر دھوکے میں رکھا گیا ہو۔

توپھر توہم تمہیں اپنے بچوں کا بتائیں گے ہی نہیں" ھدیٰ نے بات تو کر دی پر اب وہ ساتھ بیٹھے شوہر کی طرف نہیں دیکھ سکتی تھی جس نے اس کی بات پر منہ نیچے کر کے بالکل ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ جتنا خوبصورت وہ مسکراتے ہوئے لگا تھا ھدیٰ کو ایک بار ضرور دیکھنا چاہیے تھا شاید اس طرح اسے زندگی اتنی بے رحم نہ لگتی جتنی عام طور پر لگتی تھی۔

اگر میری بیوی بچوں کے لیے مان گئی تو" مصعب نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی جس پر ایلِس زور سے گلاس کو ٹیبل پر مارتے ہوئے اٹھی۔

ابھی میں ہوں یہاں پر یہ کام بیڈروم کے لیے سنبھال رکھو" اور برادر مجھے دوبارہ آنا پڑا تو میں یہاں پر ہرگز نہیں آؤں گی اس نے اسید دھمکایا۔ اور بیگ لیے چل پڑی۔

تھنک یو فار دا میل (کھانے کے لیے شکریہ)" اس نے ھدیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تم کہاں جا رہی ہوں ہم مصعب کے ساتھ ہی چلیں گے مجھے کام ہے تم سے" اس نے کہا۔ جس پر مصعب نے اسے کیا میں تمہیں ڈرائیور نظر آتا ہوں والی نظروں سے دیکھا۔

بھائی بہنوں کے ڈرائیور ہی ہوتے ہیں" ھدیٰ نے بات ہی ختم کی۔

لیکن وہ بہنیں ایسی نہیں ہوتی" اس نے فوراً سے پہلے جواب دیا۔

بہنیں بس بہنیں ہوتیں ہیں جیسی بھی ہوں" یہ کہہ کر وہ اپنا بیگ لینے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور ایلِس نے اپنے بھائی کو رشک کی نظر دیکھا جس نے دیر سے سہی پر درست فیصلہ کر لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جیک مصعب کے ساتھ ان دونوں کو دیکھ کر پہلو بدل گیا وہ اس بارے میں ابھی کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا لیکن جو ہم چاہتے ہیں وہ ہر بار ہوتا تھوڑی ہے۔

کیا تم نے ناشتہ کیا؟" جیک کے سر پر بندھی پٹی اور چہرے پر لگے پلاسٹر کو اگنور کرتے ہوئے ھدیٰ نے پوچھا جس پر وہ حیرانگی سے مڑا۔

نہیں میں آفس میں کر لوں گا" اسے جواب دے کر اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

یہ لو"ٹیفن کو اس نے جیک کی طرف بڑھایا۔

کیا یہ میرے لیے ہے؟"اس نے مصعب کے چہرے پر موجود کوفت کو جو ھدیٰ کو اس طرح کے کام کرتے دیکھ کر آ جاتی تھی بڑھانا چاہا۔

ہاں۔ زیادہ بن گیا تھا اس لیے میں لے آئی۔ خوش فہمی میں ڈوب کے نہ مر جانا" اس نے وضاحت دی جس پر جیک کا منہ بنا اور ان دو بہن بھائیوں کے قہقہے گاڑی میں گونج اٹھے۔

جینی!" سکول کے سامنے پہنچ کر اس نے گیٹ کے پاس کھڑی جینی کو مخاطب کیا۔ اس نے تمہارا آٹو گراف لینے کے لیے میری نوکری خطرے میں ڈال دی تھی اور میں نہیں چاہتی کے یہ دوبارہ ہو اس نے ایلِس کو کام بتایا۔

جینی کو دیکھتے ہوئے ایلِس نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی اپنی فکشن بک کو لے کر سائن کرنے لگی۔

کیا یہ اصلی ہیں؟" جینی نے ایلِس کو اپنی ٹیچر کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر شک کا اظہار کیا۔

ہاں بالکل چاہو تو چیک کر لو" ہنستے ہوئے اس نے دوسری سائیڈ کا گال جینی کو کھینچنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی سائیڈ والا خود کھینچا جس پر آگے بیٹھے دونوں نوجوانوں کو ھدیٰ کی زندگی گھٹتی ہوئی محسوس ہوئی کیونکہ ایلِس کے منہ کو چھونے کے بعد چراغوں میں روشنی رہے یہ تقریباً ناممکن ہی تھا۔

اوہووووو" ایلِس نے پورا زور لگا کر ان دونوں کے ہاتھ جھٹکے اور اس سے پہلے کے وہ کچھ کرتی یا کہتی جینی اور ھدیٰ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح گاڑی میں سے غائب ہوئیں جس پر وہ تینوں ایک دوسرے کو ان نظروں سے دیکھنے لگے کے کیا ہمارے ساتھ ابھی کوئی اور بھی موجود تھا؟۔

ہاہاہا! شاید نہیں گیٹ کی طرف بھاگتے دو نفوس کی سپیڈ کو دیکھتے ہوئے جیک نے گاڑی آگے بڑھائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمہیں کیا ہوا ہے ؟خود ہی مسکرائے جارہی ہو۔" فصیح کے ہاتھ سے کولڈ ڈرنک پکڑ کر اس نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے جگہ دیا ورسوال اسکا سامنے بیٹھی صبا سے تھا جس کو آپ ہی آپ مسکراتے دیکھ کر ساتھ بیٹھی شانزے چڑی جارہی تھی۔ دراصل وہ لوگ آج ایڈ مشن کے سلسلے میں کالج آئیں تھی اور ہمیشہ کی طرح فصیح کو بھی دھمکی دے کر ساتھ کھینچ لائیں جو ان کے اتنی دیر کرنے پر چڑ گیا تھا اور اب بامشکل شانزے کے کہنے پر ان کے لیے کولڈ ڈرنک اور سموسے لایا اور ھدیٰ کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔ یہ کالج کے ساتھ بنا سٹیڈیم تھا جس کے باہر ٹھیلے لگا کر کرسیوں کو اندر کی طرف درختوں کی چھاؤں میں بچھایا گیا تھا۔

کل میری منگنی ہو گئی" اس کے منہ سے بات نکلنے کی دیر تھی جب ھدیٰ اور شانزے نے اپنے اپنے ہاتھوں میں پکڑی فائلز کو اس کے سر پر مارا اور فصیح کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا تو اس نے سموسوں کے نیچے پڑے ٹشو کو نکال کر اس کو مارتے ہوئے اپنا حصہ ڈالا۔

کیا ہے تم لوگوں سے کسی کی خوشی برداشت نہیں ہوتی؟" اس افتاد پر وہ اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔

کیا تم اتنی بڑی خوشی ہم سے بانٹ نہیں کر سکتی تھی" شانزے نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھایا کیونکہ ساتھ والے ٹیبلز پر موجود لوگ ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

توبانٹ تورہی ہوں“اس نے ان کو گھورا۔

یہاں پرندوں کے سرپر منڈلاتے خطرے تلے سوروپے کے سموسے کھلا کے؟“ھدیٰ نے ہنستے ہوئے اسے شرم دلائی۔

یہ سوروپیہ بھی میرا ہے“فصیح نے غلط فہمی دور کی۔

اتنے پیسے تم نے کہاں لے کر جانے ہیں اب تو سسرال کا پیسہ بھی سمجھو تمہارا ہوا اکلوتا بیٹا ہے وہ اپنی ماں کا جن کی جائیداد گنتے پر میری دس انگلیاں تو آرام سے ختم ہو جائیں گی“شانزے نے جیسے سچ میں انگلیوں پر گن کر حساب کیا۔

بھو کو حیدر کہہ رہے تھے وہ کل آئیں گے تو بھوکوں کو کھانا کھلا کر ہم ثواب بھی کمالیں گے“اس نے دانت نکالتے ہوئے ان کو خوشخبری سنائی۔

حیدر فلاں۔حیدر فلاں سے یہ حیدر آئیں گے کب سے ہو گیا“ھدیٰ نے منہ کھولے اس سے وضاحت چاہی۔اور یہ ہی سوال ان دونوں کا بھی تھا۔

ممانی نے کہا کے اب میں اسے گدھا اور بندر کہنا چھوڑ دوں" اس نے دوپٹے کا پلو منہ پر رکھ کر شرمانے کی مصنوعی کوشش کی۔

چلو میں ٹائمر لگاتا ہوں یہ دوبارہ اپنی اصلیت پر کتنے منٹ بعد واپس آئے گی" فصیح کو تو بس فون نکالنے کا بہانہ چاہیے ہوتا ہے چونکہ یہ ان کا رول تھا کے جب اکھٹے ہوں گے تو کوئی بھی بغیر ضرورت فون نہیں نکالے گا اس لیے فصیح ضرورت پیدا کرنے کی تاڑ میں ہی رہتا تھا۔

صبا کے ابا کی مختلف شہروں میں شیلز تھے اور ان کو وراثت میں ماں باپ سے اچھی خاصی زمین ملی تھی اور اس کی امی کا تعلق بھی کھاتے پیتے اور پڑھے لکھے گھرانے سے تھا اور اس کی منگنی اس کے ماموں کے بیٹے حیدر سے ہوئی تھی جو کے کافی عرصے سے بڑوں کے ذہن میں تھی لیکن وہ بچوں کے بڑا ہونے کا انتظار کر رہے تھے اور حیدر چونکہ اپنی چھٹیاں اسلام آباد میں صبا کے گھر میں ہی گزارتا تھا اس لیے وہ سب لوگ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتے تھے اور جہاں کہیں وہ سب اکھٹے ہو جاتے تھے وہاں کوئی اور کھڑا نظر ہی نہ آتا اور اگر کبھی سال میں ایک دو مرتبہ باہر کھانے چلے جاتے تو پورے شہر کو توبہ توبہ استغفر اللہ کرنی پڑتی تھی کہ ایسی آفتیں شکر ہیں روز گھروں سے نہیں نکلتیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم اسٹیف کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟" اینڈریو کی بہن نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا۔

کیا تمہیں الیگزینڈرا نظر نہیں آئی وہاں میں اس کے ساتھ تھا" وہ چڑ گیا تھا اس کی ماں اور بہن اسے اسٹیف کے ارد گرد دیکھ کر ایسے ہی سوال جواب شروع کر دیتیں تھیں۔

لیکن وہ بھی وہیں تھا۔ اگر اب تم مجھے اس کے ساتھ نظر بھی آئے تو میں تمہارا خرچ بند کر دوں گی" اس کی بہن نے اسے دھمکایا۔ وہ اپنے گھر میں واحد کمانے والی تھی اور خود کام کر کے بھائی کو پڑھانے کی کوشش کر رہی تھی وہ اور اس کی ماں ہمیشہ سے اس کو اسٹیف کے ساتھ دیکھ کر چڑتی تھیں کیونکہ وہ اسٹیف کے گھر اس کے بھائیوں اور باپ کو کافی عرصے سے جانتی تھی سب میں ایک سے بڑھ کر ایک برائی پائی جاتی تھی اور وہ اینڈریو کو ان سے دور رکھنا چاہتی تھیں۔ لیکن کچھ عرصہ پہلے جب اسٹیف سے بڑے اس کے بھائی نے اینڈریو کی بہن کا راستہ روکا اور اس کے ساتھ بد تمیزی کرنے کی کوشش کی تب سے ان کے درمیان با قاعدہ جنگ کا اعلان ہو گیا تھا ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو ایک نظر برداشت نہیں کرتا تھا لیکن رہائش ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے آمنا سامنا نہ ہونا ممکن بات تھی اینڈریو نے بھی اسٹیف کے ساتھ آج کل الیگزینڈرا کی وجہ سے رہتا تھا اسے ڈر تھا کے اسٹیف کوئی الٹی حرکت کر دے گا اس لیے اسے ان کے آس پاس ہی رہنا تھا۔

میں اپنے معاملات خود دیکھ لوں گا تم جاؤ یہاں سے پڑھنے دو مجھے" اس نے بڑی بہن کو اشارے سے باہر جانے کا کہا۔

اس کی بہن کے کمرے سے جانے کے بعد باہر والی کھڑکی پر کسی نے دستک دی اور وہ دستک کے انداز سے پہچان گیا تھا کے باہر اسٹیف ہے اس نے اٹھتے ہوئے اندر سے کمرے کی کنڈی لگائی اور کھڑکی کی طرف آ گیا۔

کیا تکلیف ہے؟" اس کو سامنے کھڑے دیکھ کر اس نے پوچھا۔

وہ سکول سے جلدی کیوں چلی گئی؟" اسٹیف رات کے اس وقت اس سے الیگزینڈرا کے متعلق پوچھ رہا تھا۔

تم خود پوچھ لیتے مجھے کیا پتہ" اس نے کھڑکی بند کرنی چاہی جسے اسٹیف نے ہاتھ رکھ کر روک دیا۔

کیوں سر درد بن رہے ہو دفعہ ہو جاؤ" اسے تھوڑی دیر پہلے کی بے عزتی بھولی نہیں تھی۔

بھاڑ میں جاؤ تم بھی اور وہ بھی" وہ شاپر میں سے کافی کا کین نکال کر کھڑکی میں رکھتے ہوئے چلا گیا۔

گدھا" کین کو اٹھاتے ہوئے اس نے ہلکی آواز میں کہا بے شک وہ اپنے باپ بھائیوں سے مختلف تھا اس نے اتنی محرومیاں دیکھی تھی کے اپنے ارد گرد موجود انسانوں کو باریکی سے پرکھنے لگا تھا اور سامنے والے سے ایسا گہرا تعلق بنا لیتا تھا کے چاہنے کے باوجود بھی کوئی اس سے دور نہیں جا پاتا تھا۔ جیسے اینڈریو نہیں جا پا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دو سال کیسے پر لگا کر اڑے انہیں پتہ ہی نہ چلا آج ان چاروں کا رزلٹ آنا تھا جس کے انتظار میں وہ صبا کے گھر کے لاؤنج میں اکٹھے ہوئے تھے ھدیٰ پچھلے سال کی چھٹیوں میں تین ماہ ولیم کے پاس رہ کر اپنا ادھورا کام پورا کر آئی تھی آنے سے پہلے اس نے آئیر لینڈ کے اس گروپ کے لیے آڈیشن دیا تھا جس میں اس کی ماں گٹار بجاتی تھی اور چند ہفتوں بعد اسے ٹرینی کے طور پر سلیکٹ کر لیا گیا تھا لیکن وہ پڑھائی

درمیان میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی اس لیے گریس کے ریفرینس پر آڈیشن میں دوسرے نمبر پر آنے والی لڑکی کو ھدیٰ کی جگہ یہ کہہ کر ٹیم میں چانس دے دیا گیا کے وہ ایک سال کے لیے ان کے گروپ میں کام کرے اور اگلے سال اس کا اور ھدیٰ کا آڈیشن لیا جائے گا اور دونوں میں سے کسی ایک کو ان کی پرفارمنس کی بنیاد پر سلیکٹ کیا جائے گا وہ اس بات پر پریشان تو ہوئی تھی کیونکہ ٹیم میں رہ کر اسی ٹیم کے آڈیشن میں سلیکٹ ہونا قدرے آسان تھا جبکہ ھدیٰ جو پورے سال بعد بغیر پریکٹس کے آڈیشن دے گی تو اس کا سلیکٹ ہونا ایک مشکل امر تھا۔ لیکن گریس کے کہنے پر اس نے یہ رسک لے لیا تھا۔

کیابنا؟" لیپ ٹاپ پر نظریں گاڑے فصیح کے کندھے پر سے جھک کر اس نے پوچھا۔

ہم دونوں کا تو بنے گا بھرتہ البتہ تم دونوں کی بچت ہو گئی ہے" اس نے مڑتے ہوئے اپنی اور صبا کی طرف انگلی کر کے اطلاع دی۔

تم نے پڑھنا نہیں تھا تو کسی اچھے ادارے میں چلی جاتی۔ انکل نے اتنا سمجھایا مگر تم ہمارے ساتھ ہی چپکی رہی" ھدیٰ نے سکرین پر نظر آتے صبا کے رزلٹ کو دیکھتے ہوئے کہا جو کچھ بہت اچھا منظر پیش نہیں کر رہا تھا۔

ابو نے ہی مجھے کہا تھا کے چیزوں سے زیادہ انسانوں کو اہمیت دینی چاہیے۔ اگر میں تم سب کو چھوڑ کر کسی اور کالج میں چلی جاتی تو صرف پچاس ساٹھ نمبر ہی زیادہ ہوتے لیکن میں تم لوگوں کے ساتھ گئی کیونکہ یہ پچاس نمبر مجھے پچاس سال کا ہونے پر کمپنی تھوڑی دیں گے پر تم لوگ دو گے" اس نے مکے کا مائک

بناتے ہوئے اپنی نالائقی کو کسی فلم سے سنے ہوئے ڈائیلاگز کے پیچھے چھپایا جس پر دور سے دو کشن اڑتے ہوئے اس کی طرف آئے اور اسے دوستوں کی اہمیت مزید اچھی طرح سمجھا گئے۔

اور میرا" شانزے ہمت کرتی ہوئی اس کی طرف آئی۔

تم بچ گئی شانو! پھو پھو کے چمٹوں سے" فصیح نے دوسری سکرین کو کھولتے ہوئے اسے نتیجہ دکھایا جو کافی اچھا تھا۔

اور ھدیٰ کا دکھاؤ" شانزے نے ماؤس پر ہاتھ مارا جس پر فصیح نے چڑتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

صبر۔پہلے بتاؤ دونوں میں سے جس کے بھی نمبر زیادہ ہوئے وہ کیا کھلائے گا؟" اس نے سکرین کو بند کرتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا۔

بھوکے تیس روپے کا رزلٹ کارڈ نکلتا ہے کونے والی دکان سے وہ بھی پرنٹڈ فارم میں اور تم یہاں ہزاروں بٹورنے کے چکر میں ہو" ھدیٰ نے اس کے سر کو بند ہوئے لیپ ٹاپ پر مارا۔

کیا تم لوگوں نے مجھے دکان دار سمجھا ہوا ہے؟ میں فصیح ہوں فصیح مستقبل قریب میں فٹ بال کا عظیم کھلاڑی۔

یہ عظمت پیپروں میں بھی دکھا لیتے تھوڑی سی۔ ویسے میرا مشورہ ہے کے آج رات گھر نہ جانا ورنہ انکل مار مار کر تمہیں ہی فٹ بال بنا دیں گے" صبا نے اپنے موبائل کی سکرین کو ان تینوں کی طرف کیا جس پر فصیح کا نتیجہ لشکارے مار رہا تھا۔

تم میرا رزلٹ نہیں نکال رہی تھی تب سے؟" ھدیٰ نے صبا کو گھورا جس نے آدھے گھنٹے بعد نکالا تھا تو کس کا رزلٹ جس کا ہر کوئی آنکھیں بند کر کے بتا سکتا تھا۔

اچھا بس! تم ٹریٹ دے رہی ہو ہمیں" فصیح نے اس کی بے چینی کو ختم کرتے ہوئے اسے رزلٹ دکھایا۔

ہاں مار کھانے کے بعد آجانا ہم دونوں دوا بھی دے دیں گی اور تسلی بھی" اس نے اور شانزے نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

پھر اسے آئیر لینڈ کی نشنلیٹی ہونے کی وجہ سے وہاں کی مقامی یونیورسٹی میں سکسٹی پرسنٹ سکالر شپ مل گیا اور صبا نے اپنے ابو سے ضد کر کے ھدیٰ کے ساتھ ہی اسی یونیورسٹی میں پرائیویٹ سیٹ پر ایڈمیشن لے لیا صرف فصیح تھا جس کے خواب ادھورے نظر آرہے تھے باقی شانزے تو شروع سے لٹریچر میں دلچسپی رکھتی تھی اور اردو ادب پڑھنے کے لیے اسے باہر خوار ہونے کی ضرورت نہیں تھی ان کی زندگی کا ایک خوبصورت باب تمام ہوا۔ جس میں انھوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ پایا ہی تھا کھونے جیسے لفظ

نے ان کو ابھی اپنی جھلک نہیں دکھائی تھی ہر گزرتے دن کے ساتھ ان چاروں کی دوستی مضبوط تر ہو گئی تھی وہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ کر بتا سکتے تھے دوسرا کیا محسوس کر رہا ہے ایک دوسرے کی عادات انہیں انگلیوں پر ازبر ہو گئیں تھی پسند نہ پسند تو بہت پیچھے کی بات تھی وہ ایک دوسرے کی پسند نہ پسند کے پیچھے کی وجہ بھی جان گئے تھے۔

صبا کی ممانی نے نکاح پر زور دیا لیکن صبا اور اس کے ابو نہیں مانے تو وہ بھی خاموش ہو گئی حیدر ایک سال پہلے ہی لندن یونیورسٹی میں بزنس پڑھنے چلا گیا تھا اس لیے اس نے بھی صبا کے فیصلے کی طرف داری کی وہ دونوں اس وقت نہیں جانتے تھے یہ انکار اتنا لمبا ہو جائے گا کے ان کے آس پاس والے لوگ تنگ آ جائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جی تایا آپ نے بلایا تھا؟" اس نے تایا کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی جو اسے وہاں بلا کر خود شاید بھول گئے تھے۔

ہاں! بیٹھو۔ کب جا رہی ہو تم؟ "تینوں سوالوں کے درمیان انہوں نے کافی لمبا وقفہ دیا۔ وہ تایا جو عید کی عید اس کے سر پر پیار دیتے تھے جن کو شاید اس کی صیح عمر کا بھی پتہ نہیں تھا وہ آج اس سے جانے کا پوچھ رہے تھے یقیناً بات وہ نہیں جو نظر آ رہی تھی۔

جی ابھی تو کافی وقت ہے" اس نے بتایا۔

تمہیں پتہ ہے فصیح تم سے اور شانزے سے پڑھائی میں دو سال آگے تھا۔ پھر وہ سکول میں دو دفعہ لگاتار فیل ہو گیا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کے وہ تمہارے ساتھ تمہاری کلاس میں بیٹھنا چاہتا تھا اس لیے اس نے جان بوجھ کر پیپر ایسے دیے کے وہ پاس نہ ہو" تایا کی بات سے ھدیٰ کی آنکھیں کھلی رہ گئی اسے اچھی طرح یاد تھا کے فصیح کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی عرصہ سکول نہیں جا پایا جس پر تائی نے اسے امتحان نہیں دینے دیے کے اس کی تیاری نہیں ہے اگلے سال دے دے گا اور اگلے سال وہ اتنا سست ہو گیا تھا کے ہر دوسرے دن سکول سے چھٹی کر لیتا اور سال کے آخر میں ایک بار پھر فیل ہو گیا تو تائی نے سب سے جھوٹ بول دیا کے اس نے اس سال بھی پیپر نہیں دیے لیکن یہ بات وہ تایا کو نہیں کہہ سکتی تھی اس لیے اس نے جی تایا کہہ کر بات کو ختم کیا۔

ارتضیٰ بھی چاہتا تھا کے میں تمہیں اپنی بیٹی بنا لوں۔ آمنہ کا حق ہے تم پر اس سے میں نے بات کر لی ہے تمہارے جانے سے پہلے میں فصیح اور تمہارا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔" ان کی بات پر ھدیٰ اتنا حیران ہوئی کے بیٹھے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا پھوپھو مان گئی ہیں؟" اس کو شک ہوا کے پھوپھو شانزے کو چھوڑ کر اس کے لیے کیوں مان گئیں۔

ہاں۔اسے کیا مسئلہ ہو گا" انہوں نے عینک کے اوپر سے اس کا چہرہ دیکھا۔

جی "ھدیٰ کی آنکھوں میں اس وقت آنسو آ گئے کے چاہے نام کا ہی سہی باپ زندہ ہوتا تو تایا کو یہ بات اس سے نہ کرنی پڑتی۔وہ جذبات سے کام لینے والی بچی نہیں تھی بلکہ باپ کی موت کے علاوہ اسے کسی نے کبھی بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا لیکن یہ ایسا موقع تھا کے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جسے اس نے کناروں پر ہی صاف کر لیا وہ اپنی محرومیوں کی تشہیر نہیں چاہتی تھی۔شادی تو اسے کرنی ہی تھی اور ان لوگوں کے کہنے پر ہی کرنی تھی اور اس سے اچھی بات اور کیا تھی کے وہ اس کے لیے اپنے اکلوتے بیٹے کو چن رہے تھے اس کے پاس آمنہ کے اعتراض کے علاوہ کوئی بہانا نہیں تھا اس لیے اس نے ہاں کر دی اور کمرے سے باہر آ گئی۔

ہونے والی بیگم صاحبہ "اس نے کچن کی طرف جاتی ھدیٰ کے بال کھینچے۔

کیا تمہیں پہلے سے پتہ تھا؟" اس نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے پوچھا۔

کل بتایا تھا امی نے "وہ اس کے سامنے شیلف پر بیٹھا جس پر ھدیٰ نے اسے دھکا دیتے ہوئے نیچے اتارا۔گھر کی سب خواتین اس کی شیلف پر بیٹھنے کی عادت سے آخری درجے تک اوازار تھیں۔

تم مان گئے ؟" برتن جو تائی اماں نے کچھ دیر پہلے اسے دھونے کا کہا تھا ان کو سینک میں رکھتے ہوئے اس نے اپنی نظر دیوار پر ٹکائی۔

ہاں" وہ فریج میں سے سیب نکالتے ہوئے بولا۔

کیسے ؟" اس نے برتن دھونے شروع کیے۔

جیسے تم مان گئی۔ جلدی کرو تمہیں گھر چھوڑ کر سٹیڈیم جانا ہے میں نے" اس نے جاتے ہوئے کہا۔

اب اسے سمجھ آئی تھی کے اس کے بہت بار کہنے پر بھی شانزے اس کے ساتھ کیوں نہیں آئی۔ وہ جانتی ہو گی کے تایا نے مجھ سے شادی کی بات کرنی ہے گھر جاتے ہوئے وہ سارے دن کے وقعات کو دہراتی آئی تھی۔

پھوپھو نے کہا تھا کے تایا کو میرا گٹار سیکھنا اچھا نہیں لگا کیا تم مجھے گٹار بجانے کی اجازت دو گے "گلی میں داخل ہونے پر اس نے فصیح کو روک کر اس سے پوچھا۔

اگر میں نہ کہوں گا تو تم شادی سے انکار کر دو گی ؟" اس نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال پوچھا۔

نہیں“میں کیوں انکار کروں گی میں اسے گھر میں بجالیا کروں گی جب ہم سب اکھٹے ہوا کریں گے۔ویسے بھی اسے سیکھنا میرا شوق تھا جو پورا ہو چکا ہے۔

تمہاری زندگی ہے فیصلے بھی تمہارے ہونے چاہیے میں کیوں روکوں گا تمہیں“اس نے دروازے کے سامنے رکتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا جس پر ھدیٰ کے اعصاب ڈھیلے پڑے بلاشبہ وہ اس بات کو لے کر پریشان تھی۔

اس کے بعد بھی تم سارے فیصلے اپنی مرضی سے کرنا تم سے زیادہ تمہاری زندگی پر کسی کا حق نہیں ہے۔میرا بھی نہیں“ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

تم اتنے اچھے کب سے ہو گئے ؟“اس نے ہاتھ اوپر کر کے اس کے بال بکھیرے۔

جب سے تم نے غور کر لیا“وہ دروازہ کھلنے کی آواز پر یہ کہہ کے پلٹ گیا کہ وہ صبح آجائے گا اس وقت اسے اسٹیڈیم جانا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم خوش ہو؟"بستر پر لیٹتے ہوئے شانزے نے اس سے پوچھا۔

اگر میں ہاں کہوں تو کیا تم بھی میری خوشی میں خوش ہو گی؟"ھدیٰ نے خاص طور پر اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھا جس پر اسے کچھ نظر نہیں آیا مطلب شانزے کو سب کے اس فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ہاں!میں خوش نہیں ہو گی تو کون ہو گا؟"اس نے اس کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

ہم صبح شپنگ کرنے جا رہے ہیں میں بھی تمہارے جتنا مہنگا سوٹ لوں گی"شانزے نے انگلی اٹھا کر اپنے فیصلے کا اٹل ہونا جتلایا۔

ٹھیک ہے"وہ اس کی اس بات پر مسکرائی۔

اوہ! میرے خدایا۔ صبا" دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا تھا ھدیٰ کی وجہ سے وہ اپنی شادی کو ٹال کر اس کے ساتھ جا رہی تھی اور یہ کیا اس کی شادی ہو رہی ہے کی خبر پر وہ اس کا قتل ہی کر دے گی۔

خیر کیا کیا جاسکتا ہے" ھدیٰ نے منہ پر کمبل تانتے ہوئے کہا۔ جس پر شانزے نے بھی کندھے اچکا دیے۔

اس نے اگلے دن ولیم کو فون کر کے تایا کے فیصلے کا بتایا جس پر انہوں نے بار بار اسی کی رائے پوچھی وہ اس فیصلے سے زیادہ مطمئن نظر نہیں آ رہا تھا لیکن ھدیٰ پاکستان میں ہی شادی کرے گی اور پھوپھو اور تایا کی ہی مرضی سے اس بات نے اس کچھ بھی کرنے یا کہنے سے روک دیا۔ تو اس نیص بہت ساری دعائیں دیتے ہوئے فون بند کر دیا اگلے دن آمنہ کو پیسے بھیجنے کا بتاتے ہوئے ولیم نے ان سے درخواست کی کے وہ رخصتی پر آئیں گے فل حال وہ ھدیٰ کی ماں بن کر اس کے اس دن میں شریک ہوں۔

پھر کم وقت میں جتنی ممکن ہو سکی تیاریاں کی گئیں نکاح سے پہلے تایا اس کے پاس آئے اور کہا کے وہ اپنے گھر کی بہو کو اس طرح اکیلا ملک سے باہر نہیں بھیج سکتے اگر وہ ارتضیٰ کا حصہ بیچ دے تو وہ فصیح کو اس کے ساتھ جانے پر راضی کر لیں گے اور اس طرح کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہو گا دولت تو وہ تھی جو پہلے ہی تایا کے ہاتھ میں تھی اور ویسے بھی نکاح سے آدھا گھنٹہ پہلے تایا اس سے پوچھنے نہیں بلکہ بتانے ہی آئے تھے تو اس نے نکاح سے پہلے تایا کے دیے گئے کاغذات پر سائن کر دیے۔

وہ لال جوڑے میں فصیح کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد ماں باپ کے علاوہ ہر رشتہ موجود تھا اور یہ اس کی ان رشتوں سے وفاداری کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ صبا نے تصویر لیتے ہوئے اسے مسکرانے کا کہا تو اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے شوہر کو دیکھا اور مسکراہٹ خود بہ خود اس کے ہونٹوں پر رینگ گئی وہ اپنی زندگی کے اس مرحلے میں سرخرو ہو گئی تھی جس کا تانا اس کی ماں کا نام لے کر اسے ضرور دیا جاتا تھا جب وہ پہلی مرتبہ اپنے ماموں کے ساتھ باہر گئی تو بہت سارے رشتے داروں نے تو کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا کے وہ اب نہیں آئے گی اور یہ کے مغرب انسان سے اس کا کردار چھین لیتا ہے وہ اس وقت تو چپ کر گئی لیکن آج اس نے اپنے عمل سے جواب دے کر سب کے منہ بند کر دیے تھے۔

کیمرے میں لی گئی تصویر کو ایک بار دیکھنے پر ہی بتایا جا سکتا تھا کے دلہن کتنی خوش ہے اس کے ماتھے پر لگا جھومر اسے جو جگمگاہٹ بخش رہا تھا اس کی چمک سب کو اس کی طرف رشک سے دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ چند دنوں بعد وہ اور صبا آئیرلینڈ چلی گئیں اور اس کے دو ہفتے بعد ہی فصیح بھی اسے اسی یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم کی سلیکشن کے لیے بلاوا آ گیا تھا اگر وہ سلیکٹ ہو جاتا تو اس کی پڑھائی کا تیس فیصد خرچ یونیورسٹی اٹھاتی۔ شانزے نے جانے سے پہلے ھدیٰ سے ایک بار پھر وعدہ لیا کے وہ واپس آجائے گی لیکن اس بار کے وعدے میں اتنی شدت نہیں تھی ھدیٰ خوش تھی اس لیے اسے کچھ بھی اچھا یا برا محسوس نہیں ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باہر آؤ" مصعب نے گاڑی سڑک کی ایک سائیڈ پر رکوا کر ان دونوں کو باہر آنے کا کہا۔ جس پر حیران ہوتے وہ دونوں ہی باہر نکلے اور اس کے پیچھے چل پڑے۔

یوڈونٹ ہیو ٹو کم ٹو مائی آفس (تمہیں آفس آنے کی ضرورت نہیں ہے)" اس نے سٹنگ ایریا میں پڑے بینچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیا؟" جیک کو اس کی دماغی حالت پر شک ہوا۔

ہاں۔ تم جس نے راز اگلا اور تم جس نے راز اگلوایا" اس نے باری باری اپنے سامنے کھڑے نفوس کی طرف انگلی لہرائی۔

تم دونوں کی سزا یہ ہے کے جاؤ اور جا کے اس معاملے کو خود سنبھالو" اس نے ان دونوں کو سڑک کے کنارے کھڑا کر کے ان کے سروں پر دھماکا کیا۔

آر یو کڈنگ می (کیا تم مذاق کر رہے ہو؟)" ایلِس نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا وہ کیسے بھول گئی کے وہ اس کا ہی بھائی ہے۔

اسے اس معاملے میں نرمی نہیں برتنی چاہیے تھی۔

وٹ؟ یو ڈونٹ وانٹ ٹو؟ (کیا؟ تم ایسا کرنا نہیں چاہتی؟)" اس نے مزید ریلیکس ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں! بالکل نہیں اور اب میں منہ سے بات نہیں کروں گی" وہ کہہ کر جانے لگی۔

ٹھیک ہے اگر تم یہی چاہتی ہو تو میں اس کو پولیس کے حوالے کر دیتا ہوں" اس بات پر اس کے قدم رکے۔

ڈو دٹ یو وانٹ (کر لو جو کرنا چاہتے ہو)" وہ پولیس والی بات پر ڈر گئی تھی لیکن اس وقت ہمت ہارنا بے وقوفی تھی۔

جب کسی کا مستقبل ضائع کرتے ہیں تو اس کی ذمہ داری بھی لیتے ہیں۔ لیکن اگر تم یہی چاہتی ہو تو ٹھیک ہے۔ پر یاد رکھنا اگر میں خود بھی تمہاری شادی رکواتا تو یہ کام جیک ہی کرتا کیوں کے اس کام کو کوئی اور نہیں کر سکتا" اس کی پولیس والی بات پر جیک ابھی تک صدمے میں تھا کیا وہ رات والا ہی مصعب تھا اسے یقین نہ آیا۔

ہیلو بزنس کرائم برانچ" اس نے فون پر بس یہی کہا تھا جب ایلِس نے ہاتھ مار کر اس کا فون گرایا مگر جیک نے دیکھا کہ اس کے فون پر تو کوئی کال ایکٹو نہیں تھی جس پر مصعب نے اسے آنکھ ماری۔

اگر تم نے کچھ بھی گڑبڑ کی تو اس بار بھی بریک اپ میں ہی کرواؤں گا" اس کے ہاتھ سے چابی لیتے ہوئے مصعب نے سرگوشی کی اور جیک جان گیا کے وہ کیا کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن شاید وہ اپنی بہن کو نہیں جانتا تھا کے وہ افلاطون کے زمانے کی خاتون ہے۔

بائے بائے! اب تبھی مجھے شکل دکھانا جب کام ہو جائے۔ اور تم شکریہ ادا کرو میرا میں اپنے آفس کا سب سے کارآمد بندہ تمہیں ادھار دے رہا ہوں" اس نے بہن کو کہا اور ان کو بیچ سڑک پر چھوڑ کر خود گاڑی اڑاتا ہوا لے گیا۔

کیا تمہارے پاس پیسے ہیں؟" ایلِس نے دیکھا کے وہ اپنا بیگ اور فون گاڑی میں ہی رکھ آئی تھی کے ساتھ کیوں لے کر جانا۔

ہاں‘‘ ٹیکسی کو روکتے ہوئے اس نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ مارا جہاں سے اس کا والٹ فون سمیت غائب تھا۔

ذلیل انسان‘‘ اس نے زیر لب مصعب کو گالی سے نوازا۔

پیدل چلتے ہیں میرا گھر یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے‘‘ اس نے اپنی خفت چھپائی۔

پیدل؟ تمہارے گھر؟‘‘ اس نے ڈیکوریشن کے طور پہ لگائے گئے خوبصورت پتھروں میں سے ایک اٹھایا۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا میں تو کہہ رہا تھا کے ہمیں پلاننگ کرنی ہو اس کام کے لیے‘‘ وہ آگے آگے بھاگ رہا تھا اور ایلِس اور اس کا پتھر پیچھے پیچھے۔

تم مجھے اپنے گھر لے جاؤ گے‘‘ وہ راستے میں آتے سب لوگ جن کو کچھ نہیں پتہ تھا ان کو بھی بتا رہی تھی۔

کیا مصیبت ہے یار‘‘ اس نے بھاگتے ہوئے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

اس وقت وہ یہ بھول گئے کے وہ وہی دو لوگ ہیں جو سالوں سے ایک دوسرے سے دور بھاگ رہے تھے آج یہ پہلی بار تھا کے وہ ایکدوسرے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کی دادی بلائینڈ(اندھی)ہیں بعض اوقات راستہ وغیرہ بھٹک جائیں تو سکول فون کر کے اسے بلا لیا جاتا ہے کل بھی شاید وہ اسی لیے جلدی چلی گئی ہو" وہ کافی دیر سے اسٹیف کے پیچھے چل رہا تھا سکول کے نزدیک پہنچ کر اس کے برابر آتے ہوئے کہا۔

تو اور کوئی نہیں ہے اس کے گھر میں؟" اسٹیف نے حیران ہوتے ہوئے اینڈریو سے پوچھا۔

نہیں اور کوئی نہیں ہے" اسی وقت اسٹیف نے دیکھا کہ وہ دوسری طرف سے بھاگتی ہوئی ان کی طرف آ رہی ہے اور اسے لگا شاید اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی لیکن اپنے خیال کو جھٹک کر اس نے اس کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔

اس کی آنکھوں کو کیا ہوا؟“اس کی آنکھوں کی سرخی اور سوجا پن دیکھ کر سوال بے ساختہ اس کے منہ سے پھسلا۔

وہ رات کو سی فوڈ صاف کر کے انہی پیک کرتی ہے جو اس کی دادی سارا دن لگا کر سمندر کے کناروں سے اکھٹا کرتی ہیں۔“جواب بھی اینڈریو کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔اب وہ ان کے بالکل نزدیک پہنچ چکی تھی۔

کیا تم لوگ میری برائیاں کر رہے تھے؟“وہ گرنے لگی تھی جب اسٹیف نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بچایا۔

ہاں تمہیں کیسے پتہ چلا؟“اسٹیف نے اپنے دل کو سنبھالا جو آج نارمل سے زیادہ دھڑک رہا تھا۔

دادی کہتیں ہیں جب آپ گرتے گرتے بچ جاؤ تو مطلب کوئی آپ کی برائیاں کر رہا تھا“اس نے بیگ کو اتار کر ہاتھ میں پکڑا۔

ہاں یہ تمہیں دور سے دیکھ کر پوچھ رہا تھا کے چڑیلیں سکول کیوں آتیں ہیں“کہنے کے بعد وہ بھی نہیں رکا اور الیگزینڈرا کا بیگ والا ہاتھ بھی نہیں جو یہ بات سن کر اینڈریو کے سر پر پڑ کے اس کو سن کر گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہیلو!ھدیٰ؟۔میں تمہاری پھوپھو بول رہی ہوں" اس آواز نے اس کے سارے جسم سے ایک پل میں خون نچوڑ لیا۔وہ دنیا کی ہر آواز سن لیتی بس اس آواز کے علاوہ۔وہ ہر بات سننے کو تیار تھی بس اس بات کے علاوہ۔وہ ہر شخص سے ملا ہوا دکھ بھلا سکتی تھی صرف اس انسان کے علاوہ۔اس نے آمنہ کو کبھی بھی پھوپھو نہیں سمجھا تھا وہ ہمیشہ سے اس کے لیے اس کی ماں تھی اور آج بھی شاید اس کے دل میں اسی جگہ موجود تھی لیکن اب وہ ان سے دور رہنا چاہتی تھی۔

ھدیٰ!تم سن رہی ہو نہ؟"فون میں سے آمنہ کی آواز آئی اور اس کے ساتھ بیٹھا مصعب آواز سننے کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کو بھی دیکھنے لگا جو مسلسل زرد ہو رہا تھا۔

جی پھوپھو"اس نے فون کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے بامشکل اپنی آواز کو نارمل کیا۔

پھوپھو ہیں میری۔ابا کی بہن"اس نے مصعب کو اپنی طرف دیکھتے پا کر فون کے سپیکر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بتایا۔

کیسی ہو تم؟تم اپنے ماموں کے ساتھ نہیں رہتی؟ہم نے کونسا گناہ کر دیا تھا جو تم نے پلٹ کر اس بوڑھی پھوپھی کی خبر بھی نہ لی"انہوں نے ایک سانس میں سارے سوال کیے اور یہ سب شاید وہ ھدیٰ سے زیادہ خود کو سمجھا رہی تھی کے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

جی آپ کیسی ہیں؟ میں اور ماموں مختلف شہروں میں جاب کرتے ہیں اس لیے۔" اس نے رات کے اس وقت اٹھ کر جانا مناسب نہیں سمجھا اس لیے وہیں بیٹھ کر بات کرنے لگی۔

ہاں میں نے فون کر لیا ورنہ تمھیں کیا پڑی تھی میرا حال پوچھنے کی" انہوں نے بھرپور کوشش کی کے وہ اس پر اپنے احسانات الفاظوں کے ذریعے جتادیں۔

میں نے تمھیں یہی بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ میں بیمار رہنے لگی ہوں زندگی کی دوڑ کب ہار جاؤں

کچھ پتہ نہیں۔ ہو سکے تو ایک بار آکر مجھے مل جاؤ ویسے تو تمھیں ہمارا خیال نہیں ہے لیکن دنیا دکھاوے کو ہی آجاؤ تاکہ جب میں مروں تو لوگ تمھیں میرے جنازے کے پاس تو آنے دیں" دوسری طرف مکمل خاموشی کی وجہ سے انہوں نے اپنی بات جاری رکھی۔

آمنہ کی پچھلے دو منٹ میں کی گئیں باتوں سے ان کی آواز سن کے دل میں جاگنے والے سارے جذبات اپنی موت آپ مر گئے۔ اس کے ساتھ جو بھی ہوا تھا اس واقع نے اس کی ذات کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا۔ ایک حصہ ابھی بھی ان سے محبت کرتا تھا اور دوسرا حصہ ان سے محبت کے باوجود اس غم سے نکل ہی نہ پایا تھا کے اس کے پیاروں نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا اسے یاد تھا کے پھوپھو کو اپنے ہاتھ سے لگائے گے پودوں سے اتنا پیار تھا کے جب کبھی وہ شام کو فارغ

ہوتیں تو ان کو گھنٹوں بیٹھ کر تکتیں تھیں اگر انہیں کوئی غلطی سے بھی خراب کر دیتا تو کئی دن اس انسان سے ناراض رہتیں کیا وہ ان کے لیے پودوں سے بھی کم اہم تھی ٹھیک ہے وہ ایک ماں تھی انہیں اپنی بیٹی کے ہی حق میں فیصلہ دینا تھا لیکن وہ اس کا تھوڑا سا ہی خیال کر لیتیں۔ان چار سالوں میں ان سے دور رہ کر اس نے اپنی ذات کے اس حصے کو جو ان سے شدید محبت کرتا تھا مار دیا تھا لیکن آج ان کی آواز سن کر اسے اندازہ ہو گیا کے محبت ایسی بلا ہے جو انسان کو ختم کر کے دوبارہ زندہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔انسان جتنی مرضی کوشش کر لے وہ اس بلا سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔

پھوپھو جیسے ہی چھٹیاں ہوں گی میں آنے کی کوشش کروں گی۔اگر آپ کو کچھ چاہیے تو بتا دیں میں بھجوا دیتی ہوں" اس نے ان کی ملنے والی بات پر بہانہ بنایا حالانکہ پچھلے ہفتے ہی اس کی صبا سے بات ہوئی تھی اور اس نے صبا کی امی کو اس کی شادی کے دن رکھنے کا کہا تھا جو کے انہوں نے اسکے کہنے پر دس دن بعد کے رکھ لیے وہ اب مزید اپنی بیٹی کی شادی کو لیٹ نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی ھدیٰ اس کام کو مزید لیٹ کرنا چاہتی تھی۔اسے اسی ہفتے پاکستان جانا تھا۔

کیا تم صبا کی شادی پر نہیں آؤ گی؟" پھوپھو نے عجیب سے لہجے میں کہا جیسے انہیں پتہ ہو کے وہ ان سے جھوٹ بول رہی ہے۔

ویسے بھی مجھے تم سے کیا چاہیے ہو سکتا ہے میں غریب ضرور ہوں لیکن مجھے تمہارے ماموؤں کی کمائی میں سے کچھ نہیں چاہیے پتہ نہیں حلال کماتے ہیں یا حرام" انہوں نے ایسی حقارت سے کہا جیسے کبھی بھی ان سے پیسے نہیں لیے۔

پھوپھو میں خود جاب کرتی ہوں میں ان سے پیسے کیوں لوں گی" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

ٹھیک ہے تم نہیں آ رہی تو نہ آؤ میرا کام تھا اپنی صحت کی اطلاع دینا سو میں نے دے دی۔ اب آگے تمہاری مرضی" وہ اس کی کوئی بھی باتسنے بغیر فون رکھ چکی تھیں اور دوسری طرف وہ پھوپھو؟۔ پھوپھو؟۔ ہیلو؟ کرتی ہی رہ گئی۔

فون بند ہوتے دیکھ کر اس نے الماری میں سے ھدیٰ کے گلوز اٹھائے اور اسے باہر آنے کا کہتا ہوا خود باہر آ گیا۔

ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے مصعب سے پوچھا جو اس کے ہاتھوں میں دستانے پہنا رہا تھا کیونکہ آج باہر کافی سے زیادہ سردی تھی۔

آئس کریم کھانے" اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا ہوا؟ کیا سوچ رہی ہو؟" اس کے ہاتھ میں آئس کریم پکڑاتے ہوئے مصعب نے پوچھا۔ اس نے کسی کو زندگی میں اتنی آئس کریم وہ بھی ایسے موسم میں کھاتے نہیں دیکھا تھا جتنی اس کی بیوی کھاتی تھی دوپہر اور شام بعض اوقات تو وہ ناشتے سے پہلے بھی ایک شفٹ لگا لیتی تھی۔

میری دوست کی شادی ہے اگلے ہفتے اس لیے مجھے پاکستان جانا پڑے گا" اس نے پھوپھو کی باتوں کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے کہا۔

سچ میں" ھدیٰ نے مصعب کی نظروں میں شک دیکھا اس لیے اس نے یقین دلانے کے لیے بات جاری رکھی۔

تو میں نے کب کہا کے تم جھوٹ بول رہی ہو" اس نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائیں جس میں پھیلا غم وہ بہت مہارت سے چھپا چکی تھی۔

وہ رات کے اس پہر اسے اس لیے باہر لایا تھا کے اگر وہ پریشان ہے تو اس سے اپنی پریشانی شیئر کر لے اگر تکلیف میں ہے تو اسے بتائے لیکن مجال ہے وہ لڑکی ایسا کچھ کرنے کا سوچ بھی لے۔

ھدیٰ! میں شوہر ہوں تمہارا تمہیں مجھ پر یقین ہونا چاہیے" اس نے اس کا منہ اپنی طرف موڑتے ہوئے اس کے کوٹ کے بازو فولڈ کیے جن پر باری باری وہ آئس کریم گرا چکی تھی۔

او کے" اس نے ابھی بھی غائب دماغی سے اس کی بات کو نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

اسی وقت کہیں دور سے دھماکے کی آواز آئی اور آگ کے شعلے فضا میں بلند ہونے لگے دور ایک ٹرالر کا گاڑی سے ٹکراؤ ہو گیا تھا۔ اس نے فوراً اپنے ساتھ چلتے مصعب کا چہرہ اپنی طرف کر کے اس کے دونوں کانوں پر اپنے دستانوں والے ہاتھ رکھے تا کہ وہ اس حادثے کو نہ دیکھ پائے اور نہ سن۔ اس کی اس حرکت پر بے ساختہ مصعب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔

اوہ! یو سیمز ٹو بھی فائن (تم تو ٹھیک لگ رہے ہو)" اس کے کانوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے وہ پیچھے ہٹی۔ اس کے ہاتھ میں موجود آئس کریم پہلے ہی گر چکی تھی۔

ہاں۔جب تک تم سڑک کے اس طرف ہو"اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے چلنا شروع کیا۔

اور اگر میں اس طرف ہوتی تو؟"وہ اس کے سامنے آتے ہوئے الٹے قدموں سے چلنے لگی تا کہ اس کا چہرہ دیکھ سکے۔

تووووو۔پھر مسئلہ ہو جاتا"اس نے اس کا رخ سیدھا کرتے ہوئے اسے کندھوں سے پکڑ کر چلانا شروع کیا۔

کیوں؟"اس نے دوبارہ الٹا چلنا شروع کیا۔

اب اگر تم نے ایک اور بار سوال کیا تو تمہارا پاکستان جانا کینسل"اس نے دھمکی دیتے ہوئے اسے کھینچ کر اپنے برابر کیا تا کہ وہ سیدھا چلے۔

جیسے میں رک جاؤں گی"اس نے عادتاً اس طرح کی بات کو اردو میں کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوہ! آپ باہر جا رہیں ہیں؟" جیک نے اسے بلڈنگ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

ہاں! خیریت؟" اسے لگا شاید وہ اسی سے ملنے آیا ہے۔

ہاں ڈیٹیل لینی تھی آپ سے کے کب کی ٹکٹ بک کرواں" اس نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے کہا۔

ٹھیک ہے میں سینڈ کر دوں گی۔ ویسے یہ کام اتنا مشکل بھی نہیں ہے" اس نے بس سٹاپ کی طرف جاتے کہا۔

آپ کے شوہر کو تو لگتا ہے" جیک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

ہاں اسے بھی اپنی بہن کی طرح پر نسسز ڈذیز ہے" یہ کہتے ہوئے ھدیٰ نے خاص طور پر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔

کیا آپ رک کر میری بات نہیں سن سکتیں؟" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے کافی دور آ گیا تھا۔

کیا تمہیں چلتے ہوئے بات کرنے میں مشکل پیش آتی ہے؟" اس نے اسے گھورا۔

چلیں آپ مجھے ڈیٹیل بھیج دی جیئے گا میں چلتا ہوں" اس نے رکتے ہوئے کہا۔

اب تو لنچ ٹائم ہے ویسے بھی مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں تم سے" اس نے سڑک کی دوسری طرف موجود ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کیا۔

ہاں تاکہ زندگی کے جو چند لمحے بچے ہیں وہ بھی آپ کا شوہر چھین لے" اس نے ہلکی سی آواز میں کہا اور اس کے پیچھے چل دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم اور مصعب ایک ہی جگہ سے پڑھ کر ایمپلائے اور ایمپلائر کیوں ہو؟" اس نے سب سے پہلے وہ بات کی جس کو کرنے کے بارے میں کئی مہینوں سے سوچ رہی تھی۔

بی کاز ہی ہیز گولڈن سپون ان ہز ماؤتھ (کیوں کے وہ منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوا ہے)"اس نے مسخروں جیسا منہ بناتے ہوئے اپنے تاثرات چھپائے۔

اس بات کا تمہارے ایمپلائے ہونے سے کیا تعلق؟"اس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا جیسے سچ میں اسے ان دونوں چیزوں کا تعلق معلوم نہ ہو۔

تو پھر کس بات سے تعلق ہے اس بات کا" وہ سچ میں اس کی اس بات سے حیران ہوا تھا۔

تمہارے ایمپلائے ہونے کے پیچھے اس بات کی تو کوئی تک ہی نہیں بنتی۔ اگر تم نے بزنس کرنا نہیں تھا تو بزنس پڑھا کیوں؟"اس نے کھانے کا آرڈر دیتے ہوئے پوچھا۔

بزنس کرنے کے لیے انویسٹمنٹ چاہیے ہوتی ہے"آج سے پہلے کسی نے اس سے ایسی بات نہیں کی تھی وہ حیران ہوا تھا کے یہ وہ ضروری بات تھی جو وہ کرنے آئی ہے۔

تو ڈھونڈو انویسٹمنٹ کرنے والا اگر نہیں ملتا تو خود کر لو انویسٹ۔ ضروری تو نہیں انویسٹمینٹ کروڑوں میں ہی ہو سو روپے بھی انویسٹمنٹ ہوتی ہے اور دنیا کے سو روپے سے شروع ہونے والے بڑے بزنسز کی مثالیں مجھے بزنس کے سٹوڈنٹ کے سامنے دینے کی تو ضرورت نہیں ہے اس نے جیک کی اتنے سالوں کی سوچ کو الفاظ پہنائے تھے۔ جس پر وہ مسکرا کر اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھنے لگا جس سے اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا لیکن وہ اس کے سامنے بیٹھی اس کی مسلسل پانچ سال سے دہرائی جانے والی غلطی اسے بتا رہی تھی۔

آپ کیوں کہہ رہیں ہیں یہ سب؟" اس نے اس بات کے پیچھے اس کا مقصد جاننا چاہا۔

مجھے دکھ ہوا کے تم اتنا پڑھ لکھ کر بھی لوگوں کے لیے گاڑی کے دروازے کھولتے ہو" اس نے نظر جھکا کر بات کی تھی تا کہ سامنے بیٹھے شخص کو شرمندگی نہ ہو۔

وہ لوگ نہیں میرا دوست ہے" اس کی آنکھوں نے رنگ بدلا لیکن اس نے جلد ہی اپنی حالت پر قابو پایا۔ اور ایک بھونڈی سی دلیل اس کے سامنے رکھی۔

وہ تمہارا دوست ہے اسی لیے تو مجھے زیادہ دکھ ہوا۔ وہ دو لوگ جن کے پاس ایک جتنا دماغ ایک جتنی

صلاحیت ایک جیسی ایک ہی ادارے سے حاصل کی ہوئی ڈگری اور ایک جیسا تجربہ ہو وہ معاشرے میں مختلف حیثیت کیوں رکھتے ہیں۔" اس کے اس سوال نے جیک کو پہلو بدلنے پر مجبور کیا تھا۔

ہم سب کے اپنے اپنے خوف ہوتے ہیں میرے ابا دو سال ایک ہی چارپائی پر بیمار پڑے رہے۔ میں ان کے پاس جانے سے اتنا ڈرتی تھی کے ان دو سالوں میں بھی کبھی ہمت نہیں کی کہ ان کو جا کر مخاطب کر لوں تب میری عمر بہت چھوٹی تھی اور میں اپنی پھوپھو کے ہاں رہتی تھی ابا کو تو شاید یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ میں بول سکتی ہوں یا شاید ان کو یہ بھی یاد نہ ہو کے میرا وجود بھی اس دنیا میں ہے اسلئیے وہ اس سلسلے میں میری کوئی مدد نہ کر سکے اور باقی کبھی کسی سے میں نے یہ بات کی ہی نہیں میں بس ان کو دور سے دیکھتی تھی پھر ایک دن وہ چلے گئے اور میں جو ان کو دور سے دیکھتی تھی ان سے اور دور ہٹ گئی تو پتہ ہے کیا ہوا وہ سب لوگ جو مجھے ڈراتے تھے کے ابا کے پاس مت جاؤ وہ بیمار ہیں چڑچڑے ہو گئے ہیں تمہیں ماریں گے یا شور نہ کرو ابا ڈسٹرب ہوں گے ان سب نے مجھے گھر کے کونے سے نکال کر خود ابا کی چارپائی کے قریب بٹھا دیا اور تب تک اٹھنے نہ دیا جب تک ان کا جنازہ نہیں اٹھا لیا اور اس دوران میں دو بار ڈر کے مارے بے ہوش ہو گئی لوگ میری ناک بند کر کے مجھے ہوش میں لاتے اور دوسروں کو بتاتے کے بچی باپ کی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر پائی یہ بات صرف میں جانتی ہوں کے وہ صرف ڈر تھا جو میرے اندر اس وقت بھی زندہ تھا جب میرے ابا مر گئے جیسے جیسے میں بڑی ہوتی چلی گئی مجھے سمجھ آ گیا کے لوگ اور چیزیں صرف خوف پیدا کرتی ہیں اس خوف کو باہر صرف اور صرف انسان خود ہی نکال سکتا ہے اور مجھے آج بھی اس بات کا افسوس ہے کے زندگی نے مجھے اتنی مہلت نہیں دی کے میں اپنا ڈر ختم کر لیتی اور ایک بار اپنے ابا سے بات ہی کر لیتی پھر چاہے وہ ڈانٹ ہی کیوں نہ ہوتی۔" یہ بات کرتے ہوئے کسی بھی جگہ پر اس کا لہجہ ڈگمگایا نہیں اور نہ ہی آواز کانپی تھی جس سے جیک کو پتہ چل گیا کے دیر سے سہی وہ اپنے خوف

پر قابو پا چکی ہے۔

شاید تمہارے خوف بہت بڑے ہوں لیکن ابھی وقت ہے ان سے باہر آکر دیکھو زندگی کچھ اور ہے" اس کی بات کو سن کے اسے لگا کے وہ کوئی اور ھدیٰ ہے وہ نہیں جو چھ ماہ پہلے ریسٹورنٹ میں بیٹھی رو رہی تھی۔"میدان میں آؤ پھر اگر زندگی تمہیں دھوکا دے تو غلامی کو قبول کر لینا لیکن لڑے بغیر خود کو ضائع مت کرو۔ خود کو ضائع کرنے کا حق تو انسان کے خود کے پاس بھی نہیں ہے" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا کہ آیا وہ فیصلہ کر چکا ہے یا اسے کچھ اور کہنا پڑے گا لیکن اس کی ضرورت پیش نہیں آئی وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

آپ کے شوہر کا بہت نقصان ہو جائے گا اگر میں میدان میں آیا تو" اس نے موڈ کو لائٹ کرنے کے لیے کہا۔

مجھے اچھا لگے گا اگر میرے شوہر کو تمہارے میدان میں آنے سے نقصان ہو گا تو" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اگر تمہیں انویسٹر چاہیے تو تم میرے پاس آسکتے ہو میں اتنی غریب نہیں ہوں۔ اور ہاں لڑکی کتنے بھی شوق یا نخرے رکھتی ہو محبت ہی اس کا سب سے بڑا نخرہ اور لاڈ اٹھانے والا شوہر ہی اس کا سب سے بڑا شوق ہوتا ہے" اس نے پلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔ اور جیک نے فوراً اس کی طرف دیکھا جیسے اس کا راز

کھل گیا ہو۔

چار مہینے سے جانتی ہو تمہیں اتنا تو بتا سکتی ہوں" اس نے چھپے لفظوں میں بتایا کہ وہ اس کی چھپی محبت کو صرف ایک دن میں پہچان گئی تھی۔

کیا میرے منہ پر لکھا ہے یہ؟" اس نے ڈرتے ہوئے چہرے پر ہاتھ پھیرا کے کوئی اور اس کا چہرہ نہ پڑھ لے۔

ہاں اچھی طرح منہ دھویا کرو" ھدیٰ نے سامنے لگے شیشے کی طرف اشارہ کر کے اسے کہا۔

ویسے یہ وہ بات نہیں تھی جو میں کرنے آئی تھی پچیس منٹ مسلسل بولنے کے بعد وہ کہہ رہی تھی کے یہ وہ بات نہیں ہے۔

کیا تم مجھے مصعب کی مدر کا ایڈریس دے سکتے ہو مجھے۔ میں ان کی قبر پر جانا چاہتی ہوں" اس نے جیک سے کہا۔

شہر کا تو مجھے پتہ ہے ایڈریس کا پتہ کروانا بہت مشکل ہے لیکن میں کوشش کروں گا" اس نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔پوری کوشش کرنا یہ کام میں اسی بار کے چکر میں کرنا چاہتی ہوں۔اور کس شہر میں رہتی تھی وہ؟"اس نے ہاتھ صاف کیے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

حیدر آباد میں" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اسے بہت سے کام کرنے تھے کیونکہ وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

تھینک یو" اس نے باہر نکلتے ہوئے کہا اور ھدیٰ جانتی تھی کے یہ رسمی جملہ نہیں تھا بعض اوقات ہمیں اگلا قدم اٹھانے کے لیے اپنے پیاروں کی تسلی کو اپنی ہمت کے ساتھ ضرب دینا پڑتی ہے۔اور اسے اچھا لگا کے یہ کام اس کے حصے آیا تھا۔

میں جانتی ہوں کے میں تمہاری بہن نہیں ہو اور شاید بن بھی نہیں سکتی لیکن تم مجھے بہن کہہ سکتے ہو" اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور چل پڑی۔

وہ نظریں اٹھا کر آسمان کو دیکھنے لگا کے اوپر والے نے تو دنیا مکمل بنائی ہے۔ہمیں اس کی بنائی مکمل دنیا میں رنگ بھرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اس کی بنائی مکمل پینٹنگ کے حصوں کو اپنے آنسوؤں سے مٹانے کے لیے نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا تم پندرہ دنوں کے لیے جارہی ہو؟" وہ جو کھانا کھانے کے لیے بیٹھا تھا مگر کھا نہیں رہا اس نے سامنے بیٹھی بیوی سے پوچھا۔

کیا آپ اس لیے کھانا نہیں کھا رہے؟" اس نے اس کی بھری پلیٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں میرا اسٹمک ٹھیک نہیں ہے" اس نے بہانا بنایا۔

سٹمک بھی پریشانی میں کام کرنا چھوڑتا ہے۔ کیا آپ میرے جانے پر پریشان ہو رہے ہیں" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہنس رہی تھی۔

نہیں آج میں نے لنچ زیادہ کر لیا تھا شاید اس لیے" اس نے اس کی ہنسی سے چڑتے ہوئے کہا۔

ہاں ویسے بھی شوہر بیویوں کے جانے پر شکر ادا کرتے ہیں پریشان تھوڑی ہوتے ہیں" اس نے منہ بنایا۔

کیوں؟ شکر کیوں کرتے ہیں؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

تا کہ وہ گھر والیوں کو باہر بھیج کر باہر والیوں سے مل سکیں" اس نے پلیٹ کو اس کی طرف کھسکایا تا کہ وہ کھانا شروع کرے۔

میری تو کوئی باہر والی نہیں ہے" اس نے چمچ بھرتے ہوئے کہا۔

ہاں باہر والی نہیں پر لفٹ والی تو ہے" ھدیٰ نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔ جس کی اسے بروقت ضرورت پڑی کیونکہ اس کو اس بات پر اچھو لگا تھا۔

واقع ہی پچھلے دس سے بارہ دن سے کوئی ان کے سامنے فلیٹ میں شفٹ ہوا تھا اور مرد تو ایک دو بار ہی نظر آیا البتہ لڑکی ادھ ننگا لباس پہن کر ادھر ادھر لڑکھتی مردوں پر کئی با گرتی یا گرنے کی ایکٹنگ کرتی پائی گئی تھی۔ ھدیٰ نے بھی

اسے کئی بار لفٹ میں مصعب پر گرتے گرتے بچنے کی ایکٹنگ کرتے دیکھا تھا۔اور پرسوں سے تو وہ روز گھر آکر ھدیٰ سے اس کے بارے میں انفارمیشن لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

اسی وقت بیل ہوئی جس سے ھدیٰ کو پتہ چل گیا کے یہ اس کے شوہر کی لفٹ والی ہی ہے وہ فوراًدروازہ کھولنے کے لیے اٹھی اور ٹیبل سے چاقو اٹھایا جس پر اس نے خون لگا کر رکھا ہوا تھا مطلب پوری تیاری کر رکھی تھی۔

کیا وہ خوبصورت لڑکا آج بھی گھر نہیں ہے؟" اس لڑکی نے دروازے پر ٹیک لگائی اور ادھر مصعب نے کرسی گھما کر شو دیکھنا شروع کیا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی گیا ہے" ھدیٰ نے چاقو کو اس کے چہرے کے سامنے لہرایا۔

"کہاں؟"

"ہاسپٹل "

کیوں؟" وہ چاقو کو دیکھ کر جھجکی ضرور مگر پیچھے نہیں ہٹی۔

مجھ سے غلطی سے اس کی ٹانگ پر چاقو لگ گیا ویسے میں ٹھیک ہو گئی ہوں یہ بس پانچویں دفعہ ہے کے میں نے ہاسپٹل سے باہر آ کر کسی کی ٹانگ کاٹنے کی کوشش کی ہے" اس نے چاقو کو اس کے کندھے سے رگڑنے کی کوشش کی جس کو اس لڑکی نے بروقت پیچھے ہٹ کر ناکام بنایا۔

کیا مطلب ؟ کس ہسپتال سے ؟ اور کیوں ؟" ھدیٰ اپنی فارم میں آئی ہوئی تھی تو کمی تھوڑی ہو سکتی تھی اس کی باتوں کو سن کر ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھا وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

مینٹل ہاسپٹل۔ ویسے مجھے کوئی خاص مسئلہ نہیں تھا بس لوگوں کی ننگی ٹانگیں دیکھ کر پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے مجھے" اس نے لڑکی کی آدھی سے بھی کم ٹانگوں پر پہنی سکرٹ کی طرف دیکھا جس پر وہ ایک دم پیچھے ہٹی۔

آؤ۔ اندر آؤ۔" وہ اس کی ٹانگوں کو دیکھتی ہوئی مسلسل اسے اندر کی طرف کھینچنے لگی جس کو دروازے کی دہلیز کا سہارا لیتے ہوئے لڑکی نے روکا۔

تم جیسی پاگل سے اس نے شادی کیوں کی ؟" اسے ابھی بھی مکمل یقین نہیں آیا تھا مگر چاقو پر لگے خون سے انسانی خون کی بدبو اسے یقین کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

ہماری لو میرج ہے ہم کافی سال ایک ہی ہاسپٹل میں اکھٹے تھے تو بس پیار ہو گیا اور ہم نے شادی کر لی" ھدیٰ نے یہ کہتے ہوئے آنکھیں پٹپٹائیں۔

کیا؟اس کو کیا بیماری تھی؟"اس لڑکی نے اس عجیب و غریب جوڑے کی لو سٹوری کو مزید سننے کی جسارت کی۔

مسئلہ تو کچھ نہیں لیکن وہ گھنگھریالے بال دیکھ کر ان کو لڑکیوں کے سر پر ہی آگ لگا دیتا ہے۔اوہ!تمہارے بال بھی۔۔خیر"اس کی اس بات پر مصعب اپنا قہقہہ روکنے میں ناکام رہا۔آسکر سے بھی بڑا کوئی ایوارڈ ہوتا تو اس کی بیوی کو ملتا۔

ویسے میں پندرہ دن میں کسی ایک انسان کی ٹانگ ضرور کاٹ دیتی ہوں کل سے مجھے دیکھنا پڑے گا کے کس کی ٹانگیں۔۔"اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ لڑکی وہاں سے الٹے قدم اٹھاتے ہوئے بھاگی۔

تم کیا کہنے آئی تھی؟"ھدیٰ نے دروازے سے چہرہ نکالتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

ہم نیچے والی منزل پر شفٹ ہو رہے ہیں میں بس بائے بولنے آئی تھی"اس نے بھاگتے ہوئے ہی جواب دیا۔

کون تھا؟" اس نے ہنسی چھپاتے ہوئے پوچھا۔

آپ کی سوتیلی سہیلی" ھدیٰ نے روانی میں کہا۔"

سوتیلی تو بیویاں ہوتی ہیں سہیلیاں تو سگی ہی ہوتی ہیں" اس نے اردو میں ہی جواب دیا جس پر ھدیٰ کا منہ کھلا رہ گیا۔

کیا آپ کو اردو آتی ہے؟" وہ اتنے صاف لہجے میں بولا تھا کے ھدیٰ کو اپنا سوال ہی فضول لگا

یو چیٹر" اس نے اسی چاقو کو ہاتھ اوپر لے جاکے ہوا میں چھوڑ دیا جس کو بر وقت تھامتے ہوئے مصعب نے اپنی ٹانگ کو بچایا ورنہ آج سچ میں کٹ ہی جاتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ "تمہیں کیا ہوا؟" وہ اس کے پاس سے نظریں جھکائے گزرنے لگا تو الیگزینڈرا نے اسے روکا۔

ہاں؟ آں، کچھ نہیں۔ کیوں؟" اس نے غائب دماغی سے جواب دیا۔

کل بھی تم بغیر انتظار کیے چلے گئے۔ کیا کچھ ہوا ہے؟" وہ دو دنوں سے اس سے کترایا کترایا پھر رہا تھا۔ کیوں؟ یہی پوچھنے کے لیے وہ اس وقت اس کے سامنے کھڑی تھی۔

نہیں! مجھے کام تھا اس لیئے" اس نے سر کھجاتے ہوئے الیگزینڈرا کی طرف دیکھا اور دوبارہ سر جھکا لیا۔

اچھا چلو پھر لنچ کرتے ہیں اینڈریو انتظار کر رہا ہو گا" اس نے اسے بازو سے کھینچتے ہوئے باہر لے جانا چاہا۔

میں نے لنچ کر لیا ہے تم لوگ جاؤ۔ اور ہاں ذرا لڑکیوں کی طرح رہا کرو" اس نے اپنا بازو اس کے بازو میں دیکھتے ہوئے کہا۔

اوکے!" اس نے اونچا ہو کر ہاتھ مارتے ہوئے اس کے سر پر موجود ٹوپی گراتے ہوئے کہا اور چل دی۔

چچ! کیا تم دماغ سے بالکل فارغ ہو؟" اپنی ٹوپی جو کے اڑتے ہوئے ڈسٹ بن میں جا گری تھی کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے چلاتے ہوئے کہا۔

اور الیگزینڈرا نے مڑتے ہوئے اسے آنکھ ماری اور یہ جا اور وہ۔

شی ازوی ارڈون (یہ بہت عجیب ہے)" اس نے ٹوپی کو جھاڑتے ہوئے افسوس سے کہا اور چل دیا۔ دو دن سے اس کے ساتھ عجیب عجیب سے واقعات ہو رہے تھی وہ نہیں بھی ہوتی تھی تو اسے ہر جگہ نظر آتی تھی کل اس نے سارا دن اسے اگنور کیا لیکن جیسے ہی گھر کے قریب پہنچا تو اندر جانے کی بجائے اس کے پاؤں خود بہ خود الیگزینڈرا کے گھر کی طرف چل دیے اسے ہوش تب آیا جب وہ بالکل اس کے گھر کے باہر پہنچ گیا۔ اگر یہ وہ سب تھا جو وہ سوچ رہا تھا تو اسے پیچھے ہٹنا تھا اس سے پہلے کے وقت ہاتھ سے نکل جاتا اسے چیزوں کو ان کی صحیح جگہ لانا تھا وہ اپنے دوست کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا اس نے یہ سب بس غصے میں شروع کیا تھا اور اسے مذاق کے طور پر ہی لیا جس کا مقصد صرف اور صرف اینڈریو کے قریب آنا تھا کیونکہ وہ اپنے واحد دوست کو گھر والوں کے جھگڑوں کی وجہ سے کھونا نہیں چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم اس پر نظر رکھا کرو مجھے وہ ہر مہینے نئی لڑکی کے ساتھ نظر آتا ہے" صبا نے ھدیٰ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہاوہ دونوں اس وقت لائبریری میں بیٹھیں تھی اس لیے صبا بالکل آہستہ آواز میں اس کی طرف جھک کر کہہ رہی تھی۔

کوئی فین ہو گی اس کی تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو۔ تمہیں پتہ نہیں ہے کیا فصیح کو اپنے ارد گرد لوگوں کا میلہ چاہیے ہوتا ہے اب زندگی نے اسے موقع دیا ہے تو وہ فائدہ تو اٹھائے گا نہ" اس نے پینسل کو کتاب میں رکھتے ہوئے کتاب کو بند کیا یہ ان کا دوسرا سال تھا اور فصیح یونیورسٹی کی فٹ بال ٹیم میں شامل ہو چکا تھا۔

وہ اسے اتنے مہنگے ہوٹل میں لے کر بیٹھا ہوا تھا" صبا نے دوبارہ سے کہا۔ پچھلے ایک سال میں آہستہ آہستہ صبا کا فصیح پر سے بھروسہ ختم ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں نہ کے انسان کو مختلف حالات میں رکھ کر پرکھو تب ہی اس کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اصل میں کیا ہے اور زندگی نے فصیح کو اب وہ حالات دیے تھے جس میں آہستہ آہستہ کرکے وہ کھل رہا تھا۔ ھدیٰ کسی کے سامنے اس بات کو تسلیم نہیں کرتی تھی لیکن پچھلے مہینے سے وہ بھی اس بات سے اندر ہی اندر پریشان تھی۔

ہو سکتا وہ لڑکی اسے لے گئی ہو اتنے مہنگے ہوٹل میں ؟" صبا کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے دماغ سے بھی شک کا کیڑا نکالا کیونکہ وہ فصیح پر مکمل بھروسہ کرتی تھی اور اسے اپنے اس رشتے کو شک اور پھر اس سے پیدا ہوئے جھگڑوں کی نظر نہیں کرنا تھا وہ اپنے باپ والا کام دوہرانا نہیں چاہتی تھی اسے یہی لگتا تھا کے اگر وہ ایسا کچھ سوچے گی تو اس کے اور اس

کے ابا کے درمیان کوئی فرق نہیں رہے گا۔اور اگر وہ ایسا کرے گی بھی تو پھر اس کے بعد وہ اس رشتے کو کیسے سنبھال پائے گی۔

تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر۔" صبا نے کی بات ابھی منہ میں ہی تھی جب فصیح ساتھ والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے اس کی طرف جھکا۔

تم کیا غلط پٹیاں پڑھا رہی ہو میری بیوی کو؟" اس نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

یہ پوچھ رہی ہے کہ کل تمہارے ساتھ ہوٹل میں کونسی لڑکی تھی اور تم دونوں میں سے بل کس نے دیا؟" ھدیٰ نے ہنستے ہوئے صبا کی جگہ خود جواب دیا جو فصیح کے آنے سے چڑ گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کے اب وہ ھدیٰ کو ساتھ لے جائے گا۔

ھدیٰ پہلے سال ہی یہاں آکر مصروف ہو گئی تھی اس نے گٹار کے ساتھ ساتھ پارٹ ٹائم جاب بھی شروع کر لی تھی اس لیے اس کے پاس وقت بہت کم ہوتا تھا اور رات کو جب وہ تھکی ہاری آتی تو صبا کا خود دل نہیں کرتا کہ وہ اسے تنگ کرے مختصراً یہ کے وقت نے ان کے درمیان جگہ بنانی شروع کر دی تھی اب فاصلہ کتنا بڑھنا تھا یہ سب ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ سب وقت کو مات دینے کے لیے ابھی بہت کچے کھلاڑی تھے۔

وہ سپانسر کر رہی ہے ہمیں اس نے ڈنر کا کہا تو مجھے جانا پڑا اور بل اس نے ہی دیا تھا" اس نے ھدیٰ سے زیادہ صبا کو یقین دلایا۔

چلو چلیں! تمہیں چھوڑ کر مجھے پریکٹس کے لیے جانا ہے" وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ مصروفیت میں بھی اس کے لیے وقت نکال لیتا تھا کبھی اسے اس کی جاب پر چھوڑ آتا تھا کبھی گٹار کلاس سے واپسی پر لے لیتا تھا یہی بات تھی جو ھدیٰ کو صبا کی باتوں کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی تھی وہ شاید

صبا کی باتوں پر کبھی دھیاں نہ دیتی لیکن اس کے بڑے ماموں اینڈی نے ایک دن اسے گھر بلا کر خود فصیح کے بارے میں پوچھا اور یہ بھی بتایا کے وہ پچھلے ایک ہفتے سے اسے کلب میں دیکھ رہے ہیں۔ ھدیٰ کو اس وقت بالکل سمجھ نہیں آئی کے وہ ماموں کو کیا جواب دے اس لیے چپ کر گئی۔

اگر وہ لڑکا اپنی حرکتوں سے بعض نہ آیا تو میں اس کے ابا سے بھی بات کروں گا اور تمہیں اس کے ساتھ رخصت کرنے کے لیے بھی مجھے دوبارہ سوچنا پڑے گا۔ وہ تو ولیم نے کہا کے تم خوش ہو اس لیے چپ کر گیا ورنہ ابھی تمہاری عمر تھی کیا شادی کی" انہوں نے ایک ہی سانس میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے اسے جانے کے لیے کہہ دیا۔

تمہارے ماموں کیا کرنے گئے تھے وہاں؟" ھدیٰ نے جب اسے ماموں کی بات بتائی تو اس نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا جیسے کہہ رہا ہو کے اگر میرا وہاں جانا ٹھیک نہیں تو انہوں نے وہاں جانے کا سرٹیفکیٹ کہاں سے لیا ہے۔

"کیا تم ان کا مقابلہ کروگے؟" اس نے اس کے لہجے پر حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔ زندگی کے یہ سال اس کے لیے مشکل ترین سال ثابت ہو رہے تھے اس نے پھوپھو کو کہہ تو دیا تھا کے وہ جاب کرلے گی پر اب اسے پڑھائی اور گٹار کے ساتھ ساتھ جاب ایک مشکل کام لگ رہا تھا اس نے نکاح کے بعد فصیح کو زیادہ ٹائم نہیں دیا تھا کیونکہ اس کے پاس خود کو دینے کے لیے وقت نہیں ہوتا تھا۔

ٹھیک ہے مجھے نہیں پتہ کے تم کیا کر رہے تھے یا کیا کر رہے ہو۔ تم عمر میں بھی مجھ سے بڑے ہو اپنے

فیصلے خود کرنا جانتے ہو مجھے تمہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تم ماموں کی موجودگی کا تھوڑا خیال رکھا کرو"

ھدیٰ نے یہ کہتے ہوئے بات ختم کی۔ وہ جانتی تھی کے اس سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہیلو!" اس نے پریزنٹیشن کو روکتے ہوئے فون اٹھایا۔"

رات کی فلائٹ پری پون ہو گئی ہے اس لیے مجھے ایک گھنٹے میں نکلنا ہے" ھدیٰ نے مصعب کو بتایا۔"

اوکے آئی ول ٹرائی ٹو کم (ٹھیک ہے میں آنے کی کوشش کروں گا)" مصعب نے بات کو جان بوجھ کر چھوٹا ہی رکھا۔"

نو نیڈ (اس کی ضرورت نہیں)" اس نے بیگ میں سامان رکھتے ہوئے کہا۔"

میں نے صبا کا اور انکل کا فون نمبر اور ایڈریس وغیرہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیئے ہیں۔ اور" وہ کہتے کہتے رکی کیونکہ فون" کے دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔

اور؟" اس کو چپ دیکھ کر مصعب کو بولنا پڑا۔"

ڈونٹ مِس یور میل۔ اور اگر تمہاری سگی سہیلی دوبارہ گھر آئی تو دروازہ مت کھولنا۔ ورنہ" اس نے جان بوجھ کر بات" ادھوری چھوڑی۔

ورنہ؟" اس بار اس نے اردو کا استعمال کیا۔"

ورنہ تم دیکھ لوگے مجھے "ھدیٰ نے غصے سے کہا۔"

مطلب تمہیں دیکھنے کے لیے اپنی سگی سہیلی کی مدد لینی پڑے گی؟"اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔"

ٹھیک ہے پھر ایسا کر کے دیکھ لینا میرے پاس اس کے بوائے فرینڈ کا نمبر ہے اور وہ ریسلر ہے"اس کی بات پر مصعب" کا بے اختیار قہقہہ نکلا جس پر سب لوگوں نے افسوس سے سر ہلایا۔

میں کوشش کروں گا کے میں بورڈنگ سے پہلے پہنچ جاؤں"اس نے اپنی بات کو دہرایا تاکہ وہ اس کا انتظار کرے وہ" ایسا کرے گی اس کی اسے کوئی خاص امید نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مِس ایلس دی گریٹ آپ اپنے ہاتھوں کو تھوڑی زحمت دیں اور دروازہ کھول کر بیٹھ جائیں"اس نے شیشہ نیچے کرتے" ہوئے کہا۔ ایلِس اس کی بات پر حیران سی کھڑی اس کا منہ تکنے لگی۔ کیا آج تک کبھی ایسا ہوا تھا کے کوئی اس کے لیے دروازہ نہ کھولتا۔ نہیں! بالکل نہیں۔

یوڈونٹ ہیومینرز۔ آمین شلڈ اوپن داڈور فار وومن (تمہیں تمیز نہیں ہے کے مرد کو عورت کے لیے دروازہ کھولنا چاہیے)" اس نے گاڑی میں بیٹھ کر پورے زور سے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

اٹس ناٹ لائک دیٹ یو آرمائی وومن (ایسا نہیں ہے کے تم میری ہو جو میں یہ کروں)" سیٹ بیلٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

ہاااا! سو یو وانٹ وومن لائک می (اوہ! تو تمہیں میرے جیسی لڑکی چاہیے)" ایلس نے جان بوجھ کر اس کی بات کو دوسرا رنگ دیا۔ "کیوں؟ کیا میں ایسا نہیں چاہ سکتا؟" وہ فیصلہ کر چکا تھا اس لیے اس معاملے کو بھی جلد از جلد حل کرنا چاہتا تھا۔

ان یور ڈریمز (خوابوں میں)" اس نے فون کا لاک کھولتے ہوئے کہا۔"

تم تو خواب لکھتی ہو۔ تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ سب سے ناممکن خواب ہی سب سے ممکن حقیقت ثابت ہوتا ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا آج تک جب کبھی بھی ان دونوں نے ساتھ سفر کیا تھا جیک نے

اسے ایک بار نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں تھا اور آج لگ رہا تھا کے وہ نظریں اور زبان کسی سے ادھار لے کر آیا ہے۔

کس نے کہا یہ؟" اس نے موبائل کی سکرین جیک کے سامنے کی جس پر اس لڑکے کی تصویر نظر آرہی تھی جس سے وہ دونوں اس وقت ملنے جارہے تھے در حقیقت ملنے بس وہ جارہی تھی جیک تو اس لڑکے کا ماضی کھنگالنے جارہا تھا تاکہ اپنا کام آسانی سے کر سکے ہر انسان کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے جسے اگر وہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو وہ ایلِس کی شادی والے معاملے کو حل کر سکتا۔

میں نے" اس نے بڑے فخر یا انداز میں جواب دیا۔"

شور دیز ٹائپ آف پیٹی ورڈز ریلیٹڈ ٹو یو (یقیناً اس طرح کے بے کار الفاظ تمہارے ہی ہو سکتے ہیں)" ایلِس نے فون کو دوبارہ پرس میں ڈالا۔

میں بس تمہاراری ایکشن چیک کر رہا تھا ویسے یہ منیبہ کہتی ہے" اس کے گاڑی کو ہوٹل کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔"

اس نے اترنے سے پہلے ایلس کے خوبصورتی سے بنائے گئے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے بگاڑا۔ جس پر وہ چیختی رہی جیک کا کہنا تھا کے اگر تمہیں اس سے شادی نہیں کرنی تو اتنا تیار ہو کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔

ضرورت تھی میں سٹار ہوں اور سٹار تمہارے جیسی اونگی بونگی حالت میں باہر نہیں نکل سکتے" اس نے آج پہلی بار" اسے سوٹ کے علاوہ کوئی کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تھا۔

تو پھر سٹارز کو ہم جیسے اونگے بونگوں سے مدد بھی نہیں لینی چاہیے۔ اور ہم جیسے اونگوں بونگوں کی نوکریاں بھی نہیں" چھڑوانی چاہیے" اس نے اس کے ڈریس کے بازو جن کو سٹائل دینے کے لیے بازؤں کو کھینچ کر نیچے کیا ہوا تھا تاکہ کندھوں کو عریاں رکھا جاسکے کو کھینچ کر اوپر کرتے ہوئے کندھوں کو ڈھکا۔

تو پھر اونگوں بونگوں کو حساس انفارمیشن لیک کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا" اس نے اس کی بازو اوپر کرنے والی" حرکت پر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

ٹشو" اس کے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے ٹشو مانگا۔ وہ دونوں چلتے ہوئے ہوٹل کی اینٹرینس تک پہنچ" چکے تھے۔

میک اٹ فاسٹ (جلدی کرنا)" جیک نے ٹشو سے اس کے ہونٹوں پر لگی لپسٹک کو بھی صاف کر دیا۔ صحیح ہے نہ اگر" شادی نہیں کرنی تو یہ چونچلے بھی نہیں کرنے چاہیے۔

کوئی گلاس ونڈو کے پار بیٹھا ان کی ساری حرکتوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا کہ کیسے انسان بھاگتے بھاگتے اسی جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں سے اس نے بھاگنا شروع کیا ہوتا ہے وہ دونوں بھی اسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں وہ پہلی بار ملے تھے یہ وہی ریسٹورنٹ تھا جو اب اتنے سالوں بعد ہوٹل کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

یہی وہ پہلی جگہ تھی جہاں سے ایلس نے جیک کو نکلوایا تھا وہ شاید بھول گئے تھے پر کسی اور کو یاد تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بھاگتا ہوا وہاں پہنچا جب اس کی نظر ھدیٰ پر پڑی اور اس کے قدم وہیں جم گئے۔ وہ مہرون کلر کی کشمیری کڑھائی کی چادر سر پر اوڑھے بھورے رنگ کی قمیض شلوار پہنے بیٹھی تھی جس کے بازوؤں پر لگے شیشے کبھی کبھی روشنی پڑ کر جگمگا اٹھتے تھے۔ جب اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا تو شکل وصورت کے حوالے سے وہ اسے تھوڑی غیر معمولی ضرور لگی تھی لیکن اس کے لیے یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں تھی اس کے سوشل سرکل میں ایسی لڑکیوں کی بھرمار تھی جو تھوڑی سے زیادہ غیر معمولی حسن کی مالک تھیں۔ آج اس نے پہلی بار اسے مشرقی لباس میں وہ بھی سر پر چادر اوڑھے دیکھا جو

شاید اس نے ٹھنڈ کے زیرِ اثر اوڑھ رکھی تھی اور اسے اپنے اس خیال کو واپس لینا پڑا کے وہ تھوڑا بہت غیر معمولی حسن رکھتی ہے آج اسے دیکھ کر لگا کے اس نے آج سے پہلے کبھی اتنی خوبصورت عورت نہیں دیکھی۔

آج شاید اس کے دوسرے خیال میں بھی دراڑ پڑی تھی کے وہ ابھی اس سے محبت نہیں کرتا۔ اگر وہ ابھی اس سے محبت نہیں کرتا تھا تو پھر شاید دنیا نہیں کوئی بھی کسی سے محبت نہیں کرتا ہو گا۔ اسی پل ھدیٰ نے چہرہ اٹھا کر دروازے کی سمت دیکھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی ہو لیکن وہ اس کے دیکھنے سے پہلے ہی دیوار کی اوٹ میں ہو گیا آج اگر وہ اس کے پاس چلا جاتا تو شاید اسے کہیں جانے نہ دیتا اس لیے وہی پر کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

اناؤنسمنٹ کو سنتے ہوئے ھدیٰ نے میگزین کو ٹیبل پر رکھا اور چادر کو ٹھیک کرتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ وہیں کھڑا رہا جہاں وقت نے اس کے پاؤں باندھ دیئے تھے ابھی اسے انتظار کرنا تھا اس کے واپس آنے کا انتظار اسے یہ ھدیٰ نہیں چاہیے تھی جو اس کے موڈ کو دیکھ کر اس سے بات کرتی تھی جو جب وہ کسی اور سے بھی اونچی آواز میں بات کرتا تو ظاہر نہیں ہونے دیتی تھی پر ڈر جاتی تھی۔ جو آج تک اس کی سٹڈی میں واپس نہیں گئی تھی کیونکہ ایک بار اس نے اسے ناک کر کے آنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ اگر تقدیر نے اس عورت کا ساتھ اس کے لیے لکھ دیا تھا تو اسے یہ ساتھ پورا چاہیے تھا۔

آہ ہ ہ "ھدیٰ کے ایک بار پھر مڑ کر دیکھنے پر اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور باہر کی طرف چل دیا ایک گھنٹے کے سفر کو وہ "

تیس منٹ میں طے کر کے آیا تھا صرف اسے ملنے کے لیے اور اب اس سے ملے بغیر ہی واپس جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوہ! تم؟ "اس نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے اسٹیف کو سامنے کھڑے دیکھا تو حیرانگی سے پوچھا۔ "

کون ہے؟ "الیگزینڈرا کی دادی نے آواز دی انہیں لگا کے شاید کوئی گراہک آیا ہے۔ "

دادی میرے سکول سے ہے "اس نے دادی کو کندھوں سے پکڑ کر اندر لے جانا شروع کیا جو چھڑی کی "

مدد سے دروازے تک پہنچ چکیں تھیں۔

کیا؟ سکول سے؟ کیا پھر تمہاری شکایت آئی ہے؟ "دادی کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ "

نہیں وہ میرا دوست ہے "اس نے دوست کا لفظ کہتے ہوئے پلٹ کر اسٹیف کو دیکھا جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی "

آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے جو اس نے چند دن پہلے سے اس کی آنکھوں میں محسوس کرنا شروع کیے تھے۔

اچھا اسے اندر بلاؤ میں خود پوچھتی ہوں" دادی مسلسل ضد کرنے لگیں جس پر اس نے اسٹیف کو اندر آنے کا کہا۔"

دروازے کو پار کرتے ہی اسے دونوں طرف کی دیواروں پر مختلف سائز کے پتھر نظر آئے جو وقفے وقفے سے چسپاں کیے گئے تھے شاید اس لیے کے اس کی اندھی دادی ان کو ٹٹولتے ہوئے دروازے تک پہنچ سکیں۔

کیا تم سچ میں اس کے دوست ہو؟" دادی کو جب یہ یقین آ گیا کے وہ اس کی شکایت لے کر نہیں آیا تو انہوں نے اس کا" ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔

جی!" اسٹیف نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔"

اوہ شکر ہے اسکا بھی کوئی دوست ہے" انہوں نے میز کو ٹٹول کر کیک کے ٹکڑے والی پلیٹ کو اس کے آگے" بڑھایا۔ بے شک ان کی دیکھنے کی حس کام نہیں کرتی تھی لیکن وہ آواز سے اس کے رخ کا اندازہ عام انسان سے جلدی لگا لیتیں تھیں۔

اس کا خیال رکھا کرو سکول میں۔ اس کی ماں نہیں ہے اور مجھے نظر نہیں آتا اس لیے میں اسے کچھ بھی سکھا نہیں سکی" مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کے یہ کیسے کپڑے پہنتی ہے اور کیسی دکھتی ہے" یہ بات کہتے ہوئے دادی کی آنکھوں میں آنسو آ گے۔

دادای آپ یہ سب کہہ کر اسے بھا گا دیں گی" الیگزینڈرا نے ہمیشہ کی طرح دادی کو اپنے بارے میں بات کرنے سے روکا۔

شی از موسٹ بیوٹیفل گرل (یہ سب سے خوبصورت لڑکی ہے)" اس نے دادی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی نظروں سے" الیگزینڈرا کو دکھانا چاہا جس پر دادی تو بہت خوش ہوئیں پر الیگزینڈرا ناراض ہو گئی اسے لگا کے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی وہ واقع ہی اس کی نظر میں سب سے خوبصورت لڑکی تھی اسٹیف نے پہلے اپنی ماں اور پھر اپنی بہن کو بچوں اور بہن بھائیوں جیسی ذمہ داری سے بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان دونوں عورتوں کی عمر اس لڑکی سے بہت زیادہ تھی لیکن انہوں نے اپنی زندگی کو ترجیح دی گھر چھوڑ دیا اور ذمہ داری سے ہاتھ جھاڑ لیے۔

لیکن وہ! وہ ابھی بیس سال کی بھی نہیں تھی اور ایک اندھی دادی کے ہاتھ پاؤں سب بنی ہوئی تھی کیا اس سے زیادہ کوئی اور خوبصورت ہو سکتا ہے دنیا میں۔ نہیں کوئی بھی نہیں۔ کم از کم اسٹیف کے لیے تو نہیں جس نے عورتوں کو ساتھ نبھانے کی بجائے بھاگتے دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایکسیکیوزمی میم؟"گیٹ پر پارٹی مینیجنگ ٹیم میں کھڑے ایک شخص نے اسے بڑے مودبانہ انداز میں مخاطب کیا۔"

کیامیں آپ کا انویٹیشن چیک کر سکتا ہوں" اسے شاید اس کے کپڑوں کو دیکھ کر شک ہوا تھا کے تھیم پارٹی میں کوئی" اور رنگ پہن کے کون آسکتا ہے اس لیے اس نے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

کیامطلب تمہارا؟میں بغیر انویٹیشن کے آگئی ہوں؟ کیا تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟"اس نے جان بوجھ کر اپنی آواز کو بلند" کیا تاکہ حال میں موجود لوگ اس کی طرف متوجہ ہو سکیں۔

نہیں لیڈی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں"بات ابھی اس لڑکے کے" منہ میں ہی تھی کے وہ دوبارہ چلا اٹھی۔

تم مجھ سے بد تمیزی کر رہے ہو؟ مجھ سے؟ تم جانتے بھی ہو میں کون ہوں؟"اس نے چہرہ جان بوجھ کر"

حال کی طرف کیا جہاں بہت سارے لوگوں کی نظریں اس پر جم چکی تھی۔

میں ہونے والی ڈاٹر ان لاہوں ان کی اور تم مجھ سے انویٹیشن مانگ رہے ہو" جیک ابھی ابھی گاڑی پارک کر کے پہنچا" تھا جب اس نے اسے چلاتے ہوئے سنا۔ اس سے پہلے کے وہ اسے روکتا ایرک (جس کی شادی ایلس سے طے ہونے جا رہی تھی) نے اسے بازو سے کھینچا اور حال کے ساتھ موجود کمروں میں سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اگر تم چپ چاپ چینج کر کے بغیر کسی تماشے کے میرے ساتھ پارٹی میں چلو گی تو میں وعدہ کرتا ہوں ابھی جو تم" نے کیا میں وہ انکل تک پہنچنے نہیں دوں گا۔" اس نے تھیم کے مطابق سلور رنگ کے لباس اور جوتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بھول ہے تمہاری تم کس ہوا میں سانس لیتے ہو لگتا ہے کوئی زہریلی گیس تمہارے دماغ کو چڑھ چکی ہے" وہ جو پہلے ہی" اس کی بازو سے کھینچ کے لانے والی حرکت پر چڑ گئی تھی اس کی بات کو سن کر مزید آگ بگولہ ہوئی۔

ٹھیک ہے پھر نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی" اس نے کہتے ہوئے موبائل کی سکرین اس کے آگے کی جس پر کچھ وقت" پہلے کی وڈیو چل رہی تھی۔

تمھیں کیا لگا تم یہ سب کرو گی اور میں تمھیں کرنے دوں گا اتنے سالوں سے جانتا ہوں تمھیں۔ رگ رگ سے واقف ہوں میں تمہاری" اس نے کپڑے اس کے ہاتھ میں دیتے اسے چینجنگ روم کی طرف دھکیلا۔ اب ایلِس کے پاس اس کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

اس کو چینجنگ روم میں بھیج کر وہ خود کمرے سے باہر آیا جہاں دروازے کی سائیڈ سے جیک ٹیک لگائے کھڑا تھا اس کو دیکھ کر جیک نے سر سے سلام کیا جس کا اس نے سر سے ہی جواب دیا اور وہاں سے چلا گیا۔

وہ کپڑے بدل چکی تھی اور وہ اور ایرک دونوں برتھڈے حال میں داخل ہوئے۔ اندر جاتے ہی اسے محسوس ہوا جیسے دنیا سے سارے رنگ اڑ گئے ہوں وہاں دیواروں سے لے کر لوگوں کے ہاتھوں میں پکڑے گلاس تک سلور تھے ایلِس نے ایسی ہی کسی پارٹی کی توقع کی تھی وہ ہیل کی آواز پیدا کرتی ہوئی ایک عورت کی طرف بڑھی کچھ لوگوں نے اسے رشک کچھ لوگوں نے جلن اور کچھ لوگوں نے غصے سے اس کی طرف دیکھا اس برے ٹیمپر کے بعد بھی اگر وہ اس خاندان کی بہو بننے جا رہی تھی تو یقیناً اس کا تعلق کسی بڑی فیملی سے تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے" اس نے آگے جھکتے ہوئے خاتون کے گال سے گال رگڑا۔"

تھینک یو کیوٹی" اس عورت نے آنکھوں میں تنبیہہ لیے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی وہ اس آفت کی پڑیا سے دور ہی رہنا چاہتی تھیں اور اپنے گھر کو بھی اس سے دور رکھنا چاہتی تھی مگر ایسا کرنا ان کے ہاتھ میں نہیں تھا ان کی آدھی سے زیادہ کمپنیوں میں مین شئیر ہولڈر اس لڑکی کا باپ تھا اگر یہ رشتہ ہو جاتا تو یقیناً ہر طرف سے ان کا فائدہ ہی تھا لیکن اس کے لیے انہیں اپنے بیٹے کو منانا پڑا۔ بظاہر وہ لڑکا اپنا علیحدہ بزنس کھڑا کر چکا تھا اور اس کا اپنی فیملی کی کمپنیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا لیکن ایلیٹ کلاس میں اس طرح کے ڈھونگ صرف دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے رچائے جاتے ہیں۔

ان کے بیٹے نے زیادہ عرصہ امریکا اور کینیڈا میں گزارا تھا اس لیے بہت کم لوگ واقف تھے کے اصل میں وہ کون ہے شاید اسی لیے جیک اس کے متعلق کوئی خاص معلومات اکھٹی نہیں کر پایا مگر آج کی پارٹی کے انویٹیشن پر لکھے ناموں کو دیکھ کر اسے جھٹکا لگا۔ اس نے کیسے سوچ لیا کے ایلس کا باپ اس کے لیے کم پر راضی ہو گا۔

کیا تمہیں پتہ تھا کے وہ ان کا بیٹا ہے؟" اس نے انویٹیشن کو دیکھنے کے بعد پوچھا تھا۔"

ہاں۔ کیوں تمہیں نہیں پتہ تھا؟" وہ اس کی پریشانی پر مسکرائی۔"

کیا تم یہی کپڑے پہن کر جاؤ گی؟" اس نے سلور رنگ کے کارڈ کو میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں۔ چلیں؟" اس نے آگے چلتے ہوئے مڑ کر اسے پکارا۔"

تم کوئی گڑبڑ نہ کرنا" جیک نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔"

اوکے" اس نے جیک کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے لمبی سانس بھر کر کہا وہ گڑبڑ کرنے ہی جا رہی تھی اسی لیے" اس نے تھیم سے ہٹ کر رنگ پہنا تھا لیکن جیک کی موجودگی میں یہ سب ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

لیکن اس نے گڑبڑ کر دی تھی ایرک کے بازو میں ہاتھ ڈالے چلتے ہوئے اس نے جیک کے چہرے کو دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کی تھی جس کر رنگ وہاں موجود دیواروں کی طرح پھیکا پڑ چکا تھا اس کی آنکھیں افسوس سے بھری ہوئی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ یونیورسٹی کا تیسرا سال تھا۔ وہ ہر مہینے پھوپھو کو باقاعدگی سے پیسے بھیج رہی تھی اس نے اپنی میوزک انسٹرومنٹ سٹور کی جاب چھوڑ دی اور میوزک کریو میں کام شروع کر دیا۔ وہ لوگ مختلف لائیو ایونٹ میں سنگر کے ساتھ پرفارم کرتے تھے چونکہ وہ پچھلے سال نیشنل گٹار کمپیٹیشن میں پہلا انعام حاصل کر چکی تھی اس لیے بہت سارے لوگ اس جاننے لگے تھے اس نے اس مقابلے میں لی گئی تصویر کو اپنی ماں کی اس تصویر کے ساتھ فوٹوشاپ کروالیا تھا جو ولیم نے ستائیس سال پہلے ربیکا کے اسی مقابلے کو جیتنے پر لی تھی وہ اپنا ٹاسک پورا کر چکی تھی ان سالوں میں وہ اپنی ماں کے کئی جاننے والوں سے مل چکی تھی اس نے کسی کی زبان سے ربیکا کے لیے کوئی بری بات نہیں سنی تھی سب بس اس بات پر حیران ہوتے تھے کے وہ زندگی سے بھرپور لڑکی زندگی سے دور کیوں ہو گئی تھی۔

آج اس کی سالگرہ تھی صبا نے اسے رات کو ہی وش کر دیا تھا اس نے باقاعدہ اپنے جاننے والوں کو رات کے بارہ بجے آنے کی دعوت دی پھر ھدیٰ سے کیک کٹوایا اور اسے ڈھیر ساری دعائیں دی فصیح کا میچ تھا چند دنوں بعد اس لیے اس کی کوچنگ آج کل کچھ زیادہ ہی سخت تھی لیکن اس کے باوجود بھی اسے امید تھی کے اگر وہ آ نہ سکا تو فون تو ضرور کرے گا لیکن سارا دن گزر گیا نہ تو وہ خود آیا اور نہ ہی اس نے کال کی رات کے تقریباً گیارہ کے بعد کا وقت تھا وہ اسٹوڈیو سے نکل کر سامنے بنے مال میں سے صبا کی کچھ چیزیں لینے گئی تھی جب وہ بھاگتا ہوا آیا اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

ہیپی برتھڈے" اس نے بکے ھدیٰ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔"

”یہ والا پھول کہاں ہے؟“اس نے بکے میں سے ایک پھول کی جگہ خالی دیکھ کر کہا۔اس کے چہرے پر شکوے کا شبہ تک نظر نہیں آیا تھا۔

”وہ میں نے نکال لیا“اس نے ہنستے ہوئے اس کی نظر کی داد دی۔

”پاکستانیوں کی یہ بری عادت کب جائے گی؟ جہاں بھی بکے دیکھتے ہیں اس میں ایک آدھ پھول تو ضرور ہی نکال لیتے ہیں“ھدیٰ نے پھولوں کو سونگھتے ہوئے کہا۔

”اچھی عادتیں جانی نہیں چاہیے“اس نے چپکے سے جیب میں سے رکھا ہوا پھول ھدیٰ کے بالوں میں لگے کیچر کے پیچھے اٹکایا۔

”تمہارا تو میچ نہیں ہے کل؟“وہ ایکسلیٹر پر پاؤں رکھ چکی تھی یقیناً اسی اوپری منزل پر جانا تھا۔

”ہاں ہے اسی لیے میں جارہا ہوں“اس نے وہیں سے اسے ہاتھ ہلایا۔

”کھانا کھایا تم نے؟“اس نے مڑتے ہوئے پوچھا اسے لگا تھا کے وہ تھوڑی دیر تو رکے گا مگر وہ کچھ زیادہ جلدی میں تھا۔

نہیں میں ورک آؤٹ سے پہلے کھاؤں گا" اس نے اوپر جاتی ھدیٰ کی طرف دیکھ کر کہا زندگی میں بھی شاید وہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے ہی غیر محسوس طریقے سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

اچھا کیا تم صرف پھول لائے ہو تحفہ کہاں ہے میرا کنجوس انسان؟" دراصل اسے یہ بھی امید نہیں تھی کے وہ آئے گا لیکن تحفے کے بغیر بھی کوئی وش کرتا ہے کیا؟ وہ بھی شوہر۔

بیوی تمہیں پتہ تو ہے میں کتنا غریب ہوں تحفے کے لیے تمہیں انتظار کرنا ہوگا میرے امیر ہونے کا" اس نے چلا کر کہا وہ ایک دوسرے سے اتنے دور جا چکے تھے اگر وہ چلا کر جواب نہ دیتا تو ہرگز سنائی نہ دیتا۔

ھدیٰ نے اپنا چہرہ سامنے کی طرف موڑا تو اسے گلاس وال میں اپنا عکس نظر آیا جس میں اس کے بالوں میں گلابی رنگ کا پھول لگا ہوا تھا شاید اس کے سامنے اپنی ماں کا ہاتھ تھامے کھڑی بچی اسی پھول کو دیکھ رہی تھی۔

ڈو یو وانٹ اٹ (کیا تمہیں یہ چاہیے؟)" اس نے بچی کے گال پر چٹکی بھرتے ہوئے کہا۔"

یس ”بچی نے مسکراتے ہوئے اپنا سر آگے کیا تاکہ وہ اس کے بالوں میں پھول لگا دے شاید وہ فصیح کو اس کے بالوں میں پھول لگاتا دیکھ چکی تھی۔

ھدیٰ نے ایک اور پھول کو بکے میں سے نکالا اور بچی کے بالوں میں لگا دیا جس پر وہ تالی بجانے لگی۔ ھدیٰ کو فصیح کی تھوڑی دیر پہلے کہی گئی بات یاد آئی۔

اچھی عادتوں کو چھوڑنا نہیں چاہیے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور فلور کے آتے ہی ایکسر لیٹر سے اپنا پاؤں اتارا۔ ”

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے بیکری میں کھڑی کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکے سے الجھ رہی تھی اور جیک دروازے میں کھڑا اس پاگل لڑکی کو دیکھ رہا تھا وہ ایک معمولی سی بیکری تھی لیکن وہاں پر کام کرنے والا شیف ہر گز معمولی نہیں تھا آج پارٹی میں اس کا بنایا کیک شدید خواہش کے باوجود وہ صرف دیکھ پائی کھا

نہیں کیونکہ ان ڈائٹ کونشیئس لوگوں میں اس طرح کے کھانوں کو دیکھ کر ہی پیٹ بھر اجاتا ہے وہاں دو سے زیادہ نوالے لینا گناہ سمجھا جاتا ہے وہ خود بھی اتنے سالوں سے ایسے لوگوں میں رہ کر ان جیسی ہی ہو گئی تھی لیکن کچھ چیزیں ابھی بھی ایسی تھیں جن کو وہ کلاس کے نام پر بھی چھوڑ نہیں سکتی تھی۔

ے

آپ کو پتہ تو ہے کے وہ صرف اس کے لیے کیک بناتے ہیں جس کا سچ میں برتھڈے ہو پھر کیوں آپ ہر بار آ کر بحث کرتیں ہیں لڑکے نے اکتاتے ہوئے کہا" وہاں موجود شیف ایک انسان کے لیے سال میں بس ایک بار وہ کیک بناتا تھا۔اس بات کے پیچھے کیا وجہ تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔

ایک بار کیک خریدنے والے کا رکارڈ لکھ لیا جاتا تھا اگر آپ دوسری بار کیک لینے آئیں تو آپ چاہے جتنی مرضی تگ ودو کر لیں وہ آپ کی بات نہیں سنے گا۔ویسے تو اس کا بنایا ہوا ایک شیفون کیک جیسا ہوتا تھا لیکن منہ میں رکھنے کے چند سیکنڈ بعد آپ جان پاتے تھے کے شیفون کیک نہیں بلکہ اوپر ا یک کے نیچے فروٹ کیک کی لیئر ہے۔وہ کیک ایلِس کی کمزوری تھا وہ کہیں بھی اس کیک کو دیکھتی تو بحث کرنے آجاتی کے بس کیک ہی تو ہے کیا ہوا اگر وہ ایک اس کے لیے بھی بنا دے۔وہ دوگنے پیسے دینے کو بھی تیار ہوتی تھی مگر اسے وہ کیک سال میں بس ایک بار ہی کھانے کو ملتا تھا۔

جب کچھ نہ بن پایا تو وہ منہ لٹکاتی ہوئی باہر کی طرف آئی اس سے پہلے کے وہ بیکری سے باہر نکلتی کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے لڑکے نے جیک کو پکارا۔

یور کیک سر اینڈ ہیپی برتھ ڈے" اس نے کیک پکڑاتے ہوئے اخلاقاً کہا۔"

کیا آج برتھڈے ہے تمہاری؟" وہ حیران ہوتی اس کے قدموں سے قدم ملا کر چلنے لگی۔"

ہاں“ جیک نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کیک کو اس کی نظروں سے دور کیا۔ پارٹی سے واپسی پر وہ ایلِس کی ” پریشان سکل دیکھ چکا تھا اس لیے اس نے اپنے غصے کو چھپالیا وہ اس سے بات نہ ماننے پر ناراض تھا مگر وہ اس سے ناراض رہ نہیں سکا۔

چلو پھر کاٹو“ اس نے سڑک کنارے لگے بینچ پی طرف اشارہ کیا۔ وہ جلد از جلد وہ کیک کھانا چاہتی تھی۔ ”

نہیں۔ جو لوگ مجھے فٹ نہیں دیتے میں ان کو کیک نہیں دیتا“ جیک نے مذاق میں کہا۔ ”

چلو پھر تمہارا گفٹ لینے چلتے ہیں“ اس نے جیک کا ہاتھ پکڑتے ہوئے سامنے بنے سٹور کا رخ کیا۔ ”

نہیں مجھے نہیں چاہیے گفٹ“ وہ جانتا تھا کے یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ ”

پر مجھے تو چاہیے“ ایلس نے اسے اپنے کھینچا۔ ”

کیا؟ میں؟“ اس کی بات پر ایلِس نے مڑ کر اسے گھوری سے نوازا۔ ”

نہیں۔ یہ "اس نے کیک کی طرف اشارہ کیا۔"

یہ نہیں ملے گا" اس نے کیک کو مزید دور کیا جیسے وہ اسے چھین کر بھاگ جائے گی۔"

کیوں؟" ایلِس نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔"

کیونکہ میں لیڈیز جیولری کو بطور گفٹ نہیں لیتا۔ گفٹ نہیں تو کیک نہیں" اس نے اسے شاپ کا نام دکھایا تاکہ وہ" آنکھیں کھول کر دیکھ لے یہاں سے اسے کچھ نہیں ملنے والا۔

اس نے شاپ کا نام دیکھا اور مڑ کر سارے روڑ کو جہاں دو چار دکانوں کے علاوہ سای کھانے کی دکانیں تھیں۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ مسکرائی اور سٹور میں داخل ہو گئی بادل نخواستہ اسے بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔

ٹائی پن ہے؟ دو" ایلِس نے اپنا بریسلیٹ اتار کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے جیک سے کہا۔"

"کیوں؟"

دو تو سہی" اس نے ٹائی پن لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔"

کین یو فکس اٹ؟" اس نے اپنی بریسلیٹ سے لٹکتے جانوروں میں سے ایک کو اتارتے ہوئے کہا۔"

اٹ ٹک ٹین منٹس پلیز ہیو آ وزٹ (دس منٹ لگیں گے آپ شاپ وزٹ کر سکتے ہیں" کاؤنٹر پر کھڑی خاتون نے پیشہ ورانہ انداز سے کہا جس پر ایلس ادھر ادھر گھوم کر جائزہ لینے لگی۔"

یو آر لکی ون (تم خوش قسمت ہو)" خاتون نے جیک کو وہیں کھڑے ایلس کی طرف دیکھتے پا کر کہا۔"

جب میں سکول میں تھی تو میری ایک دوست نے مجھے تحفے میں سکر (پیچ) دی تھی اس وقت تو میں اس تحفے کا مطلب نہیں جانتی تھی پر اب جانتی ہوں" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

کیا اس کا کوئی مطلب بھی ہے؟" وہ حیران ہوا۔ اسے لگا تھا کے وہ بس اسے ایسے ہی یہاں لے آئی ہے۔"

ہاں بالکل کچھ لوگوں کا یہ ماننا ہے کے یہ جانور صرف فاسد خون ہی نہیں آپ کی بد قسمتی بھی چوس لیتا ہے اور اسے اپنے پاس رکھنے سے آپ کے چاروں طرف خوش قسمتی ڈیرا ڈال لیتی ہے۔ ویسے میرے والا تحفہ اتنا مہنگا نہیں تھا" خاتون بات کے ساتھ ساتھ اپنا کام بھی ختم کر چکی تھی۔

"یہ لو" اس نے بینچ پر بیٹھتے ہوئے سلور ٹائی پن جس کے آخر میں سلور ہی سکر جڑا ہوا تھا لیکن وہ ٹائی پن سے کئی گنا زیادہ مہنگا تھا کو اس کی طرف بڑھایا۔ ایسے ہی چند سکر اسے ایلس کے ہاتھ میں پہنے بریسلیٹ میں لٹکتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"کیا یہ کافی مہنگا ہے؟" اس نے سکر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"قیمت کا تو مجھے نہیں پتہ پر یہ انمول ہے" اس نے اپنے بریسلیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ جیک نے اس کی آنکھوں میں اس وقت خاص چمک محسوس کی۔

"یہ میری پانچویں برتھ ڈے پر میری نینی نے مجھے دی تھی" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

توتم نے مجھے کیوں دیا؟" وہ وجہ جاننے پر بضد تھا اور وہ وجہ چھپانے پر۔"

اگر تمہیں نہیں چاہیے تو واپس کر دو" اس نے غصے سے اس کے ہاتھ سے ٹائی پن چھینی۔"

میں نے یہ تو نہیں کہا" اس نے بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔"

پھر جیک نے کیک کاٹا اور اس نے اسے خوش قسمتی کی دعا دیتے ہوئے پن اسے واپس دے دی۔

کیا تم یہ سارا کھاؤ گی؟ ایلس نے کٹا ہوا ٹکڑا اس کی طرف بڑھا کر باقی کا اپنے قابو میں کیا۔"

ہاں اور تم اس کی طرف دیکھنا بھی مت" اس نے بلکل اسی طرح کیک کو اس سے دور کیا جیسے کچھ دیر پہلے جیک نے کیا"
تھا۔ جس پر وہ ان کو دیکھتا ہوا چاند مسکرانے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ یہاں کام کے سلسے میں آیا تھا لیکن واپسی پر اسی جگہ آکر بیٹھ گیا جہاں اس نے ھدیٰ کو دوسری بار دیکھا تھا۔ وہ فٹ بال گراؤنڈ تھا جس میں اس وقت دو چار لوگ صفائی ستھرائی کا کام کر رہے تھے۔

وہ اور اس کے ساتھ اسی کی عمر کی لڑکی ان کے بالکل پیچھے بیٹھی ہوئیں تھیں اور مسلسل اردو میں بات کر رہیں تھیں شاید یہ سوچ کر کے ارد گرد کے لوگ ان کی زبان کو نہیں جانتے تھے یا شاید اس لیئے کے وہ ان کے بات کرنے کا نارمل انداز تھا۔

تم اس سے پوچھتی کیوں نہیں ہو کے وہ کل رات اس لڑکی کے ساتھ کیا کر رہا تھا؟ صبا نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔"

کس سے؟ کون؟ کونسی لڑکی؟" وہ ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے اسے اس کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔"

اپنے اس گھٹنوں میں دماغ والے شوہر سے اور کس سے "لڑکی شاید غصے میں آچکی تھی۔"

اچھا پہلے تم اپنے ٹخنوں میں دماغ والے منگیتر سے پوچھو کے وہ لڑکیوں کو نظر بھی کیوں آتا ہے۔ وہ ایسا کوئی جادو کیوں نہیں سیکھ لیتا جس سے وہ صرف ان لوگوں کو نظر آئے جن کو تم اسے دکھانا چاہتی ہو" ھدیٰ نے اس کی بے سروپا باتوں کو پھر شروع ہوتے دیکھ کر کہا۔ وہ جانتی تھی کے جب کبھی بھی وہ سب اکھٹے ہوتے تھے تو صبا ہمیشہ حیدر سے اسی بات پر لڑتی رہتی تھی کہ فلاں لڑکی تمہاری طرف کیوں دیکھ رہی ہے یا فلاں لڑکی تمہاری طرف دیکھ کر مسکرائی کیوں۔ اب شاید وہ یہ چاہتی تھی کے ھدیٰ بھی ایسی ہو جائے۔

ہاہاہا! تم میرے بے چارے منگیتر کو درمیان میں کیوں لے آتی ہو؟" صبا کے قہقہے پر چند لوگوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

کیوں کے تم بھی میرے بچارے شوہر کو درمیان میں لے آتی ہو" اس نے مصنوعی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔"

ھدیٰ میں سچ کہہ رہی ہوں اس سے پوچھو دن بدن اس کے سوشل سرکل میں لڑکیوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے" صبا نے لمبی سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

وہ لڑکا دیکھو۔ مجھے لگتا ہے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے" ھدیٰ نے اس کا دھیان بٹایا تاکہ وہ اس ٹاپک کو روک سکے۔"

ہیں؟ کون؟ کہاں؟ دیکھو میرا میک اپ ٹھیک ہے نہ؟ کیا وہ پیلی شرٹ والا؟" اس کا دھیان بٹ چکا"

تھا۔

نہیں وہ پیلے دانتوں والا" اس بات پر ھدیٰ ہی نہیں اگلی سیٹ پر بیٹھا مصعب بھی مسکرایا تھا بلاشبہ وہ ذہین لڑکی تھی۔"

"کمی۔ن"

سیز (وہیں رکو) اگر تم نے گالی دی تو میں نے یہیں سے دھکا دے دینا ہے تمہیں" ھدیٰ نے اس کے سر پر ہاتھ میں" پکڑی پانی کی بوتل ماری۔

دیکھو اگر تم مجھے دھکا دو گی تو میں سیدھا جا کر ان دو لوگوں پر گروں گی ذرا غور کرو تو تمہیں پتہ چلے گا کے ان دونوں" کے کپڑے معمولی نہیں ہے اگر صرف کپڑے بھی خراب ہوئے تو مجھے پورا یقین ہے کہ یہ پولیس اسٹیشن پہنچ جائیں گے اور پھر" اس نے سپینس پھیلایا۔

پھر ہم دونوں مہینے بھر کے لیے ہو جائیں گے کنگال" اس کی اس من گھڑت کہانی پر ھدیٰ نے سامنے بیٹھے لڑکے اور" لڑکی کو دیکھا جن کے کپڑے واقع ہی کافی مہنگے تھے۔

ویسے لڑکا ہینڈ سم ہے تم مجھے دھکا دے سکتی ہو" صبا نے آگے کو جھکتے ہوئے مصعب کو دیکھتے کر کہا یہ جانے بغیر کے وہ" ہینڈ سم لڑکا سب سن رہا ہے۔

ہاں۔ہینڈ سم تو ہے" ھدیٰ کے جواب پر وہ بے ہوش ہونے کو ہوئی۔"

بہن کیا کہا تم نے ؟دوبارہ کہو؟ وہ لڑکی جس کو انسانوں میں کہیں خوبصورتی نظر نہیں آتی وہ کسی کو ہینڈ سم کہہ رہی ہے"" اس کی آواز نارمل سے زیادہ اونچی ہو چکی تھی۔

وفاداری ہی انسان کو ہینڈ سم بناتی ہے اور وہ وفادار ہے" ھدیٰ نے لڑکے کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا۔"

اچھا تمہیں کیسے پتہ؟" صبا نے پوچھا۔"

وہ آفس کے کپڑوں میں ان کمفر ٹیبل جوتے پہنے بیٹھا ساتھ بیٹھی لڑکی سے چھپا کر ہر تھوڑی دیر بعد وقت دیکھ رہا ہے" جیسے اسے کسی اہم جگہ جانا ہے مگر پھر بھی بیٹھا ہے اٹھ کر نہیں جا رہا وہ اپنے ساتھ بیٹھی خاتون کو یہ نہیں کہہ رہا اس میچ

سے زیادہ ضروری اس کا وہ کام ہے جسے چھوڑ کر وہ یہاں بیٹھا ہے۔اس وقت وہ خود پریشان ہو رہا ہے لیکن اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا۔کیا اسے وفاداری نہیں کہتے؟" اس نے بات ختم کر کے صبا کی طرف دیکھا جو اس کی بات پر مسکرا رہی تھی۔

مصعب کو آج تک سب نے ذہین، فتین، امیر، خوبصورت تو کہا تھا لیکن یہ پہلی بار تھا کے کوئی اسے وفادار کہہ رہا تھا وہ بھی صرف چند لمحے غور کرنے کے بعد۔کون تھی وہ؟ کہاں سے آئی تھی؟ جو سوال ساری زندگی وہ خود سے پوچھتا آیا تھا کہ کیا وہ کبھی وفادار مرد بن پائے گا یا اپنے باپ کی طرح اپنی عورت کو بیچ سڑک میں مرنے کے لیے چھوڑ دے گا؟ اس سوال کا جواب اسے بالکل انجان لڑکی جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ دے رہی تھی اور وہ اس کی بات پر سن بیٹھا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ واقع ہی آفس کے کپڑوں میں ایملیا کے ساتھ فٹ بال گراونڈ میں اسی کے ضد کرنے پر بیٹھا تھا اس کے لیے وہ چند سال بہت اہم تھے اگر اسے اپنا آپ منوانا تھا تو اسے انہی چند سالوں میں محنت کرنی تھی ایملیا کا تعلق بھی ایلیٹ کلاس سے تھا وہ دونوں پچھلے تین سال ایکدوسرے کے ساتھ تھے اور آج کل اس کے ڈیڈ اسے انگیجمنٹ کا کہہ رہے تھے وہ

مجھے تھوڑا وقت دیں کے بہانے تین سال ان کی بات کو ٹال چکا تھا مگر اب وہ ان کی بات پر غور کر رہا تھا اگر شادی ایک ضروری امر تھا تو اسے کر لینی چاہیے تا کہ اس کے بعد وہ مکمل طور پر کام پر توجہ دے سکے۔

اسی وقت گراؤنڈ میں دو کھلاڑیوں کے درمیان ہلکی سی چھیڑ چھاڑ طول پکڑ گئی جس کو اب ایک دوسرے کے دانت توڑتے ہوئے، گھونسوں اور مکوں کی مدد سے سلجھانے (بگاڑنے) کی کوشش کی جا رہی تھی۔ گراؤنڈ میں اس وقت سپورٹنگ ٹیم، پولیس حضرات اور دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں کے ایک جگہ اکھٹا ہونے سے رش بڑھ چکا تھا وہ کوئی بڑا میچ نہیں تھا لیکن اتنی چھوٹی سطح کا بھی نہیں تھا کے اس قسم کی جھڑپ کو اگنور کیا جاتا۔ اس لڑائی نے اسٹیڈیم میں بیٹھے لوگوں کی توجہ دوسری چیزوں سے ہٹا کر مکمل طور پر اپنی جانب مبذول کروالی تھی۔

ھدیٰ! فصیح ہے۔ دیکھو تو سہی" صبا نے اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے اسے مطلع کیا۔"

چلو چلیں" صبا نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے بھی اٹھانا چاہا۔"

کہاں" ھدیٰ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔"

اس کے پاس اور کہاں" انہوں نے دیکھا کے اتنے لوگوں کے باوجود بھی وہ دونوں ایک دوسرے کا گریبان نہیں" چھوڑ رہے تھے۔

ہمیں تو وہ گراؤنڈ میں نہیں جانے دیں گے" اس نے تسلی بھری آواز میں کہا۔"

پُھر بھی چلو تو سہی۔ اگر لڑائی بڑھ گئی تو؟" صبا نے چڑتے ہوئے کہا۔"

دو چار ہاتھ لگ جانے دو اسے تایا کی کمی پوری ہو جائے گی" اس نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔"

کتنی بری بیوی ہو تم ویسے۔ شوہر کا جھگڑا ہو رہا ہے اور تم یہاں آرام سے بیٹھی ہو" اس نے بھی بیٹھتے ہوئے کہا۔"

چ چ چ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو تم مجھے اس سے انکوائری کے پاٹ پڑھا رہی تھی ان سے تو میں نے"

بہت اچھی بیوی بن جانا تھا" ھدیٰ نے ناراض ہوتے ہوئے اس سے پوچھا۔ اس نے گراؤنڈ میں دیکھا سب لوگ ان کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے دونوں ہاتھوں سے لڑ رہے تھے اسی لیے کسی کا بھی زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔

ہاں!اگر یہ دو چار ہاتھ تم لگا رہی ہوتی تو میں بھی ایسے ہی مزے سے بیٹھی تماشہ دیکھتی" صبا نے ناک پھلاتے ہوئے" کہا۔

چلو اگر تمہاری یہ ہی خواہش ہے تو میں بھی حصہ ڈال لیتی ہوں" ھدیٰ نے سیٹ سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ہاتھ" میں پکڑی پانی کی بوتل کو نشانے پر رکھ کر ہوا میں اچھالا۔ چونکہ جہاں جھگڑا ہوا تھا وہ جگہ ان کی سیٹوں سے زیادہ دور نہیں تھی اس لئے بوتل اڑتی ہوئی اس لڑکے کے سر پر لگی جو تھوڑی دیر پہلے فصیح سے لڑ رہا تھا۔

اوپس!مائی بیڈ" اس نے دانت نکالتے ہوئے صبا کی طرف دیکھا۔"

بس کر دو ڈرامے جانتی ہوں میں تمہیں اچھی طرح سے" صبا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے کہنے پر گراؤنڈ میں" نہیں گئی تھی لیکن اس نے اپنا کام کر لیا تھا۔

وہاں سے واپس آتے ہوئے اس نے جیک سے کوئی دس مرتبہ پوچھا کہ چھوٹی عمر میں لڑکیوں کی شادی کرنے کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے اسے ھدیٰ کی عمر بیس اکیس سے زیادہ نہیں لگی تھی یہ وہ عمر تھی جس میں

مغرب کے لوگ اپنا مستقبل بنانے پر غور کر رہے ہوتے ہیں یا جن کو مستقبل کی فکر نہیں ہوتی ایڈوینچر کے نام پر لوگوں کا جینا حرام کر رہے ہوتے ہیں اس نے پچھلی بار اسے گٹار بجاتے دیکھا تھا اس لڑکی کے پاس ہنر تھا اور اس کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ ذہین بھی ہے تو پھر اس نے اتنی چھوٹی عمر میں شادی کیوں کر لی؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا تم اسسٹنٹ ہو اس کے؟" ایرک نے جیک کو ایلِس کے گھر سے باہر اس کے انتظار میں پایا تو پوچھا۔"

ایسا ہی کچھ ہے" اس نے گاڑی سے ٹیک نہیں ہٹائی۔"

میں لے جاؤں گا اسے۔ تم جا سکتے ہو" ایرک نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے دراصل اسے یہاں سے دفعہ ہونے کا" کہا۔

اوکے جب وہ تمہارے ساتھ چلی جائے گی تو میں بھی چلا جاؤں گا" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"

آر یو انٹرسٹڈ ان ہر (کیا تم اس میں دلچسپی رکھتے ہو؟)" ایرک نے خود بھی اسی کی گاڑی سے ٹیک لگائی۔

اگر میں ہاں کہوں تو؟" جیک نے نظروں کو ناک کی سیدھ میں رکھتے ہوئے پوچھا۔"

تو مشکل ہو جائے گی۔ میرے لیے نہیں۔ تمہارے لیے" اس نے تینوں باتوں کو لمبا لمبا وقفہ رکھتے ہوئے کہا۔"

کیا مجھے مشکلات سے ڈر جانا چاہیے؟" اس نے چہرہ اس کی طرف موڑتے ہوئے پوچھا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے" کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

ان مشکلات سے بے شک نہ ڈرو لیکن اس مشکل سے ضرور پوچھ لو کہ وہ کیا چاہتی ہے" ایرک نے گیٹ کی طرف آتی" ایلِس کی طرف اشارہ کیا جو ایرک کو دیکھتے ہی لنگڑا کر چلنے لگی تھی جیسے وہ بڑی مشکل سے یہاں تک پہنچی ہو۔

میرا خیال ہے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیسٹ آف لک۔ مگر میں کھیلے بغیر پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں""" ایرک اسے کہتے ہوئے ایلِس کی جانب بڑھا۔

چونکہ وہ کمپنیوں کو ضم کرنے جارہے تھے اس لیے ایسا ہونے سے روکنے تک ایلس کو ایرک کو برداشت کرنا ہی تھا مگر وہ اس وقت اسے برداشت کرنے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھی اس لیے وہ مسل کریمپ کا بہانہ بناتے ہوئے واپس چلی گئی۔ جیک بھی آج کل اپنا بزنس شروع کرنے پر کام کر رہا تھا اس سلسلے میں اسے بھی چند لوگوں سے ملنا تھا تو وہ بھی اسے گھر کے اندر جاتا دیکھ کر لوٹ گیا۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبا!" اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے اسے کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔"

ھدیٰ! تم اٹھ گئی؟ کیا ہوا تھا؟ تم آنٹی کے گھر کیوں گئی تھی؟ تم نے تو کہا تھا کے تم ٹھیک ہو پھر بے ہوش کیوں ہوئی؟" اس نے ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھے۔

آرام سے کچھ بھی تو نہیں ہوا مجھے میں نے شاید ٹیکسی والے کو غلط ایڈریس دے دیا تھا" اس نے صبا کے پریشان" چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تمھیں پتہ بھی ہے میں کتنی پریشان ہو گئی تھی؟ کیا کرتی ہو تم؟ میں نے منع بھی کیا پر تم چلی گئی اور پھر انس کو بھی" واپس بھیج دیا" صبا نے غصہ کیا۔

مجھے یہاں کون لایا؟"ھدیٰ کی آنکھوں میں پریشانی تھی کیونکہ بے ہوش ہونے سے پہلے جس آخری شخص کو اس نے دیکھا تھا وہ فصیح تھا۔"

کیا تم پہلے بھی کبھی بے ہوش ہوئی ہو؟"اس نے ڈاکٹر کا پوچھا جانے والا سوال اس سے پوچھا۔"

نہیں تو کبھی بھی نہیں"اس نے اطمینان سے جھوٹ بولا"کیا کسی نے تمہیں وہاں دیکھا؟"صبا نے اب بالوں میں لگے گجرے کو اتارا۔"

نہیں"ھدیٰ نے بہت آہستہ آواز میں جواب دیا جیسے وہ خود سے کلام کر رہی ہو۔"

اب تم وہاں نہیں جاؤ گی۔بلکہ اب تم گھر سے باہر ہی نہیں جاؤ گی۔کیا کہے گا تمہارا شوہر کے میری صیح سلامت بیوی کو کیا کر کے بھیج دیا"صبا نے اسے غصے سے کہا۔"

اچھا تو اس کا شوہر بھی ہے جس کے پاس اسے واپس جانا ہے اگر اسے اس کے پاس واپس جانا ہے تو اب اسے اس شخص سے دور رہنا ہو گا کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ صرف پاگل ہو سکتی ہے اور پاگل کہاں گھروں کو لوٹتے ہیں۔

مجھے پھو پھو کا فون آیا تھا یہاں آنے سے پہلے وہ مجھے بلا رہیں تھیں کہ میں ان سے آکر مل جاؤں شاید وہ بیمار ہیں''
ھدیٰ نے کہتے ہوئے اپنا سر جھکایا جیسے کوئی مجرم اپنا جرم دہرانے کے بعد جھکاتا ہے۔

کیا تم جانا چاہتی ہو؟''صبا نے ہونقوں کی طرح اس کی طرف دیکھا۔''

ہاں صرف چند منٹ کے لیے پھر پتہ نہیں میں کب آؤں''اس نے متانت سے اس کے چہرے کو دیکھا۔''

تم نے کیوں ان لوگوں کو اپنی زندگی کا روگ بنایا ہوا ہے بس کر دو اب''صبا نے ہاتھ میں پکڑے جھمکوں کو ڈریسنگ'' ٹیبل پر پھینکا اس کی مایوں کی رسم میں اس کی واحد دوست جن لوگوں کی وجہ سے بے ہوش پڑی رہی تھی وہ اسے ان ہی لوگوں کے پاس کیسے دینے جا سکتی تھی۔

وہ لوگ میری زندگی کا روگ نہ بنے اسی لیے مجھے ایک آخری بار ان سے ملنا ہو گا''وہ بیڈ سے اٹھی اور جوتے پہننے لگی۔''

ٹھیک ہے پھر تم امی اور ابو کے ساتھ ان سے ملنے جاؤ گی اور ان کے ساتھ ہی واپس آؤ گی" صبا نے اسے باتھ روم کی طرف جاتے دیکھ کر اپنا فیصلہ سنایا وہ اسے اکیلے ہرگز نہیں بھیج سکتی تھی۔

ٹھیک ہے میری اماں۔سوری" اس نے اس کے پیلے جوڑے کی طرف اشارہ کرکے اس کی شادی کی اہم رسم کو خراب کرنے پر معذرت کی۔

میرے لیے تم بھی اتنی ہی اہم ہو جتنا حیدر یقین مانوں میں کبھی بھی جان نہیں پائی کہ مجھے تم دونوں میں سے کس سے زیادہ محبت ہے" اس نے شیشے میں اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ فائلز میں الجھا بیٹھا تھا جب دروازے کا لاک کھلنے کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا جیک کے علاوہ صرف وہی تھا جو خود لاک کھول کے آسکتا تھا اور آج چوتھا دن تھا وہ ہر رات آجاتا پھر نہ خود سوتا اور نہ ہی اسے سونے دیتا۔جیک کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ خود اٹھا کے اسے اس کے گھر چھوڑ آئے اس نے تھوڑی بھیجا تھا اس کی بیوی کو۔

اٹھو یہاں سے" جیک نے اسے باقاعدہ بازو سے کھینچ کر صوفے سے اٹھایا اور لاؤنج کے دروازے کی طرف دھکیلا۔"

اس سے پہلے کے مصعب کو سمجھ آتی وہ اسے باہر نکال کر دروازہ بند کر چکا تھا۔

بھائی ایک دن بس۔ہاں؟" اس نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے جیک کی منت کی۔"

دیکھو اگر تم نے ایک اور بار دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے پاکستان فون کر دینا ہے" اس کی اس بات پر دروازے پر اس" کا مسلسل بجتا ہاتھ رکا۔

بھائی پلیز؟" اس نے ایک بار پھر رونے والی آواز نکال کر منت کی۔"

کیا مسئلہ کیا ہے تمہارا؟ تم اپنے گھر کیوں نہیں جاتے؟" جیک نے دروازے سے منہ نکالتے ہوئے کہا"

سمجھا کرنہ یار گھر میں کوئی نہیں ہے" اس نے دھکا لگاتے ہوئے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔"

پچھلے بیس سالوں سے تم اکثر اکیلے ہی رہتے آئے ہو۔یہ کوئی نئی بات نہیں ہے "اس نے بھی برابر کا زور لگایا۔وہ آج" رات اپنا بزنس کا منصوبہ مکمل کرنا چاہتا تھا جو اس کی موجودگی میں ممکن نہیں تھا۔

کیا تمہیں اسٹنٹ نہیں چاہیے ؟"مصعب نے اس کو لالچ دی وہ ویسے بھی اس کی مدد کرنا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کے نیا" بزنس شروع کرنا ہرگز آسان کام نہیں لیکن جیک نے اسے اس بات سے دور رہنے کا کہا تھا یقیناً وہ یہ سب اپنے بل بوتے پر کرنا چاہتا تھا۔

میں اتنا مہنگا اسسٹنٹ افورڈ نہیں کر سکتا "جیک نے بند دروازے کے پار سے جواب دیا۔"

صرف کھانا اور سونا۔میں اتنا مہنگا نہیں ہوں "اس کی کوشش سے محسوس ہو رہا تھا کے وہ واقع ہی گھر نہیں جانا چاہتا۔"

اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تو اتنا بڑا مجنوں نکلے گا تو میں "جیک نے دروازہ کھولتے ہوئے بات ادھوری ہی چھوڑ دی۔جب سے" وہ اس کے ساتھ تھا اس نے مصعب کا رویہ سوائے خود کے ہر ایک سے سرد ہی پایا تھا

وہ الفاظ سے زیادہ اپنی آنکھوں میں موجود تاثر سے انسان کی جان نکال لینے کی صلاحیت رکھتا تھا شادی کے بعد اس نے اس کو ایک ذمہ دار شوہر کے روپ میں پایا لیکن جس دن سے ھدیٰ پاکستان گئی تھی اس دن سے وہ اس کا کوئی اور ہی

روپ دیکھ رہا تھا جیسے کسی بچے سے اس کا واحد کھلونا چھن جائے تو وہ بولا یا بولایا پھرتا ہے بالکل وہی حال اس کا تھا شاید یہ لَو سِکنیس تھی۔

صرف تب تک جب تک یہ کام مکمل نہیں ہو جاتا" جیک نے فائلز کی طرف اشارہ کیے اسے ہائر کیا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سب لڑکیاں لاؤنج میں بیٹھی مہندی لگوا رہیں تھیں جب انس اور حیدر کا کزن وسیم داخل ہوئے۔ وسیم نے اپنے گلے میں ڈھولکی لٹکائی ہوئی تھی اور انس نے ھدیٰ کے نئے سوٹ کا ہرا ڈوپٹہ جس کی کناری لگوانے کے لیے اسے بازار بھیجا تھا اوڑھ رکھا تھا۔ لڑکیوں کے درمیان جگہ بناتے ہوئے انہوں نے اپنا تماشہ شروع کیا۔

ذرا ڈھولکی بجاؤ گوریو

میرے سنگ سنگ گاؤ گوریو

وسیم نے ڈھولکی بجاتے ہوئے تان اڑائی پتہ نہیں وہ کس سے سیکھ کر آیا تھا مگر کافی اچھی ڈھولک بجا رہا تھا۔

یہ گھڑی ہے ملن کی

اک سجن سے سجن کی

اس نے گھونگھٹ میں چھپے انس کو میدان میں دھکیلا۔ جو باقاعدہ بالی ووڈ کی کروڑوں روپے لے کر ٹھمکے لگانے والی ہیروئن کی طرح ناچنا اور ساتھ ساتھ گانا شروع کر چکا تھا۔

گیت ایسا کوئی گاؤ گوریو

ایسی ڈھولکی بجاؤ گوریو

ذرا ان کی بھی تان دیکھ لو

آج ان کو بھی نچاؤ گوریو

انس نے لڑکیوں کی طرف ہاتھ لہرا لہرا کے گایا جو صرف شادی میں کھانے اور کپڑے دکھانے کی غرض سے آئیں تھیں صبا کی امی ان سب کو کافی دیر سے کہہ رہیں تھی کہ بھئی کوئی ڈھولک بجاؤ رونق لگاؤ مگر سب اپنے اپنے کاموں میں

مصروف تھیں اور اب مہندی لگوانے کے لیے پتہ نہیں کن کونوں کھدروں سے نکل آئیں تھیں اسی چیز کا شاید ان دونوں نے فائدہ اٹھایا اور خود ہی میدان میں کود پڑے۔ ساری لڑکیاں اسے ٹھمکے لگاتے دیکھ کر دانت نکالنے لگیں۔

یہ گھڑی ہے ملن کی

اک سجن سے سجن کی

بند کے ختم ہونے سے پہلے ہی انس اسی ہرے دوپٹے میں پھنس کر سویرا پر گر چکا تھا اس کے اس طرح گرنے پر سب لڑکیوں کے ساتھ ساتھ ویڈیو بناتی ھدیٰ کی بھی چیخ نکلی ایسا شاید اس نے اپنے ڈوپٹے کی درگت بنتے دیکھ کر کیا تھا۔ وسیم جو ڈھولک کا ذمہ وہاں موجود کسی لڑکی کو دے چکا تھا اس نے انس کو اٹھانے کے لیے ہاتھ دیا اور تھوڑا سا اوپر اٹھا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے اب کی بار انس محلے کی کسی آنٹی پر گرا جس نے اس کی پشت پر اتنے زور سے دودھموکے جڑے کے وہ اپنی پشت پر ہاتھ پھیرتا جلدی سے کھڑا ہوا اگر وہ کرتا اتار کر دیکھتا تو یقیناً آنٹی کا ہاتھ چھپا ہوا ملتا۔ لڑکیاں اس کی حالت کو دیکھ کر لوٹ پوٹ ہوئیں۔

ایسا ہو گا ناچ گانا

جھوم اٹھے گا یہ زمانہ

آج تم بھی آزمانہ

ہر ادائے دلبرانہ

ان دونوں کی نہ صرف آواز بلکہ ڈانس کے اسٹیپس بھی اتنے میچ کر رہے تھے سویرا سے یہ برداشت نہ ہوا اور وہ اٹھ کر میدان میں آئی جس پر ھدیٰ اور صبا نے منہ میں انگلی دباتے ہوئے لفنگوں کی طرح سیٹیاں بجائیں۔صبا ھدیٰ کے ہاتھ سے فون لے کر خود ویڈیو بنانے گی۔

یہ گھڑی ہے ملن کی

اک سجن سے سجن کی

سب نے مل کر تان اڑائی تو ماحول بن گیا۔

ذرا جلدی سے جاؤ گوریو

کوئی آئینہ تو لاؤ گوریو

انہیں ناز ہے بہت خود پر

انہیں آئینہ دکھاؤ گوریو

سویرا نے ان کا پورا پورا مقابلہ کیا وہاں تو با قاعدہ مقابلہ شروع ہو چکا تھا۔

یہ گھڑی ہے ملن کی

اک سجن سے سجن کی

اس کے بعد کا بند شاید وسیم اور انس دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا اس لیے لڑکیوں کا بند ختم ہونے سے پہلے ہی ان لوگوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اتنے میں انس کی نظر صبا کے پر پڑی جو اپنے ساتھ بیٹھی ھدیٰ کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ انس ھدیٰ کو کھینچتا ہوا نہ صرف میدان میں لایا بلکہ وسیم کے سر سے کیپ اتار کر ھدیٰ کے سر پر دی یعنی اپنی طرف سے اسے لڑکا دکھانے کی پوری کوشش کی گئی۔ کسی وید کو بلاؤ گوریو

نبض ان کی دکھاؤ گوریو

اس کا اتنے سال سے میوزک سے تعلق تھا جو اس وقت اس کی آواز اور سر میں باخوبی جھلک رہا تھا۔ وہ انس اور وسیم کے اسٹیپس کے ساتھ اسٹیپس میچ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ان کو حسن پر غرور ہے بہت

ھدیٰ نے سویرا کو ہاتھ سے پکڑ کر گول گول گھمایا۔

ان کا پارہ نیچے لاؤ گوریو

انس اور وسیم نے اکھٹے سویرا کے سر پر ہاتھ سے وزن ڈالا جیسے پارے کے ساتھ ساتھ اسے بھی زمین پر لا رہیں ہوں۔ جس پر چڑتے ہوئے اس نے دونوں کے ہاتھوں کو سر سے ہٹانے کی کوشش کی۔

یہ گھڑی ہے ملن کی

اک سجن سے سجن کی

گانا ختم ہوتے ہی ڈھولک بجانے والی نے زور سے تھاپ مار کر ڈھولک کو وسیم کے سپرد کیا جو ان کے درمیان میں بیٹھتے ہوئے ایک نیا گانا شروع کر چکا تھا۔ اور دلہن صاحبہ ویڈیو کا مخصوص حصہ کروپ کرتے ہوئے کسی کو سینڈ کرنے میں مصروف تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اور جیک اپنی اپنی فائل پر جھکے ہوئے تھے جب مصعب کے موبائل کی میسج ٹیون بجی وہاں صبا کے نمبر سے کوئی ویڈیو آئی ہوئی تھی۔انس،صبا یہاں تک کے انکل بھی ان چھ سات دنوں میں نہ صرف اس سے نمبر ایکسچینج کر چکے تھے بلکہ ہر دوسرے دن اس کو فون کر کے ھدیٰ کی خیریت بھی بتاتے اور اسے بار بار شادی میں آنے کی دعوت بھی دیتے رہے تھے جس کو اس نے انس کی شادی پر آنے کا وعدہ کرتے ہوئے ٹال دیا لیکن وہ انس کا پارسل اور صبا کا شادی کا تحفہ اور انکل آنٹی کے لیے تحفہ خرید کر بھیج چکا تھا جو شاید ابھی ان کو ملا نہیں تھا۔

کان میں بلیوٹوتھ اٹکاتے اس نے ویڈیو کو آن کیا وہ شاید شادی کی کسی رسم کی ویڈیو تھی چند سیکنڈ بعد اسے سکرین پر ھدیٰ نظر آئی اس نے مسٹرڈ کلر کا قمیض شلوار پہنا ہوا تھا اور کندھے پر اسی کے ہم رنگ دوپٹہ لٹک رہا تھا ہاتھوں پر شاید مہندی لگی ہوئی تھی اور کانوں میں بھی جھمکے تھے اس نے اسے ہمیشہ سادگی میں ہی دیکھا تھا یہاں تک کے ایلس اور اس کو ایک ساتھ دیکھ کر مصعب کو شدت سے احساس ہوا تھا کے وہ جیولری کے نام پر صرف کانوں میں ٹاپس ہی پہنتی تھی اس نے اسے گاتے ہوئے سن رکھا تھا اس لیے وہ اس کی آواز سے زیادہ اس کے کانوں میں ہلکورے لیتے جھمکے اور آنکھوں میں موجود چمک کو محو ہو کر دیکھ رہا تھا۔

اوئے!کہاں؟" جیک نے اسے اٹھ کر جاتے دیکھ کر پوچھا۔"

وہ منہ سے کچھ بھی بولے بغیر صرف ہاتھ ہلاتا ہوا دروازہ بند کر گیا۔ صبح سے سو تو وہ اس دن سے ہی نہیں پایا تھا شاید اب کام کرنا بھی مشکل تھا وہ حیران تھا کے جس وقت اسے یہ سب ہونا چاہیے تھا اس وقت کچھ نہیں ہوا اور اب اتنے سالوں بعد یہ سب ہو رہا تھا جیک اسے کہتا تھا کے اسے عام بیماری نہیں بلکہ لَو سِکنیس (محبت کی بیماری) ہے شاید اس لیے کہ اب وہ اس کی تھی اور وہ دسترس سے باہر کی چیزوں پر منہ مارنے والا مرد نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبا کے ولیمے سے اگلے دن ہی وہ انس کے ساتھ حیدر آباد کو روانہ ہوئی پتہ کافی پرانا تھا لیکن حیدر نے جتنی جلدی ہو سکا ھدیٰ کو معلومات اکھٹی کر دیں تھی مصعب کی ماں کا تعلق پاکستان سے تھا یہ بات اسے ایلِس نے ہی بتائی تھی اور اس کی بیماری کے بارے میں بھی کے شاید کوئی حادثہ ہوا تھا جس میں ان کی ڈیتھ ہو گئی مصعب چونکہ اس وقت بہت چھوٹا تھا اس لیے اس کا ذہن یہ سب برداشت نہیں کر پایا اور وہ ٹراما میں چلا گیا۔

اس نے اپنے جاننے والے سائیکائٹرسٹ سے اس بارے میں بات کی تو اس کا یہ کہنا تھا کے ٹراما کی

کیفیت کب تک رہے گی یہ بات وہ حتمی طور پر تو نہیں کہہ سکتا ہاں اس نے پی ٹی ڈی کے بہت سارے مریضوں کو انہی جگہوں یا لوگوں کے درمیان جن کی وجہ سے انہیں یہ بیماری ہوئی رہ کر اپنے اپنے ٹراما پر قابو پاتے دیکھا ہے۔ ھدیٰ جس پیشے سے منسلک تھی اس میں بچوں کی سائیکی کو سمجھنے کے لیے کسی ڈاکٹر کی بریفینگ کی ضرورت نہیں پڑتی وہ ان سارے حالات سے اتنا اندازہ تو لگا چکی تھی کہ وہ آج بھی اپنی ماں کی اس حادثاتی موت کو تسلیم نہیں کر پایا اسی لیے وہ اس ٹراما سے بھی نکل نہیں پایا تھا اب اس صورت میں ڈاکٹر کی ٹریمنٹ کے علاوہ ایک ہی چیز تھی جو اس کو اس ٹراما سے نکلنے میں مدد دے سکتی تھی اور وہ وہی کام کرنے اتنی دور جا رہی تھی۔

مصعب کے رشتے میں دور پرے کے کوئی ماما تھے جن سے اس کی ملاقات ہوئی وہ بہت ضعیف تھے زیادہ بول نہیں پائے مگر آپ بیتی چاہے سو صفحات پر مشتمل ہو یا دو پر اگر اختتام افسردہ ہو تو سنانے والے اور سننے والے دونوں کو تکلیف میں ڈال دیتا ہے ان سے قبرستان کا پتہ لے کر وہ بھاری دل سے وہاں سے آ گئی اس دنیا میں کیسے کیسے دکھ ہیں جو انسان اپنے سینوں میں بھید کی طرح چھپائے رخصت ہو جاتے ہیں کیا ایسے لوگوں کا دل نہیں کرتا کہ وہ اپنا دکھ بانٹ لیں یا لوگوں کو کندھے میسر نہیں جو ان کے دکھ سن کر ان کے آنسو خود میں جذب کر لیں یا پھر وہ لوگ محبوب سے ملے دکھوں کو محبوب کی طرح ہی قیمتی سمجھ کر دل کے اس کونے میں چھپا لیتے ہیں جہاں کسی عام انسان کی رسائی ممکن نہ ہو۔

اس نے کسی جگہ سن رکھا تھا کے قبر یا جنازے کی تصویر لینا گناہ ہے لیکن جو اس قبر کے اندر آرام کی نیند سو رہی تھی اس کے جگر کے ٹکڑے نے تو اسے اب تک مرنے ہی نہیں دیا وہ تو اب بھی اُس میں زندہ تھی اس لیے اِس نے ان کو مردہ جاننا گناہ سمجھا اور چپکے سے ان کی قبر کی تصویر لی فاتحہ پڑی اور ان کی قبر پر سر کی

طرف جھک کر سر گوشی میں ان کو بتایا کہ وہ ان کہ کیا لگتی ہے۔ قبروں کے سرہانے جھک کر ان سے کلام کرنے کی اس کی عادت بہت پرانی تھی وہ اپنے والدین سے ہمیشہ اسی انداز میں بات کرتی آئی تھی۔ ایسا کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جیسے سننے والے نے باقاعدہ خدا سے مہلت لے کر اس کے کان میں بھی جوابی سر گوشی کی ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آنٹی اور انکل گاڑی میں اس کا انتظار کر رہے تھے اور وہ کمرے میں بیٹھی اپنے ہاتھوں کو رگڑنے میں مصروف تھی ایسا نہیں تھا کے وہ کمزور تھی لیکن بہادر سے بہادر انسان بھی ایک بار جہاں سے چوٹ کھاتا ہے اس جگہ واپس جانے سے پہلے ایسا ہی کچھ محسوس کرتا ہو گا۔

وہ ان کا آخری سمیسٹر تھا جب اسے تایا کا فون آیا وہ اسے اس سمیسٹر بریک میں گھر آنے کا کہہ رہے تھے پھوپھو اور تائی نے تو پچھلے ایک سال سے ہی رخصتی کی رٹ لگائی ہوئی تھی مگر ان کی پڑھائی کے درمیان ایسا ممکن نہیں تھا فصیح اور صبا اپنی سمیسٹر بریک میں گھر سے ہو آتے تھے پہلے سال تو وہ بھی گئی تھی۔ مگر دوسرے سال اسے شانزے کی

یونیورسٹی فیس بھی جمع کرنی تھی دراصل وہ تو پھوپھو کو ہر مہینے پیسے بھیجتی تھی تاکہ وہ انہیں میں سے اس کی فیس بھی رکھ لیں مگر انہوں نے گھر کے اخراجات بڑھ گئے ہیں اور میں گھر کا کچھ حصہ بھی دوبارہ سے تعمیر کروا رہی ہوں کا کہہ کہ اسے پریشان کر دیا تھا وہ اپنا خرچ بھی خود ہی اٹھا رہی تھی اس لیے اب ایک ہی حل تھا کے وہ سمیسٹر بریک میں ڈبل شفٹ میں کام کر کے اس کی فیس جمع کرے ورنہ وہ جانتی تھی کہ شانزے چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جاتی ہے۔ یہ ان دنوں کی بات

تھی جب وہ میوزیکل سٹور پر کام کرتی تھی۔ اس لیے وہ گھر نہیں گئی اور بریک کے آخر تک ان کو پیسے جمع کر کے بھیجوا دیے۔ پھر اگلے سال شانزے نے اس سے فون کا ذکر کیا کہ اس کی سب دوستوں کے پاس مہنگے فون ہیں اسے اپنا فون لے کر جاتے ہوئے شرم آتی ہے تو اس نے پھر دن رات لگا کر پورا مہینہ کام کیا اور اسے فون کے پیسے بھیج دیے مگر اس سال اسے جانا ہی تھا۔ اس نے ولیم اور اینڈی کو بتایا کے تایا اور پھوپھو اس کی رخصتی کروانا چاہتے ہیں جس پر انہوں نے اسے زبردستی تیاریوں کی رقم تھمائی اور شادی پر آنے کا وعدہ کیا۔

وہ کافی دنوں سے بازار کے چکر لگا رہی تھی اس نے ولیم کے دیے ہوئے پیسے پھوپھو کو پکڑا دیے کہ وہ خود ہی تیاری کر لیں گی لیکن ایسا نہ ہوا الٹا پھوپھو اس کے ہاتھ میں ہی چند ہزار پکڑا کر سو چیزیں گنوا دیتی کے صبا کے ساتھ جا کر لے آؤ۔ جب اس نے کم پیسوں میں زیادہ چیزوں کی خریداری میں اپنے ساتھ ساتھ صبا کو بھی ذلیل ہوتے محسوس کیا تو وہ شانزے کے پاس آئی کے باقی کے دن وہ اس کے ساتھ بازار چلے مگر شانزے نے اسے عجیب سے انداز میں جواب دیا کہ وہ دھوپ میں بازار نہیں جائے گی ہاں اگر موسم ٹھیک ہوا تو وہ سوچے گی۔ وہ جب سے پاکستان واپس آئی تھی اسے

سب کے رویوں میں واضح تبدیلی محسوس ہوئی تھی لیکن اس نے اسے اتنے سالوں کا گیپ سمجھ کر اگنور کر دیا اس دن بھی وہ صبا کے ساتھ بازار سے اپنے مایوں کا جوڑا لے کر واپس آئی۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں نہ کے رخصتی کے چند دن بعد وہ واپس چلی جائے گی اور فصیح یہیں رہے گا تمہارے پاس تو تمہیں کیا مسئلہ ہے پھر؟" پھوپھو کی بات میں لفظ تمہارے پاس نے اسے کمرے کے باہر ہی رک جانے پر مجبور کیا۔

"لیکن امی وہ فصیح کی بیوی بھی تو کہلائے گی نہ" شانزے نے ماں کے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھ چھڑوائے۔

"وہ اس کی بیوی تم سے پہلے سے ہی ہے اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے" پھوپھو کی آواز میں چڑچڑاہٹ تھی جیسے وہ اسے سمجھاتے سمجھاتے تھک گئیں ہوں۔

"لیکن امی ان کے نکاح کے وقت بھی آپ نے یہی کہا تھا کے تایا ضد کر رہے ہیں بعد میں آپ سب سنبھال لیں گی"" ان کی باتیں سمجھنے کے لیے انسان کا حواس میں رہنا ضروری تھا جو کہ اس وقت اسے سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔

"ہاں تو میں نے سنبھالا بھی تو ہے۔ پچھلے سال کتنی دھوم دھام سے شادی کی تھی تم لوگوں کی" پھوپھو کی آواز اسے کوئی عام آواز نہ لگی۔ وہ تو موت کے فرشتے جیسی آواز تھی ایسا لگتا تھا کہ بس وہ بہت قریب ہے ابھی حاضر ہو گا اس کی جان کو نکال لے گا مگر وہ غلط تھی جان کنی کا مرحلہ اتنا آسان نہیں ہوتا۔

امی آپ فصیح سے کہیں کے وہ اسے رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے" کیا وہ اس لڑکی کی آواز تھی جس کو اس نے اپنی چھوٹی بہن سمجھا تھا وہ تو خود اس کے لیے فصیح سے لڑ جاتی تھی اور آج؟ آج وہ کیا کہہ رہی تھی۔

تم سمجھ کیوں نہیں رہی پچھلا سارا سال میں سب کو یہ کہتی رہیں ہوں کے تمہاری اور فصیح کی شادی ھدیٰ کی مرضی" سے ہو رہی ہے اس کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی اس لیے وہ چاہتی ہے کے فصیح تم سے شادی کر لے تا کہ تم تینوں کی زندگی میں کوئی کمی نہ رہے اب کیسے ایک دم سے طلاق دلوا دوں لوگ تو تھو تھو کریں گے مجھ پر اور ھدیٰ؟ تمہارا کیا خیال ہے وہ چپ رہے گی تم جانتی نہیں ہو اسے کس ماں کی اولاد ہے وہ اسے کسی کا کوئی ڈر ہے اتنے سالوں سے گھر سے جان چھڑوا کر آزاد پھر رہی ہے" پھوپھو کے منہ سے الفاظ نہیں زہر کے تیر نکل رہے تھے جو سیدھا اس کے دل پر لگے وہ حیران تھی کے اب تک وہ زندہ کیسے ہے وہ مر کیوں نہیں جاتی وہ پچھلے چار سالوں سے اپنے شوہر کی نظروں کے سامنے ان دونوں کے لیے اپنے سونے کا وقت قربان کر کے کمانے میں مصروف تھی اور یہاں نہ صرف اس کے کردار کی دھجیاں اڑائی گئی بلکہ اس کے شوہر کی دوسری شادی کروا دی گئی اور اسے سب کی نظر میں بانجھ ثابت کروا دیا جبکہ اس کی تو رخصتی بھی نہیں ہوئی تو کیا ان کو الہام ہوا تھا۔ جتنی محنت وہ باہر ان کے لیے کر رہی تھی اتنی ہی محنت ان لوگوں نے بھی کی تھی اسے اپنی زندگی سے نکال پھینکنے کے لیے۔

تو اماں میری شادی سے پہلے اس کی طلاق کرواتی نہ آپ۔ میں اس کو ویسے برداشت نہیں کر سکتی کجا کہ سوت کے طور" پر برداشت کرنا" یہ اس کی شانزے تھی جو میری شانزے میری شانزے کہتے تھکتی نہیں تھی۔

شاپنگ بیگ اس نے لاؤنج میں صوفے پر رکھے اور اندر آتی ہوئی صبا جو کہ گاڑی سے سامان نکال کر اسے دینے آئی تھی کو پانی پلایا۔

کیا ہوا تمہیں مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟" صبا نے پانی پیتے ہوئے اسے اپنی چہرے کی طرف دیکھتے پا کر پوچھا۔"

کچھ نہیں تم جاؤ اور شام کو جلدی آجانا" وہ اسے گلے سے لگاتی ہوئی بولی۔"

ہاں تمہیں پارلر بھی تو لے کر جانا ہے" صبا نے کہا۔"

ٹھیک ہے اب تم جاؤ" وہ صبا کو بازو سے پکڑ کر لاؤنج کے باہر لے گئی۔"

اچھا نہ جاتی ہوں۔ دھکے دے کر تو نہ نکالو" صبا کو لگا جیسے ھدیٰ میں کوئی سودائی گھس گیا ہو۔"

اگلی بار آؤ گی تو نہیں نکالوں گی" اب کی بار اس نے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی ایسا کرتے ہوئے اسے جسم کی ساری" طاقت لگانی پڑی تھی مگر وہ اسے وہاں سے جلد از جلد بھیج دینا چاہتی تھی۔

امی آپ کو پتہ ہے نہ میں پریگنینٹ ہوں اور فصیح بھی نہیں چاہتا کہ میں سٹریس لوں مگر آپ لوگوں پر اس کی رخصتی کا بھوت چڑ گیا ہے" یہ شانزے کی آخری بات تھی جو وہ دروازے کے باہر سے سن کر وہاں سے ہٹ گئی۔ کتنی پاگل تھی وہ اب بھی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ یہ سب آج بھی اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چل رہا تھا بس اس فلم کو دیکھنے والی آنکھیں پتھرا گئیں تھیں۔

ٹک ٹک !ھدیٰ باجی کب تک آئیں گی امی اور ابو انتظار کر رہے ہیں" انس نے کمرے میں جھانک کر پوچھا۔"

ہاں میں آگئی بس" اس نے بیڈ پر رکھی چادر کو اوڑھا اور انس کے پیچھے چل دی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم سکول کیوں نہیں آئے ؟" اس نے دکان میں گھستے ہی اپنے مخصوص انداز میں اس کے سر پر تھپڑ لگایا۔"

کیا تم آئی تھی ؟" اس نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا کہ الیگزینڈرا نے اسے کیسے ڈھونڈا۔"

ہاں؟ کیا تم آئے تھے؟" اس نے کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں میری جم کلاس تھی بس" اس نے رنگوں کو گھولتے ہوئے کہا۔"

اچھا مجھے لگا تم سکول ہی نہیں آئے" وہ اس کے تیزی سے چلتے ہاتھوں کو تکنے لگی۔"

تمھیں یہاں کا کس نے بتایا؟" اس نے ٹیپ کو اٹھاتے ہوئے مخصوص کناروں پر لگانا شروع کیا۔"

میں نے ایک جن ہائر کیا ہوا ہے اس نے" الیگزینڈرا نے خوامخواہ مسکراتے ہوئے کہا۔"

اچھا چڑیلوں کو بھی جن ہائر کرنے پڑتے ہیں؟" اس نے پلٹ کر اسے دیکھا جو جھک کر اپنے جوتے کے کھلے تسموں کو" باندھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تمہیں دادی یاد کر رہیں تھیں" اس نے جھکے چہرے کے ساتھ ہی کہا ابھی وہ چہرہ اٹھا کر یہ بات کرنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔"

کیا تم آؤ گے ؟" اس سے جواب نہ پا کر وہ دوبارہ بولی۔"

نہیں۔مجھے یہ کام ختم کرنا ہے" اس نے آواز کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔شاید اس نے مڑ کر الیگزینڈرا کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ لی تھی۔"

تو کل آجانا" اس نے پھر کہا اگر وہ اس کے سامنے جھکی بیٹھی تھی تو اسے تیسری بار بھی پوچھ لینا چاہیے تھا۔"

کل تو بالکل نہیں۔مجھے ضروری کام سے جانا ہے کہیں" شاید وہ جان گیا تھا کہ وہ اسے کیوں بلانا چاہتی ہے۔"

تو ضروری کام کے بعد آجانا؟" وہ اب بھی تسموں سے لڑ رہی تھی۔"

میں یہاں کام کر رہا ہوں تم جاؤ یہاں سے "اس نے جھکتے ہوئے اس کے جوتے کے تسمے بند کر کے اس کی مشکل آسان کی دراصل وہ اسے جھک کر خود سے سوال کرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔"

ٹھیک ہے تم کام کر لو پر بتاؤ آؤ گے نہ "اس نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔"

تم جاؤ یہاں سے "اس نے اپنے ہاتھ جس میں برش پکڑ رکھا تھا سے اشارہ کیا۔"

ٹھیک ہے "اس کے رن سے بھرے برش سے کچھ قطرے الیگزینڈرا کے چہرے پر گر چکے تھے جسے صاف کیے بغیر" ہی وہ پلٹ کر دکان سے باہر نکل گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کے تقریبا ایک بج رہے تھے جب وہ لاک کھولتا ہوا گھر میں داخل ہوا جیک کا کام کل ہی مکمل ہو گیا تھا اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی آج اسے گھر آنا پڑا۔ وہ اسے گھر میں ہر طرف چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔ کب تک وہ اس کے خیالات سے بھاگ سکتا تھا اس لیے اس نے دور جانے کی بجائے اس کے پاس آنے کا فیصلہ کیا اور گھر واپس آ گیا۔

وہ کافی راتوں سے ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا اس لیے چینج کرتے ہی بیڈ کا رخ کیا جہاں لیٹتے ہی وہ بھی اس کے پہلو میں محوِ استراحت ہوئی وہ اسے رخ موڑ کے دیکھتا نہیں تھا کیونکہ رخ موڑنے پر شاید وہ برا مناجاتی اور ہوا میں تحلیل ہو جاتی۔وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہتا تھا مگر اس ڈر سے ہاتھ نہیں بڑھاتا کہ اگر وہ صرف ایک خیال ہوئی تو؟وہ اس خیال کو ٹوٹنے نہیں دے سکتا تھا۔انتہا کا پریکٹیکل انسان ہونے کے باوجود بھی ان بارہ دنوں میں اس کے دل میں ایک خوف سرائیت کر گیا کہ اس کا ملنا انکی شادی اور اس کے ساتھ گزارے ہوئے اتنے سارے دن اگر یہ سب محض ایک خواب ہوا تو؟اگر اسکی نیند کھلی اور وہ اس کے پاس نہ ہوئی تو؟اس تو کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اسی وقت ھدیٰ نے نیند میں کروٹ لی اور اس کا دائیاں ہاتھ پوری شدت سے مصعب کے چہرے پر لگا جس سے ھدیٰ نیند اور مصعبخیالات کی وادی سے ایک پل میں باہر آئے۔

ھدیٰ؟"ان نے لائٹ آن کرتے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کے گال کو انگلی سے چھو کر دیکھا۔"

مصعب خون"اس نے نیند سے بھری آنکھوں کو زبردستی کھول کے رکھا ہوا تھا۔"

وہ سچ میں اس کے سامنے بیٹھی ہے اس بات کا یقین کرنے کے لیے اس نے آگے کو جھک کر اسے گلے لگایا۔

مصعب آپ کی گال سے خون نکل رہا ہے" وہ ابھی بھی اس کی گال پر بہتی خون کی لکیر کو تک رہی تھی۔"

شاید یہ بینگلز لگ گئے ہیں آپ کو" اس نے اپنی شہادت کی انگلی سے اس کے رخسار کے اس حصے کو دبایا جہاں سے" خون بہہ رہا تھا۔

یہ کنگن اس کو صبا کی امی نے واپسی پر شادی کے تحفے کے طور پر دیے تھے جو انہوں نے اس کے لیے اور صبا کے لیے بہت عرصے سے بنوا کر رکھے تھے۔

تم کب آئی؟" اس نے بچوں کی طرح منہ پھلایا۔ اب اسے بھی اس سے اتنے دن کے لیے دور جانا چاہیے جتنے دن وہ" رہی تھی اس کے دل نے تجویز دی۔

میں! گیارہ بجے" ھدیٰ نے وال کلاک پر نظر ڈالتے ہوئے بتایا وہ سائیڈ ٹیبل سے بینڈ ایج نکال کر اس کے زخم پر لگا" چکی تھی۔

مجھے بتایا کیوں نہیں" اگر اس کے اتنے دن دور رہنے پر اسے کوئی فرق نہ پڑا تو؟ دماغ نے دل کی بات کو جھٹلایا۔"

اگر میں بتا کے آتی تو مجھے کیسے پتہ چلتا کے آپ آدھی رات کے بعد گھر آتے ہیں" اس نے آنکھیں نکالتے ہوئے انکوائری شروع کی۔"

تم نے تو پندرہ دن بعد آنا تھا" وہ اب بھی اس سے ناراض ہی ہے چاہے اسے پتہ چلے یا نہ۔"

کیا واپس چلی جاؤں؟" اس نے رخ موڑ کر بیڈ سے اترنے کی کوشش کی۔"

میں نے یہ کب کہا؟" مصعب نے کھینچتے ہوئے اسے دوبارہ اپنے سامنے بٹھایا۔"

اچھا چلیں یہ لاک کھولیں پہلے ہی آپ کو لگ گیا ہے کہیں دوبارہ نہ لگ جائیں" اس نے اپنا دائیاں ہاتھ اس کے سامنے کیا جس میں سونے کے کنگن نظر آرہے تھے۔"

چلو باہر چلتے ہیں" اس کا دل اور دماغ اسی سزا پر متفق ہوا کے بیوی کو ساری رات جگایا جائے اس نے جان بوجھ کر اسکی لاک کھولنے والی بات کو ٹال دیا۔"

رات کے ڈیڑھ بج رہے ہیں باہر کہاں؟" وہ وہیں بیٹھی رہی۔ "

تو پھر کیا ہوا" اس نے غور کیا کے اس نے سی گرین کلر کا قمیض شلوار پہن رکھا ہے۔ "

پھر یہ ہوا کے میں بہت تھک گئی ہوں کل چلیں گے" اس نے لیٹتے ہوئے جواب دیا۔ "

اگر میرے تین گننے تک تم نہ اٹھی تو میں تمہیں اٹھا کے لے جاؤں گا" اس نے دھمکی دی۔ "

ٹھیک ہے میں انتظار کرتی ہوں اس تین کا جس کے بعد آپ ایسا کریں گے" اسے لگا وہ مذاق کر رہا ہے اس وقت باہر کون جائے گا وہ تو خود تھکا ہوا ہو گا۔ "

وہ اس کی ہٹ دھرمی دیکھتے ہوئے اسے گنتی شروع کرنے سے پہلے ہی اپنے بازوؤں میں اٹھا چکا تھا پر وہ بھی نیند کی ایسی پیاری نکلی کے اس نے آنکھیں نہیں کھولی۔

ٹھیک ہے اگر تم مجھ پر اتنی مہربان ہو ہی گئی ہو تو مجھے باہر جانے کی بجائے گھر میں رہنا زیادہ پسند ہے" اس نے جھک کر" اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اس وقت کمرے میں تو کیا گھر میں بھی کوئی نہیں تھا پھر اس طرح کی سرگوشی کرنے کا مطلب؟ مطلب سمجھتے ہوئے اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی اور جھٹ سے اس کے بازوؤں سے اترتی ہوئی اپنے جوتے ڈھونڈنے لگی۔ اس کی اس حرکت پر وہ پھیپھڑوں کا پورا زور لگاتے ہوئے ہنسا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شہر سے دور ٹاؤن کے کسی سکول میں اس کی فین میٹنگ تھی جسے اٹینڈ کرنے وہ صبح سے ہی آئی ہوئی تھی حالانکہ سارا کام مینیجنگ ٹیم خود ارینج کرتی تھی ان کی طرف سے اسے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی تھی مگر پھر بھی اتنی دور آکر اور شام تک بیٹھ بیٹھ کر وہ تھک گئی تھی اسی وقت اس نے دروازے سے جیک کو داخل

ہوتے ہوئے دیکھا۔

کیا آپ نے کچھ نیا لکھا ہے؟" اس کے سامنے کوئی سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ "

میں لکھ رہی ہوں ہو سکتا ہے جلد ہی اس پر کام شروع ہو جائے" اس نے لڑکی کی طرف پروفیشنل مسکراہٹ سے" دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اس کو لکھتے ہوئے کتنے سال ہو گئے ہیں؟" لڑکی نے اپنے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبا کر اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا۔"

کیا مطلب؟" ایلِس نے حیران ہوئے بغیر پوچھا۔"

مطلب آپ کب تک اپنی پرانی کہانیوں کو ہی پروڈیوس کریں گی" وہ ایک بار پھر ہنسی کنٹرول کرنے لگی ایلِس کو لگا" جیسے وہ اس پر ہنس رہی ہے۔

میرے پروڈیوس کرنے کے بعد وہ پرانی نہیں رہتیں" اس نے ٹیبل کے نیچے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنا غصہ کنٹرول" کیا۔ جس انڈسٹری میں وہ کام کر رہی تھی اس میں ایسے بہت سارے واقعات ہوتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ برے اور ایسے حالات کو فیس کرنا وہ اچھے طریقے سے جانتی تھی مگر اس بار سامنے بیٹھی لڑکی کی بات کسی حد تک سچی تھی۔

کیا آپ نے ہم سب کو پاگل سمجھ رکھا ہے؟" اس لڑکی نے خوامخواہ میں میز پر ہاتھ مارا تا کہ سب لوگ اس کی طرف" متوجہ ہو سکیں۔ اس کی اس حرکت سے صاف پتہ چل رہا تھا کے کسی سے پیسے لے کر اس کی پی آر خراب کرنے آئی تھی۔ مگر ایلِس نے کیمرہ کے پیچھے کھڑے آدمی کو کیمرہ آن رکھنے کا اشارہ کیا۔

ٹھیک ہے پھر ثابت کرو کے تم پاگل نہیں ہو" ایلس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھا۔"

مجھے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں" لڑکی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔"

ٹھیک ہے میں پولیس کو فون کرتی ہوں" اس نے پرس میں سے فون نکالتے ہوئے کہا۔"

پولیس؟ کیا کسی کو اس کی سچائی بتانا جرم ہے؟" لڑکی نہیں جانتی تھی کے وہ پاگل نہ بھی ہو تو سامنے بیٹھی خاتون اسے پاگل بنانے کا ہنر جانتی ہے۔"

ہاں مگر یہ تو جرم ہے نہ۔" اس نے لڑکی کا ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور ایک جھٹکے سے اپنا اور اس کا سر سامنے پڑی میز پر پٹخا جس پر دروازے کے پاس کھڑا جیک تیزی سے اندر آیا۔"

اب دونوں جیل چلتے ہیں وہاں آرام سے بتانا مجھے کہ دونوں میں سے کون پاگل ہے "ان دونوں کے ماتھے پر ہلکی ہلکی" خراش آئی تھی۔

پروڈکشن ٹیم نے کیمرے آف کروا دیے لیکن بہت سارے لوگ اس واقع کی ویڈیوز بنا چکے تھے اس لیے اس فین میٹنگ میں آئے کسی بھی شخص کو باہر جانے نہیں دیا گیا پھر اس سارے معاملے کو حل کرتے کرتے رات ہو گئی جیک کی وہاں موجودگی نے بہت سارے معاملات کو سنبھال لیا تھا سب لوگوں کو پیسے دے کر ان کے موبائلز میں موجود ویڈیوز کو خرید لیا گیا تا کہ یہ بات باہر نہ نکلے پیسے اتنے زیادہ تھے کہ لوگوں اپنے منہ بند رکھنے پر بھی با آسانی مان گئے۔

سب لوگ جانے کو تیار تھے جب جیک نے اسے اپنی گاڑی میں بیٹھتے دیکھ کر آگے بڑھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اس کی گاڑی کی چابی نکال کر ڈرائیور کی طرف اچھالی اور اس کا ہاتھ پکڑے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

کتنے پیسے دیے تھے تم نے اس کو؟" اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔"

کس کو؟" ایلِس کی آنکھیں سیاہ ہوئی تو کیا وہ اسے بتا چکی تھی۔"

جس نے یہ سارا تماشہ کیا؟"اس نے ٹرن لے کر گاڑی پارکنگ سے نکالی۔"

یہ تو تمہیں اس سے پوچھنا چاہیے تھا کہ اس نے کس سے کتنے پیسے لیے تھے میرا میچ خراب کرنے کے"اس نے چہرے پر مصنوعی غصہ لاتے ہوئے کہا۔

اسی سے پوچھ کر آیا ہوں"اس نے بات کرتے ہوئے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔"

کیا باتیں کر"بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی جب اس کی چیخ نکلی گاڑی اپنا کنٹرول کھو چکی تھی اور اس وقت وہ ایک" برج پر تھے جب تک جیک کو گاڑی کے کنٹرول کھونے کی خبر ہوئی تب تک بہت دیر ہو چکی تھی اب اگر وہ زیادہ سے زیادہ بھی کرتا تو وہ گاڑی کو برج سے گرنے سے بچا سکتا تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں۔اس نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے وہیل کو پوری طاقت سے گھمایا برج کے کناروں کو دھات اور سیمنٹ سے بنایا گیا تھا اگر وہ گاڑی کا جھٹکا برداشت کر لیتے تو جانی نقصان سے بچا جا سکتا تھا۔

گاڑی جھٹکے سے برج کے کنارے پر لگی اور کنارہ ٹوٹ کر گر گیا۔فرنٹ پر بیٹھے جیک نے وہیل گھمانے سے پہلے سیٹ بیلٹ کھولا اور اپنے ساتھ بیٹھی ایلِس پر جھک گیا کانچ کے ٹکڑے ہوا میں اچھلے اور اس کی ساری کمر کو زخمی کر گئے وہ کافی اچھا ڈرائیور تھا اس لیے اس کے آخری فیصلے سے زیادہ تو نہیں لیکن اتنا فائدہ ہو گیا تھا کہ گاڑی کا فرنٹ پارٹ برج

کے اوپر رہااور پچھلا تھوڑا حصہ برج کا کنارہ ٹوٹ جانے سے ہوا میں معلق ہو گیا لیکن اب بھی ان کے پاس موقع تھا اگر حواسوں کو بحال رکھا جاتا تو دونوں کی جان بچ سکتی تھی لیکن جیک کو کافی زیادہ چوٹ آگئی تھی اس نے ایک ہاتھ سے وہیل کو تھامے دوسرے ہاتھ سے ایلِس کا سیٹ بیلٹ کھولا وہ اس سے زیادہ جھک نہیں سکتا تھا اس لیے اسے دورازہ کھولنے کا کہا جو حواس باختہ سی بیٹھی تھی۔

ایلِس !ایلِس !کچھ نہیں ہوا۔ ادھر دیکھو!کچھ نہیں ہوا تم دروازہ کھولو اور اترنے کی کوشش کرو" اس نے آواز کو اونچا رکھتے ہوئے اسے پکارا جو اس کی طرف آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔

میرے ہاتھ کام نہیں کر رہے" اس نے گود میں پڑے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو کانپ رہے تھے اور اس کی ٹانگوں کا" بھی یہی حال تھا۔

میری طرف دیکھو!کچھ نہیں ہوا!اوکے؟" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے مسلسل حواس میں لانے کی " کوشش کر رہا تھا۔ ان کے پاس موقع تھا لیکن وقت نہیں۔

دیکھو ہم یہاں نہیں رہ سکتے ہمیں اترنا ہے۔ ہاں؟" اگر وہ اپنے ہاتھ ہلا سکتا تو وہ دونوں کب کے اتر چکے ہوتے۔ پر اس" کو تو شاید سننا بند ہو چکا تھا وہ ہوش میں تب آئی جب اس نے جیک کے سر سے خون کی دھار کو پھوٹتے ہوئے دیکھا۔

آرام سے کھولنے کی کوشش کرو ورنہ یہ اٹک جائے گا" اس نے یک دم اسے دروازے کے ہینڈل پر زور آزماتے دیکھ کر کہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ادھر دیکھو" وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایلِس گھبراہٹ میں دروازہ کھولنے کی کوشش کرے کیونکہ اس صورت میں شاید ہی ان دونوں میں سے کوئی بچ پاتا۔

کچھ نہیں ہوا ہم ٹھیک ہیں بس تمہیں یہ دروازہ کھول کر اترنا ہو گا۔ اوکے؟" وہ جانتا تھا کہ گاڑی کسی بھی وقت جھٹکا کھاتی ہوئی نیچے گر سکتی ہے لیکن یہ بات اس کو بتانے کا مطلب تھا کہ وہ اس آخری موقع کو بھی ہاتھ سے جانے دیتا۔

اس کی بات پر ایلِس نے لمبی سانس خارج کی اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے نیچے کو جھکی پاؤں میں پہنے ہوئے جوتے کو بمشکل اتارا اور اس کو دروازے کے لاک پر اس طرح سے مارا کے کچھ ٹوٹ کر نیچے گرا اور دروازہ جھٹکے سے کھل گیا وہ سیٹ سے جھکی ہوئی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر ہاتھوں کو زمین پر ٹکاتی ہوئی باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

جیک جانتا تھا کہ اُس کے باہر نکلنے سے گاڑی ان بیلنس ہو گی لیکن وہ جتنی جلدی ہو سکے اسے یہاں سے نکال دینا چاہتا تھا۔ اور ایسا ہی ہوا اس کے باہر نکلنے کی دیر تھی کہ گاڑی نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اب گاڑی کا زیادہ حصہ ہوا میں معلق

تھااور کم حصہ برج کے اوپر اور وہ اسی جگہ بیٹھی پھٹی آنکھوں سے سب دیکھ رہی تھی اس کی ٹانگوں میں اتنی جان نہیں تھی کے وہ ان کی مدد سے گاڑی سے باہر آپاتی اسی لیے وہ ہاتھوں کا سہارا لے کر اتری تھی اور اب۔ اب وہ کیا کرے وہ گاڑی کے اندر تھا۔ اور وہ جس نے گاڑی میں بیٹھے شخص کو خیالوں میں بھی مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اس کو وہ مرتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور اپنی جگہ سے اٹھ نہیں پارہی تھی اس کا دماغ سن تھا اور آنکھیں زار و قطار رو رہی تھی۔ اگر آج اس موقع پر اس کا جسم اس

کا ساتھ نہیں دے رہا تو اسے بھی گاڑی کے اندر رہ کر ہی موت کا انتظار کرنا چاہیے تھا وہ کیوں باہر آگئی۔ وہ تو اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا خواب دیکھتی تھی اور اب اسے مرنے کے لیے چھوڑ کر خود باہر آگئی تھی اسے اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی۔

وہ اس کو زمین پر جھکتا ہوا دیکھ رہا تھا اگر زندگی اسے موقع دے تو وہ ایک بار جائے اور اسے بتائے کے وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے اسے زندگی پیاری تھی اگر وہ اس کے ساتھ گزاری جاتی۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اس نے کبھی اس کی دوست سے محبت کے وعدے نہیں کئے تھے مگر وہ اس سے یہ وعدے کرنا چاہتا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی مگر وہ اسے ابھی بند کرنا نہیں چاہتا تھا وہ اسے اتنے سالوں چھپ کے دیکھتا آیا تھا آج اسے اس کے سامنے دل بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔

اسی وقت ایلِس نے ہمت کی اور خود کو گھسیٹ کر گاڑی کی طرف لانے لگی وہ ایسی زندگی نہیں چاہتی جس میں اس کا دل اسی جگہ مر جاتا اور جسم کو زندہ رکھنا پڑتا۔ اس نے دروازہ کھولتے ہوئے اپنا ہاتھ جیک کی طرف بڑھایا جو اس کی سیٹ

کی طرف جھکا ہوا تھا اپنا سارا زور لگا کر بھی وہ اسے باہر نہیں نکال پا رہی تھی شاید اُس کی ٹانگیں ڈرائیونگ سیٹ پر ہی پھنس گئیں تھی۔

جیک! جیک!" ایلس نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے پکارا۔ اس کی آواز میں موت کا خوف تھا جیسے" گاڑی میں موجود شخص اپنی جان کے ساتھ ساتھ اس کی جان کا کچھ حصہ بھی اپنی مٹھی میں لیے ہوئے ہو۔

دیکھو! تم کوشش کرو۔ تمہیں باہر آنا ہے۔ ہاں؟" اس نے لفظ اکھٹے کئے لیکن بات پھر بھی پوری نہ ہوئی۔"

اگر تم باہر نہ آئے تو میں کیسے زندہ رہوں گی؟ میری طرف دیکھو اور رحم کھاؤ مجھ پر" بالآخر اس نے بات پوری کر دی" اور اندر موجود شخصنے آنکھیں کھولی۔ تو اس کی محبت یک طرفہ نہیں تھی۔ ہو ہی نہیں سکتی اس وقت کوئی بھی باہر کھڑی لڑکی کے چہرے کو دیکھتا تو کہہ دیتا کہ وہ اندر بیٹھے شخص سے محبت میں کہیں زیادہ آگے نکل چکی ہے۔

اس وقت جیک نے جانا کہ وہ جو محبت محبت کرتا پھرتا تھا اس نے تو محبت کی ہی نہیں تھی محبت صبر مانگتی ہے جو اس نے نہیں کیا وہ جب بھی دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا تو اس کے پیچھے چل دیتا تھا سڑک پر چند قدموں کا فاصلہ رکھ کر اس کے ساتھ چلنے کے خواب دیکھتا تھا بس میں اس سے پچھلی سیٹ پر منہ چھپا کر بیٹھتے ہوئے اس کی محبت کے کلمے کو دہراتا رہتا تھا جیسے اگر اس نے یہ نہ کیا تو وہ اس سے محبت کرنا بھول جائے گا۔ اس کے بھائی کے خریدے گئے تحفے میں ایک چٹ

اپنے ہاتھ سے لکھ کر رکھ دیتا تھا کہ شاید وہ کسی دن پہچان جائے کہ وہ ان دعاؤں کی صورت میں اس تک اپنا تحفہ پہنچاتا رہا ہے۔ اسے محبت کو قائم رکھنے کے لیے یہ سب کرنے کی ضرورت تھی مگر وہ لڑکی۔ وہ تو کبھی اس کے پیچھے نہیں آئی تھی اس نے تو کسی کے تحفے کی آڑ میں کبھی اپنی دعائیں نہیں بھیجی تھی کیونکہ وہ صبر کرنا جانتی تھی اسے یقین تھا کہ اگر وہ یہ سب نہیں کرے گی تب بھی اس کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اسے محبت کے کلمے کو دوہرانے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہو ہی نہیں سکتی تھی محبت میں ایسے سہارے معذور محبتوں کو درکار ہوتے ہیں اور اس لڑکی کی محبت معذور نہیں تھی۔

گاڑی نے آخری جھٹکا کھایا اور اسی جھٹکے کے دوران جیک کی ٹانگ جو سیٹ میں پھنس چکی تھی نکل آئی اور اس نے باہر کھڑی لڑکی کا ہاتھ تھام لیا پھر کیا ہوا گاڑی کب پل پر سے نیچے گری انہیں کچھ ہوش نہیں رہا۔ ہوش تھا تو بس اتنا کہ ان دونوں کو زندگی کی نوید سنا دی گئی تھی دونوں خون میں لتھڑے بیٹھے تھے مگر انہیں پروا نہیں تھی۔ پروا تھی تو بس اس بات کی کہ وہ دونوں زندہ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا تم نے مجھے مِس کیا؟" اس نے ھدیٰ کے ٹھنڈے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا۔"

ہاں۔ بہہہت" ھدیٰ نے بہت کو لمبا کرتے ہوئے کہا۔"

جھوٹ بولتے ہوئے لوگ لفظوں کو لمبا کیوں کرتے ہیں؟" اس نے ناراضگی سے پوچھا۔"

سچ سن کر بھی لوگ سچ کو سچ کیوں نہیں سمجھتے؟" اس نے بھی منہ پھلایا۔"

اچھا چلو سچ کی نشانیاں بتاؤ تا کہ میں جان سکو کہ تم نے سچ بولا ہے یا نہیں؟" وہ دونوں اندھیرے میں چل رہے تھے" کہاں جارہے ہیں یہ شاید ضروری نہیں تھا کیونکہ وہ ساتھ جارہے ہیں۔

سچ کی سب سے بڑی نشانی ہوتی ہے کہ وہ سچ ہے" ھدیٰ نے اپنے چہرے پر ٹھنڈی ہوا کا جھونکا محسوس کیا۔"

کیا مطلب؟" اس نے نا سمجھنے والے تاثرات لیے پوچھا۔"

مطلب سچ کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی وقت آنے پر وہ خود ہی اپنا آپ منوالیتا ہے" اس نے مسکراتے" ہوئے کہا۔ اگر ھدیٰ نے اسے مِس نہیں بھی کیا تھا تو کوئی بات نہیں اس کے ساتھ چلتے شخص نے اسے کتنا مِس کیا تھا یہ

اس کے چہرے کہ رنگ بتا رہے تھے جو اسے شہر کہ ان رنگ برنگی روشنیوں جو شہر کو رات کے اس پہر بھی زندگی بخش رہے تھے سے زیادہ روشن محسوس ہوئے کیونکہ وہ اس کی اندھیری زندگی کو روشن کر رہے تھے۔

چلو کوئی بات نہیں تم نے نہیں کیا مگر میں نے تمہیں بہت مِس کیا" اس نے ایسا کہتے ہوئے چہرہ دوسری طرف کر لیا" تا کہ اس کی بیوی اس کے چہرے کو دیکھ کر اس کی بات کے سچ ہونے کو مان لے۔

ہاں اسی لیے آپ اتنی رات گئے گھر واپس آتے ہیں" اس نے دوبارہ یاد کروایا وہ اس کو بخشنے والی نہیں۔"

پھر اس دن کے بعد آپ کی سگی سہیلی نہیں آئی؟" ھدیٰ کو یاد آیا کہ ایک رات اسے مصعب کا فون آیا کہ اس کی سگی" سہیلی گھر آئی ہے تو اگر وہ اس کے ریسلر بوائے فرینڈ کا نمبر ڈلیٹ کر دے تو وہ دروازہ کھول

کر اسے اندر بلا لے اس کے کندھے پر سر رکھ کر کچھ اس کے غم سن لے اور کچھ اپنے اسے سنا دے۔ جس پر ھدیٰ نے سچ میں اس کے بوائے فرینڈ کو فون کر دیا کہ اس کی پیاری اس کے گھر کے باہر کھڑی اس کے دکھی شوہر کے دکھ بانٹنے کی تیاری کر رہی ہے جس پر مصعب اتنا حیران ہوا کہ اگلے دو دن تک اسے فون نہیں کیا۔ کیا اس نے فون والی بات مذاق میں نہیں کہی تھی؟ کیا وہ اتنے سچے مذاق کرتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اسے اپنی بیوی سے ڈر کر ہی رہنا چاہیے۔

نہیں اس کے غموں کو تمہارے ایک فون نے ہی خوشیوں میں بدل دیا اس لیے وہ دوبارہ نہیں آئی "مصعب نے بینچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور آپ کے غم ؟" اس نے چہرہ اس کی طرف موڑتے ہوئے پوچھا۔ "

میرے غم تو غم ہی ہیں میری بیوی ریسلر جو نہیں ہے" اس نے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا۔ "

آپ کو کس نے کہا میں ریسلر نہیں ہوں ؟" اس نے اس کی خوش فہمی کو ہوا میں اڑایا۔ "

تو کیا ہو ؟" اس نے بینچ پر لیٹتے ہوئے اپنا سر اس کی گود میں رکھا۔ "

ہاں ساری بیویاں ہی ہوتی ہیں۔ چاہیں تو آزمالیں" ھدیٰ کا چہرہ یوں پبلک پلیس پر اس کا سر اپنی گود میں دیکھ کر لال ہوا" تھا۔ بے شک ارد گرد سے کبھی کبھار ہی کوئی گزرتا تھا مگر وہ اپنے حلال رشتے کو رات کہ اس وقت حرام ظاہر نہیں کروانا چاہتی تھی۔

گھر چلیں؟"اس نے مصعب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو اس کہ چہرے کہ رنگ میں کھویا ہوا تھا۔"

نہیں۔ صبح چلیں گے"مسکرا کر کہتا ہوا وہ اپنی آنکھیں بند کر گیا۔اور وہ جو نیند کی کچی تھی وہ اگلے چار گھنٹے نیند کو" بھلائے اس شخص کے چہرے کو تکتی رہی جس کو اس نے مِس نہیں کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تم نے مجھے کیوں نکالا تھا گاڑی سے؟"اسے سہارا دے کر چلاتی ہوئی ایلِس نے بھاری آواز سے اس سے پوچھا شاید وہ" زیادہ ہی رو چکی تھی کہ اب بول بھی نہیں پا رہی تھی۔

تو کیا کرتا میں خود باہر نکل آتا؟"اسنے ناراض ہوتے ہوئے اس کے عجیب سوال کا جواب دیا اس نے اپنا آدھا وزن" ایلِس کے کندھے پر ڈالا ہوا تھا کیونکہ اس کی ٹانگ پر کافی سے زیادہ چوٹ لگ چکی تھی اور وہ خود سیدھا نہیں چل سکتا تھا۔

ہاں۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟"ایلِس کہ دماغ سے یہ بات نکل ہی نہیں رہی تھی کہ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو نکل بھی" کیسے سکتی تھی۔

”کیا تم جانتی تھی کہ میں تمہارا پیچھا کرتا تھا؟“ جیک نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ آہستہ آہستہ بس سٹاپ تک جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہاں کوئی پانچ سال سے دن رات کا خیال کیئے بغیر آپ کے پیچھے سائے کی طرح موجود ہو تو کیا مجھے پتہ نہیں چلے گا““ اب وہ مزید اس سے کچھ چھپانا نہیں چاہتی تھی زندگی کی اہمیت اسے زندگی ہاتھوں سے نکلتی دیکھ کر پتہ چلی تھی۔

”تو تم نے مجھے روکا کیوں نہیں؟“ وہ پھر سے ناراض ہوا جیسے چوٹ نے اس کی ٹانگ کی بجائے سر پر زیادہ اثر کیا ہو۔

”میرے روکنے پر تم رک جاتے؟“ اس نے افسوس سے پوچھا بھلا کسی کے پیچھے نہ جانے سے اس کی محبت دل سے نکل جاتی ہے۔

”نہیں“ جیک نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”تم پیچھے چلنے کی بجائے میرے ساتھ کیوں نہیں چلے؟“ وہ اتنے سالوں بعد اپنا من چاہا سوال پوچھ رہی تھی۔

"تم اپنی کہانیوں میں شہزادی کو آخر میں شہزادے سے کیوں ملوا دیتی ہو؟ کیا شہزادی کو عام انسان سے محبت نہیں ہو سکتی؟" اس نے بھی اپنا من پسند سوال پوچھا۔ تو طے ہوا کہ یہ رات من پسند سوال پوچھنے اور ان کے جواب دینے کے لیے ہی ان کے درمیان آئی ہے۔

"کیا تم نے غور نہیں کیا شہزادے کی کسی سلطنت کا ذکر میری کسی کہانی میں ہے؟" اس نے جیسے ساتھ چلتے شخص کی نالائقی پر افسوس کیا۔

"کیا مطلب؟" جیک نے رک کر پوچھا۔

"جس سے شہزادی کو محبت ہوتی ہے وہ شہزادہ ہوتا ہے لیکن صرف اس کی نظر میں اس کا کسی شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا" اس نے کہانی کا سب سے بڑا راز کھولا جس پر شاید ہی کسی دیکھنے والے نے غور کیا ہو کے جنگل میں رہنے والا لڑکا آخر میں شہزادہ کیسے بن جاتا ہے۔ تو وہ شہزادہ تھا لیکن صرف شہزادی کے لیے۔ یہ سوچتے ہوئے جیک کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

توشہزادی کو کہنا چاہیے تھا اس میں چھپا کہ رکھنے والی کیا بات تھی" اس نے اب کی بار مصنوعی غصے سے پوچھا۔ اس کا" ہاتھ اب بھی اس کے کندھے پر تھا اور وہ اب بھی آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے۔

بتایا تو تھا بس دیکھنے والے نے کبھی غور نہیں کیا؟ شاید وہ غور نہ کرنا چاہتا ہو" ایلِس نے اپنی آنکھوں میں آئے آنوؤں" کو پیچھے دھکیلا وہ پچھلے پانچ سال سے اس سے اپنی محبت کو اقرار کرتی آئی تھی اور وہ بے

خبر منہ سے اقرار کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

کب؟ کیسے؟" اس نے حیرانگی سے پوچھا وہ ان پانچ سالوں میں اس کے ہاتھ سے لکھی گئی فلموں کو کئی بار دیکھ چکا" تھا لیکن اس نے تو ایسا کچھ نہیں دیکھا جیسا وہ بتا رہی تھی۔

کیا تمہیں شہزادے کے نام کا مطلب پتہ ہے؟" اس نے افسوس کیا کہ وہ اتنی سی پہیلی حل نہیں کر پایا جبکہ ساری دنیا" اس سے یہی سوال کرتی تھی کہ وہ اپنی کہانیوں میں شہزادے کا ایک ہی نام کیوں استعمال کرتی ہے۔

ااِی آن کے نام کا مطلب؟ نہیں۔ تم بتاؤ؟" وہ حیران ہوا بھلا اس کردار کے نام کے مطلب کا اس کے سوال سے کیا" تعلق۔

گاڈاز گریشیئس (خدا رحیم ہے)"ایلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

تو؟"جیک اب بھی ان دونوں چیزوں کا تعلق جان نہیں پایا۔"

تمہارے نام کا کیا مطلب ہے؟"اس نے تعلق واضح کیا۔"

گاڈاز گریشیئس (خدا رحیم ہے)"مطلب وہ کردار کوئی شہزادہ نہیں تھا وہ تو۔اس کردار کا نام اس کے'

نام پر رکھا گیا تھا اگر ایسا تھا تو اس کے ساتھ چلتی لڑکی سچی تھی وہ کئی بار اس سے محبت کا اقرار کر چکی تھی مگر وہ ہی سمجھ نہیں پایا تھا۔

اقرار ہو گیا اور آج اظہار بھی پس ثابت ہوا محبت لفظوں کی محتاج نہیں اب ایلس کو ایک آخری سوال پوچھنا تھا۔

کیا ایرک کچھ جانتا ہے؟"اس نے دعا کی تھی کہ جواب نہ میں نہ آئے لیکن ایک ہی رات میں اس کی دو دعائیں شاید" قبول نہیں ہو سکیں تھی جواب اس کا من پسند نہیں تھا لیکن وہ خوش تھی کہ اس کے ساتھ چلتے شخص کی زندگی کی دعا

قبول کرلی گئی تھی وہ شخص جس کے لیے اس نے اپنی دولت شہرت سب آگ میں جھونک دیں تھی کیونکہ وہ اس کی راہ میں حائل ہو رہیں تھی وہ اگر آج اس جگہ زندگی ہار جاتا تو وہ بھی اپنے حواسوں میں نہ رہتی۔

ہاں وہ جانتا ہے" جیک نے جواب دیا اور ایلِس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا مطلب وہ حادثہ حادثہ نہیں بلکہ کسی کے " ہاتھوں ڈیزائن کی گئی موت تھی۔

اسی وقت ایلِس نے پاس سے گذرتی گاڑی کو ہاتھ سے روکا اور دونوں قریبی ہاسپٹل چلے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا سچ میں صبح ہو گئی ہے؟" سورج نے زمین پر اپنی کرنیں ڈالنا شروع کی تو اس کی گود میں سر رکھے شخص نے آنکھیں " کھولیں۔

نہیں سورج نکلنے کی پریکٹس کر رہا ہے" ھدیٰ نے منہ بسورا وہ اسے باہر لا کر اس ٹھنڈ میں بینچ پر بٹھا کر خود نیند پوری کر " چکا تھا اور رات کہہ رہا تھا کہ اس نے اسے بہت مِس کیا۔

ہی ہی ویری فنی" اس نے انگڑائی لی۔"

چلیں؟" ھدیٰ نے دیکھا کے وہ سوج کی چھن کر آتی دھوپ میں کھڑا اس دنیا کا نہیں لگ رہا تو نظریں ہٹاتے ہوئے" منہ میں کچھ بڑبڑا۔

ہی از سو ہینڈ سم" دو خواتین نے سرگوشیانہ انداز میں کہا جو ان کے ساتھ ساتھ چل رہیں تھی۔"

وہ آپ کی تعریف کر رہیں ہیں" ھدیٰ نے سیلف میں سے ایک پیکٹ اٹھاتے ہوئے ٹرالی میں رکھا وہ ناشتے کے لیے" سامان لینے گروسری سٹور میں آئے تھے۔

آئی ڈونٹ وانٹ دیم ٹو پریز می (مجھے ان کی تعریف نہیں چاہیے)" اس نے ٹرالی گھسیٹتے ہوئے کہا۔"

تو؟ کس کی تعریف چاہیے؟" ھدیٰ نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔"

تمہاری" مصعب نے آنکھ کے اشارے سے بتایا۔"

میری؟" اسے لگا اس نے غلط سمجھا ہے۔"

ہاں" اس نے سبزیوں کی طرف جاتے ہوئے کہا۔"

یو آر دی موسٹ ہینڈسم مین آئی ہیو ایور سین ان مائی لائف (پوری زندگی دیکھے جانے والے انسانوں میں سے آپ سب سے خوبصورت انسان ہیں)" یہ کہتے ہوئے اس نے نظریں سامنے رکھی چیزوں پر ٹکالی کیونکہ وہ اس کے بعد مصعب کے چہرے کو دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتی تھی۔"

کیا شکل سے؟" وہ اتنی جلدی اور اس کی ایسی تعریف کرے گی یہ اس نے ہرگز نہیں سوچا تھا۔"

تو کیا ہینڈسم شکل سے نہیں ہوتے" ھدیٰ نے پوچھا۔"

ضروری نہیں۔ ویسے تم بہت بدل گئی ہو" مصعب نے لمبی سانس خارج کی۔"

بدلنا بری بات تو نہیں" ھدیٰ کو یاد تھا کہ وہ صبا کو ہمیشہ کہتی تھی باوفا انسان ہی خوبصورت انسان ہوتا ہے"

اور اسے مصعب آج تک اس کی زندگی میں موجود مردوں میں سے سب سے زیادہ باوفا لگا تھا اس نے اس معاشرے میں رہتے ہوئے بھی اس سے دوسری ہی ملاقات میں شادی کا کہہ دیا تھا اس نے آج تک اسے کسی بات کے لیے مجبور نہیں کیا تھا اس نے زندگی اس پر تنگ نہیں کی تھی صرف اور صرف اس لیے کے وہ مرد ہونے کا سرٹیفکیٹ رکھتا ہے اس نے اپنے حصے کی ذمہ داریاں زبردستی اس کے سر پر تھوپی نہیں تھی وہ تو ساتھ چلتے ہوئے اس کے پاؤں تک زمین سے اٹھالینا چاہتا تھا تاکہ اسے چلنے کا تردد بھی نہ کرنے پڑے۔

اسے یاد تھا ایک دن وہ دونوں کام سے واپسی پر بلڈنگ کے باہر مل گئے اس دن بلڈنگ کی لفٹ خراب تھی اور سیڑھیاں چڑھ کے جانے کی ہمت اس میں نہیں تھی اس نے صرف ایک نظر اوپر تک سیڑھیوں پر ڈالی تھی جب مصعب نے تھکاوٹ کو اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے اسے اپنی بازؤں میں اٹھالیا وہ کہتی بھی رہی کے وہ اسے اتار دے لوگ دیکھ رہے ہیں مگر اسے تو جیسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ ویسے ہی اوپر کی طرف بڑھتا رہا بلاآخر ھدیٰ کو ہی شرم کے مارے اپنا چہرہ اس کے کوٹ میں چھپانا پڑا۔ اور اب بھی وہ سامان کے تھیلوں کو ایک ہاتھ میں پکڑے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا وہ گھر سے باہر نکل کر اس کا ھاتھ پکڑ لیتا تھا جیسے ساری دنیا کو بتانا چاہتا ہو کہ وہ اس کی ھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گاڑی کی کھڑکی سے سر ٹکائے وہ یاد کر رہی تھی کے آخری بار وہ کیسے اُس گھر سے گئی تھی کیا اس کے بعد بھی اسے وہاں جانے کی حماقت کرنی چاہیے

وہ صبا کو اس کے گھر بھیجتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی وہ جانتی تھی کے پھوپھو نے ایسا کیوں کیا وہ ھدیٰ کی شادی کے نام پر اس کے ماموؤں سے ایک بڑی رقم وصول کر چکی تھیں اس لیے وہ رخصتی سے پہلے اس کی طلاق نہیں کروا سکتی تھیں وہ جانتی تھی کہ یہ سب پیسے کے لیے ہوا ہے وہ پیسہ جسے اس نے بس زندگی کی ایک ضرورت سمجھا تھا ان کے لیے وہ اس کی زندگی سے بڑا ہو گیا تھا انہوں نے اس کا قتل نہیں کیا پر اسے مار دیا تھا کوئی قانون یہ ثابت نہیں کر سکتا تھا کے اس بچی کو مار دیا گیا ہے کیونکہ وہ زندہ لاش بنی اپنے کمرے میں کھڑی تھی۔

وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھی جب پھوپھو اس کے کمرے میں آئیں وہ شاید لاؤنج میں پڑے شاپنگ بیگ دیکھ کر آئیں تھیں۔

لے آئیں سوٹ؟ انہوں نے سوالیہ انداز میں ابرو اٹھائے۔"

یہ گٹار کیوں رکھ رہی ہو اتار کے۔ جب میں کہتی تھی کہ اتار دو اس منحوس چیز کو تب تو اتارا نہیں؟" پھوپھو نے اسے" گٹار کو اتارتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

پھوپھو آج مجھے بتائیں کے آپ کیا کیا کہتیں تھیں جو میں نے نہیں کیا؟ آج میں وہ سب کروں گی" وہ سوال نہیں تھا وہ شکوہ تھا اس انسان کا جس نے اپنوں کے ہاتھوں اپنا سب کچھ لٹوا دیا ہو۔ اس نے پھوپھو کے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے پوچھا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

کیا ہوا رونے والی کیوں ہو گئی ہو؟" پھوپھو کو کچھ عجیب لگا تو انہوں نے اسے خود سے پرے ہٹاتے ہوئے کہا۔"

ایسے ہی رخصتی پر بیٹیاں ایسے ہی بہانے بہانے سے ماؤں کے گلے لگ کر روتیں ہیں نہ" محبت انسان کو کتنا سخت جان بنا دیتی ہے نہ وہ اب بھی ان کو ماں کہہ رہی تھی اب بھی ان کے گلے میں لاڈ سے بازو ڈال رہی تھی۔

تم کونسا دور جا رہی ہو مجھ سے جو یوں رو رہی ہو؟ ویسے بھی اتنے سالوں سے تو باہر ہو تب یاد نہیں آئی میں" پھوپھو نے ایک بار پھر اسے پرے ہٹایا۔

پھوپھو! کچھ دیر پہلے آپ اور شانزے کیا باتیں کر رہے تھے؟" الفاظ اس کے گلے میں اٹک گئے۔"

اس کے سوال پر پھوپھو کے چہرے کے رنگ اڑے اور ھدیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی ان کے چہرے کے رنگ ایسے ہی اڑ جاتے تھے جب وہ شانزے کے لیے اس سے مہنگی چیز لے آتیں اور شانزے گھر آکر اسے بتا دیتی تھی۔

"پھوپھو میری بات سنیں۔ میں واپس جا رہی ہو بلکہ اب تک تو صبا اور اس کے گھر والوں کے علاوہ کسی کو میرے پاکستان آنے کی بھی خبر نہیں۔ آپ سب کو کہہ دی جیئے گا کہ میں واپس ہی نہیں آنا چاہتی۔ ٹھیک ہے؟ میں صبا کو بھی منع کر دوں گی کے وہ کسی کو نہ بتائے" اس نے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو میں نے اتنا خرچا کیا ہے تمہاری شادی پر اور تم؟ تم واپس جانا چاہ رہی ہو" پھوپھو اب بھی ایسے بات کر رہیں تھیں جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو۔ سچ کہتے ہیں کہ انسان کا اصل کبھی نہیں بدلتا انہیں اب بھی خرچا یاد تھا۔

"ٹھیک ہے آپ بس مجھے ٹکٹ کے پیسے دے دیں" اس نے بیگ کی زپ میں سے اپنا اے ٹی ایم نکال کر پھوپھو کو پکڑایا۔

"لیکن میں نے جو بھی کیا۔" آخر پھوپھو کو یاد آ ہی گیا کہ انہوں نے کچھ کیا ہے۔"

جی پھوپھو میں جانتی ہوں آپ نے جو کچھ بھی کیا میرے لیے ہی کیا پر اب شانزے کے لیے کچھ کرنے کی باری ہے" میں چاہتی ہوں میری بہن خوش رہے۔ آپ میرے لیے نہیں تو شانزے اور اس کے بچے کے لیے مجھے جانے دیں" اس نے چادر اوڑھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اگر تم یہ ہی چاہتی ہو تو میں کیا کر سکتی ہو۔ خدا نے نہ تمہاری ماں میں گھر بنانے کی صلاحیت رکھی تھی اور نہ" تم میں۔ میں نے تمہیں اپنے پاس رکھا تمہیں پالا پوسہ، تربیت کی اپنی اولاد کے نصیب کا نوالہ تمہارے منہ میں ڈالا پر تم نہ بدل پائی۔ کیا دنیا میں تم واحد عورت ہو جس کے شوہر نے دوسری شادی کی ہے؟" پھوپھو نے آخری بار بھی زہر اگلنا ضروری سمجھا۔

ان کی اس بات پر ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی ھدیٰ کا چہرہ لال ہوا اور آنکھوں میں اندھیرا اترنے لگا۔ آمنہ نے جب اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے تو فوراً اٹھی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

گھر سے باہر نکلتے وقت پھوپھو کے ہاتھ سے اس نے جو پیسے پکڑے تھے وہ اس کے ہاتھوں پر سانپوں کی طرح لپٹ رہے تھے اس نے ہمیشہ دولت کو کمتر اور حقیر چیز ہی جانا تھا شاید اسی لیے دولت نے اس کے گلے میں پھندا ڈال کر اسے اتنا تنگ کر دیا تھا کے اس کے پاس دو ہی راستے بچے تھے موت یا فرار۔ اور فرار ہونے والے زندہ کب رہتے ہیں یہ بات اس کو کون بتاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آنٹی کیا ہم واپس جاسکتے ہیں؟" اس نے شیشے سے ٹیک ہٹا کر ان کی طرف دیکھا۔"کیوں بیٹا کیا ہوا؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ڈرائیونگ کرتے ہوئے انکل نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔ آنٹی اور انکل دونوں یک دم سے پریشان ہو گئے۔

جی انکل میں بالکل ٹھیک ہوں میں اگلی بار مل لوں گی پھوپھو سے" اس نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا وہ ان کو یہ کیسے بتاتی کے آج بھی اس میں ہمت نہیں تھی اسی گھر میں واپس جانے کی جہاں سے اسے نکالنے کے لیے وہاں کے لوگوں نے رشتوں کو ایسے پامال کیا تھا کے انسانیت بھی شرمندہ ہو کر رہ گئی تھی۔

اس نے پچھلے ہفتے ہی اپنی ٹکٹ کروالی تھی ویٹنگ ایریا میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر دائیں جانب لگی کرسیوں کی طرف اٹھی اور سارا منظر بدل گیا چار سال پہلے وہ اسی جگہ نیلی جینز پر سفید شرٹ پہنے گلے میں سکارف ڈالے بیٹھی تھی ہر لمحے اس کے رنگ میں زردی بڑھتی جارہی تھی ایسے جیسے کسی موذی جانور کے کاٹنے سے زہر ہر لمحے اس کے جسم میں پھیل رہا ہو۔ تو ثابت ہوا کہ انسان سے موذی جانور کوئی نہیں اس کو کسی جانور نے نہیں بلکہ انسانوں نے اس حالت تک پہنچایا تھا پھر اس کی سانس بند ہونے لگی۔

پچھلے دو سالوں سے ہی وہ خود کو فصیح کی بے وفائی کیلیے تیار کرتی آئی تھی وہ اپنے شوہر کے ساتھ وفادار تھی مگر وہ بے وقوف ہر گز نہیں تھی کہ اس کو ہر چوتھے روز نئی لڑکی کا ہاتھ پکڑے دیکھتی اور نظر کا دھوکا سمجھتی یونیورسٹی کے پہلے اڑھائی سال تو وہ اتنی مصروف رہی کہ اسے صبا کے بار بار کہنے پر بھی یقین نہ آیا لیکن اب کچھ عرصے سے حالات نے اسے بتانا شروع کر دیا تھا کہ اسے تیار رہنا چاہیے۔صبا اسے کچھ دنوں سے کہنا شروع ہو گئی تھی کہ اسے یہ رشتہ ختم کر دینا چاہیے اور اسی بات پر وہ پورا ایک ہفتہ اس سے ناراض رہی وہ اسے کیسے بتاتی کہ اس کے لیے تو لفظ رشتے کے معنی ہی پھوپھو، شانزے اور فصیح ہیں اگر وہ اس رشتے کو ختم کر دے گی تو اس کے پاس کیا بچے گا۔وہ اپنی ماں کے لیے اتنا کچھ ان لوگوں کے منہ سے سنتی آئی تھی کہ اگر ان سب کی الزامات کو ختم کرنے کے لیے اسے فصیح کی بے وفائی بھی سہنی پڑتی تو وہ باخوشی سہہ جاتی۔وہ اپنی ماں کے نام کے ساتھ لگے برے القابات کو ہٹانے کے لیے سب کچھ برداشت کر گئی۔اسے اس وقت صرف ملال ہوا کہ جن القابات کو ہٹانے کے لیے وہ گھلتی جا رہی ہے وہ جب اس کے باپ کے زندہ ہوتے اس کی ماں کے لیے بولے جاتے تھے تو وہ کیوں چپ رہے انہوں نے سب کا منہ بند کیوں نہ کروایا۔کیا میاں بیوی کا رشتہ اتنا کمزور ہوتا ہے کے کسی کے منہ سے نکلنے والے برے القابات

کو بھی رد نہ کر سکے۔اس نے اپنے باپ سے کبھی نفرت نہیں کی تھی لیکن اسے ان کے ایسے رویے پر اعتراض تھا جو کام وہ نہ کر سکے وہ کام اس کو کرنا پڑ رہا تھا وہ اپنی مری ہوئی ماں کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتی تھی اس لیے وہ سب برداشت کر گئی۔

سانس بند ہونے کے ساتھ ساتھ اسے چکر آنے لگے اور دل والی جگہ پر درد محسوس ہوا وہ کھڑی ہونے کے لیے اٹھی مگر دل پر ہاتھ رکھتی ہوئی وہیں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ کوئی خاتون اس کا بازو ہلاتے ہوئے اس سے کچھ پوچھ رہی تھی لیکن جواب دینے کی بجائے وہ ایسے گری جیسے پتہ شاخ سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔

اسی وقت فلائٹ کی اناؤنسمنٹ اسے حال میں واپس لائی اس کے ہاتھوں میں آج بھی یہ سب یاد کر کے پسینہ آ گیا جسے صاف کرتی ہوئی اٹھی اور ایک بار پھر اس سرزمین کو چھوڑ گئی جس سے اسے محبت تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پچھلے کئی گھنٹوں سے وہ دونوں ہاسپٹل کے بستر پر دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہے تھے۔ جیک کی ٹانگ پر زیادہ چوٹ آئی تھی اس لیے اسے انیستھیشیا دیا گیا لیکن ایلس نے کچھ دیر میں آنکھیں کھول دی ڈرپ پوری ہوتے ہی اس نے اپنے سکریٹری کو ہاسپٹل بل کلئیر کرنے اور جیک کے پاس رکنے کا کہا اور خود ہاسپٹل سے نکل آئی۔

کیا بتایا ہے تم نے ڈیڈ کو میرے اور جیک کے بارے میں؟" اس نے ایرک کے آفس کا دروازہ دھاڑ" کی آواز سے کھولتے ہوئے پوچھا۔

کیامیرے بتانے کے لیے کچھ تھا؟ وہ سب پہلے سے جانتے تھے میں نے صرف اس کانام بتایا ہے" وہ ہٹ دھرمی سے سینہ چوڑا کئے کھڑا ہوا۔

ویسے تم نے اتنے سال ان سے کیسے چھپالیا؟ عقابی نظر رکھنے والے شخص سے اتنے سالوں تک کچھ چھپالینے والی لڑکی میں کچھ تو بات ہو گی۔ مجھے لگتا ہے تم سے شادی کا فیصلہ درست ثابت ہو رہا ہے۔" اس نے حیران ہونے کے ساتھ ساتھ اسے داد بھی دی۔

ایلس کو یاد آیا کہ کیسے پانچ سال اس نے گھٹ گھٹ کے گزارے تھے وہ جیک کو اپنے پیچھے آتا دیکھ کر بھی اس کو اپنے ساتھ چلنے کا نہیں کہہ سکتی تھی وہ اس کی طرف دیکھنا چاہتی تو بھی دیکھ نہیں سکتی تھی وہ اسے پسند کرتی ہے یہ بات اسے خود سے بھی چھپا کر رکھنی پڑی تھی ورنہ جو کل رات ہوا وہ پانچ سال پہلے ہو چکا ہوتا۔ اسے افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئی اسے نہیں آنا چاہیے تھا اس طرح کم از کم وہ زندہ تو رہتا۔

تم مت بھولو کہ میں بیٹی ہوں انکی جب ہمارے درمیان سب ٹھیک ہو جائے گا تو تم اس شہر میں بزنس تو کیا سانس بھی نہیں لے پاؤ گے۔ تم جیسوں کا جینا حرام کرنے کے طریقے مجھے پیدا ہوتے ہی سکھا دیے گئے تھے۔" اس شخص کی وجہ سے کل اس نے زندگی کو مرتے دیکھا تھا وہ اسے ایسے ہی چھوڑ نہیں سکتی تھی۔

تمھیں لگتا ہے کہ جیک کے رہتے تم میں اور تمھارے ڈیڈ میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔یو فارگٹ بے بی" ہی از ٹاپ بزنس مین آف دس کنٹری ہی کین ڈیل ود ہم۔اینڈ۔ایون۔یو"اس نے آخری لفظوں کو رک رک کر ادا کیا۔

یو فارگٹ دیٹ ہو آئی ایم (تم بھول رہے ہو میں کون ہو)"اس نے اس کے ٹیبل پر موجود ساری چیزوں کو ایک ایک" کر کے گرانا شروع کیا۔

آئی۔ایم۔ایلِس۔"ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے وہ ٹوٹے جوتے کو گھسیٹتی ہوئی آفس سے نکل آئی۔اس کو اس حلیے میں" دیکھ کر لوگوں نے چے مگویاں شروع کر دی جس کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالتی ہوئی وہ بلڈنگ سے باہر نکل آئی اب چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے وہ پیچھے نہیں ہٹے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا آپ نے آفس نہیں جانا؟"اس نے اپنے سامان کو ان پیک کرتے ہوئے کہا۔"

چلو ساتھ آفس چلتے ہیں" اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔"

میری کلاس نہیں ہے آج" اس نے ہاتھ چھڑواتے ہوئے دوبارہ سے سوٹ کیس سے چیزیں نکالنی شروع کی۔"

تو میں کب سکول جانے کا کہہ رہا ہوں" اس نے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔"

پھر کہاں جانے کو کہہ رہے ہیں؟" اس نے حیرانگی سے چہرہ اٹھاتے ہوئے اپنے شوہر کو دیکھا جو کل رات سے ہی" سودائی سودائی لگ رہا تھا۔

میرے ساتھ آفس میں" اس نے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑا۔"

میں وہاں جا کر کیا کروں گی؟ ویسے بھی مجھے نیند آرہی ہے۔" اس نے خالی سوٹ کیس کو بیڈ سے اتار کر سائیڈ پر کھڑا" کیا۔

تم مجھے کمپنی دینا۔ ویسے تم نے بزنس کیوں نہیں پڑھا؟ اگر پڑھا ہوتا تو مجھے فائدہ ہو جاتا۔" اس نے افسوس کیا۔"

آپ پہلے نہیں ملے تھا نہ اس لیے" اس نے اس کو سائیڈ پر کرتے ہوئے اس کی کمر کے نیچے سے اپنا دوپٹہ نکالا۔"

اگر میں پہلے مل جاتا تو" اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔"

تو میں آپ کے پیچھے پاگل ہو کر بزنس پڑھ لیتی" ھدیٰ نے اس کے ماتھے کو چار انگلیوں سے دھکیلا۔"

کیا تم سچ میں میرے لیے پاگل ہو جاتی" اس نے آنکھوں میں اشتیاق بھر کر پوچھا۔"

اگر میں پاگل ہوتی تو کیا آپ مجھ سے شادی کر لیتے؟" اس نے جواب دینے کی بجائے سوال پوچھا۔"

ہاں" فوراً جواب دیا گیا جس پر ھدیٰ ایک لمحے کے لیے اسے دیکھنے لگی لیکن اس کی آنکھوں میں زیادہ دیر دیکھنے کے "
نتائج سے گھبراتی ہوئی نظریں ہٹا گئی۔

مجھے شک ہے کہ آپ میرے پاگل ہونے کے بعد بھی مجھ سے شادی کر لیتے۔" اس نے بالوں کا جوڑا بناتے ہوئے کہا۔"

مجھے شک ہے کہ تم میرے لیے پاگل ہوتی" مصعب نے اس کے چہرے پر آئی دولٹوں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے بولا۔"

"کیوں؟"

ایسے ہی۔ چلو آفس چلتے ہیں بہت سارے کام پینڈنگ ہیں" اس نے اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی اٹھاتے ہوئے کہا۔"

مصعب! وہاں سٹاف ہو گا آپ کا اچھا نہیں لگتا" اس نے اسے کپڑے نکالتے ہوئے دیکھ کر کہا۔"

کیا اچھا نہیں لگتا؟" وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے لیکن کام بھی بہت تھا اور جانے کا دل بھی نہیں اس لیے وہ اس کے اعتراض کو خاطر میں نہ لایا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا آپ نے یہ سب کروایا ہے؟" وہ اپنے باپ کے سامنے سخت چہرہ لیے افسردہ آواز میں پوچھ رہی تھی۔ اس نے" اپنے باپ کو انڈر اسٹیمیٹ کیا۔ وہ جان بوجھ کر اربوں کا نقصان کر کے اپنے مستقبل کو داؤ پر لگا کر آئے گی اور ان کو کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا یہ اس نے کیسے سوچ لیا۔

میں نے اس کا اتنا نقصان نہیں کیا جتنا اس کی وجہ سے میرا ہوا ہے" انہوں نے چشمہ لگاتے ہوئے پٹیوں میں بندھے" بیٹی کے سر کو دیکھا شاید وہ ہاسپٹل سے سیدھا ادھر ہی آئی تھی اس کے کپڑے گرد آلود تھے اور جوتے کا سٹریپ ٹوٹا ہوا تھا۔

ڈیڈ! کیا پیسے کسی کی جان سے بڑھ کر ہیں؟ آپ نے اسے اتنی بے رحمی سے مارنے کی کوشش کی۔" اس کی آنکھوں" سے آنسو لڑیوں کی صورت بہنے لگے۔ اسے کانپتی ہوئی ٹانگوں سے سڑک پر بیٹھتے جیک کو گاڑی میں مرتے ہوئے دیکھ کر ہی سمجھ آگئی تھی یہ کام اس کے باپ نے کروایا ہے اس وقت اس کا بس

چلتا تو اپنی رگوں میں بہتا اس شخص کا خون اپنے ہاتھوں سے جسم سے نکال دیتی۔

ایک بزنس مین کے لیے اس کا بزنس ہی سب ہوتا ہے۔ تمہیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے تھا۔ تمہیں لگتا ہے" دشمنیاں پالنے کا وقت ہے؟" ان کی آواز میں اس کے لیے حقارت تھی۔ میرے پاس خوامخواہ کی

مجھے کچھ مہینے دیں میں سود سمیت آپ کا نقصان پورا کر دوں گی" اس نے زمین پر بیٹھتے ہوئے باپ کے سامنے ہاتھ جوڑے جس کے چہرے پر اب بھی پتھریلے تاثرات نے ڈیرا جمایا ہوا تھا۔

ایلِس نے یہ سب اپنے ہاتھوں سے کیا تھا اربوں کے نقصان سے لیکر کل فین میٹنگ میں ہوئے تماشے تک اگر اس کی دولت اور شہرت اس کے راستے میں آرہے تھے تو اسے انہیں ختم کر دینا چاہیے یہی سوچ کر اس نے جان بوجھ کر ان پراجیکٹ میں پیسہ انویسٹ کیا جن میں اسے نقصان پہنچے تاکہ وہ اپنی اس دولت سے چھٹکارا حاصل کر سکے اور کل اس لڑکی کو تماشہ کرنے کے پیسے بھی اس نے خود دیے تاکہ وہ شہرت کے اس چغے کو بھی اتار پھینکے اسے بس وہ شخص چاہیے تھا۔

تم نے جو کچھ کرنا تھا تم کر چکی۔ میں بزنس مین ہوں اپنا نقصان پورا کرنا جانتا ہوں جاؤ اور اپنی شادی کی تیاری کرو۔ اگر اور کچھ کرنے کا شوق ہے تو وہ بھی کر دیکھو" انہوں نے کرسی کی پشت سے کمر ہٹا کر اپنا چہرہ لیمپ کی روشنی میں کیا تاکہ وہ ان کے چہرے کے تاثرات کی پختگی کو پڑھ لے۔

جو آپ چاہتے ہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔ اگر آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں خود کے ساتھ ساتھ آپ کے اس محل کو بھی آگ لگا دوں گی۔ سنا آپ نے؟" اس نے زمین سے اٹھتے ہوئے اپنے آنسو پونچھے۔

یہ کیسے بات کر رہی ہو تم؟ باپ ہوں میں تمہارا" انہیں لگا ان کی بیٹی صدیوں کی ذہنی مریضہ ہے۔"

لیکن مجھے آپ کی بیٹی نہیں بننا۔ آج آپ مجھے کہہ رہیں ہیں کہ آپ باپ ہیں میرے یاد کریں وہ دن جب آپ" سارے زمانے کے سامنے کھڑے کہہ رہے تھے کہ میری ماں بد چلن ہے اور میں آپ کا خون نہیں" آنسوؤں سے اس کا چہرہ تر تھا اور آدھے سے زیادہ چہرے پر بال چپکے ہوئے تھے جسے وہ ہاتھ کی پشت سے پیچھے کرنے کی کوشش کرتی لیکن ناکام ٹھہرتی۔

کیا تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے سچ بدل جائے گا؟ تم میری بیٹی ہی رہو گی۔ کیا لکھتے لکھتے تم نے اداکاری بھی سیکھ لی" ہے؟ جاؤ اور انسانوں والے حلیے میں آؤ۔ کیا اتنے سارے نوکروں میں سے کسی ایک نے بھی تمہیں یہ نہیں سکھایا کہ باپ کے سامنے کیسے حلیے میں آتے ہیں" اب انہیں پریشانی ہونے لگی تھی جس کو وہ وقتی جذبہ سمجھ رہے تھے ان کی بیٹی کی حالت نے بتا دیا تھا کہ وہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن وقتی جذبہ نہیں۔

وہ آج سے پہلے کبھی بھی ان کے ساتھ ایسے پیش نہیں آئی تھی جب انہوں نے اسے پہلی بار یتیم خانے میں اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑے دیکھا تو انہیں لگا کہ وہ کمزور سی بچی اپنے بھائیوں کا مقابلہ نہیں کر پائے گی اور

انہیں ہی اس کے حصے کا کام کرنا ہو گا لیکن اسے گھر لاتے ہی وہ جان گئے کہ وہ ان کے بیٹوں سے زیادہ قابل ہے سکول، کالج کے ساتھ ساتھ اس نے چلڈرن لٹریچر پر بھی کام کیا بزنس پڑھ کر بھی اس نے آرٹ پر کمپرومائز نہیں

کیا۔جب اس نے لکھنا شروع کیا تو انہیں لگا کہ وہ بزنس نہیں کر پائے گی لیکن ایک بار پھر اس نے ان کو غلط ثابت کرتے ہوئے اپنے پیشن اور پروفیشن کو جوڑ لیا اس کی پروڈکشن کمپنی اس وقت بھی ملک کی سب سے بڑی پروڈکشن تھی۔ لیکن اب۔اب وہ ایک معمولی لڑکے کے لیے سب برباد کرنے جا رہی تھی اور یہ وہ ہونے نہیں دے سکتے تھے۔

ئ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کاغذوں میں مصروف تھا اور ھدیٰ اس کو دیکھنے میں انہیں دو گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو گیا تھا وہ شادی کی ساری تصویریں دیکھ چکی تھی سارے پرانے میسجز پڑھ چکی تھی آفس کے انٹیریر سے لے کر وہاں موجود ہر چیز اسے رٹ گئی تھی مگر اس کا کام ختم ہونے کو ہی نہیں آ رہا تھا۔

ڈو یو لائک می (کیا تم مجھے پسند کرتی ہو؟)" بے شک وہ مصروف تھا لیکن بے خبر نہیں۔"

ہوں؟ نہیں تو" اچانک سوال نے وہ بھی ایسے سوال نے اسے بوکھلا دیا تھا۔"

سو! ڈو یو لو می؟" اس نے اس کی بوکھلاہٹ کا فائدہ اٹھایا۔"

مجھے بھوک لگ رہی ہے" ھدیٰ نے چہرہ دوسری طرف موڑ کر اپنی خجالت کو چھپایا۔"

کیا کھاؤ گی؟" اس نے ایکسٹینشن کو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔"

"کچھ بھی"

کچھ بھی نہیں ہے کچھ اور بتاؤ" وہ اس کے الفاظ اسے ہی لوٹا رہا تھا۔"

کافی۔ لیکن بلیک نہیں" ھدیٰ نے اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ کو دیکھا۔ وہ اس کے ساتھ آنا نہیں چاہتی تھی" کیونکہ وہ ایک بار اسی بلڈنگ کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر اس کے لیے روتی رہی تھی وہ گھبرا رہی تھی کہ اگر مصعب نے اس کے چہرے کو پڑھ لیا تو۔ وہ اسے بتانا نہیں چاہتی تھی کہ وہ زندگی میں اپنے باپ کی موت کے بعد صرف اس کے لیے روئی تھی لیکن وہ اسے پارکنگ کی لفٹ سے سیدھا اس فلور پر لایا تھا جہاں اس کا آفس تھا راستے میں ان کا ٹکراؤ بس اس کی سیکرٹری سے ہوا تھا جو ان کو گرِیٹ کرنے کے بعد غائب ہو چکی تھی۔

گیٹ اَس سم سینڈوچز، فروٹس اینڈ جوس" اس نے ھدیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے سیکرٹری کو حکم جاری کیا۔"

آپ نے مجھ سے پوچھا کیوں پھر جب اپنی مرضی کرنی تھی" ھدیٰ نے چڑتے ہوئے پوچھا وہ اس "
تنگ کر رہا تھا بلکہ زچ کر رہا تھا۔

صبح پی تو تھی کافی۔ کیا تم تھک گئی ہو؟" اس نے اس کی چڑچڑاہٹ کو تھکاوٹ سمجھا جبکہ وہ اس کی قربت سے چڑ رہی "
تھیا تنے مہینے ہو گئے تھے انہیں ساتھ رہتے مصعب نے اسے کبھی تنگ نہیں کیا تھا مگر آج کر رہا تھا۔

اچھا میرا معدہ معدہ اور آپکا مشین۔ آپ بھی تو اتنی کافی پیتے ہیں" اس کو واقع ہی کافی نہ منگوانے کا دکھ تھا شاید۔ "

اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتا سکریٹری ناک کرتی ہوئی اندر آئی اور ان کی مطلوبہ چیزوں کو ٹیبل پر سیٹ کروانے لگی۔

کھاؤ" اس نے ھدیٰ کو ویسے ہی بیٹھے دیکھ کر کہا۔ "

آپ نہیں کھائیں گے؟" وہ اس کا انتظار کر رہی تھی جس کو کاغذوں سے فرصت ہی نہیں تھی۔ھدیٰ کو یاد آیا ایک "
دن ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر اس نے اسے باپ کے پیسوں پر عیش کرنے والا کہا تھا جس پر آج جی بھر کر افسوس کیا۔

گیٹ دی فوڈ اینڈ کم ہیئر (کھانا لے کر یہاں آؤ)" اس نے مصروف سے انداز میں کہا۔"

کھائیں ں ں" کھانا رکھنے کے بعد بھی اس نے کھانا شروع نہیں کیا تو اس نے کہا ایک تو وہاں بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ "
نہیں تھی اس لیے وہ ابھی تک کھڑی تھی۔

اف یو وانٹ ٹو ایٹ ود می دین فیڈ می (اگر تم میرے ساتھ کھانا چاہتی ہو تو مجھے کھلاؤ)" یہ کونسا مصعب تھا ھدیٰ کے "
ہاتھوں میں پسینہ اتر آیا۔

میں خود ہی کھا لیتی ہوں" وہ پلٹی مگر مصعب اسے بازو سے کھینچتا ہوا اپنی گود میں بٹھا چکا تھا۔"

اگر کوئی آپ کے لیے اتنی محنت کر رہا ہو تو تھوڑی سی فیور تو دے دینی چاہیے۔ہے نہ؟" اس نے معصوم سا منہ بناتے "
ہوئے کہا جس پر ھدیٰ کو واقع ہی شرمندگی ہوئی۔

ٹھیک ہے مجھے اٹھنے دیں پھر“اس نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔”

اگر تم اٹھی تو میں نہیں کھاؤں گا“اس نے ناراضگی سے کہا۔”

یو شیورلی گروان ویسٹ۔ شیم لیس (آپ سچ میں مغرب میں بڑھے ہوئے ہیں۔بے شرم)“اس نے کانٹے کی مدد سے سیب کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔”

آئی ایم پراوڈ ٹو بی شیم لیس ان فرنٹ آف مائی وائف“اس نے قہقہہ لگایا۔اسی وقت کوئی آفس کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آیا۔”

باس“اندر کے سین کو دیکھتے ہوئے وہ فوراً پلٹا۔”

باس کو کیا ہوا۔باہر کھڑے لڑکے نے سکریٹری سے کہا وہ جیک کی جگہ کام کر رہا تھا اسی لیے پرمیشن کی بجائے بس ناک پر ہی اکتفا کر کے اندر چلا جاتا تھا پر اب شاید دوبارہ وہ آفس میں داخل ہونے کے قابل بھی نہ رہے کیونکہ نکلنے سے پہلے وہ باس کی آنکھوں میں موجود غصہ دیکھ چکا تھا۔

دعا کرو بس "لڑکی نے ہنستے ہوئے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج سکول میں آرٹ ایگزیبیشن کی تیاریاں ہو رہی تھی اس لیے کوئی بھی کلاس نہیں تھی سٹوڈنٹس کو گروپس میں بانٹ کر ان کے کاموں کو ان کے ذمے لگا دیا گیا تھا وہ بھی اپنے گروپ میں کھڑا ایگزیبیشن کے لیے لائی گئی چیزوں میں سے کچھ کو سلیکٹ کر رہا تھا۔

کیا تم دونوں کے بیچ میں کچھ چل رہا ہے "ایک صحت مند لڑکے نے اسٹیف سے پوچھا۔"

کن دونوں میں؟ "اسٹیف نے ابرو کو سکیڑتے ہوئے پوچھا۔"

تم میں اور الیگزینڈرا میں "لڑکے نے ڈرتے ڈرتے نام لیا۔"

ہاہاہا! تمہیں کس نے کہا" اس نے لڑکے سے پوچھا۔"

تم دونوں ساتھ ساتھ رہتے ہو کافی اسلیئے۔ ویسے بھی دو سالوں سے کسی لڑکے سے تو کیا لڑکی سے بھی اس کی دوستی" نہیں ہوئی۔ اس لیے سارے سکول کو لگتا ہے کہ کچھ ہے تم دونوں میں" اس کے ہنسنے سے لڑکے کا حوصلہ بحال ہوا۔

کیا میرا اسٹینڈرڈ اتنا لو ہے اس کو دیکھا ہے تم نے وہ لڑکی لگتی بھی ہے کہیں سے" ایسا کہتے ہوئے اسٹیف کی آنکھوں" میں دھواں بھر گیا پر اسے یہی کہنا تھا۔

کیا مطلب؟" اس کے ارد گرد کھڑے سب ہی لڑکوں نے اس کی بات پر حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔"

مطلب میرے اور اس کے بیچ کچھ نہیں ہے کچھ ہو ہی نہیں سکتا" اس نے دوبارہ سے چیزوں کو کھنگالتے ہوئے کہا۔"

پھر تم لوگ ساتھ ساتھ کیوں ہوتے ہو؟" ایک اور لڑکے نے سوال کیا اس کو شاید ان دونوں کا ساتھ" رہنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

ایسے ہی میں جاننا چاہتا تھا کے اس کی کسی سے دوستی کیوں نہیں ہے" اسٹیف نے سامنے لگے شیشے میں دیکھا کہ الیگزینڈرا پیچھے کھڑی اسے سن رہی ہے لیکن اس نے بات کو جاری رکھا۔

"پر اس میں تو کوئی خاص بات نہیں کسی سے دوستی کرنے کا وقت نہیں ہے اس کے پاس کیونکہ اس صورت میں اسے بھوک سے مرنا پڑے گا جب سب دوستوں کے ساتھ گھوم رہے ہوتے ہیں تو وہ اپنی اندھی دادی کے ساتھ کام کر رہی ہوتی ہے۔ تم لوگ جانتے ہو وہ کیا کام کرتی ہے؟ سی فوڈ کو پیک کرنے کا۔ سوائے اچھے گریڈز کے اس کے پاس واقع ہی کچھ نہیں میں نے اپنا وقت ضائع کیا۔" وہ جانتے بوجھتے کسی کے کانوں میں زہر گھول رہا تھا۔

"اس میں کوئی برائی نہیں وہ محنت کرتی ہے اگر تم اس کے لیے کوئی جذبات نہیں رکھتے تو اس چند دن کی دوستی کو یاد کرو اور اپنا منہ بند رکھو" ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی الیگزینڈرا کے لیے کی گئی یہ بات شاید اچھی نہیں لگی تھی۔

وہ جو اسے دادی کے ہاتھ کا بنا ٹفن دینے آئی تھی آنکھوں میں حیرانگی لیے پلٹی۔

وہ پچھلے دو سال سے اس سکول میں پڑھ رہی تھی ایک ایکسیڈنٹ میں اس کے ابا کی ڈیتھ ہو گئی تھی ماں تو پہلے ہی نہیں تھی اب صرف دادی بچی تھی جو کے اندھی تھیں اس لیے اس نے حقیقت کو تسلیم کیا اور چھوٹی سی

عمر میں ہی ان کے ساتھ مل کر کام کرنے لگی ان کو حکومت کی طرف سے جو فنڈ ملتا تھا وہ کافی نہیں تھا۔وہ جانتی تھی کے اس کے لاڈ اٹھانے کے لیے کوئی نہیں ہے اس لیے اس نے دوستی جیسی عیاشی کرنے کی جرأت بھی نہیں کی مگر اسٹیف۔وہ تو خود اس کے پاس آیا تھا۔کیوں۔وہ نہیں جانتی تھی۔ مگر اسے اچھا لگا تھا وہ اسے چڑاتا تھا مگر اب وہ اکیلی نہیں تھی اس کی سکول میں اینڈریو سے ہلکی سی بول چال تھی۔اینڈریو اچھا لڑکا تھا شاید اسے پسند بھی کرتا تھا لیکن وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی اس لیے اس سے دور رہتی تھی۔اسٹیف سے دوستی کے بعد اینڈریو بھی ان کے قریب آگیا تھا۔

الیگزینڈرا نہیں جانتی کب؟ کیسے؟ لیکن وہ اسٹیف کو پسند کرنے لگی تھی اور اس نے کل اسے گھر آنے کے لیے بھی اس لیے کہا تھا کل اس کی سالگرہ تھی وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسے پسند کرنے لگی ہے لیکن وہ آیا ہی نہیں اور اب۔اب وہ سارے سکول کے سامنے کیا کہہ رہا تھا اسے لگا وہ دوبارہ کبھی ان لڑکوں کے سامنے بلکہ سارے سکول کے سامنے ہی نظریں نہیں اٹھا سکے گی۔ٹفن کو ڈسٹ بن میں پھینکتی وہ سکول سے باہر آگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سلائیڈنگ گیٹ وا ہونے پر ڈرائیور گاڑی کو اندر لایا اور ڈرائیوے کے سامنے روکتے ہوئے خود اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولنے کے لیے اترا مگر جیک اس کے پہنچنے سے پہلے ہی دروازہ کھولتے ہوئے اتر چکا تھا یہ وہ محل تھا جس میں شاید ہی

کبھی کسی کو بلایا گیا ہو۔ڈور نیس کمپنیز کے انڈر کام کرنے والے سب سے پرانے ملازم نے بھی کبھی اس محل کو اندر سے نہیں دیکھا تھا لیکن آج اسے وہاں بلایا گیا تھا۔اس نے ابھی یہاں آنے کے بارے میں سوچا نہیں تھا ابھی کل ہی کی تو بات تھی جب اسے پتہ چلا تھا کہ اس کی محبت یک طرفہ نہیں اور آج اسے امتحان کے لیے بلا لیا گیا۔اس نے پندرہ سال کی عمر میں کمانا شروع کر دیا تھا اور آج وہ انیتس سال کا تھا وہ اس عمر سے نکل آیا تھا جب دوسروں کی دولت کی چمک سے آنکھیں چندھیا جاتیں ہیں اگر تو اسے یہاں اپنی امارت اور اس کی مفلوق الحالی دکھانے کے لیے بلایا گیا تھا تو وہ صرف ہنس سکتا تھا۔

سر سبز بیلیں دونوں اطراف کی دیواروں کو گیرے ہوئے تھیں اور دائیں طرف بنے گول لان میں گولائی کی صورت ہی مختلف جانوروں اور پرندوں کے پنجرے تھے اس گول چکر کے درمیان میں ایک چھوٹا سا تالاب بنا تھا جو دکھنے میں بالکل قدرتی تالاب جیسا نظر آتا تھا اس کے پانی کا گدلا پن اسے قدرتی تالاب ثابت کرنے میں بھرپور حصہ ڈال رہا تھا اس تالاب سے مینڈک اچھل کر باہر آتے اور پھر اچھلتے ہوئے اندر چلے جاتے اس پورے گول چکر کا اگر چکر لگایا جاتا تو پندرہ سے بیس منٹ لگتے مختصر یہ کہ وہاں دنیا کی مہنگے سے مہنگے جانوروں اور پرندوں کو خرید کر قید میں ڈالا گیا تھا۔وہیں دوسری جانب تا حدِ نظر پھیلے ہوئے گھاس کے قطعے کے کناروں پر ہر طرح کا پھول نظر آرہا تھا ڈرائیوے کے دونوں اطراف ایک دوسرے سے اس قدر مختلف تھے کہ بنانے والے کے مزاج کو جاننا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔اسے یاد تھا کہ جب وہ مصعب کو ایک دوبار ڈرائیو کر کے گھر لایا تھا تو یہ وہ گیٹ نہیں تھا جس سے اسے ابھی اندر لایا گیا تھا یقیناً اس محل کے دو راستے تھے اور جہاں وہ کھڑا تھا عام طور پر اس راستے کو استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔

اس طرف " ملازم کے اشارے پر وہ بلڈنگ کے اندر داخل ہوا جس کا انٹیریر خزاں میں درختوں سے گرے پتوں کی طرح دو سے تین شیڈ رکھتا تھا اندر قدم رکھتے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ سچ میں بہار سے نکل کر خزاں میں آ گیا ہے جو تھوڑی بہت سوچیں اس نے اکھٹی کی تھیں اسے وہ بھی منتشر ہوتیں نظر آئیں۔

آج سے بیس سال پہلے میں اپنے بیٹے جیمز کو یتیم خانے سے لینے گیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ وہاں اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ ایک پانچ سالہ بچی تھی جس کو ہر وقت وہ اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا تھا پوچھنے پر اس بچی نے خود کو جیمز کی بہن بتایا میں اسے ایسے ہی گھر نہیں لا سکتا تھا اگر وہ میری اولاد تھی تو مجھے اس بات کا ثبوت چاہیے تھا اور اس سب کے لیے کچھ وقت درکار تھا لیکن میں اپنے بیٹے کو مزید وہاں نہیں چھوڑ سکتا تھا اگر معاملہ میڈیا تک پہنچتا تو مجھے نقصان ہوتا اس لیے میں جیمز کو لے آیا پھر جب مجھے پتہ چلا کہ وہ میری ہی بیٹی ہے تو مجھے لگا کہ وہ مجھ سے سوال کرے گی کہ میں اسے کیوں لینے آیا ہوں یا میں نے اس کی بات کا یقین کیوں نہیں کیا مگر اس نے ان دونوں میں سے کوئی بھی سوال نہیں کیا" انہوں نے چائے لانے والی ملازمہ کو جانے کا اشارہ کیا اور خود چائے کی کیتلی کو اٹھایا۔

جانتے ہو اس نے ان میں سے پہلا سوال مجھ سے کب کیا؟" انہوں نے جیک کے جھکے سر کو دیکھتے ہوئے کہا۔"

نہیں" وہ جو سوچ کر آیا تھا کہ وہ غصے سے بھرے بیٹھے ہوں گے اور اسے اس کی غربت کے تانے کھینچ کھینچ کر ماریں گے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا وہاں اسے صرف بیٹی کے لیے پریشان باپ نظر آیا اور اس بات نے اسے اور الجھا دیا۔"

جب میں نے اسے بتایا کہ میں اس کی شادی کر رہا ہوں" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "

خیر! میں نے اسے گھر لانے سے پہلے ایک وعدہ لیا کہ وہ زندگی میں میرے دونوں بیٹوں سے زیادہ کامیاب ہو کر" دکھائے گی۔ پھر میں اگلے چند سالوں میں اس کی صحت کو دیکھ کر اس سے لیا ہوا وعدہ بھول گیا وہ اتنی کمزور تھی کہ اس کے لیے چلنا پھرنا بھی کڑی مشقت جیسا تھا لیکن وہ نہیں بھولی اس نے اپنا وعدہ یاد رکھا اور اپنے بھائیوں سے زیادہ اچھا کام کیا" کیتلی کو ہلا کر ٹی بیگ ویٹ کے ذائقے کو اچھی طرح پانی میں شامل کرنے کوشش کی۔

کچھ عرصہ پہلے میں نے نوٹس کیا کے اس کی کمپنی میں کچھ گڑبڑ ہے لیکن چونکہ مجھے اس پر بھروسہ تھا اس لیے تسلی رکھی کے وہ سب ٹھیک کرلے گی لیکن بھروسہ ہی انسان کو مہنگا پڑتا ہے۔

تم بھی بھروسہ مت کرنا" انہوں نے چائے کی پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بات کو جاری رکھا۔ "

اس کی کمپنی سے ایسی جگہوں پر انویسٹمنٹ ہوئی جہاں کوئی عقل والا آنکھیں بند کر کے بتا سکتا تھا کہ نقصان ہو گا میں" نے انویسٹمنٹ روکنے کی بجائے وجہ تلاش کرنی شروع کی تو پتہ چلا کے وہ پچھلے پانچ سال سے لکھ نہیں رہی میں جانتا تھا کہ میری آنکھ سے اگر کوئی حقیقت چھپانے کے قابل ہوا تو وہ میری اولاد میں سے ہی کوئی ہو گا مگر وہ کوئی میری بیٹی

ہو گی یہ جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی اس نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ وہ بیٹوں سے ہر گز کمتر نہیں اگر وہ پورے پانچ سال کسی بات کو مجھ سے چھپا کر رکھ سکتی ہے تو یقیناً وہ بہت قابل ہے۔" وہ چائے کا ایک گھونٹ بھرنے کے لیے رکے۔ وہ اپنی نظر کو داد نہیں دے رہے تھے انہیں ضرورت ہی نہیں تھی وہ تو حقیقت بتا رہے تھے جو جیک پہلے سے جانتا تھا۔

یو آر ہینڈ سم ناؤ آئی گیٹ اٹ وائے شی ہیڈ ڈن اٹ (تم خوبصورت ہو اب مجھے سمجھ آئی اس نے ایسا کیوں کیا)" وہ اس کی تعریف کر رہے تھے۔

کیا لگتا ہے تمہیں وہ تمہارے ساتھ رہ لے گی؟" انہوں نے پوری گفتگو میں اب اسے ٹھنڈے تاثرات سے دیکھا" مطلب وہ ہاں کہنے کی جرأت بھی نہ کرے۔

جی" اس نے یہ جرأت کر لی جو کہ اسے مہنگی پڑنے والی تھی۔"

مینڈک کو اگر گرم پانی میں چھوڑ دیا جائے تو وہ اپنے باڈی ٹمپریچر کو پانی کے ٹمپریچر جتنا کر لیتا یو نو سروائیول اگر پانی کا" ٹمپریچر مزید بڑھ جائے تو بھی وہ ہار نہیں مانتا اور دوبارہ اپنے باڈی ٹمپریچر کو پانی کے ٹمپریچر کے ساتھ ایڈ جسٹ کر لیتا ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ پانی کا ٹمپریچر اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس کے لیے مزید ایڈ جسٹ کرنا مشکل ہو جاتا

ہے۔تب وہ کیا کرتا ہے؟تب وہ سوچتا ہے کہ وہ پانی اس کے لیے نہیں اسے یہاں سے نکلنا ہوگا وہ کوشش کرتا ہے اور بار بار کوشش کرتا لیکن وہ اپنے باڈی ٹمپریچر کو ایڈجسٹ کرنے میں اپنی ساری انرجیاستعمال کر چکا ہوتا ہے اس لیے اب باہر جانا ناممکن ہے پھر وہ بیٹھ کر موت کا انتظار کرتا ہے اور آخر کار مر جاتا ہے" بات پوری ہوتے ہی انہوں نے جیک کے چہرے کے تاثرات دیکھے اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی بالکل ایسے جیسے فاتح فتح کا جھنڈا گاڑھ کہ ذرا پیچھے ہٹ کے دیکھتا ہے اور مسکرا دیتا ہے۔

وہ اسے کہانی نہیں سنا رہے رہے تھے وہ اسے بتا رہے تھے کہ وہ ان کی بیٹی کے لیے گرم پانی ہے ان کی بیٹی جتنا مرضی ایڈجسٹ کر لے آخر وہ اسے مار ہی دے گا اور سامنے بیٹھے جیک کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس کو اس کی غربت کا تانا نہیں دیا گیا تھا اس کو قتل سے پہلے ہی قاتل ثابت کر دیا تھا جن ساری باتوں کے لیے وہ خود کو تیار کرتا آیا تھا ان میں سے تو ایک بات بھی نہیں ہوئی تھی اور جو بات ہوئی تھی اس کے بعد کوئی بھی ذی ہوش انسان سوچتا ضرور ہے۔

کیا لگتا ہے تمہیں وہ تمہارے ساتھ رہ لے گی؟" انہوں نے اپنا سوال دہرایا اور اب کی بار الفاظ نے ادا ہونے سے" انکار کر دیا۔

اگر تم دونوں کی عمر کم ہوتی تو یقیناً میں اس بات کو اور طریقے سے ڈیل کرتا لیکن اب تم خود ایک میچورڈ انسان" ہو۔ایک نصیحت کرتا ہوں تمہیں عورت جو کہتی ہے اس کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا جو نظر آرہا ہوتا ہے۔تم اس

صنف کے نزدیک نہیں رہے اس لیے شاید تمہیں اندازہ نہیں" وہ جانتے تھے کہ اس کے خونی رشتے میں عورت تو کیا کوئی مرد بھی بلکہ کوئی بھی نہیں ہے اس لیے تابوت میں آخری کیل رشتوں کی ناتجربہ کاری کا ٹھونکا۔

عورت اگر جذبات میں آکر کچھ کر بھی جائے تو اس وقت مرد کو ہوش میں رہتے ہوئے فیصلہ کرنا پڑتا ہے وہ اس" وقت جذباتی ہو رہی ہے جس کا ثبوت تمہارے سامنے ہے اس نے دولت اور شہرت دونوں کو داؤ پر لگا دیا ہے جتنے وقت میں اس نے ان سب چیزوں کو چھوڑا ہے اس سے بھی جلدی وہ تمہیں چھوڑ دے گی" انہوں نے اپنی چھڑی کے منہ پر لگا گول بٹن دبایا اور ملازم کو ایلس کو اندر بھیجنے کا کہا۔

ڈیڈ!" اس کو دس منٹ پہلے کا پیغام بھیجا گیا تھا۔"

کم اینڈ ہیو آ کپ آف ٹی وداس (آؤ اور ہمارے ساتھ چائے کا ایک کپ پیئوں)" انہوں نے کپ میں چائے انڈیلتے " ہوئے اس کی طرف بڑھائی۔ اسے کچھ دیر پہلے اپنے سکریٹری سے پتہ چل چکا تھا کہ جیک کو انہوں نے بلایا ہے لیکن چونکہ وہ اس آگ میں کود چکی تھی اس لیے پیچھے ہٹنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اگر بات صرف اس تک رہتی تو چکی تھی اب اس کے پاس ایک ہی راستہ تھا۔ شاید وہ پیچھے ہٹ جاتی مگر بات اب جیک کی جان تک پہنچ

جو تم چاہ رہی ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وقت ضائع کرنے کی بجائے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو" انہوں نے بیٹی کے چہرے پر موجود سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی جو کہ مکمل طور پر ناکام ہو گئی۔ ایلس کے سکون میں کوئی خلل نہیں پڑا نہ ہی ان کی بات سے اور نہ ہی جیک کی وہاں موجودگی سے اس کا مطلب تھا وہ سوچ چکی ہے۔

جو میں چاہ رہی ہوں وہ میں ہر قیمت پر کر لوں گی" اس نے اپنے بالکل سامنے بیٹھے جیک کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی بات سن کر سوچوں کی دنیا سے باہر آیا۔

ٹھیک ہے آج سے تم میری بیٹی نہیں" انہوں نے کہا۔ ان کے انداز پر غور کیا جاتا تو پتہ چلتا کہ وہ اپنا وار کر چکے ہیں۔"

تھینک یو سو مچ مسٹر جان ڈورینس" اس نے چائے کی بھری ہوئی گھونٹ کو دھار کی صورت منہ سے واپس کپ میں ڈالا جیسے اگر وہ بیٹی نہیں رہی تو وہ باپ بھی نہیں رہے اور جیک نے دل ہی دل میں اس کی ہمت کی داد دی۔

کیا آپ میری تلاشی لینا چاہیں گے؟ کہیں میں آپ کی ساری دولت کو جیب میں چھپا کر نہ لے جاؤں" اس نے کوٹ اتار کر صوفے کی پشت پر رکھا۔ اور جوتے کے سٹیپ کھولنے لگی۔ اس کا باپ اور سامنے بیٹھا شخص حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے کتنا آسان ہوتا ہے نہ وہ کام کر جانا جس کے کرنے سے ہم پوری زندگی ڈرتے رہیں ہوں۔

یہ کپڑے آپ کے پیسوں سے نہیں لیے" اس نے ھدیٰ کے لائے ہوئے کپڑے پہن رکھے تھے مطلب وہ پوری" تیاری کے ساتھ آئی تھی۔

اور یہ رہی وہ شہرت جو میں نے یہاں رہ کر کمائی" اس نے موبائل میں اوکے کا بٹن دباتے ہوئے سکرین کو ان کے" سامنے کیا جس پر اس وقت ایک دیڈیو چل رہی تھی اور وہ سامنے بیٹھی بچی کا سر پکڑ کر میز میں مار رہی تھی یقیناً اس ویڈیو کے بعد اس کا بائیکاٹ کر دیا جاتا۔

چلیں؟" اس نے جیک کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ڈرامہ وہ نہیں تھا جو اس نے کیا ڈرامہ وہ تھا جو اب ہونے جا" رہا تھا۔

چلو چلیں" اس نے باپ کے چہرے کی دبی دبی مسکراہٹ کو اگنور کرتے ہوئے ایک بار پھر کہا۔"

نہیں" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔"

کیا ڈیڈ نے تمہیں کچھ کہا ہے؟ دیکھو وہ کچھ نہیں کریں گے تم چلو میرے ساتھ" وہ حیران ہوتی زمین پر اس کے" قدموں میں بیٹھ چکی تھی اگر اس لڑائی میں سے وہ ہی نکل جاتا تو پھر اس کے یہ سب کرنے کا کیا مقصد رہ جاتا۔

ان کی بات مت سنو کیا تم انہیں جانتے نہیں" اس کی آواز میں آنسو کی آمیزش شامل ہو گئی تھی اس کے سامنے بیٹھا" شخص کیا کر گیا تھا اس کے ساتھ۔

تم جانتے ہو نہ میں تمہارے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گی۔ جیک ادھر دیکھو میری طرف" اس نے جیک کے" ہاتھوں کو تھامتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا لیکن اس نے اپنے ہاتھوں کو اس کے ہاتھوں سے نکال لیا۔

تمہیں پتہ ہے تم کیا کر رہے ہو؟" اس کے اس کے موڑے ہوئے چہرے پر نظریں ٹکائیں وہ حادثہ اس کے باپ نے" کروایا تھا اس بات کے پتہ چلنے پر وہ اتنا روتی رہی تھی کہ گلا بند ہو چکا تھا۔ اس نے یہ سب کرنے کے بارے میں اچانک نہیں سوچا تھا پانچ سال لگے تھے اسے فیصلہ کرنے میں لیکن جب کر لیا تو پھر اس پر قائم بھی رہنا تھا۔

اپنے خالی ہاتھوں کو لیتی وہ اٹھی اور باہر نکلتی چلی گئی کب وہ سڑک پر پہنچی اور کب بس میں سوار ہوئی اسے کوئی ہوش نہیں رہا اس کے جسم پر کپڑوں کے نام پر جینز اور شرٹ تھی اور ساری دنیا ہاتھوں میں دستانے پہنے گھوم رہی تھی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا بٹوا نکالا جس پر نیلے رنگ کا بڑا سا کارٹون بنا نظر آ رہا تھا اندر ہاتھ ڈالنے پر کرنسی کے چند نوٹ نکلے جن سے وہ بس وہاں تک جا سکتی تھی جہاں اسے جانا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ واپس آچکی تھی لیکن خود کو اسی لاؤنج میں چھوڑ آئی جہاں کھڑے ہو کر اس نے سب کچھ اپنے کانوں سے سنا تھا ولیم کا جب مہندی والے دن بھی اس سے رابطہ نہ ہوا تو اس نے گھر کے نمبر پر فون کیا جہاں سے اسے پتہ چلا ھدیٰ وہاں سے واپس آچکی ہے کیوں یہ بات ان سے پوچھنے سے اچھا تھا وہ ھدیٰ کو ڈھونڈ کر اس سے پوچھتا لیکن اگلے دو دن مزید اس سے رابطہ نہ ہوا۔ جب پاکستان آنے کے لیے وہ ٹکٹ بک کروا آیا تو عین اسی وقت ھدیٰ کا فون آیا اور اس نے کہا کہ وہ آ کر انہیں سب بتا دے گی وہ ڈرتے رہے کہ شاید وہ آ نہ پائے مگر اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کھڑے دیکھ کر ان کو تسلی ہوئی اس کا رنگ زرد تھا اور وہ ہونٹوں کو تر رکھنے کے لیے بار بار ان پر زبان پھیر رہی تھی۔ جب ولیم نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا تو وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لی جیسے اس کو بات سمجھ نہ آئی ہو۔ ولیم نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھایا تو اس نے بس یہ بتا کہا کہ آپ ڈائیورس پیپرز تیار کروا دیں میں سائن کر دوں گی آگے پیچھے کی کوئی بات کئے بغیر ہی اس نے بم پھوڑا اور خود ہی اس بم کے زیرِ اثر نظر آئی۔

کیا ہوا ہے ھدیٰ مجھے بتاؤ؟ تم تو کبھی ایسا نہیں چاہتی تھی کیا فصیح سے جھگڑا ہوا ہے تمہارا" وہ ہوش میں ہوتے ہوئے" بھی ہوش میں نہیں تھی اور سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ تھی کہ ایسی بات کرتے ہوئے نہ اس کی آواز کانپی اور نہ ہی آنکھوں میں آنسو آئے۔

فصیح کے نام پر اس نے ماموں کی طرف ایسے چونک کر دیکھا جیسے انہوں نے کوئی بالکل انجانا نام لے لیا ہو۔

"ماموں! میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی نہ ہی کسی سے اس بارے میں کوئی بات کرنا چاہتی ہوں میں آپ کو بھی ایک ہی بار بتا رہی ہو تو آپ اچھی طرح سے سن لیں تا کہ مجھے دوبارہ یہ جوکھم نہ اٹھانا پڑے جو میں اس وقت اٹھانے لگی ہوں" اس کی سانس ایک بار پھر پھولنا شروع ہو گئی۔

"اس نے شادی کر لی۔ نہیں ماموں اس نے میری بہن سے شادی کر لی۔ نہیں یہ بھی نہیں اس نے میری بہن سے بہت پہلے ہی شادی کر لی تھی اور اب" آگے کی بات ماموں کو بتانی چاہیے یا نہیں اسے سمجھ نہیں آیا۔

"آپ مجھ سے ابھی کسی پیپر پر سائن لے لیں مجھے اس نے ملنا تو نہیں پڑے گا نہ؟" اس نے درازوں کو کھول کھول کہ سادہ کاغذ ڈھونڈنے شروع کیے جیسے وہ جلد از جلد اپنے کندھوں سے یہ بوجھ اتار کر پھینک دینا چاہتی ہو۔

"چلو ہم پہلے ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں" ولیم نے اسے بازو سے پکڑ کر مزید تلاشی سے روکا وہ ٹھیک لگ رہی تھی پر ٹھیک نہیں تھی۔

"میں خود ڈاکٹر کے پاس چلی جاتی ہوں جس ڈاکٹر کے پاس آپ کہیں گے میں چلی جاؤں گی ابھی چلی جاؤ گی بس آپ مجھے کہہ دیں کے آپ یہ کام پہلی فرصت میں کر دیں گے" اس کی حالت مزید خراب ہوتی جا رہی تھی۔

ہاں میرا بچہ تم بیٹھو تو صبح" انہوں نے اسے گلے سے لگایا اور رونے لگے لیکن وہ جس کے ساتھ یہ سب ہوا تھا اس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں گرا۔

پھر ولیم نے سارے معاملات کیسے سنبھالے ھدیٰ کو کچھ خبر نہیں ہوئی لیکن جس شام ولیم نے اس کے ہاتھ میں پیپرز دیے کہ اس کی طلاق ہو گئی ہے وہ اسی شام ڈورم میں واپس آ گئی اینڈی نے بہت واویلا کیا لیکن ھدیٰ کی حالت دیکھ کر وہ بھی چپ کر گیا ولیم نے اسے بہت روکا وہ نہ جائے مگر اس نے انہیں یہ کہہ کر ڈرا دیا کہ اگر وہ ڈر رہے ہیں کہ وہ باہر جا کر مر جائے گی تو وہ جان لیں کہ وہ گھر سے نہ نکلی تو ضرور مر جائے گی اس کے الفاظ ننگی تلوار تھی جس نے انہیں ڈرا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کافی دیر سے فون پر مصروف تھا اور ھدیٰ سوچنے میں۔

کیا ہوا؟" بالآخر اس نے کال اینڈ کرتے ہوئے پوچھا۔"

کچھ نہیں۔کیوں؟" ھدیٰ اسے دو دن سے اچھے موڈ میں دیکھ رہی تھی لیکن فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ بات کرے یا نہ۔

کوئی بات کرنی ہے؟" اس نے چہرہ مکمل طور پر اس کی طرف موڑتے ہوئے پوچھا۔"

آپ کو یاد ہے آپ ایک بار شرط ہارے تھے مجھ سے؟" اس نے فیصلہ کر لیا اسے یہ بات ابھی کرنی تھی۔"

ہاں۔کیا تمہیں کچھ چاہیے" اس نے کلاک پر وقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔"جی! مجھے کچھ پوچھنا ہے کیا آپ بتائیں گے؟"" اس نے مصعب کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔یہ پہلی مرتبہ تھا کہ اس نے خود اس کے ہاتھ پکڑے تھے ورنہ وہ پکڑتا تھا اور وہ ہمیشہ چھڑوانے کے بہانے ڈھونڈتی رہتی۔

ک ک کیا پوچھنا ہے؟ میری سگی تو کیا کوئی سوتیلی سہیلی بھی نہیں ہے" اس نے پیچھے ہوتے ہوئے ڈرنے کی ایکٹنگ کی۔"

مصعب!" ھدیٰ نے اس کے کندھے پر دھموکا جڑا۔"

ہاں جی پوچھو" ہاتھ میں پکڑے فون کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔"

کیا آپ اپنی مدر کی ڈیتھ کے بعد پاکستان گئے تھے؟" اس کی بات پر مصعب کی آنکھوں نے رنگ بدلا اور وہ کالی ہونا" شروع ہو گئیں۔ چاہے وہ اس کی بیوی تھی پر وہ اس سے بھی اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تم سو جاؤ صبح تو جانا ہے نہ سکول تم نے" اس نے اسے کندھوں سے پکڑ کر لیٹاتے ہوئے کہا۔"

آپ وعدہ توڑ رہے ہیں۔ کیا سارے مرد ایسے ہی ہوتے ہیں؟" اس نے جان بوجھ کر بات کو اٹھایا۔"

ایسے کیسے؟" اسے شاید اس بات پر پہلے والی بات سے زیادہ غصہ آیا تھا۔"

جھوٹے" وہ کہنا نہیں چاہتی تھی پر کہنا پڑا۔"

میں سات سال کا تھا جب پہلی بار یہاں آیا اور اس کے بعد کبھی واپس نہیں گیا" اس نے لب بھینچتے ہوئے بات پوری کی یہ وہ بات تھی جسے اس نے کبھی کسی سے ڈسکس نہیں کیا مگر اس کے سامنے بیٹھی لڑکی اس سے سب پوچھنے کا حق رکھتی تھی اس لیے دکھ سے یا خوشی سے بتانا تو تھا۔

کیا آپ نے فاتحہ بھی نہیں پڑی؟" اس نے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑا جیسے اگر وہ اس کے ہاتھوں کو چھوڑ دے گی تو وہ بات کرنا چھوڑ دے گا۔

نہیں" اس کی نہیں میں موجود دکھ کو وہ پہچان سکتی تھی وہ خود ماں اور باپ دونوں کے بغیر پلی بڑھی تھی۔"

آپ کو پتہ ہے میں نے بھی یہی کیا تھا جب میرے ابا فوت ہوئے میں نے بھی کئی سال اس بات پر یقین نہیں کیا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں میں پہلے ہی کم بولتی تھی لیکن ان سالوں میں میں نے بولنا بالکل چھوڑ دیا یہاں تک کہ اگر دل نہ چاہنا بولنے کو تو سکول تو سکول قرآن کا سبق بھی نہ سنانا۔ جو قاریہ ہمیں قرآن پڑھاتیں تھی ہم انہیں آپا جی کہتے تھے انھوں نے میرے اس رویے پر مجھے مار کر بھی دیکھ لیا لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ ایسا نہیں تھا کہ میں جان بوجھ کے انہیں تنگ کرتی تھی مجھ سے بولا ہی نہیں جاتا تھا ایسے جیسے مجھے اسی وقت کسی دوسری دنیا سے زمین پر پھینک دیا گیا ہو

اور میں بس بیٹھی سب کے منہ تکتی رہتی پھر انہوں نے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا" وہ اس کو بولتے ہوئے سن رہا تھا یہ پہلی بار تھا اور وہ بول رہی تھی یہ بھی پہلی بار تھا۔

"آپا جی بیس سال کی تھی جب ایک حادثے میں ان کے جسم کے کچھ حصے جل گے باپ تھا نہیں اور ماں نے بیٹی کے غم کو دل سے لگا لیا اور چارپائی کی ہو کر رہ گئیں۔ ان کی بھابیاں ہمارے سامنے جان بوجھ کر ان کے جسم کے جلے ہوئے حصے پر ہاتھ یا پاؤں لگا دیتیں اور آپا جی خاموشی سے سہہ جاتی پھر انہی دنوں ان کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا تو بھابیاں کا تھوڑا بہت ڈر بھی جاتا رہا ایک دن کوئی عورت ان کی والدہ کے انتقال کا افسوس کرنے آئی تو دونوں بھابیوں نے دہائیاں دینا شروع کر دیں کہ آپا جی کو تو اپنی ماں کی موت کا کوئی دکھ نہیں جس دن وہ مری اس دن کے بعد سے وہ روئی ہی نہیں اور واقع ہی ہم نے بھی ان کو روتے نہیں دیکھا۔ بھابیاں دہائیاں دیتیں رہیں اور وہ چپ چاپ بیٹھی رہی میں اس دن ان کے صحن میں جھاڑو لگا رہی تھی جھاڑو لگانے کے بعد میں انہیں جانے کا بتانے گئی تو ان سے پوچھ لیا کہ وہ روتی کیوں نہیں ان کی ماں تو ان کا سب سے بڑا سہارا تھی کیا انہیں غم نہیں ان کے مرنے کا؟ تو پتہ ہے انہوں نے کیا کہا؟" وہ سانس لینے کے لیے رکی۔

کیا" اس نے ھدیٰ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔"

انہوں نے کہا بتاؤ غم کا سال کسے کہا جاتا ہے؟" اس کے چہرے پر اس واقع کے تاثرات چھپے ہوئے تھے جیسے وہ اس کو بالکل اپنے سامنے ہوتا دیکھ رہی ہو۔

میں نے کہا کہ جی جس میں حضورؐ کے چچا ابو طالب اور ان کی پیاری ساتھی حضرت خدیجہ کی وفات ہوئی" اس نے بات کو جاری رکھا۔

پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ اس وقت ہوا جب بنو ہاشم کے لوگ تین سال تک شعبِ ابی طالب میں محصور رہنے کے بعد باہر نکلے مطلب اس وقت اسلام اتنا زیادہ پھیلا نہیں تھا حضورؐ کے دو اہم ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ گئے کیا اللہ ان کی موت کو روک نہیں سکتا تھا؟ بے شک روک سکتا تھا۔ کیا ان سے زیادہ بھی اس وقت یا آج تک کسی کی زندگی اہم ہو سکتی تھی؟ نہیں ان سے زیادہ نہیں۔ کیا اپنے پیارے محبوب کو روتے نہ دیکھا ہو گا اللہ نے؟ ضرور دیکھا ہو گا لیکن موت اللہ کے نبی کے پیاروں کو بھی آئی۔

اس بات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ موت برحق ہے پھر چاہے آپ کسی کے لیے کتنے ہی اہم کیوں نہ ہو۔ کیا آپ کی مدر یا میری آپا جی کی امی یا میرے ماں باپ یا ایسے بہت سے لوگ جو اس دنیا سے جا چکے ہیں کی زندگیاں اتنی ضروری تھیں جتنی ان کی؟ ہرگز نہیں" اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو اسی کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

انہوں نے کہا کہ ان کی ماں ان کے لیے اہم تھی لیکن ان کو اس موت پر صبر آگیا ہے اور ان کی اس بات کو سن کر" مجھے بھی ابو کی موت پر صبر آگیا اور اب آپ کی باری ہے اگر آپ فل حال جا نہیں سکتے تو اسے دیکھ کر فاتحہ پڑھ لیں" ایک قبر کی تصویر کھولتے ہوئے اس نے موبائل اس کے سامنے کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کافی دنوں بعد سکول آئی تھی اس لیے آج اس کی مسلسل کلاسز تھی ایک کے بعد دوسری کلاس میں بھی اس نے الیگزینڈر را غائب دماغی سے بیٹھے دیکھا تو اسے آفس میں آنے کا کہتی ہوئی چلی گئی۔

کیا ہوا؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" اس کے زرد رنگ پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔"

یپ! آپ نے ریفر کیا مجھے؟" آج کل سب بچے اپنے مستقبل کے لیے پریشان نظر آرہے تھے کیونکہ یہ ریفرینس" سیزن تھا اور انہیں ریفرینسز پر انہیں یونیورسٹیز میں داخلے ملنے تھے۔

کیا تم اس لیے پریشان ہو؟ اچھے گریڈز ہیں تمہارے ایڈمشن ہو جائے گا بس تم پیپرز کی تیاری کرو" اسے لگا کوئی اور بات ہے مگر سکول میں بچوں کی کاؤنسلنگ کی جاتی تھی انہیں بتانے کے لیے پریشرائز نہیں اس لیے اس نے بھی فل حال اس معاملے کو چھوڑ دیا۔

اوکے۔ تھینک یو" کہتی ہوئی وہ باہر چلی گئی۔"

کیا اسٹیف نے واقع ہی وہ سب کچھ کہا ہے؟" پورے سکول میں بات پھیل گئی تھی بس ایک اینڈریو ہی تھا جسے دو دن بعد ہوش آیا تھا۔"

مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی تم جاؤں یہاں سے" اس نے اردگرد کھڑے سٹوڈنٹس کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر کہا۔"

کیوں؟ کیوں بات نہیں کرنی؟ تم مجھے بتاؤ اس نے وہ سب تمہیں کہا یا نہیں؟" وہ اس کی بات سے چڑا تھا۔"

تمہارا کیا تعلق اس بات سے ؟ تم دور رہو مجھ سے "اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے دھکا دیا اسی وقت الیگزینڈرا کی" آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا وہ جتنا بھی چھپا لیتے تھے تو بچے ہی ابھی تو وقت اور لوگوں نے صرف ایک جھلک دکھائی تھی ابھی تو بہت سے آنسو باقی تھے۔

اس کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں نے اینڈریو کو اپنے سوال کا جواب دے دیا اور وہ پلٹتا ہوا اندر کی طرف گم ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا آپ مجھے ہاؤس اسٹنٹ کی جاب پر رکھنا چاہیں گی ؟" اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا کھولتے ہوئے میز پر پھیلایا جس کو" کرسی پر بیٹھی خاتون نے جھک کر اٹھایا۔

کیا یہ میری مدر کا ہے ؟" ہاتھ میں پکڑے خط کو دیکھ کر خاتون کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ "

کیا آپ ان کی بیٹی ہیں ؟" اس کے سامنے بیٹھی خاتون کی عمر چالیس کا ہندسہ پار کر چکی تھی اس لیے ایلِس اسے فوراً" پہچان نہ پائی۔

کیا تم ایلِس ڈورینس ہو؟" خاتون نے مزید حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔"

آپ مجھے ایلِس کہہ سکتیں ہیں۔ صرف ایلِس" اسے اتنی جلدی پہچانے جانے کی توقع نہیں تھی۔"

کیا میری مدر ہاسپٹل سے تمہیں ملنے کے لیے گئیں تھیں؟" خاتون کے پاس سوالات کا جم غفیر تھا یا شاید اس کے صبر" کا بند ٹوٹ گیا تھا وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کی ماں اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اسے ہاسپٹل میں پریشان چھوڑ کر کس سے ملنے گئیں تھی اور کیوں؟۔

ان کے پاس میری امانت تھی اس لیے انہیں مجھ سے ملنا تھا" وہ جو خود الجھی بیٹھی تھی اس کے سوال کا مختصر جواب" دے کر چپ کر گئی۔

ٹھیک ہے تم چند دن آرام کر لو کام کی بات ہم بعد میں کریں گے" بالآخر خاتون کو اس کی حالت پر رحم آ گیا اور اس نے" ایک دراز کو کھولتے ہوئے جوتوں کا جوڑا اس کی طرف بڑھایا۔ پتہ نہیں وہ ننگے پاؤں کتنا لمبا سفر طے کر کے آئی تھی۔

شکریہ!" جوتوں کو پہننے کی بجائے اس نے ہاتھوں میں اٹھایا اور کمرے سے باہر آ گئی۔"

یہ چرچ سے منسلک وہی آرفن ہوم تھا جس میں اس نے اپنی زندگی کے سب سے برے دن گزارے تھے کوئی بھی راستہ اس کے لیے نیا نہیں تھا اس لیے بغیر کسی کی مدد کے وہ ہال میں سے گزرتی ہوئی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اس میں داخل ہو گئی کمرہ اس وقت مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا بتی جلانے کی بجائے کچھ دیر وہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی رہی اور جب اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو گئی تو اس نے آگے بڑھ کر خالی بیڈ کی پائنتی کے پاس ہاتھوں میں پکڑے جوتے رکھے اور خود بستر پر گر گئی۔

جینز کی جیب میں رکھی چیز کو محسوس کرتے ہوئے اس نے کھینچ کر اس چیز کو باہر نکالا اور آنکھوں کے سامنے لا کر دیکھنے لگی یہ ہلکے نیلے رنگ کا بچوں والا وہی بٹوہ تھا جو امانت کے طور پر اس نے اس ادارے میں موجود سسٹر کو پکڑایا تھا اس بٹوے میں موجود رقم اس نے اسی یتیم خانے میں لالٹینیں بنا کر کمائی تھی اس وقت اس نے یہ رقم اس ادارے میں موجود سسٹر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس رقم سے اپنی زندگی کا سب سے یادگار سفر کرے گی اور آج اس رقم سے جو سفر وہ طے کر آئی تھی اس سے زیادہ یادگار واقع ہی کچھ نہیں تھا۔اب وہ ہر سانس پر اس سفر کو یاد کیا کرے گی اس کی آنکھوں سے نمکین مائع گر کر تکیے میں جذب ہو رہا تھا پر اس نے اسے صاف نہیں کیا شاید ابھی اسے اور رونا تھا۔جب وہ یہاں تھی تو اسے لگتا تھا کہ والدین،شناخت اور پیسہ ہی سب کچھ ہوتا ہے لیکن جیک سے ملاقات کے بعد اسے پتہ چلا کہ وہ کتنی غلط تھی وہ شخص ان سب چیزوں سے محروم ہو کر بھی مکمل تھا وہ دو سے تین جابز اپنی یونیورسٹی کے دوران کر رہا تھا پس یہ ثابت کر رہا تھا کہ پیسہ کم تر چیز ہے اسے کسی بھی وقت کبھی بھی کمایا جا سکتا ہے۔اسے پورے

پانچ سال لگے تھے یہ فیصلہ کرنے میں کہ کیا اسے اس سے اتنی محبت ہے کہ وہ ان سب چیزوں کو محبت پر وار دے اور اس نے سب وار دیا لیکن پھر بھی خالی ہاتھ رہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈیڈ! ہمیں وہ کام نہیں کرنا چاہیے جس کو ہم بعد میں ٹھیک نہ کر سکیں" مصعب آفس کے صوفے پر بیٹھا ٹھنڈی نظروں سے شیشے میں نظر آتے باپ کے عکس کو دیکھ رہا تھا جس کے بوڑھے ہاتھ اسی رفتار سے ٹائی باندھنے میں مصروف تھے جس رفتار سے عام حالات میں باندھ رہے ہوتے تھے یعنی جذبات کا ان سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

میں نے اسے روکا تھا کہ وہ یہ نہ کرے" انھوں نے الٹا بیٹے سے شکوہ کیا۔"

وہ بچی ہے ابھی" یہ پہلی بار تھا کہ وہ باپ کہ سامنے بہن کے بارے میں بات کر رہا تھا ورنہ ان تینوں میں سے کوئی بھی" کسی کے حق میں مر کر بھی باپ سے سوال نہیں کرتا تھا۔

محبت کا کیڑا انسان کو اسی عمر میں کاٹتا ہے اگر اس کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو زہر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ کیا" تم چپ چاپ بیٹھے اس زہر کو پھیلتے ہوئے دیکھ سکو گے؟" اس نے کوٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے بیٹے کو جواب دیا یہ ساری تیاری وہ اپنی بیٹی کے نام سے اپنا نام ہٹانے کے لیے کر رہا تھا باہر میڈیا کا ہجومِ بے کراں اپنے ہتھیار تیار کیے کسی کی ذاتی زندگی کے پرخچے اڑانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔

مجھے کچھ وقت دیں میں اسے واپس لے آؤں گا" اس کی پور پور میں التجا تھی وہ اپنے باپ کو وہ سب کرنے سے روکنا" چاہتا تھا جو کبھی اس کی ماں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

اس کی ضرورت نہیں وہ خود آجائے گی" یہ بات کمرے میں داخل ہوتے ہوئے جیمز نے کہی بلکہ سنائی تھی شاید اپنے" باپ کو یا پھر بھائی کو۔ وہ جو اتنے سالوں سے گھر نہیں لوٹا تھا آج چند گھنٹوں میں ان کے سامنے موجود تھا اور اس کی موجودگی ظاہر کر رہی تھی کہ ان کے باپ نے ایک تیر سے دو شکار کیے تھے وہ جو کسی بھی طریقے سے بڑے بیٹے کو واپس آنے پر آمادہ نہ کر پائے تھے اس کو بہن کی تکلیف چند گھنٹوں میں ان کے پاس کھینچ لائی تھی۔

پھر وہ کانفرنس جو جیک کا کیریئر اور ایلِس کی پہچان ختم کرنے کے لیے رکھی گئی تھی اس میں جیمز نے ایلِس کے حصے کا کام سنبھالنے کا اعلان کیا گویا وہ خود چل کر پنجرے میں قید ہونے آگیا تھا اور اس قید کے عوض اس نے بہن کی شناخت خرید لی تھی۔ جب مصعب نے دیکھا کہ وہ آگیا ہے تو اسے اپنا آپ وہاں غیر ضروری لگا وہ جانتا تھا کہ جیمز نے باپ کے

ارادوں پر وقتی بند باندھا ہے اس لیے اسے جا کر کسی مستقل بند کا انتظام کرنا تھا۔ اگر ان سب بہن بھائیوں میں سے باپ کو کسی کام کرنے سے مستقل طور پر کوئی روک سکتا تھا تو وہ مصعب ہی تھا کیونکہ وہ سارے بزنس میں اپنے پنجے اتنی مضبوطی سے گاڑھ چکا تھا کہ اگر جان ڈورینس اسے ہلانے کہ کوشش کرتا تو خود بھی خالی ہاتھ رہ جاتا۔ جان ڈورینس کے بزنس میں سکہ جمانے کا مطلب چوہے کا شیر کو پنجرے میں قید کرنا تھا اور مصعب نے یہ کرنے میں اپنی ساری جوانی صرف کر دی تبھی وہ اس مقام تک پہنچا تھا۔ جیک اور ایلِس کے معاملے میں ان دونوں کی جلد بازی انہیں لے ڈوبی تھی ورنہ اگر جیسا اس نے سوچا تھا ویسا ہوتا رہتا تو وقت آنے پر سب خو بخود ہی ٹھیک ہو جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ پچھلے تیس گھنٹوں سے بغیر کچھ کھائے پیئے لیٹی ہوئی تھی آج وہ دوبارہ اسی جگہ آگئی تھی جہاں کبھی نہ واپس آنے کے لیے اس نے پوری زندگی جی توڑ محنت کی تھی چھت کو گھورتے ہوئے اسے وہ دو سال یاد آئے جو اس نے جیمز کے بغیر یہاں گزارے تھے اس کا باپ اس کے واحد سہارے کو چھین کر لے گیا تھا جاتے وقت اس نے کتنی منتیں کی کے اسے بھی ساتھ لے جائیں لیکن وہ شخص یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ وہ اس کی بیٹی ہے۔ وہ شخص اس کے وجود سے انکار کر رہا تھا اور اس کی ماں کو مغلظات بک رہا تھا وہ کیا کہہ رہا تھا اس چھوٹی عمر میں وہ سب باتیں سمجھنا ناممکن تھا ان باتوں کی گہرائی اسے اس وقت معلوم ہوئی جب وہاں رہنے والے بچوں نے اس کے باپ کے الفاظ دوہرانا شروع کیے اور اس کے ساتھ اپنا رویہ بدل لیا یہ جگہ جو اس کی پوری دنیا تھی اس میں وہ تنہا رہ گئی اور اس نے اپنے باپ کے کہے گئے الفاظ کو سبق کی طرح دوہرانا شروع کر دیا۔ اگلے دو سالوں میں لوگوں نے اسے اپنا اصل دکھا دیا اس کے بعد جب جان

ڈورینس پر یہ ثابت ہو گیا کہ وہ اس کی ہی بیٹی ہے تو ایلس نے بغیر کوئی بات کئے اس کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا وہ اتنی چھوٹی تھی کہ دنیا سے نہیں لڑ سکتی تھی اس لیے اس نے خاموشی سے اس باپ سے لڑنے کا فیصلہ کر لیا جس سے اسے اگر نفرت نہیں ہو سکی تو محبت بھی نہیں ہوئی۔

اس نے اگلے بیس سال کتنی محنت کی تھی کہ اسے واپس اس جگہ نہ جانا پڑے جہاں اس کی ماں کو ذلیل کیا گیا تھا مگر وقت اور لوگ اپنا وار کرتے ہیں اور ایسا وار کرتے ہیں کہ ہم دنگ رہ جاتے ہیں وہ بھی تو دنگ رہ گئی تھی جب اس شخص نے ہاتھ چھڑوا لیے جس کے لیے اس نے سب چھوڑ دیا تھا بے شک اس وقت یہاں وہ لوگ موجود نہیں تھے جنہوں نے اس کی ماں کی ذلالت اپنی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی تھی مگر یہ چھت یہ در و دیوار وہی تھے۔ اس نے آنسو صاف کیے بیڈ سے اترتے ہوئے جوتا پہنا اور باہر آ گئی یہ رات کا کوئی پہر تھا کمرے کا دروازہ ہال میں کھلتا تھا جہاں آمنے سامنے دو قطاروں میں اوپر نیچے دوہرے بستر لگے ہوئے تھے اور ان کی پائینتی کی طرف چھوٹی سی سیڑھیاں تھی جن کو اوپر لگے بستر تک پہنچنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا وہ کوئی دس یا بیس بستر نہیں تھے ان کی تعداد سو میں تھی ہلکے قدم اٹھاتی وہ ہال کے دروازے کو کھولتی ہوئی باہر نکل آئی جہاں آسمان ستاروں سے سجا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا یہ آج بھی راستہ پوچھنے آیا ہے؟" مار گریٹ نے گیٹ سے نکلتے ہوئے گاڑی سے اترتے ہوئے مصعب کو دیکھ کر پوچھا۔ اسے یاد تھا کہ جب اس نے ار مسز میڈونا پہلی بار ھدیٰ اور اس کو شاپنگ مال کے باہر اکھٹے کھڑے دیکھا تو مصعب نے کہا تھا کہ وہ صرف راستہ پوچھ رہا تھا۔

"پتہ نہیں تم پوچھ لو" ھدیٰ ایسے بن گئی جیسے سامنے کھڑے شخص کو جانتی ہی نہ ہو جبکہ مار گریٹ ان دونوں کو کئی بار ساتھ دیکھ چکی تھی۔

"آج بھی راستہ پوچھنے آئیں ہیں؟" مار گریٹ نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"کیا آپ کی سہیلی گوگل میپ ہے؟" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گوگل میپ کو تو پتہ نہیں لیکن اس نقشے کے ارد گرد گھومتے ہوئے آپ کافی بار پائے گئے ہیں" اس نے ھدیٰ کی طرف اشارہ کیا جو گردن پر انگلی سے نہ ہونے والی خارش کرنے میں مصروف تھی۔

"آپ میری بیوی کو نقشہ کہہ رہی ہیں" اس نے ناراض سامنہ بنایا۔

”آپ نے بھی تو میری سہیلی کو تھوڑی دیر پہلے نقشہ کہا تھا“ وہ بیوی والی بات پر حیران ضرور ہوئی مگر وہ جانتی تھی کہ ھدیٰ بغیر کسی حقیقی تعلق کے آگے بڑھنے والی لڑکی نہیں تھی اس لیے یقیناً ان کے درمیان ایسا ہی مضبوط رشتہ ہو سکتا تھا۔

”کیا مجھے یہ نقشہ تھوڑی دیر کے لیے ادھار مل سکتا ہے؟“ اس نے ذرا سا سر جھکاتے ہوئے التجائیہ انداز اپنایا۔

”یہ لیں میری طرف سے آپ کو شادی کا تحفہ“ اس نے دور کھڑی ھدیٰ کا ہاتھ کھینچ کر اس کے ہاتھ میں دیا۔

”شکریہ! میں نہیں جانتا تھا آپ اتنے بڑے دل کی مالک ہیں“ اس نے تحفے کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا۔

”کیا آپ سب لڑکیوں سے ایسے ہی ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں؟“ ھدیٰ نے جی پی ایس پر ریسٹورنٹ کی لوکیشن سیٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

نہیں صرف خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ "اس نے ٹرن لیتے ہوئے جواب دیا۔"

میری میٹنگ ہے یہاں آپ کو لنچ کے لیے ویٹ کرنا ہو گا بیس سے تیس منٹ لگیں گے۔ ویسے وہ اتنی بھی خوبصورت نہیں "اس نے آخر میں آواز ہلکی رکھی لیکن سننے والا سن چکا تھا۔"

نہیں وہ کافی خوبصورت ہے "مصعب نے جان بوجھ کر کافی کو لمبا کیا وہ سب کام چھوڑ کر اس کے لیے اٹھ کر آیا تھا اور وہ اسے آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کا کہہ رہی تھی۔"

ٹھیک ہے مجھے دیر ہو جائے گی آپ لنچ کر لیں اور بعد میں انہیں خوبصورت لڑکیوں کے جھاڑیوں جیسے بالوں میں دم توڑ دی جیئے گا۔ اس نے مارگریٹ کے گھنگھریالے لال سرخ بالوں کو نشانہ بنایا۔"

ہاہاہا! کیا تم جیلس ہو رہی ہو؟ "اس کے میٹنگ کا وقت بڑھانے اور لنچ سے انکار کا سن کر مصعب نے قہقہہ لگایا۔"

میں کیوں جیلس ہوں گی "اس نے چہرہ کھڑکی کی طرف موڑا جو مصعب کے مارگریٹ کو کافی خوبصورت کہنے پر غصے سے بھر چکا تھا۔"

چلیں میڈم !ویسے اگر میرے سامنے دنیا کی ساری خوبصورتی بھی جمع کر دی جائے تو آجکل مجھے اپنی بیوی سے زیادہ" کوئی خوبصورت نہیں لگے گا" اس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اگر اس کے جملے میں آج کل کا استعمال نہ ہوتا تو یقیناً ھدیٰ کو اچھا لگتا مگر اب وہ کھلے ہوئے دروازے کو ٹھک سے بند کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی اس کے موڈ سے لگ رہا تھا کہ مصعب کو آج لمبا انتظار کرنا ہو گا۔

ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے ہی وہ اپنی مطلوبہ ٹیبل کی طرف بڑھی اور مصعب پرائیویٹ سیکشن میں بنے کمرے کی طرف دراصل سکول کی سپورٹس ٹیم کو سپانسر کرنے کے لیے کچھ آرگنائزیشن نے رابطہ کیا تھا لیکن ھدیٰ کا اس سب سے کوئی تعلق نہیں تھا اس کی طرف مارگریٹ کی ایک فیور باقی تھی اور چونکہ میٹنگ کے لیے آنے والے کا تعلق انڈیا سے تھا اس لیے مارگریٹ نے "تم لوگ ایک ہی زبان بولتے ہو اور ایک جیسی ثقافت رکھتے ہو میں نہیں چاہتی کہ ہم اس سپانسر کو مس کریں اس لیے تم ان سے مل لو" کا جواز پیش کرتے ہوئے خود آنے کی بجائے اسے یہاں بھیجا وہ اس طرح کی بے قاعدہ میٹنگ کے لیے بالکل نہ آتی اگر اسے مارگریٹ کی فیور واپس نہ کرنی ہوتی۔

جیسے ہی وہ آنے والے کے استقبال کے لیے کھڑی ہوئی اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی سامنے کھڑے دو لوگوں میں سے ایک فصیح تھا شاید اس کی آنکھوں نے کچھ غلط دیکھ لیا ہے اس لیے اس نے زور زور سے آنکھیں جھپکائی مگر منظر نہ بدلنا تھا نہ بدلا وہ بالکل اس کی آنکھوں کے سامنے کھڑا تھا صرف کھڑا نہیں بلکہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا بھی رہا تھا یہ وہ شخص تھا جس کو وہ کبھی بھی دوبارہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ دوسری بار اس کے سامنے

کھڑا تھا پھوپھو کہ گھر کے باہر وہ سامنا بالکل غیر ارادی تھا لیکن اب۔اب اس کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ چیخ چیخ کر بتا رہی تھی کہ اسے یہاں ارادی طور پر سب جانتے بوجھتے ہوئے بلایا گیا تھا وہ اتنی کمزور لڑکی نہیں تھی کہ اس کو سامنے دیکھ کر اپنا کنٹرول کھو دیتی اس لیے سر سے ان کی ہیلو کا جواب دیتے ہوئے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

آپ کب سے ہیں اس شہر میں ؟" فصیح نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پہلا سوال پوچھا اور وہ بھی اس انداز" میں جیسے ان کے درمیان طلاق نام کی کوئی چیز نہ ہوئی ہو۔

آئی ہیو سم تھنگ امپورٹنٹ ٹو ڈو (مجھے ایک ضروری کام ہے) کیا ہم میٹنگ ری ارینج کر سکتے ہیں؟" اس نے فصیح کے" سوال کو اگنور کرتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھے شخص سے کہا جو خدوخال کے لحاظ سے ہندوستانی لگ رہا تھا مطلب مارگیٹ نے اس کے ساتھ جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا تھا جو کچھ بھی کیا تھا اس ناقابلِ برداشت شخص نے کیا تھا۔

کیا میں جان سکتا ہوں آپ کو کیا ضروری کام ہے؟" اس نے پہلے سوال کا جواب نہ ملنے کا بالکل برا نہیں منایا اور دوبارہ" ھدیٰ کو مخاطب کیا جس کی آنکھوں میں برف سے بھی ٹھنڈے تاثرات تھے۔

جی بالکل! میرے ہسبینڈ میرا ویٹ کر رہیں ہیں اس لیے مجھے جانا ہو گا" اس نے کھڑکی سے ریسٹورنٹ کے بار" کھڑے مصعب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو کچھ دیر پہلے ہی فون سنتا ہوا باہر نکلا تھا شاید وہ واپس جا رہا تھا۔

ہاہا!ہسبینڈ؟"فصیح کو لگا اسے لطیفہ سنایا گیا ہے۔ھدیٰ اس کی اس مکرو ہنسی سے دھیان ہٹاتی ہوئی اٹھی۔"

کیا ہم کہیں اور بیٹھ کر بات کرسکتے ہیں؟"فصیح نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر بٹھانے کے لیے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب" اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی رسائی سے دور کیا۔

ہمیں بات کرنی چاہیے تم چار سال پہلے بھی مجھ سے ملے بغیر واپس آ گئی تھی"اس نے دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑنے کی" کوشش کی جس کو ھدیٰ نے دور ہٹتے ہوئے پھر ناکام بنایا۔

کیا میں آپ کو جانتی ہوں؟"اس نے بس اتنا کہا اور چل دی۔"

تم یہ نہ کرو تمہیں میری بات سننا ہوگی میں جانتا ہوں تم مجھ سے محبت کرتی ہو"اس نے پیچھے جاتے ہوئے اس کا ہاتھ" پکڑا اور ھدیٰ نے قریبی میز سے واس اٹھا کر اتنی شدت سے اسے دے مارا کہ وہ اپنا سر پکڑتا ہوا وہیں دوہرا ہو گیا۔خون بھل بھل کرتا بہہ رہا تھا لیکن وہ اسے روکنے سے پھر بھی بعض نہیں آیا اور مڑتی ہوئی ھدیٰ کے کندھے کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا جو صرف اس کے بالوں کے نچلے سِروں کو چھوتا ہوا پہلو میں گر گیا اور ساتھ ہی وہ خود بھی۔جس وقت ھدیٰ نے اس کے سر میں واس مارا اس وقت مصعب نے باہر سے یہ منظر دیکھا لیکن اس کے وہاں پہنچنے تک بہت سے لوگ وہاں جمع ہو چکے تھے وہ ھدیٰ کا ہاتھ پکڑے جو بالکل گم سم کھڑی فصیح کو زمین پر گرا ہوا دیکھ

رہی تھی باہر نکل گیا اسے گاڑی میں بٹھا کر خود دو تین فون کیے اور ایمبولینس اور پولیس موبائل کو دیکھتا ہوا گاڑی سے اترا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہیلو سر!" پولیس والے نے اسے دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا جس کو مصعب نے لب بھینچتے ہوئے ہلکا سا پکڑ کر" چھوڑ دیا۔

آپ فرسٹ ایڈ کروائیں اس کی میں پولیس اسٹیشن پہنچتا ہوں" اس نے ایمبولینس میں لیٹے شخص کو پہچانتے ہوئے" کہا وہ اس کی بیوی کا سابقہ شوہر تھا اس بات نے ہی اس کا خون کھولا دیا۔

اوکے" پولیس والا جانتا تھا کہ مصعب ہر صورت اپنا کہا پورا کرے گا اس لیے اب یہ معاملہ پولیس اسٹیشن میں ہی" سیٹل ہونا تھا۔

آپ نے اسے کیوں مارا؟" کمپیوٹر سکرین کے پیچھے بیٹھے پولیس والے نے پہلا سوال کیا مگر ھدیٰ نے کوئی جواب نہیں" دیا۔

مس ھدیٰ آپ اس شخص کو جانتی ہیں؟"اس نے ساتھ بیٹھے مصعب کے چہرے کے تاثرات کو جانچتے ہوئے اس" معاملے کو جلد از جلد ختم کرنا چاہا۔شاید پولیس والا شہر کے ان لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتا تھا جن کے ایک فون پر پورا عدالتی نظام ہل جاتا تھا۔

اس شخص نے میری کلائنٹ کو کوئی سو لوگوں کے سامنے حراس کیا بالکل غیر ضروری طور پر ان کا ہاتھ پکڑنے کی نہ" صرف کوشش کی بلکہ پکڑا ابھی"ہانپتے ہوئے وکیل نے میز پر رک کر سانس لیتے ہوئے پولیس والے کو اس کی بات کا جواب دیا شاید وہ بھاگتا ہوا وہاں پہنچا تھا لیکن مصعب کے غصے کو دیکھتا ہوا بیٹھنے اور تعارف کروانے کے مرحلے کو چھوڑتا ہوا گویا ہوا۔

یہ رہی سی سی ٹی وی فوٹیج ہم سیٹل مینٹ نہیں کریں گے کسی صورت نہیں اس جیسے بدمعاشوں کو سزا ملنی چاہیے" صرف اور صرف سزا"اس نے فصیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو کہ ذرا دور پڑے بینچ پر بیٹھا ھدیٰ کے ساتھ بیٹھے شخص کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

چلو"اس نے ھدیٰ کا ہاتھ پکڑ کر کرسی سے اٹھایا اور وہاں سے باہر آ گیا چند منٹ لگے تھے اس کے وکیل کو وہاں پہنچنے" میں لیکن ان چند منٹوں نے ہی اس کی کوفت کو سوا کر دیا تھا۔

ھدیٰ نے اپنا ہاتھ پکڑے چلتے شوہر کو کنکھیوں سے دیکھا لیکن جس چیز کو وہ تلاش کر رہی تھی ایسا کچھ بھی اس کے چہرے پر اسے نظر نہ آیا پولیس اسٹیشن آتے ہوئے اسے لگا کہ وہ غصے سے بھر گیا ہے لیکن وہاں سے باہر آتے ہی وہ وہ والا مصعب بن گیا جس کو ھدیٰ جانتی تھی شاید وہ اس حادثے کو معمول کا کوئی حادثہ سمجھ رہا تھا اس نے سوچا کہ اگر اسے پتہ چل جائے کے ان کے ساتھ موجود شخص اس کا سابقہ شوہر ہے تو وہ کیا کرے گا اور یہ سوچتے ہوئے جو ردِ عمل ھدیٰ کے ذہن میں آیا اس نے اسے دوبارہ سوچنا بد شگونی جانا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی اپنے خیال سے باہر آئی۔ اسے جلد اپنے شوہر کو سب سچ بتا دینا چاہیے وہ ایک بار فرار کا راستہ اختیار کر چکی تھی پر اب کی بار نہیں۔

کیا آپ میرے بال باندھ دیں گے" اس نے بیگ سے لٹکتا ہوا تھائی سلک کا رومال مصعب کی طرف بڑھایا۔ اسے یاد" آیا کہ اس کے بالوں کو تھوڑی دیر پہلے فصیح نے ہاتھ لگایا تھا جو بے شک اس کے بالوں کے نچلے سِروں کو چھوتے ہوئے گزرا تھا مگر وہ اس کے کسی لمس کو برداشت نہیں کر سکتی تھی کجا کہ اس کی موجودگی۔

مجھے یہ باندھنا نہیں آتا" مصعب نے رومال کو پکڑ کر الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔"

اچھا میں کوشش کرتا ہوں" اس نے ھدیٰ کے چہرے کی افسردگی بھانپی۔"

اسے یوں پکڑ کر بالوں کو اٹھا کر باندھنا ہے بس" وہ اپنے بالوں کو بالکل بھی چھونا نہیں چاہتی تھی اور اس کی بات سمجھتے" ہوئے مصعب نے اس کے بالوں کو اکھٹا کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے بال کافی بڑے تھے اس لیے پہلی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ وہ دونوں سڑک کے کنارے کھڑے یہ سب کرنے میں مصروف تھے اس لیے آتے جاتے لوگوں کی توجہ کھینچ چکے تھے جب دوسری بار بھی رومال میں سے بال نکل گئے تو پاس سے زرتی ہوئی ایک معمر خاتون نے اشارے سے مصعب کو سمجھایا اور بال بندھنے پر مسکراتی ہوئی چل دی اور وہ دونوں بھی مسکرانے لگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایلس کے جانے کے بعد وہ کافی دیر اسی جگہ بیٹھا رہا جہاں بیٹھا تھا اس کو ہاسپٹل سے سیدھا یہیں لایا گیا تھا اس کی ٹانگ کا زخم تازہ تھا لیکن اسے اٹھنے میں دقت اس زخم کی وجہ سے نہیں بلکہ ابھی ابھی ننگے پاؤں باہر جاتی لڑکی سے ہاتھ چھڑوانے کی وجہ ہوئی تھی وہ دنیا کی پہلی اور آخری لڑکی تھی جس کا وہ ہاتھ تھامنا چاہتا تھا وہ اس کا قاتل کیسے بن جاتا وہ اس کی مسکراہٹ دیکھنا چاہتا تھا اس کا ساتھ دے کر اسے آنسوؤں کا تحفہ کیسے دے دیتا وہ یہ نہیں کر پایا تھا وہ ایسا کچھ کرنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا اس نے وہاں بیٹھے بیٹھے حساب لگا لیا کہ اسے چند سال چاہیے اپنے لیے نہیں اس لڑکی کے لیے اگر ان چند سالوں میں وہ اس قابل ہو جائے گا کہ اس کو زندہ رکھ پائے تو خود بڑھ کر اس کا ہاتھ تھامے گا اور اگر واقع ہی وہ اس کے قابل نہ بن پایا تو کم از کم وہ قاتل بننے سے تو بچ پائے گا یہ چند دن کا رشتہ نہیں تھا یہ عمروں کی گانٹھیں تھیں اور وہ اس وقت اس کا ساتھ دے کر کچی گانٹھ باندھنا نہیں چاہتا تھا۔

جان کے اشارے پر ملازم نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور گاڑی کی طرف لے آیا مگر گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے وہ پیدل سڑک پر نکل پڑا اسے دیکھنا تھا کہ وہ کہاں تک اذیت برداشت کر سکتا ہے چند قدم چلنے کے بعد ہی اس کی ٹانگ پر لپٹی پٹی لال ہونا شروع ہو گئی لیکن وہ چلتا رہا نہ رکا اور نہ ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اس نے سوچا کہ اگر وہ مڑ کر دیکھے گا تو ساری دنیا دھڑام سے گر جائے گی اور وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے ختم ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے راستہ یاد نہیں رہا اور وہ کافی دیر انہیں سڑکوں پر گھومتا رہا جب شام کر اندھیرا چھا گیا تو اس نے تھک ہار کر ٹیکسی کو روکا اور گھر پہنچ گیا۔

دروازہ کھولو!" صبح سے دوپہر ہو چکی تھی مگر وہ اسی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا جو رات کے اندھیرے میں اسے نظر " آئی تھی اور اب کوئی دھڑا دھڑ اس کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔ اس نے حواسوں کو جگاتے ہوئے آواز کو پہچاننے کی کوشش کی تو وہ آواز جیمز کی تھی وہ آئے گا یہ بات اس کو معلوم تھی لیکن اتنی جلدی آئے گا اس کی توقع نہیں تھی۔

کیا کہا تم نے میری بہن سے؟ تمہاری جرأت بھی کیسے ہوئی اس کے بارے میں سوچنے کی؟" جیمز نے دروازہ کھلتے ہی " اس کے جبڑوں پر گھونسوں کی بارش کر دی ار اس کا بس چلتا تو وہ جیک کو قتل کر دیتا۔

بولو! کیا کہا تم نے اس سے؟ کیا تم اس قابل ہو کے تم پر یقین کیا جا سکے لیکن پھر بھی اس نے کیا اور تم! تم نے کیا کیا!"" وہ اسے مارتے ہوئے خود بھی ہانپنے لگا تھا۔

میرا نام جیمز ڈورینس ہے میں تمہیں اور تمہارے اس گھٹیا باس کو دیکھ لوں گا جس نے تمہیں میری بہن کے پاس بھٹکنے کی جرأت دی تھی" وہ جیک کے ساتھ ساتھ مصعب کو بھی گالیوں سے نواز رہا تھا۔

جیک چپ چاپ اس کے گھونسے اور لاتیں کھاتا رہا یہاں تک کہ اس کی ٹانگ پر جما ہوا خون دوبارہ بہنے لگا اور اس کا چہرہ نیلوں سے بھر گیا جیمز نے اسے تب چھوڑا جب وہ پیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا دوہرا ہو گیا اور اس کے گلے سے کراہنے کی عجیب خراشیں نکلنے لگیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ جب سے گھر آئی تھی تب سے ہر چند منٹ بعد شاور لے کر رہی تھی یہ کوئی چوتھی مرتبہ تھا رات کے گیارہ بج گئے تھے لیکن اس کی آنکھوں میں نیند کا دور دور تک کوئی شائبہ نہیں تھا جب اس نے بال ڈرائی کر لیے تو بیڈ کی طرف آئی لیکن لیٹنے سے پہلے پھر اٹھی پر اب کی بار مصعب نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر بٹھایا۔ وہ اس کے سامنے موجود تھی لیکن ذہنی طور پر کہیں اور تھی کہاں یہ ہی وہ پوچھنا چاہ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے؟" اس نے ھدیٰ سے پوچھا۔"

کچھ نہیں۔ کیوں؟" اس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔"

ھدیٰ میں شوہر ہوں تمہارا اگر تمہیں کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ" اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے" پوچھا۔

کوئی پریشانی نہیں ہے۔ کیا میں دوسرے کمرے میں سو جاؤں؟" اس نے بے بسی سے پوچھا۔"

کیوں؟ یہاں کیا مسئلہ ہے؟" اس نے دوپہر کو ہونے والے واقع کا ذکر تک بھی ھدیٰ سے نہیں کیا تھا لیکن اس کو اپنی" آنکھوں سے دور بھی نہیں کیا وہ یہ نہیں کرنا چاہتا تھا وہ کسی ماضی کو اپنے رشتے کے درمیان نہیں لانا چاہتا تھا۔

اگر میں یہاں رہوں گی تو آپ کو ڈسٹرب کر دوں گی۔ پلیز" اس نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا اور باہر چلی گئی۔"

دو گھنٹے بیٹھا وہ اس کے واپس آنے کا انتظار کرتا رہا اسے لگا کہ وہ واپس آجائے گی لیکن جب گھڑی نے دو کا ہندسہ بجایا تو اس کو اٹھ کر جانا پڑا کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور لائٹ بھی چل رہی تھی اس لیے وہ ناک کئے بغیر اندر آیا اور ھدیٰ کا قینچی والا ہاتھ بالوں کی طرف جاتے ہوئے پہلو میں گرا اس نے پلٹ کر مصعب کو دیکھا جو حیران پریشان کھڑا کبھی اس

کے بالوں اور کبھی ہاتھ میں پکڑی قینچی کو دیکھ رہا تھا اس کے سامنے کھڑی اس کی بیوی جسے وہ اتنے ماہ سے نارمل سمجھ رہا تھا وہ نارمل نہیں تھی اسے یاد آیا کہ ریسٹورنٹ میں فصیح کا ہلکا سا ہاتھ اس کے بالوں کو لگا تھا۔ تو کیا اس لیے اس نے اپنے بال بند ھوائے تھے؟ اور اسی لیے وہ بار بار بالوں کو دھو رہی تھی وہ اس شخص کا لمس بھی برداشت نہیں کر پا رہی تھی اس لیے اس نے آخری حل سوچتے ہوئے اپنے بال کاٹنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اس نے تو اس کا ہاتھ بھی پکڑا تھا اگر ابھی وہ بال کاٹ رہی تھی تو کیا بس وہ یہیں تک سوچ پایا اور بھاگ کر اس کے ہاتھ سے قینچی چھین لی۔

کیا ہوا؟" خود کو نارمل کرتے ہوئے اس نے ھدیٰ کو کندھوں سے تھام کر پوچھا۔"

کیا آپ میرے بال کاٹ دیں گے؟ سارے نہیں بس تھوڑے سے" پہلی بات پر اس نے مصعب کے چہرے پر" موجود غصے کو بھانپتے ہوئے دوسری بات سر جھکا کر کہی اور مصعب اس کی بات پر دھنگ رہ گیا وہ ٹھیک نہیں تھی وہ بیمار تھی جسمانی نہیں ذہنی وہ جو یہ سمجھ رہا تھا کہ زیادہ تر لوگوں کی طرح اس کی بیوی کے لیے بھی طلاق کا دکھ پرانا ہو چکا ہو گا اس نے اپنی سوچ پر ماتم کرنا چاہا دکھ تو کبھی بھی پرانا نہیں ہوتا شاید کسی کا دکھ بھی پرانا نہیں ہوتا بس وہ پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے ھدیٰ نے بھی اب تک اپنے دکھ کو پسِ پشت ڈالا ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

طلاق کے کاغذات کو سینے سے لگائے وہ یہ شہر بھی چھوڑ گئی کہاں جا رہی تھی کیوں جا رہی تھی یہ سب سوچنے کے لیے اس کے پاس فرصت ہی فرصت تھی لیکن وہ یہ سوچنا نہیں چاہتی تھی جس شہر میں وہ اتری وہاں اسے صرف دو چار لوگ ہی جانتے تھے اور ان دو چار لوگوں میں سے سب سے اچھی طرح ایما جانتی تھی وہ اس کی کلاس فیلو تھی ھدیٰ سے زیادہ ایما کی صبا سے دوستی تھی اگر وہ اسے صبا کو اپنے بارے میں کچھ نہ بتانے پر منا لیتی تو کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہا جا سکتا تھا یہ ہی سوچتے ہوئے اس نے ٹیکسی کو پتہ دیا اور اپنی تمام تر توجہ بھاگتی ہوئی سڑک پر ٹکا دی۔

وہ کوئی زیادہ اچھی حالت کی بلڈنگ نہیں تھی دیواریں خستہ حال تھیں اور برامدے تنگ۔ چار اپارٹمنٹ کے دروازوں کے علاوہ انہیں برامدوں میں اوپری منزل پر جانے کے لیے تنگ سی سیڑھیاں بنائی گئیں تھیں وہ جانتی تھی کہ ایما اکیلی رہتی ہے لیکن ایسی جگہ پر رہتی ہے یہ نہیں جانتی تھی شاید اس وقت یہ ضروری بھی نہیں تھا اس نے اپارٹمنٹ نمبر دیکھ کر دروازہ کھٹکھٹایا لیکن جواب نادرد پھر وہ آدھا گھنٹہ دروازہ کھٹکھٹاتی رہی کئی بار جانے کا بھی سوچا لیکن وہ جا نہیں پائی اس کے ہاتھ میں جو رقم تھی اس سے وہ دو وقت کا کھانا کھا سکتی تھی اسکے علاوہ کچھ نہیں اس لیے وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

ھدیٰ! تم یہاں؟" ایما اس کے سر پر کھڑی اسے کندھے سے ہلا رہی تھی یہ پہلی گہری نیند تھی جو اس کو اتنے مہینوں" بعد نصیب ہوئی تھی۔

کیا میں کچھ دن تمہارے ساتھ رہ سکتی ہوں؟" اس نے ایما کے بدلے ہوئے جسمانی خدوخال کی طرف دیکھتے ہوئے" پوچھا ان کے درمیان اتنی دوستی تو تھی کہ پوچھے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے لیکن اس وقت ھدیٰ کو لگا اسے اجازت لینی چاہیے شاید ایما شادی کر چکی تھی۔

ہاں بالکل۔ تم اندر آؤ" ایما نے حیرانگی سے دروازہ کھولتے ہوئے اسے اندر بلایا۔"

پھر اس نے اگلے کافی دن ھدیٰ کی منتیں کرتے ہوئے گزارے کہ وہ اسے بتائے کہ کیا ہوا ہے وہ یہاں کیوں آئی ہے اور صبا سے اپنی یہاں موجودگی کیوں چھپانا چاہتی ہے لیکن ھدیٰ نے کچھ نہیں بتایا الٹا وہ ہنس کر کہتی کہ اگر وہ اسے چند دن اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتی تو اسے بتا دے جس پر ایما نے اس سے پوچھنا ہی چھوڑ دیا ایما اپنے جسم میں سانس لیتے وجود کی خاطر خوار ہونے نکل جاتی اور ھدیٰ بھی صبح اس کے ساتھ نکلتی اور رات کو واپس آتی وہ کہاں جاتی ہے اس بات پر ایما پریشان ضرور تھی لیکن اس کے پاس اس بات کا پتہ لگانے کا نہ ہی وقت تھا اور نہ ہی ہمت وہ اپنی زندگی کی الجھنوں میں الجھی ہوئی تھی اس کے بچے کا باپ شادی کے وعدے کر کے اسے اس حال میں چھوڑ گیا تھا اس کے پاس کرنے کے لیے اور بہت کچھ تھا اس لیے وقت کی قلت کے سبب ان کے درمیان کی گفتگو کم سے کم ہوتی چلی گئی اب وہ ایک کمرے جیسے گھر میں دو اجنبیوں کی طرح رہنے لگیں تھیں ھدیٰ کو معلوم تھا کہ ایما کس کو تلاش کرنے نکلتی ہے پر وہ یہ بات بھی جانتی تھی کہ ڈھونڈا ان کو جاتا ہے جو کھو جاتے ہیں جو جان بوجھ کر چھپ جائیں ان کو کوئی تلاش نہیں کر سکتا۔

پھر ایک دن ھدیٰ واپس آئی اور لیپ ٹاپ کھول کر جابز ڈھونڈنے لگی ارد گرد کے مالز، سٹورز، ریسٹورنٹس اور کافی ” شاپس کی معلومات کو کاغذ پر نوٹ کرتے ہوئے وہ پر جوش نظر آرہی تھی جیسے کسی نے اس میں دوبارہ سے زندگی بھر دی ہو آج وہ یہاں آنے کے بعد پہلی بار ایما کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی تھی پھر رات بھر جاگ کر اس نے ایما کی محبت اور چھوڑ جانے والے کی بے وفائی کے قصے سنے جن میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی دلچسپی تھی تو صرف اس بات میں کہ ایما اپنی بیٹی کا کیا نام رکھے گی۔ اس کے سوال پر ایما کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ اس شخص کو ڈھونڈنے میں اتنی مگن ہو گئی تھی کہ یہ تک بھول گئی کہ اس کی کوکھ میں بیٹی ہے ابھی پچھلے ہفتے ہی تو ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا پھر ھدیٰ نے ایک مہینے کے لیے ایک سٹور پر فل ٹائم جاب کر کے اتنے پیسے کما لیے کہ ایما کے ہمراہ بیل فاسٹ واپس آگئی اپنے کانوں میں پہنے ہوئے ٹاپس بیچے اور اپارٹمنٹ کا ایڈوانس ادا کر کے جاب کی تلاش میں نکل پڑی ایما کو اس نے کسی بھی قسم کا کام کرنے سے منع کر دیا اور بچوں کی پرورش کیسے کی جائے کے عنوانات والی کتابیں اس کی میز پر جمع کر دیں اس کے پاس ایما کا شکریہ ادا کرنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں تھا۔

جب ہیزل پیدا ہوئی تو ایما سے زیادہ ھدیٰ خوش تھی اس نے تین جابز میں سے ایک کو ترک کر کے وہ وقت ہیزل کے ساتھ بتانا شروع کر دیا ہیزل کے باپ کا ابھی تک کچھ پتہ نہ چل سکا پھر چند ماہ بعد اس نے ایک سکول میں ٹیچنگ اسسٹنٹ کے لیے اپلائی کیا اور اس کی توقع کے برعکس اسے یہ جاب مل گئی وہ ایک برائیٹ سٹوڈنٹ رہی تھی اس لیے وہ سارے مشکل مراحل کو با آسانی پاس کرتی گئی انہی دنوں ہیزل کا باپ واپس آچکا تھا ایما نے اسے معاف کر دیا اور انہوں نے شادی کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنی خوشحال زندگی شروع کر دی۔ ھدیٰ ان کی شادی سے پہلے الگ اپارٹمنٹ میں شفٹ ہو گئی اب ایما اور اس کا شوہر اکثر شہر سے باہر جاتے تو وہ ہیزل کو اپنے ساتھ رکھ لیتی ہیزل اور وہ ایک دوسرے سے اتنے مانوس ہو گئے تھے کہ ایما اور اس کا شوہر ان کو اجنبی لگنے لگے بولنے سے لیکر شرارتوں تک ہیزل

نے سب کچھ ھدیٰ سے سیکھا تھا وہ ایما کی بجائے ھدیٰ کو ماما کہتی تھی جس پر ایما ہمیشہ لڑتی مگر ان دونوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ مصروف ہو گئی تھی یا اس نے خود کو مصروف کر لیا تھا جو بھی تھا وہ بظاہر ٹھیک نظر آنے لگی تھی ہنستے بولتے اور معمولاتِ زندگی میں مصروف انسانوں کی طرح لیکن دوبارہ شادی کے نام پر وہ پرانی والی ھدیٰ بن جاتی کئی کئی دن خاموش رہتی کھانا پینا چھوڑ دیتی اس لیے ایما نے شادی کے بارے میں بات کرنی ہی چھوڑ دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چلو ہم ہیر ڈریسر کے پاس چلتے ہیں"مصعب نے اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے کہا ھدیٰ کی حالت سے پتہ چل رہا تھا کہ" اگر ابھی کہ ابھی اس کے بالوں کا وہ حصہ نہ کاٹا گیا تو وہ سو نہیں پائے گی۔

اس وقت؟" اس نے پوچھا۔"

ہاں چلو تو صیح" وہ اسے کوٹ پہناتا ہوا باہر لے آیا باہر برف جیسی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی لیکن اسے پرواہ نہیں تھی وہ" ہیر ڈریسر سے پہلے اسے سائیکاٹرسٹ کے پاس لے جانا چاہتا تھا لیکن اس کے لیے اسے صبح کا انتظار کرنا تھا اگر اس وقت وہ اپنے کسی پرسنل ڈاکٹر کو اٹھاتا تو جو وہ چھپا رہا تھا وہ سب کو معلوم ہو جاتا جو کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔

کیا تمہیں کسی نے بتایا کہ تمہارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں" اس نے ھدیٰ کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہوئے کہا یہ وہی ہاتھ " تھا جس کو فصیح نے پکڑا تھا اور مصعب چاہتا تھا کہ ھدیٰ اس لمس کو بھول کر اس کو یاد رکھے وہ اس وقت وہ ڈرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

نہیں مجھے ابھی ابھی پتہ چلا ہے" ہنسے والی بات بھی اس نے اس لہجے میں کہی رونے کو دل کیا۔ "

کیا آپ کو لمبے بال پسند ہیں؟" تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اس نے پوچھا اور مصعب ہنس پڑا اسے یاد آ ہی گیا کہ اس کا " کوئی شوہر بھی ہے جس کی پسند نہ پسند کے بارے میں پوچھنا ہے۔

اگر مجھے پسند ہوں گے تو تم نہیں کٹواؤ گی؟" اس نے متعجب ہوتے ہوئے پوچھا۔ "

نہیں! میں کٹوا کر انہیں جلدی بڑا کر لوں گی" اس کے جواب پر مصعب نے قہقہہ لگایا وہ ھدیٰ کا ذہن اپنی جانب " مبذول کروانا چاہ رہا تھا اس لیے جان بوجھ کر بات کو طول دے رہا تھا۔

کیا ایک رات میں؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "

نہیں کچھ مہینوں میں" ھدیٰ نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔"

تو اتنے مہینے میں کیا کروں گا؟" اس نے منہ پھلایا جیسے اسے بالوں سے زندہ رہنے کے لیے آکسیجن ملتی ہو۔ ھدیٰ کو یاد" آیا کہ اس نے کبھی بھی اس کی تعریف نہیں کی تھی اسے لگتا تھا کہ شاید وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے بال بڑے ہیں یا چھوٹے، اس کا رنگ کیسا ہے قد کیا ہے کونسا رنگ اس پر اچھا لگتا ہے لیکن آج اچانک اپنے ہاتھوں کی تعریف سن کے وہ متجسس ہوئی کہ وہ اس کے بارے میں کیا کیا جانتا ہے۔

اتنے مہینے آپ اپنی خوبصورت سگی سہیلوں کے بالوں پر گزارا کر لی جیئے گا۔ ویسے کیا آج سے پہلے آپ جانتے بھی" تھے کہ میرے بال لمبے ہیں؟" اس نے بات کے دوران اپنا تجسس چھپانا چاہا مگر سامنے بیٹھا شخص تاثرات پڑھنے میں ماہر تھا۔

بالکل میں جانتا ہوں تمہارے بال تقریباً تیس انچ لمبے ہیں ان کا رنگ ڈارک براؤن ہے یہ نیچرل کلر ہے شاید تمہاری" مدر کے بال اس رنگ کے ہو کیونکہ فادر کے تو نہیں ہیں آنکھیں مشرقی اور سکن کلر مغربی ہے قد پانچ فٹ چھ انچ ہے وزن زیادہ ہی ہے تمہیں اٹھا کر چار فلور اوپر لے جانے کے بعد دو دن تک میری کمر میں درد رہا تھا اور۔ اور فگر۔۔" وہ بول ہی دیتا لیکن ھدیٰ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

تمہیں کھانے اور آئس کریم میں سے آئس کریم پسند ہے مطلب تم کھانے کے بغیر رہ لو گی مگر آئس کریم کے بغیر " نہیں" اس کے ہاتھ ہٹانیپر اس نے بات کو جاری رکھا اسے ھدیٰ کے چہرے پر حیرانگی اور خوشی کے بکھرے رنگ بہت بھلے لگ رہے تھے۔

تمہیں مجھ میں اور آئس کریم میں سے بھی آئس کریم ہی پسند ہے مطلب تم میرے بغیر رہ لو گی مگر آئس کریم کے " بغیر نہیں" اس نے منہ بناتے ہوئے گاڑی کو موڑا۔

یہ کس نے کہا؟" ھدیٰ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔ "

مجھے خود پتہ ہے کسی کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا میں نے غلط کہا؟" اس نے چاہا کہ وہ کہے کہ ہاں وہ غلط کہہ رہا ہے " مگر ھدیٰ خاموش رہی۔

اور" وہ سب جان لینا چاہتی تھی۔ "

اور۔ اور؟" مصعب نے تجسس کو بڑھایا۔ "

اور یہ کے تم ایک پاؤں کمبل سے نکال کر سوتی ہو" اس نے ہونٹوں کا کونا دبایا تا کہ آنے والی مسکراہٹ کو روک سکے" وہ ہنس کر اس کی ناراضگی کو دوگنا نہیں کر سکتا تھا۔

جی نہیں میں ایسے نہیں سوتی" اس نے رخ کھڑکی کی جانب موڑا شاید وہ مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے۔"

چلیں" اس نے دروازہ کھولتے ہوئے اپنا ہاتھ پیش کیا جس کو اگنور کرتی ہوئی وہ آگے بڑھ گئی لیکن مصعب نے اس کا" ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے دوبارہ یقین دلایا کہ اس کے ہاتھ کتنے خوبصورت ہیں بے شک وہ اس کا دھیان بٹا چکا تھا لیکن کب تک۔

پھر لڑکی ھدیٰ کی بتائی گئی لینتھ کے مطابق بال کاٹتی گئی ھدیٰ نے اسے سامنے کے بال کاٹنے سے منع کر دیا مگر مصعب کا اشارہ پاتے ہی لڑکی قینچی چلاتی رہی اور اس وقت رکی جب مطلوبہ کٹنگ مکمل ہوئی خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے اسے معلوم ہوا کہ اگر وہ کٹنگ ادھوری چھوڑ دیتی تو بہت برا کرتی یہ شہر کے مہنگے ہیئر ڈریسنگ سنٹر میں سے ایک تھا کیوں تھا یہ بات اسے خود کو آئینے میں دیکھتے ہی معلوم ہو گئی اسی وقت مصعب میگزین رکھتا ہوا جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا لڑکی نے ہلکا سا جھک کر دونوں کا شکریہ ادا کیا اور وہ دونوں باہر آ گئے۔

ویسے میں اس کٹنگ پر ہی گزارا کر لوں گا اور میری کوئی سگی سہیلی نہیں ہے" اس نے خود پر لگے الزام کو مسترد کیا مگر" اس کی سننے والا کون تھا۔ گھر پہنچنے پر ہی اسے اتنی گہری نیند آئی کہ صبح ہی آنکھ کھلی اور مصعب ساری رات جاگتا رہا اور خود کو ملامت کرتا رہا کہ اتنے مہینوں سے وہ اس کے ساتھ رہ رہی ہے اور اسے پتہ بھی نہ چلا کہ وہ طلاق کے صدمے کو اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے مونا سے بات کام کی بات کر لی مونا کی ماں اسی آر فنیچ ہوم میں کام کرتی تھیں اور انھوں نے مونا کے نام لکھے گئے خط میں لکھا تھا کہ اگر یہ خط لانے والا تم سے کسی بھی قسم کی مدد مانگے تو تمہیں کرنی ہو گی ویسے بھی اس وقت مونا کو ہوم اسٹنٹ کی ضرورت تھی ایلِس نے تنخواہ کے طور پر روزمرہ کی ضرورت کی چیزوں کی ڈیمانڈ کی وہ جانتی تھی کہ جو کام وہ شروع کرنے جا رہی ہے وہ بالکل آسان نہیں اسے ایک وقت میں بہت بچوں کو سنبھالنا تھا لیکن وہ یہاں سے باہر نہیں جانا چاہتی تھی اپنی شکل، نام یا ڈگری استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے اسے یہ تنگی قبول تھی اس نے کسی بھی ملنے آنے والے کو ملنے سے سختی سے منع کر دیا تھا اور ایسا ہی ہوا جیمز کی لاکھ کوشش کے بعد بھی ایلِس اس سے نہیں ملی۔ مل کر کرتی بھی کیا۔ انسان گھوم پھر کر اپنے اصل تک واپس آ جاتا ہے اس لیے وہ بھی آ گئی تھی پہلے ہی وہ کوئی بہت زیادہ صحت مند نہیں تھی اب دن بدن اس کی صحت مزید گرتی جا رہی تھی مونا نے اسے کئی بار ریسٹ کرنے کو کہا لیکن وہ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک بار پھر سوچ لو شئیرز نکالنے میں تمہارا نقصان ہے نیا بزنس چلے یا نہ "میز کی دوسری طرف بیٹھے شخص نے جیک کو" نصیحت کی دراصل جس کمپنی میں وہ لڑکا کام کرتا تھا اس میں اس نے اور جیک نے ملکر چھوٹی سی انویسٹمنٹ کر رکھی تھی جس کو اب وہ نکلوانا چاہ رہا تھا۔

میں سوچ چکا ہوں "اس نے کافی کا کپ منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔"

تمہارے چہرے کو کیا ہوا؟ کسی سے جھگڑا ہوا ہے؟ "اس نے چہرے پر موجود نشانات کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔"

چند دن پہلے میرا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا شاید اسی کے نشان ہیں "اس نے مشین کی طرح رٹا رٹایا جواب دیا۔"

ٹھیک ہے میں کل ہی تمہارا کام کر دوں گا۔ بیسٹ آف لک "لڑکے نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔"

تھینک یو "اس نے ہلکا سا ہاتھ تھام کر چھوڑ دیا۔"

وہ سارا سامان پیک کر چکا تھا وہ اس شہر سے دور جا رہا تھا کسی کو بھی بتائے بغیر مصعب سے نہ اس کی ملاقات ہوئی اور نہ اس نے خود ملنے کی کوشش کی وہ شرمندہ تھا کہ اس کی امیدوں پر پورا نہ اتر سکا وہ خود کو ان سب سے دور لے جانا چاہتا تھا جن کو دیکھ کر اسے زندہ ہونے کا احساس ہوتا تھا اور اس نے ایسا ہی کیا شام ڈھلتے ہی اس شہر اور سب عزیزوں کو خیر آباد کہہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا تم نے اسے بتایا کہ میں کون ہوں "میسج پڑتے ہی ھدیٰ کے ہاتھ سے فون گر گیا وہ اتنا گھٹیا نکلے گا یہ اس نے سوچا" بھی نہیں تھا آج صبح ہی اسے انجانے نمبر سے فون آیا جس کو اٹھانے پر اسے پتہ چلا کہ وہ فصیح ہے وہ اس سے ملنے کا کہہ رہا تھا ھدیٰ نے ہوش میں آتے ہی کال کاٹ دی بعد میں وہ کافی دفعہ فون کرتا رہا لیکن اس نے کال رسیو نہ کی اور اب وہ شاور لے کر باہر نکلی تھی جب میسج ٹیون نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ وہ زمین پر گرے ہوئے فون اٹھانے کے لیے جھکی تو اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اسی وقت اسی نمبر سے فون آنے لگا جس کو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اٹھانا پڑا وہ ہنس رہا تھا شاید اسے اس کی کمزوری مل گئی تھی۔

میری پیاری کزن کیا واقع ہی تم نے اپنے شوہر کو نہیں بتایا کہ میں کون ہوں؟ یا وہ تمہارا شوہر ہی نہیں؟" اس کی کرتی" آواز سپیکر پر بلند ہوئی اور وہ وہیں بیٹھ گئی کیا یہ وہی شخص تھا جس کے نکاح میں وہ پورے چار سال رہی تھی اسے یقین نہ آیا۔

چلو کوئی بات نہیں ہم دونوں مل کر بتادیں گے اچھا ہوا تم نے شادی کر لی ورنہ حلالہ کے لیے خوار ہونا پڑتا" وہ پتہ" نہیں کیا کہہ رہا تھا جو بات اس وقت ھدیٰ کی سمجھ میں آئی وہ بس یہ تھی کہ وہ اسے دھمکا رہا تھا۔

تمہیں شرم آنی چاہیے کیوں آئے ہو تم یہاں" اس کے گلے سے صرف یہ چند الفاظ ہی نکل پائے اس کے جسم کا سارا" خون اس کے چہرے پر سمٹ چکا تھا اور اس کی آواز کانپ رہی تھی اسی وقت مصعب نے کمرے کا دروازہ کھولا اور ڈر کی وجہ سے ھدیٰ کے ہاتھ سے فون گر گیا اور اب کی بار وہ گر کر بند ہو چکا تھا۔

میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے اور جاننا بھی نہیں چاہتا لیکن تم دوبارہ اس کا فون نہیں سنو گی" اس نے فون کو جوتے سے" ٹھوکر مارتے ہوئے دیوار میں دے مارا اس کا لہجہ اور آنکھوں کا ٹھنڈا تاثر ھدیٰ کے لیے بالکل نیا تھا وہ خوف کے مارے زمین سے اٹھ نہ پائی وہ یہ کہتا ہوا پلٹ گیا

اور وہ گھٹنوں پر سر دھر کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مل گئی فرصت تمہیں ہم سے ملنے کی میری بیٹی اداس ہو گئی تھی" ایمانے اپنی طرف آتی ھدیٰ کو دیکھ کر کہا۔"

میرا بچہ کہاں گیا تھا؟" اس نے ہیزل کے گالوں کو چومتے ہوئے پوچھا جس پر وہ اپنی زبان میں کچھ سمجھانے لگی۔"

کیا ہوا تم بیمار ہو؟" اس نے ھدیٰ کے زرد رنگ پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔"

نہیں تو۔ تم بتاؤ کیا حال ہے" وہ ہیزل کو ساتھ والی کرسی پر بٹھاتی ہوئی خود بھی بیٹھ چکی تھی یہ ایک ڈائنر تھا جس کے" اندر اور باہر میزیں ہی میزیں تھی یہاں کی ایک دو سگنیچر ریسپیز کافی مشہور تھی ھدیٰ اور ایما ہر پندرہ دن میں ایک بار ضرور یہاں آتیں تھیں پھر مصروفیات بڑھ گئی اور دن مہینوں میں بدل گئے مگر انہوں نے یہاں آنا ترک نہیں کیا تھا۔

میں تو ٹھیک ہوں اپنے شوہر سے نہیں ملوایا تم نے ابھی" اس نے پھر شکوہ کیا مگر ھدیٰ کیا کرتی وہ اتنا مصروف رہتا تھا" کہ وہ ان دونوں کی کوئی میٹنگ ارینج ہی نہ کر سکی۔

تم بتاؤ کب فری ہو اس ویک اینڈ ملوادوں گی" وہ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔"

میں فری ہی ہوں تم اپنے بزی مین سے پوچھ لینا" کھانا آنے پر وہ ٹیک چھوڑتی ہوئی بولی۔"

ایما!" اس نے اپنے ساتھ چلتی ایما کو پکارا لیکن اس کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ ایما کے کانوں تک نہ پہنچ پائی وہ اسے فصیح کے بارے میں بتانے آئی تھی لیکن کیا بتائے اور کیسے انہی باتوں میں الجھی رہی اور اب وہ واپس جارہیں تھی ہیزل کو ھدیٰ نے اپنی کمر پر اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے تھام رکھا تھا اور ایما اپنے پرس کی زپ بند کرنے میں مصروف تھی۔"

جب وہ چلتے ہوئے ایک تنگ گلی میں پہنچ گئیں تو اچانک چار لوگوں نے ان کا راستہ روکا اندھیرے سے روشنی میں آتے ہوئے فصیح کا چہرہ واضح ہوا اس نے کالی پینٹ پر کالی ہی جیکٹ پہن رکھی تھی اور وہ اس وقت اندھیرے کا ہی حصہ معلوم ہو رہا تھا ایما اس کو پہچانتے ہوئے جلدی سے ھدیٰ کے آگے کھڑی ہو گئی وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ ھدیٰ اس کی اس شہر میں موجودگی سے واقف ہے ایما نے فصیح کو کل سب وے میں دیکھا تھا اسی لیے وہ آج ضد کر کے ھدیٰ سے ملنے آ گئی لیکن ھدیٰ نے اس بارے میں کوئی بات نہ کی تو اسے تسلی ہو گئی کہ وہ اس کی موجودگی سے بے خبر ہے۔

کزن تم فون بند کر دو گی اور میں تمہیں ڈھونڈ نہیں پاؤں گا یہ کیسے سوچ لیا تم نے" اس نے آگے بڑھتے ہوئے ھدیٰ" کو کہا۔

ہمیں کہیں بیٹھ کر بات کرنی چاہیے" فصیح کے کہتے ہی ساتھ کھڑے آدمی نے چاقو نکال کر ہیزل کی طرف کیا وہ صاف صاف اسے دھمکا کر اپنے ساتھ چلنے کا کہہ رہے تھے۔

"ٹھیک ہے ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں لیکن کیا بات؟" ھدیٰ نے ایما کو پیچھے کرتے ہوئے آنکھ کا اشارہ کیا جس کو سمجھتے ہوئے ایما نے پرس کے اندر موجود فون کے ایمر جنسی بٹن کو دبایا۔

"بہت ساری باتیں ہیں کوئی ایک ہو تو بتاؤں کیا تمہارے پاس بھی ہوں گی بہت سی باتیں جو تم صرف مجھ سے کرنا چاہتی ہو گی" فصیح نے بدوسروں کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا وہ ھدیٰ کو بچپن سے جانتا تھا کہ وہ اس طرح کے کسی طریقے سے ہی بیٹھ کر بات کرنے کے لیے راضی ہو گی اور وہ راضی ہو گئی تھی۔

"دیکھو اس وقت ہم سلیگو ویلی کے سب وے سے پانچ منٹ کی دوری پر کھڑے ہیں یہاں بیٹھ کر بات کرنے کے لیے کوئی جگہ۔۔اوہ کلف کیفے !ہاں چلو یہاں چل کر بات کرتے ہیں" ھدیٰ نے یہ سب بولتے ہوئے اپنی آواز جان بوجھ کر اونچی کر لی تاکہ فون کے دوسری طرف اس کی آواز کو سن لیا جائے۔

فون کی دوسری طرف کسی نے سنا یا نہیں لیکن دور اندھیرے میں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا شوہر اس کی اس حرکت پر ضرور مسکرا دیا تھا وہ ھدیٰ تھی ھدیٰ یہ بات وہ کیسے بھول گیا ریسٹورنٹ میں ہوئے حادثے کے بعد اس نے سیکیورٹی میں سے دو لوگوں کو ھدیٰ کا خیال رکھنے کی ذمے داری دی تھی اور اس وقت وہ ان دونوں کے فون پر ہی اس جگہ آیا تھا لیکن ان کے پاس جانے سے پہلے وہ دیکھنا چاہتا تھا کے فصیح کیا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لیے دور اندھیرے میں گاڑی روک کر ٹیک لگائے کھڑا رہا۔

تم نے پولیس کو فون کیا ہے؟" ھدیٰ نے جتنا چیخ کر پتہ بتایا تھا عقل کا اندھا بھی سمجھ جاتا وہ تو پھر اس کی رگ رگ سے" واقف تھا۔

ہاں کیا ہے! کیوں؟ ڈر لگ رہا ہے؟" ھدیٰ نے ہیزل کو اپنے کندھوں سے اتارتے ہوئے ایما کے حوالے کیا۔"

ہاہاہا! تم نے واقع ہی پولیس کو بلوایا ہے۔ ہاں تم بلوا سکتی ہو کچھ دن پہلے تم نے سر بھی تو پھاڑا تھا میرا" فصیح ہنستے ہوئے" اس کی طرف بڑھنے لگا لیکن وہ وہیں جم کر کھڑی رہی اس سے پہلے کہ وہ ھدیٰ تک پہنچتا مصعب اس تک پہنچ چکا تھا اس نے ھدیٰ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے ایما کو سر کے اشارے سے ہیلو بولا اس کو وہاں دیکھ کر ہیزل اپنی ماں کی گود سے اچھل اچھل کر اس کی طرف آنے کی کوشش کرنے لگی تو مصعب نے آگے بڑھ کر اس کو گود میں اٹھایا اور ھدیٰ کا

ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا اس نے ایک نظر بھی فصیح پر نہیں ڈالی تھی وہ اس کے لیے اتنا غیر ضروری تھا کہ اس نے اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور فصیح اس کی اس بات پر چڑ گیا۔

اوئے! کہاں؟" فصیح نے اسے ایسے آرام سے مڑتے دیکھ کر کہا۔"

اگر تم نے ایک اور لفظ بھی بولا تو تمہیں اپنے بولنے پر افسوس ہو گا" مصعب کے ساتھ آئے گارڈز نے آگے بڑھ کر" ان چاروں کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا جس پر فصیح کی پشت پر کھڑے تینوں لوگ کھسیا کر پیچھے ہٹے وہ ان گارڈز کے پہنے ہوئے یونیفارم کو پہچان چکے تھے جس سیکیورٹی ایجنسی سے ان گارڈز کا تعلق تھا وہاں سب سے پہلا سبق بغیر آواز کے جان لینے کا پڑھایا جاتا تھا جبکہ وہ تینوں سڑکوں پر آوارہ گردی کرنے والے معمولی غنڈے تھےجو چند روپوں کی غرض میں چھوٹی موٹی بدمعاشی کر لیتے تھے۔

میں تم سے بات کر رہا ہوں" فصیح بعض نہ آیا اور ایک بار پھر بول اٹھا جب ان گارڈز میں سے ایک نے آگے بڑھ کر" اس کے کان میں سرگوشی کی۔

یقین کرو وہ مجھ سے اچھا لڑتے ہیں ایک وار میں تمہاری ڈھائی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی اس لیے اب ان کو آواز نہ دینا"" گارڈ کے لہجے میں اپنے باس کے لیے تفاخر تھا جس کو محسوس کرتے ہوئے فصیح پیچھے ہٹ گیا۔

کیاوہ واقع ہی شادی کر چکی ہے اور وہ بھی سامنے کھڑے شخص سے اس نے تو سوچ رکھا تھا کہ وہ اس کے غم کو دل سے لگائے بیٹھی ہو گی اس کے آنے پر غصہ کرے گی لڑے گی لیکن پھر مان جائے گی۔وہ اسے ڈرانے یا دھمکانے نہیں آیا تھاوہ صرف اس سے بات کرنا چاہتا تھالیکن وہ کسی بھی طرح اس سے بات کرنے کے لیے راضی ہی نہیں تھی اس نے کتنی مشکل سے کسی اجتماعی جاننے والے سے اس کا فون نمبر لیا تھا مگر دو کالز کے بات وہ نمبر مسلسل بند آرہا تھاوہ سب وے میں ایما کو دیکھ چکا تھااس لیے اس کا پیچھا کرتے ہوئے اس کے اپارٹمنٹ تک پہنچ گیا اسے شک ہوا کہ وہ ھدیٰ سے رابطے میں ہو گی اور ھدیٰ اور اس کو ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے دیکھ کر اس کا شک درست ثابت ہو گیاوہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا گیاجب تک وہ سن سان جگہ پر نہ پہنچ گئیں۔

اسی وقت پولیس سائرن کی آوازیں آنے لگیں اور وہ ھدیٰ کا ہاتھ اس شخص کے ہاتھ میں دیکھتا ہوا پلٹ گیااور ساتھ ہی اس کے خریدے ہوئے لوگ بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوہ یو آر سو ہینڈ سم" ایمانے گاڑی میں بیٹھتے ہی مصعب کو مخاطب کیاجو اس کی بات سن کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔"

تھینک یو" اس نے ایما کا شکریہ ادا کیا وہ دونوں پہلی بار مل رہے تھے اور ایسے حالات میں وہ ھدیٰ کی دوست تھی اور "
مصعب اس پر برا امپریشن نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔

آپ یہاں کیسے پہنچے؟" ایمانے اپنی حیرانگی ظاہر کی۔ "

میں !, میں یہاں کام کے سلسلے میں آیا تھا" اس نے بہانا بنایا۔ "

یور اینٹری از جسٹ لائک اینٹری آف آ ہیرو" ایما کی زبان اور کوئی روک لے ناممکن۔ "

آآآ! اِٹس نتھنگ (ایسا کچھ نہیں)" اسے سمجھ نہیں آئی کے وہ کیا جواب دے۔ "

ایما بس کرو وہ ڈرائیونگ کر رہا ہے" ایما کے ساتھ بیٹھی ھدیٰ نے پہلی بار ان کی گفتگو میں حصہ لیا۔ "

اچھا ٹھیک ہے تم دونوں ہمارے لیے آئس کریم لاؤ" اس نے مصعب کو رکنے کا اشارہ کر کے ہیزل اور ھدیٰ کو گاڑی "
سے اتارا اور وہ دونوں منہ بناتی ہوئی سٹور کی طرف چل دیں َ

میں جانتی ہوں کہ تم وہ نہیں جس سے ملنے کے لیے میں نے ھدیٰ کو بھیجا تھا۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں تم کون ہو اور تم " نے اس پر یہ ظاہر کیوں کیا کہ تمہیں میں نے بھیجا ہے" ایمانے اتنے مہینے سے جس بات کو دبایا ہوا تھا تنہائی پاتے ہی فوراً پوچھا۔

معذرت کے میں نے ایسا ظاہر کیا لیکن میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اگر میں اس " سے یہ نہ کہتا تو وہ کبھی بھی اس شادی پر راضی نہ ہوتی" مصعب نے مڑتے ہوئے اپنے جھوٹ کی وضاحت کی۔

میں اس کو پہلے دن ہی بتا دیتی کے تم نے اس سے جھوٹ بولا ہے لیکن وہ خوش تھی اس لیے میں نے اس بات کو اگنور " کر دیا اس لیے میری اس سے اگلی ملاقات سے پہلے اسے سچ بتا دینا" ایمانے ان دونوں کو گاڑی کی طرف آتے دیکھ کر بات ختم کی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا تم خاموش کیسے ہو گئی؟" ھدیٰ نے بیٹھتے ہی ایما سے پوچھا۔ "

کچھ نہیں تم آئس کریم کھاؤ" پھر ان لوگوں نے ایما اور ہیزل کو گھر چھوڑا اور گاڑی کو اپنے گھر کی طرف موڑ لیا۔ "

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

”تم جاؤ مجھے کام ہے ضروری“ اس کی طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے مصعب نے اسے جانے کا کہا وہ ناراض تھا کیوں تھا یہ بھی وہ جانتی تھی اس نے کل اسے سختی سے رات کو باہر جانے سے منع کیا تھا مگر وہ اس کے منع کرنے کے باوجود ایما سے ملنے آگئی تھی۔

”ٹیک کیئر!“ جب اس نے خاموشی سے ھدیٰ کو گاڑی سے اترتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے غصے پر افسوس ہوا۔

”اللہ حافظ“ کہتی ہوئی وہ بلڈنگ کے اندر داخل ہوگئی اور اس نے اپنے پیچھے موجود گاڑی کو اشارہ کیا جس میں سے ایک آدمی نکل کر اس تک آیا۔

”کچھ کہا تو نہیں اسے؟“ اس نے باوردی گارڈ سے پوچھا۔

”نو باس ڈیئر ور پولیس (نہیں وہاں پولیس تھی)“ گارڈ نے جھکے سر کے ساتھ جواب دیا۔

پولیس ہو یا نہ اسے ہاتھ نہیں لگانا" کہتے ہوئے اس نے گاڑی موڑ دی وہ ھدیٰ کا سابقہ شوہر تھا لیکن اس سے پہلے وہ " اس کا تایازاد تھا مصعب چاہتا تو اسی دن اسے پولیس اسٹیشن سے جانے نہ دیتا طاقت انسان کو تب ہی فائدہ دیتی ہے جب اس کا استعمال سہی وقت اور سہی جگہ پر کیا جائے اور وہ بھی انتظار کر رہا تھا صحیح وقت کا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہیلو! ماموں! جی کیسے ہیں آپ؟ میں ٹھیک ہوں" اس نے کافی دیر سوچنے کے بعد کنٹیکٹ لسٹ کو کھولا اور نمبر ملایا جو " دوسری بیل پر ہی اٹھالیا گیا۔

جی وہ بھی ٹھیک ہیں۔ آپ یہاں ہی ہیں؟" اس نے مصعب کا حال بتانے کے بعد ولیم سے پوچھا۔ "

ہاں ابھی دس پندرہ دن یہی ہوں تم آؤ گی ملنے یا مجھے آنا پڑے گا؟ دیکھو اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب یہ ملنے ملانے " والے کام اپنے شوہر کے حوالے کرو" وہ پچھلے ہفتے ہی آئیر لینڈ آیا تھا ہر سال دو یا تین چکر لگ جاتے تھے کام کے سلسلے میں ایسے میں یا وہ ھدیٰ سے ملنے آجاتا یا ھدیٰ ویک اینڈ پر اس سے ملنے چلی آتی مگر ھدیٰ کی شادی کے بعد یہ ولیم کا پہلا چکر تھا۔

میں آجاتی ہوں پر آپ کو میرا ایک کام کرنا ہے اور جتنی جلدی ہو سکے اتنی جلدی" وہ ماموں سے پیسے نہیں لیتی تھی" مگر فیور ضرور لے لیتی تھی اور ولیم اتنے میں ہی خوش تھا کم از کم وہ اسے اپنا تو مانتی تھی۔

اوکے! بتاؤ کیا کام ہے؟" ولیم جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ اس وقت اسے کام کہتی تھی جب اس کے لیے وہ کام مشکل ہو جاتا تھا" اس لیے وہ تھوڑا پریشان بھی ہوا۔

فصیح آیا ہے اور وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے" اس نے بات کو ادھورا چھوڑ دیا۔"

تم کیا چاہتی ہو؟" ولیم نے لب بھینچتے ہوئے غصے کو کنٹرول کیا وہ جانتے تھے کہ وہ ایک نہ ایک دن واپس آئے گا اور" ھدیٰ سے ملنے کی کوشش بھی کرے گا کیونکہ جو تماشہ اس نے ڈائیورس دیتے ہوئے لگایا تھا اگر سامنے ولیم اور اینڈی نہ ہوتے تو وہ ھدیٰ کو جی بھر کر تنگ کرتا۔

میں اس سے ملنا نہیں چاہتی لیکن ملنا پڑے گا۔ ماموں وہ ایسے بات کرتا ہے جیسے اس کے پاس کچھ ہو جو میرے لیے" نقصان دہ ہے" اس نے اپنی اصل پریشانی بتائی۔ وہ اس کے فون اور تھوڑی دیر پہلے ہوئی ملاقات میں یہ تو جان گئی تھی کہ وہ اسے دھمکانے آیا ہے لیکن اس کے پاس ایسا کیا ہے جس سے اسے ڈرنا چاہیے۔

وہ وقتی طور پر ڈر گئی تھی لیکن وہ کمزور نہیں ہے یہ بات وہ خود اور فصیح بھی بہت اچھی طرح سے جانتا تھا دو چار دن پریشان رہے گی پھر کوئی نہ کوئی راستہ ڈھونڈ لے گی بس اس کی پریشان ہونے کی مدت اتنی ہی تھی تو وہ اسے پریشان کرنے کے علاوہ کچھ کرنے آیا تھا جس کا پتہ لگانا بہت ضروری تھا۔

ٹھیک ہے میں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن یہ بات تمہیں میری بجائے اپنے شوہر سے کرنی چاہیے جو کام کرنے میں مجھے چوبیس گھنٹے لگتے ہیں وہ کام وہ چوبیس منٹ میں کر لے گا" انہوں نے اس کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے کہا۔

میں نے اسے اپنی پہلی شادی کا نہیں بتایا ماموں" یہ بات کہتے ہوئے وہ ایسے شرمندہ ہوئی جیسے گناہ کر کے ہوا جاتا ہے۔

کیوں؟ کیوں نہیں بتایا؟ اس میں چھپانے والی کون سی بات تھی؟" ولیم اس کی بات پر حیران رہ گیا۔"

جب اس نے مجھے پرپوز کیا تو میں نہیں جانتی تھی کہ میں اس کو ہاں کہہ پاؤں گی یا نہیں اس کے بعد میں نے اسے کہا" کہ اگر وہ کچھ جاننا چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ لے مگر اس نے نہیں پوچھا تو میں نے بھی نہیں بتایا" اس نے وضاحت دی۔

"ھدیٰ بچے یہ اچھا بہانا نہیں ہے یا مجھے اصل وجہ بتاؤ نہیں تو اچھا بہانا ڈھونڈ کر لاؤ" ولیم کی آواز میں اس کی وضاحت سن کر ہلکی سی سختی آئی تھی۔

"وہ۔۔میں ڈر گئی تھی ماموں" اس نے بالکل ہلکی آواز میں کہا۔

"کس بات سے؟اس بات سے کے وہ شادی سے انکار کر دے گا؟" ولیم جان گیا کہ وہ کس بات سے ڈر گئی تھی اور یہ جان کر اس کے دل میں ایک ٹیس اٹھی ہم جتنے مرضی بہادر بن جائیں اپنی کمزوریوں کو جتنا مرضی چھپا لیں وہ کمزوریاں ہمیں زندگی میں کہیں نہ کہیں بزدل بنا ہی دیتیں ہیں۔

"نہیں میں اس بات سے ڈر گئی تھی کہ اگر میں نے اسے بتایا اور اس نے انکار کی بجائے شادی کر لی تو میں اس کے سوالوں کے کیا جواب دوں گی؟" اس کی آواز میں نمی گھلنے لگی ایسا صرف اس وقت ہوتا تھا جب وہ مصعب اور اپنے رشتے کہ بارے میں سوچتی تھی۔

"کون سے سوال؟" ولیم اس کی پوری بات سننا چاہ رہا تھا وہ ایسے ہی کسی دن کے ڈر سے اسے فصیح سے طلاق کے بعد اکیلے رہنے کے لیے نہیں بھیج رہا تھا۔اگر وہ اپنوں میں رہتی تو اس کی زندگی کے خلا پورے نہیں تو تھوڑے بہت تو بھر جاتے مگر وہ تو مرنے کی باتیں کرنے لگی تھی۔

یہی کہ طلاق کیوں ہوئی۔ اگر وہ یہ پوچھ لیتا ماموں تو سوچیں میں کیا جواب دیتی کہ میری اپنی ماں جیسی پھوپھو نے" میری اپنی بہن جیسی کزن کی شادی اس سے کروادی اور وجہ کیا بتاتی کہ پھوپھو نے اسے کہا کہ میں ماں نہیں بن سکتی۔ کیا وہ میری ایسی باتوں پر یقین کرتا؟ میں اپنی ماں کی طرح شوہر کی محبت کے لیے خود کو مار نہیں سکتی میں اپنے شوہر کے دل میں شک کا بیج اپنے ہاتھوں سے بونے کی ہمت نہیں رکھتی میں جانتی تھی وہ واپس آئے گا اگر میں نے مصعب کو یہ سب بتایا ہوتا تو اب کیا ہوتا ماموں؟ وہ مغرب میں پلا بڑھا ہے پتہ نہیں نکاح اور شادی کے فرق کو جانتا بھی ہے یا نہیں میں اسے یہ کبھی بھی سمجھا نہ پاتی کہ میں صرف اس شخص کی منکوحہ تھی بیوی نہیں" بات کے آخر میں اس کا گلا بالکل بند ہو گیا اور آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے اس نے کتنا چاہا تھا کہ زندگی میں کبھی ایسا لمحہ نہ آئے مگر ایسا لمحہ آ گیا تھا اور اس کی ساری عقل اور ساری منطق کو بہا کر لے گیا ایسا ہی ہوتا ہے اگر وہ مصعب سے شادی سے پہلے والی ھدیٰ ہوتی تو اس وقت سب سے پہلے یہ بات اپنے شوہر کو بتاتی مگر محبت سے منطق کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا محبت اپنے ساتھ بچھڑنے اور بے وفائی کا ڈر لیے پیدا ہوتی ہے وہ اسے بتانا چاہتی تھی مگر اسے کھونا نہیں اس لیے عقل کو چلتا کر کے وہ صرف ڈر کی پوجا کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے تم پریشان مت ہو میں دیکھتا ہوں۔ تمہیں کیا لگتا ہے کیا ہو گا اس کے پاس؟" ولیم نے اس کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا کچھ غم ایسے ہوتے ہیں جن کا بوجھ انسان کو تنہا اٹھانا پڑتا ہے وہ اسے جتنی بھی تسلی دے دیتا اس کا بوجھ کم نہیں کر سکتا تھا۔

پتہ نہیں شاید شادی کی تصاویر یا کچھ اور وہ جانتا ہے کہ میں نے مصعب کو کچھ نہیں بتایا اس لیے اب وہ میرے پاس نہیں آئے گا میں جانتی ہوں اسے وہ اس کے پاس جائے گا" اس نے ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں صاف کی۔

"اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں اس کے جانے سے پہلے تم جاؤ اور خود بتاؤ اسے بچے رشتوں کو زبردستی باندھ کر نہیں رکھا جا سکتا اگر ہم ایسا کریں گے تو رشتوں کا دم گھٹے کا اور وہ ختم ہو جائیں گے" ولیم نے ایک بار پھر اسے راضی کرنے کی کوشش کی۔

"ماموں کون سے رشتے میرے پاس کونسا ڈھیر لگا ہوا ہے رشتوں کا۔ آپ چاہتے ہیں میں اس بار بھی رشتوں کی سولی چڑھ جاؤں؟ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گی اور نہ ہی وہ بتا پائے گا" وہ فون کی دوسری طرف چلا اٹھی اور اس بات پر نہ صرف ولیم بلکہ اس پر خود بھی حیرت کے پہاڑ ٹوٹے وہ ایسی نہیں تھی اس نے تو کبھی کسی سے چلا کر بات نہیں کی تھی پھر اب کیا ہوا۔

"اوکے اوکے میں پتہ کرتا ہوں پریشان نہیں ہونا" انہیں بات کی صحیح شدت کا اب اندازہ ہوا تھا اس لیے انہوں نے اسے انتظار کرنے کا کہتے ہوئے فون بند کیا مگر اسے انتظار نہیں کرنا تھا اسے اپنے اس آخری رشتے کو بچانا تھا اب وہ اپنی محبت کے سہارے اس رشتے کو سمندر میں نہیں اتار سکتی تھی ان سب سے بھی تو اس نے بے لوث محبت کی تھی اور اعتبار بھی۔ تو کیا ہوا اس کی محبت اور اعتبار کا کوئی چیز بھی اس کے کام نہ آئی نہ تو اس کی محبت ڈوبتے رشتوں کے لیے

تنکے کا کام کر سکی اور نہ ہی اعتبار انہیں سہارا دے کر کنارے تک لا پایا۔وہاں تو بس وہ رہ گئی تھی تہی داماں اسے تو دور دور تک زندگی کے نشانات نظر نہیں آئے تھے تو کیا وہ دوبارہ محبت اور اعتبار کے سہارے بیٹھ جاتی۔اب نہیں وہ یہ نہیں کر سکتی تھی اس لیے اپنا والٹ اٹھاتی ہوئی فلیٹ سے باہر آگئی وہ جانتی تھی کہ بے شک وہ گھر میں اکیلی ہے مگر اس کا پہرہ دیا جا رہا تھا اس لیے پہلے اسے ان پہرے داروں سے نبٹنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سر!سر نے کسی کو اندر بھیجنے سے منع کیا ہے"سیکریٹری نے بہت مشکل سے ہلکی سی آواز نکال کر مصعب کو اندر جانے" سے روکا ملازم ایسے ہی پس جاتے تھے ان تینوں بہن بھائیوں کے درمیان۔

اوکے!"اس نے کہا اور دروازہ کھولتا ہوا آفس میں انٹر ہو گیا اور کاؤنٹر پر کھڑی سیکریٹری نے اپنا سر اسی کاؤنٹر پر" دے مارا آج شاید اس کا آخری دن تھا کیونکہ کوئی کام نہ کرنے والے نوکریوں سے فارغ کرنے کا کام فرصت سے کرتے ہیں ویسے تو جیمز کو بزنس کا بی تک بھی معلوم نہیں تھا مگر کاروباری جینز لے کر پیدا ہوا تھا کرسی پر بیٹھتا تو لگتا جیسے دنیا فتح کر لے گا لیکن آج تک دنیا تو فتح نہ ہوئی مگر جب جب وہ آفس آیا تو دنیا بے روزگار ضرور ہوئی کبھی صفائی والے سٹاف میں سے کبھی ایچ آر ڈیپارٹمنٹ سے اور زیادہ تر فوڈ سپلائر میں سے اور ہاں آٹھ دس سیکریٹریز بھی۔

اوہ! تم نے کسی کی نوکری چھین لی" اس نے مصعب کو آتے ہوئے دیکھ کر مسکرا کر کہا۔"

تم ملے اس سے؟" اس نے کام کی بات کی وہ اس کی بکواس سننے آدھی رات کو یہاں نہیں آیا تھا۔"

وہ نہیں ملی مجھ سے" جیمز نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔"

کیا تمہیں یہ بھی سکھانا پڑے گا کہ جب کوئی ملنے کے لیے تیار نہ ہو تو کیسے ملا جاتا ہے؟" وہ اس وقت مصعب نہیں" کالمن ڈورینس تھا عمر میں جیمز سے چند ماہ چھوٹا تھا مگر جیمز کے سب کچھ چھوڑ کر بھاگ جانے پر اس سے زیادہ بڑی ذمہ داریوں کو سنبھالا ہوا تھا۔

میں اپنی بہن پر تمہاری دولت کا زور نہیں آزمانا چاہتا" جیمز نے غصے سے جتلایا کہ وہ اپنے کام سے کام رکھے۔"

تو یہ بہن کو یہاں لانے سے پہلے سوچنا تھا یا خود یہاں آنے سے پہلے" اس نے بھی اتنے ہی غصے سے کہا آج تک کی" ریکارڈڈ بات تھی کہ جب بھی دونوں مل کر بیٹھتے نہیں تھے تو صرف بیٹھتے نہیں تھے ہلا دیتے تھے پہلے ایک دوسرے کو اور پھر سارے آفس کو جس حد تک ہو سکے آوازوں، لہجوں اور کاموں میں ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار کرتے دونوں

میں سے کسی کو دولت نہیں چاہیے تھی لیکن ایک دوسرے کے مقابل آتے تو ایسے ظاہر کرتے کے مر جائیں گے مگر دوسرے کو اپنی دولت اور پوزیشن پر قابض ہونے نہیں دیں گے۔

ہاں ہم یہاں نہ آتے تا کہ تم ہمارے حصے کی ایش بھی کر رہے ہوتے۔ کیا اسی لیے تم نے اپنے اس پھٹیچر سیکریٹری" کو میری بہن کے ساتھ انولو ہونے کے لیے تیار کیا کہ وہ سب کچھ چھوڑ جائے اور اس کے پیچھے میں بھی؟ کیا پلیننگ ہے۔ تم ٹھیک باپ پر گئے ہو" اس نے دونوں ہاتھوں کو میز پر ٹکاتے ہوئے چہرے کو مصعب کے چہرے کے قریب لاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک دوسرے کو گالی نہیں دیتے تھے اگر گالی کی ضرورت پڑتی تو ایک دوسرے کو باپ سے ملا دیتے اور یہی بات گالی کا کام کرتی جو کہ مصعب پر بھی کر چکی تھی اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی اور ان کا رنگ کالا ہو گیا۔

میں تو دولت پر قابض ہونے کے لیے یہ سب کر رہا ہوں تم نے تو میری جوٹھی عورت پر قابض ہونے کے لیے سب" چھوڑ دیا تھا۔ آئی ہیو بیٹر سٹینڈرڈ۔ ڈیئر بگ برادر" اس نے بھی چہرہ بالکل اس کے سامنے لاتے ہوئے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور جیمز تڑپ اٹھا اس نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑنا چاہا پر مصعب نے اس کے دونوں ہاتھوں کو مروڑ کر اس کی کمر پر باندھا اور دونوں گھتم گتھا ہو گئے دونوں کو اور کچھ آتا یا نہ آتا لیکن لڑنا آتا تھا کسی کا بھی وار خالی نہیں گیا دونوں میں سے کسی کو بھی باہر شاید ہی کسی نے ہاتھ لگایا ہو لیکن ایک دوسرے کو تو وہ جب بھی ملتے اچھی طرح ہاتھ لگاتے۔

اس سے پہلے کے معاملہ بگڑ تا جان ڈورینس کے پرسنل سیکریٹری نے دروازہ کھولا اور وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑتے ہوئے اس پر جھپٹ پڑے پھر جب تک اس نے یہ وعدہ نہ کر لیا کہ بات اس کمرے سے باہر نہیں نکلے گی تب تک اسے چھوڑا نہ گیا۔ اتنے کم وقت میں بھی اس بیچارے کو ان دونوں سے زیادہ چوٹیں لگ گئیں لیکن کیا کریں مخبری کرنے پر بعض اوقات یہ بھی سہنا پڑتا ہے دونوں لڑتے تھے مگر بات باپ تک پہنچنے نہیں دیتے تھے اور اسی میں ان کی بھلائی تھی۔

دس از دی پیپر ورک فار ہر نیکسٹ پراجیکٹ ڈونٹ یو ڈیئر ٹو ٹچ ہر ورک رینڈ ملی (یہ اس کے اگلے پراجیکٹ کے کاغذات ہیں تم انہیں بے اصولی سے چھونے کی جرأت بھی مت کرنا)" مصعب فائل کو اس کی طرف بڑھا رہا تھا جس پر ہونٹ کے کنارے سے خون صاف کرتے ہوئے جیمز نے ٹھٹکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا ایسا پہلے کب ہوا تھا کہ وہ ایلیس کے کسی پراجیکٹ میں انولو ہوا ہو۔ اسے مدد چاہیے بھی ہوتی تو نہ وہ مانگتی اور نہ ہی وہ کرتا جیمز کا چونکہ بزنس سے دور دور تک واسطہ نہیں تھا اس لیے وہ ان دونوں میں سے کسی کے کام کا نہیں تھا لیکن ابو وہ خود اس کے پراجیکٹ میں انولو ہوا تھا مطلب وہ اس کی کمپنی کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا اور اگر جیمز اس پراجیکٹ کو لے کر چلتا تو وہ کمپنی چند مہینوں میں ہی ختم ہو جاتی وہ اتنی رات کو اس لیے یہاں آیا تھا کہ جیمز کل کی پریزینٹیشن میں اپنی بہن کی کمپنی کو بچا لے۔ ہچکچاتے ہوئے اس نے فائل کا کونا تھاما کیونکہ وہ خود یہ کام نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی بہن کی اتنے سالوں کی محنت کو ضائع کر سکتا تھا۔

آئی ڈونٹ ٹیک فیور رینڈ ملی (میں ایسے بے تکے احسان مفت نہیں لیتا) آئی ول بائے یو آ ڈر نک نیکسٹ ٹائم "جیمز نے" فائل پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا اگر وہ چھوٹا اور سوتیلا ہو کر اس کی بہن کی مدد کر رہا تھا تو وہ اتنا تو کر ہی سکتا تھا ویسے بھی وہ اسے اس دن باپ کے سامنے ایلس کے لیے منت کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

آئی کوِٹ ڈرنکنگ (میں نے پینی چھوڑ دی) یو کین انوائٹ می آن ڈنر "وہ کہتے ہوئے باہر نکل گیا ابھی اسے اپنی بیوی" سے بھی نبٹنا تھا جو ہر تکلیف سہہ رہی تھی مگر اس سے شئیر نہیں کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کوئی کھڑکی سے اندر آیا ہے میں لاؤنج میں بیٹھی تھی اس لیے فوراً بھاگ آئی تم لوگ دیکھو جا کر کون ہے "وہ ایسے" ہانپ رہی تھی جیسے سچ میں بھاگتی ہوئی آئی ہو۔ ھدیٰ کو گارڈز کا پتہ نہ چلے اس لیے مصعب نے انہیں پارکنگ میں ہی رکنے کا کہا تھا مگر اس کو پتہ کیسے نہ چلتا وہ دونوں دو دن سے ہر جگہ اس کا پیچھا کر رہے تھے یہاں تک کہ جب فصیح تین لوگوں کے ساتھ ان کو دھمکا رہا تھا وہ دونوں تب بھی وہاں موجود تھے۔

جلدی جاؤ جلدی "اس نے سانس کو متوازن کرتے ہوئے کہا اس کی حالت دیکھ کر اور بات سمجھ کر دونوں بلڈنگ کی" طرف بھاگے لفٹ کے ڈیجیٹل میٹر کو وہ پتہ نہیں کیسے لیکن فکس کر آئی تھی اس لیے ان دونوں کو سیڑھیوں کے

راستے اوپر جانا پڑا اور خود وہ گاڑی میں بیٹھی نوٹ بیڈ پر کچھ لکھنے لگی پھر نوٹ کو دوہرا کر کے ونڈو گلاس سے چپکایا اور ہاتھ جھاڑتی ہوئی پارکنگ ایریا سے نکل گئی جب تک وہ دونوں نیچے پہنچے وہ ان کی پہنچ سے دور جا چکی تھی اور ان کے ہاتھ میں صرف ایک تہہ کیا ہوا نوٹ رہ گیا جس پر صرف چند الفاظ لکھے نظر آ رہے تھے "ڈونٹ اوپن! اٹس آل ولیٹر فار یور باس"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کے پاس تصاویر ہیں لیکن وہ شادی کی نہیں ہیں" ولیم نے اسے بتاتے ہوئے سر جھکا لیا جیسے اسے یہ بات کہتے ہوئے شرم آ گئی ہو۔

تھینک یو ماموں! میں دیکھ لوں گی اس نے جھکتے ہوئے میز پر رکھا لفافہ اٹھایا" رات سے صبح اور اب دوپہر ہو چکی تھی" اس کے پاس بس اتنا ہی وقت تھا اگر وہ مزید دیر کرتی تو مصعب اسے ڈھونڈتا ہوا یہاں تک پہنچ جاتا۔

کیا کرو گی تم ان کا یہ صرف کاپیز ہیں اصل اس نے کسی محفوظ جگہ پر رکھی ہوں گی جب تک وہ ان کو استعمال نہیں" کر لیتا اصل تک پہنچنا ناممکن ہے" ولیم کے چہرے پر پریشانی سی پریشانی رقم تھی اسے اسی وقت ھدیٰ کی پھوپھو کو اس نکاح سے منع کر دینا چاہیے تھا انہیں افسوس ہوا وہ فصیح کو لاابالی سمجھتے تھے پر وہ اتنا گھٹیا ہے یہ بات انہیں آج پتہ چلی۔

ماموں میں اس کو دیکھ لوں گی آپ پریشان مت ہوں اور اس ویک اینڈ آپ آیئے گا مجھ سے ملنے" وہ ان کا ماتھا چومتی ہوئی ان کو تسلی دے کر باہر نکل گئی اسے اپنا کام جلد از جلد کرنا تھا۔

تصویروں کو سکین کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کانپے وہ بہت زیادہ نہیں تو اس حد تک قابلِ اعتراض ضرور تھیں کہ اسے کٹہرے میں کھڑا کر دیتیں پر اسے یہ کام کرنا تھا وہ سوچ چکی تھی پھر جو بھی ہو وہ یہ کام اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہتی تھی۔

اگلے دو گھنٹے وہ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی رہی اناڑی تھی مگر کام ہو گیا تھا سینڈ کا بٹن دباتے ہی اس نے گنتی شروع کر دی اب یا تو آر یا پار پھر ایک نمبر ملاتی ہوئی وہ انٹرنیٹ کیفے سے باہر آئی شام کے چار بج چکے تھے اس کے پاس بہت تھوڑا وقت تھا اگر وہ فصیح کو ڈھونڈ نہ پائی تو ساری محنت ضائع مگر دوسری ہی بیل پر اس کا فون اٹھا لیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ دونوں ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑے تھے وہ دونوں بھی بھروسے کی مار کھا گئے تھے سمجھے کے لڑکی ہے اوپر سے باس کی بیوی ہے جھوٹ کیوں بولے گی اس لیے اس کا یقین کرتے ہوئے بھاگے مگر اب ان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ

وہ باس کو کیا کہیں کہ وہ ایک لڑکی کی حفاظت نہیں کر سکے تو ہر مہینے جو رقم ان کے ہاتھ پر رکھی جاتی تھی اس کا کیا فائدہ۔

باس "ایک نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کاغذ کا ٹکڑا مصعب کے سامنے کیا۔"

ڈونٹ اوپن! اٹس آلو لیٹر فار یور باس" الفاظ کو پڑھ کر اس کے ہونٹوں کے کنارے اٹھے جن کو وہ زبردستی اپنی جگہ پر لایا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اس نے کمزوری پال لی تھی۔

کوئی بات نہیں کمزوری اگر من پسند ہو تو پال لینی چاہیے "من نے اسے دلیل دی۔"

یہ جو کھڑے بالوں والا ہے اس نے کہا تھا کہ آپ اچھا لڑتے ہیں واپس آ کر دیکھو گی کہ سچ بول رہا تھا یا بٹرنگ تھی "وہ اسے چیک کر رہی تھی کہ اس نے اس کی دی ہوئی دلیل کو مانا بھی تھا یا نہیں۔ ایک دن مصعب اور اس کی طاقت اور سیلف کنٹرول پر بحث ہو گئی وہ کہتا رہا کہ بعض جگہوں پر طاقت کا استعمال کرنا پڑتا ہے اگر آپ کو اچھی لڑائی نہیں آتی تو آپ خود کو ثابت نہیں کر سکتے اور وہ اس بات پر اڑی رہی کے طاقت ور ہونے کے باوجود خود کو دوسرے کو جسمانی یا کسی بھی اور طرح کا نقصان پہنچانے سے بعض رکھنا ہی اصل طاقت ہے بحث طول پکڑ گئی تو اس نے اپنی آخری دلیل دی اور اٹھ گئی مگر وہ اٹھ نہیں پایا۔

اس نے کہا کہ بتائیں ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ سے زیادہ کسی نے دنیا میں خود کو ثابت کیا؟ انہوں نے خود کہا کہ سیلف کنٹرول ہی انسان کی سب سے بڑی طاقت ہے اگر آپ پہلوان ہی ہو اور سامنے والا قصوروار ہی ہو تب بھی خود کو اسے زمین پر پٹخ مارنے سے روکے رکھنا ہی اصل طاقت ہے۔

اس کی بات اسے آج جیمز کے آفس سے نکلتے ہوئے سمجھ آئی وہ اس کو آرام سے بیٹھ کر سمجھانے اور آگے کیا کرنا ہے پر بات کرنے گیا تھا مگر اس کی ایک بات نے اسے اتنا غصہ دلا دیا کہ وہ اپنا ہاتھ نہ روک پایا جس کا نتیجہ کیا نکلا۔ ساری باتیں ادھوری رہ گئی پتہ نہیں وہ کل میٹنگ میں کیسا پرفارم کرے گا کیا وہ سب سنبھال لے گا اسے پہلی بار اپنے غصے پر افسوس ہوا اگر یہی بات وہ آرام سے بیٹھ کر لیتا تو ان الجھنوں سے بچ جاتا۔

تم لوگ جاؤ" گارڈز کو جانے کا کہہ کر وہ بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا اور وہ دونوں اپنی جان خلاصی پر حیران رہ گئے" ورنہ وہ تو نوکری سے ہاتھ دھونے کا سوچ بیٹھے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسٹیف کو کتاب واپس کرنی تھی وہ گھر پر ہی ہے نہ؟" اینڈریو نے دروازے سے جھانک کر اس کے بڑے بھائی سے" پوچھا۔

ہاں! نہیں وہ نہیں ہے سکول کے بعد وہ اپس نہیں آیا" لڑکے نے ہاں کہتے کہتے اسٹیف کا اشارہ پاتے ہی نہیں کہا۔"

اچھاجب آئے تو اسے کہیے گا کہ مجھ سے ملے" اینڈریو نے مٹھیاں بھینچی وہ اس دن سے اس کے سامنے نہیں آرہا تھا" جس دن سے اس نے الیگزینڈرا کے بارے میں سکول میں بکواس کی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا" لڑکا جواب دے کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور اسٹیف باہر نکل کر اینڈریو کی" پشت کو گھورنے لگا وہ سب کے سامنے الیگزینڈرا کو وہ سب نہیں کہنا چاہتا تھا مگر اس کے پاس کوئی راستہ نہیں بچا تھا وہ اس میں دلچسپی لینے لگی تھی اور وہ اس سے اور اپنے آپ سے چھپتے چھپاتے تنگ آگیا تھا اس لیے اس لڑکے کے پوچھنے پر اور الیگزینڈرا کی وہاں موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بولا تو بولتا چلا گیا بعد میں اسے خود احساس ہوا کہ وہ زیادہ ہی بول گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح ہو گئی مگر وہ واپس نہ آئی وہ پریشان تھا مگر اس کی پرائیویسی کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا اگر وہ خود گئی تھی تو اس کا مطلب تھا وہ ٹھیک ہے زیادہ سے زیادہ اس نے دو لوگوں کو فصیح کے ارد گرد رہنے کا کہہ دیا کیونکہ اگر ھدیٰ کو کسی چیز سے خطرہ تھا تو وہ بس فصیح تھا شام چار بجے ایک میٹنگ اٹینڈ کرنے کے لیے وہ نکلنے لگا جب اسے ایک ای میل موصول

ہوئی اس نے رک کر میل کھولی تو وہ سکین شدہ رنگین تصویریں تھی ان تصویروں کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں اندھیرا اتر آیا اور اس نے مٹھیاں بھینچ لی پھر ایک ایک کر کے تصویروں کو دیکھتا گیا وہ کسی اور کی نہیں بلکہ اس کی بیوی کی تصویریں تھی وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اور اس کی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے اور آدھی سے زیادہ ٹانگ برہنہ حالت میں کمبل سے بار نکل رہی تھی وہ کمبل سے ایک ٹانگ نکال کر سوتی تھی اس کا مطلب تھا وہ تصویریں فوٹو شاپ نہیں تھیں وہ اصل تھیں ان دس سے بارہ تصویروں میں یہ ہی سب کچھ تھا اس نے میل کو بند کرتے ہوئے فون لگایا۔

"یہ میل کس آئی ڈی یا آئی پی ایڈریس سے بھیجی گئی ہے مجھے جلد از جلد پتہ کر کے دو" اس نے سخت آواز میں فون کے دوسری جانب موجود شخص کو حکم دیا اور خود بیٹھ کر پانی پینے لگا۔

"سر ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا" سیکریٹری سر جھکائے ہاتھ باندھے اس کے سامنے پیش تھا۔

"کیا تم سب کو یہ ایک بات کہنے کے لیے رکھا ہے میں نے" اس نے ہاتھ مار کر واس کو گرایا اور لڑکا ڈر کر پیچھے کو کھسکا۔

"ڈنر کر لیا آپ نے؟" اسے اسی وقت ھدیٰ کا میسج رسیو ہوا۔

نہیں کہاں آنا ہے؟" اس نے لب بھینچتے ہوئے اشارے سے سیکریٹری کو جانے کا کہا اور وہ فوراً سے پہلے نکل گیا۔"

آپ غصے میں لگ رہے ہیں" ایڈریس سینڈ کرنے کے ساتھ ساتھ سوال کیا گیا۔"

میں غصے میں ہوں" اس نے جواب دیتے ہوئے موبائل جیب میں ڈالا اور باہر نکل گیا وہ کل رات سے غائب تھی اور" اب یہ تصویریں وہ جلد از جلد اس کی بتائی جگہ پر پہنچنا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب وہ ھدیٰ کے بتائے ہوئے ریسٹورنٹ میں پہنچا تو وہاں کافی سے زیادہ رش تھا ریسٹورنٹ کو تین ہالز میں تقسیم کیا گیا تھا ایک ہال میں بیس سے پچیس میزیں لگائیں گئی تھیں جبکہ دوسرے ہال میں صرف پانچ میزیں موجود تھیں اور ان دونوں ہالز کے درمیان اوپن کچن تھا جہاں ہائیلی کوالیفائیڈ شیف اپنے سٹاف کے ساتھ دنیا کے مصروف ترین انسان نظر آنے کی کوشش کر رہے تھے وہ ایک فور سٹار ریسٹورنٹ تھا پہلے اس نے دوسرے ہالز کی جانب نظریں دوڑائی مگر وہ جانتا تھا کہ وہ اسے لوگوں کے جم غفیر میں ہی ملے گی اور توقع کے عین مطابق وہ پچیس میزوں والے ہال میں بالکل سنٹر والی میز کے گرد بیٹھی نظر آ ہی گئی وہ آگے بڑھا مگر ذرا سے قدم اٹھانے کے بعد ہی جان گیا کہ وہ اکیلی نہیں ہے اس کے ساتھ کوئی بیٹھا تھا جس کی اس طرف سے صرف پشت نظر آ رہی تھی لمبی سانس خارج کرتا وہ میز تک پہنچا

مگر میز پر پہنچنے کے بعد اسے جھٹکا لگا وہ شخص وہ نہیں تھا جو مصعب سمجھ رہا تھا اسے فوراً سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے اس لیے ہونقوں کی طرح کبھی ھدیٰ اور کبھی اس کی سامنے بیٹھے شخص کو دیکھنے لگا۔

یہ گونگا ہے تم نے پہلے نہیں بتایا مجھے؟" ولیم نے مسکراتے ہوئے ھدیٰ سے پوچھا۔"

کیا آپ لوگوں کو گونگا کر دیتے ہیں صرف شکل دکھا کر؟" ھدیٰ نے بھی چہرے پر مصنوعی حیرانگی سجاتے ہوئے کہا۔"

مجھے شک ہے کہ یہ مجھے دیکھ کر گونگا ہوا ہے دراصل یہ مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر گونگا ہو گیا ہے" ولیم نے بات کے" آخر میں قہقہہ لگایا اور اس کی بات سن کر ھدیٰ نے بھی اور ان دونوں کے سامنے خاموشی سے کھڑا مصعب اور زیادہ آکورڈ پوزیشن میں آ گیا۔ کیا کبھی ایسی سیچویشن بھی پیدا ہوئی تھی کہ وہ اتنا حیران ہو جائے کہ کوئی بات بھی نہ کر سکے۔ نہیں۔ بالکل نہیں آج تک کے ایکسپیرینس نے چلاتے ہوئے بات کی نفی کی۔

ارے بیٹھ جاؤ یار۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے تم نے میرا ایکسٹرا میریٹل افیئر پکڑ لیا ہو" ولیم نے مصعب کے گلے لگتے ہوئے" اس کے کان کے قریب جا کر چیخ کر کہا جس پر آس پاس کے چند لوگوں نے مڑ کر دیکھا اور پھر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

ایکسٹرا امیریٹل افیئر چلانے کے لیے شادی شرط ہے کنواروں کا کونسا ایکسٹرا امیریٹل افیئر" آخر میں اس نے منہ کو بگاڑ" کر الفاظ کو لمبا کیا جس پر ھدیٰ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی اس نے کبھی بھی اسے کسی کو منہ چڑھاتے تو کیا کسی سے ایکسٹرا بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔

تم یہاں؟" اس نے ھدیٰ کی طرف دیکھ کر سوال کیا اور کوٹ کا بٹن کھولتا ہوا اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔"

میں ڈنر کرنے آئی ہوں" اس نے ہونٹوں کا کونا دانتوں تلے دباتے ہوئے کہا۔"

اور تم مسکرا کیوں رہی ہو؟ اور اگر مسکرا ہی رہی ہو تو اس مسکراہٹ کو روکنے کی کوشش کیوں کر رہی ہو؟" وہ نہ" صرف خود اس کی طرف مڑ چکا تھا بلکہ اس نے کرسی کو کھینچ کر اس پوزیشن میں رکھ لیا تھا کہ ولیم اس کی پشت پر بالکل چھپ گیا۔ اس کی اس حرکت سے جہاں ولیم کو غصہ آیا وہیں ھدیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی جس کو وہ ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا کر روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کچھ نہیں آپ سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں" اس نے ہونٹوں کو آزاد کرتے ہوئے کہا۔"

کیوں؟ کیا یہ ہمارے ساتھ ہیں؟" اس نے گردن موڑتے ہوئے پیچھے بیٹھے ولیم پر نظر ڈالی جو اس کے پشت دکھانے پر تپا بیٹھا تھا۔

نہیں یہ ہمارے ساتھ نہیں۔ آپ ہمارے ساتھ ہیں" ھدیٰ نے بات کر کے اس کا دل ہی توڑ دیا۔"

کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ میری بیوی کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟" اس نے کرسی سیدھی کرتے ہوئے ولیم سے پوچھا۔

پہلے معافی مانگوں پھر کوئی اور بات کرنا" ولیم نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے معافی منگوانا چاہی وہ جو غلطی کر کے بھی کسی سے معافی نہیں مانگتا تھا اس کو وہ ایسے ہی جانے نہیں دے سکتے تھے۔

کس بات کی معافی اور میں مانگوں معافی؟" اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں جی بالکل آپ معافی مانگیں گے نہ صرف اس تازہ تازہ بد تمیزی کی بلکہ پچھلی ساری بد تمیزیوں کی بھی" ولیم نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور میں ایسا کیوں کروں گا بھلا" وہ اس معمے سے چڑ گیا۔"

تمہیں کرنا پڑے گا نہیں تو۔۔" اس نے بات کو ادھورا چھوڑا۔"

نہیں تو؟" اب اس نے لفظوں کو دانتوں تلے رگڑتے ہوئے ادا کیا۔"

نہیں تو میں تمہاری بیوی کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور جب تک تم میرے گھر آکر مجھ سے معافی نہیں مانگ لیتے تب تک اسے گھر نہیں بھیجوں گا" ایسا ہی ہوتا ہے نہ پاکستان میں؟ ولیم نے ھدیٰ سے اپنی بات کی تصدیق چاہی۔"

جی جی بلکہ مہینہ دو مہینے تو داماد کو معافی مانگنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا" اس نے ولیم کی بھڑ کو مزید بڑھایا یہ جاننے کے باوجود کہ داماد سے معافی مانگنے کا ٹرینڈ کس قدر عام ہے پاکستان میں۔ جس کی وجہ بھی یقیناً ہم لوگ خود ہی ہیں۔"

داماد؟" اس نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔"

آں!" ولیم اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر ھدیٰ بول پڑی۔"

ماموں بس کریں اسے واقع ہی نہیں پتہ" اس نے بولا اور مصعب لفظ ماموں پر ہی اٹک گیا۔"

".. مصعب یہ میرے ماموں ہیں اور ماموں یہ میرے"

اور یہ تمہارے نالائق شوہر" ولیم نے اس کی بات کو اچک کر اپنی مرضی کے سانچے میں ڈھالا۔"

اگر میں نے معافی نہ مانگی تو کیا تم واقع ہی ان کے ساتھ چلی جاؤ گی؟" وہ برا پھنسا تھا اسے یہاں آنے کے بعد لگا کہ ولیم اور ھدیٰ بس ایک دوسرے کو جانتے ہوں گے پر یہ کیا وہ اس کا ماموں نکل آیا۔ اس لیے اس نے اپنی سائیڈ کو سیکیور کرنا چاہا کیونکہ وہ معافی تو مانگنے سے رہا۔"

ہاں بالکل" ھدیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

ہیلو ماموں! مائی نیم از کالمن ڈورینس۔ اٹس ویری اَن پلیزینٹ میٹنگ یو" سارے فقرے میں اس نے ان پلیزینٹ" کے اَن کو اتنی آہستگی سے ادا کیا کہ اس کے بالکل پاس بیٹھی ھدیٰ ہی سن پائی۔

مصعب!" ھدیٰ نے تنبیہ کی۔"

معافی میں کسی صورت نہیں مانگوں گا" اس نے ھدیٰ کی پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے کہا۔"

تو پھر کیا کریں گے آپ؟" اسی وقت ولیم کا فون بجنے لگا اور وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔"

میں یہیں ہوں کل تک! اوکے۔ اور تم" اس نے مصعب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"

جی فرمایئے" وہ سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ذرا سا جھکا۔"

کل ملنا مجھ سے" وہ کچھ اور کہنا چاہتے تھے مگر کہہ نہیں پائے۔ وہ مصعب کو پچھلے چند ماہ سے جانتے تھے لیکن مصعب" ان کو بزنس میں آنے کے فوراً بعد سے جانتا تھا ڈائیریکٹلی تو ایک دوسرے کے بزنس میں انولو نہیں تھے مگر ان ڈائریکٹلی بہت سارے کام تھے جو بزنس فیور کے طور پر ایک دوسرے کے لیے کر چکے تھے بائے فیس ان کی ملاقات

تقریباً چار ماہ پہلے ہوئی تھی اور ان چار ماہ میں دونوں میں کافی سے زیادہ فرینک نیس ہو گئی تھی اور اس کا سارا کریڈٹ ولیم کو جاتا تھا کہ اس نے مصعب جیسے خشک بندے کو اپنے ساتھ کمفرٹیبل کر لیا تھا۔

کیا یہ ڈنر کرنے نہیں آئے تھے؟" اس کو جاتا دیکھ کر اس نے پوچھا۔"

نہیں! ہمیں کسی اور کے ساتھ ڈنر کرنا ہے" اس نے شیشے کے پار نظر دوڑاتے ہوئے جواب دیا۔"

کس کے ساتھ اور تم رات کو کیوں گئی تھی باہر؟ بیوی تمہیں ڈرنا چاہیے مجھ سے" وہ اس کی نظروں کے تعاقب میں" دیکھنے لگا۔

میں ڈر رہی ہوں آپ سے" اس نے پلیٹ پر جھکتے ہوئے کہا وہ ولیم کے اٹھ کر جانے کے بعد ایسے ہو گئی جیسے کسی نے" اس پر منتر پھونک دیا ہو۔

ہیلو!" وہ دوسرے ہال میں سے چلتا ہوا ان کی طرف آیا تھا لیکن شاید اس سے ملنے کے جوش نے ساتھ بیٹھے شخص کی" موجودگی کا اندازہ ہی نہ ہونے دیا۔

کیایہ واقع ہی تمہارا شوہر ہے؟"اس نے مصعب کو وہاں دیکھ کر اسکی طرف اشارہ کرکے استہزائیہ انداز میں کہا۔

بیٹھو!اور بتاؤ کیا بات کرنی تھی مجھ سے"ھدیٰ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا اور مصعب کرسی کی" پشت سے کمر ٹکا کر بیٹھ گیا وہ جو سوچ کر آیا تھا ھدیٰ ویسا ہی کچھ کر رہی تھی۔

بیٹھ تو میں جاؤں گا اور بات بھی کرلوں گا پر کہیں تمہارا نقصان نہ ہو جائے اس لیے سوچ رہا ہوں پلٹ جاؤں"فصیح" نے کرسی کھینچتے ہوئے کہا۔

تمہیں میرے فائدے اور نقصان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم بات کرو"وہ بات کو طول دے رہا تھا اور وہ" بات کو ختم کر رہی تھی۔

اچھا چلو تعارف تو کرواؤ میرا مجھے پتہ ہے تم نے ابھی تک اسے نہیں بتایا کہ میں کون ہوں"اس نے چہرے پر چڑانے" والی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

یہ بہنوئی ہے میرا مطلب میری بہن کا شوہر" ھدیٰ نے اردو میں ہی کہا جس پر فصیح حیران ہوا اور ھدیٰ کی بات سن کر" حیران تو مصعب بھی ہوا تھا وہ فصیح سے اس کے دونوں رشتوں کے بارے میں جانتا تھا مگر جو رشتہ وہ اسے بتا رہی تھی وہ اس کے لیے نئی بات تھی۔

اور بھی بتاؤ گھبرا کیوں رہی ہو" اس نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ کا استعمال کیا تا کہ اسے غصہ آئے اور وہ اس کے غصے" سے فائدہ اٹھائے۔

اور تایازاد بھائی بھی" ھدیٰ نے مسکراتے ہوئے ایک اور رشتہ بتایا وہ بغیر کوئی موقع دیے آج اس کی ہر بات کو" برداشت کر رہی تھی کیونکہ یہی واحد اور درست راستہ تھا۔

یہ بھی بتاؤ کہ میں اور تم ساڑھے چار سال میاں بیوی رہے ہیں" اس نے آگے کو جھک کر مصعب کی آنکھوں میں" دیکھا مگر اسے کوئی تاثر نظر نہ آیا نہ حیرانگی نہ غصہ کچھ بھی نہیں شاید اسے غصہ آیا ہی نہیں تھا یا وہ اپنے تاثرات کو کنٹرول کرنے میں مہارت رکھتا تھا۔

بتادیا۔ اب تم بتاؤ کیا بات کرنے کے لیے تمہاری جان نکلی جا رہی ہے؟" اس نے لب بھینچنے چاہے مگر بعض رہی۔"

چلو واپس چلتے ہیں اور شادی کر لیتے ہیں" اس نے اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا پر ھدیٰ نے اس کا سر پکڑ کر سامنے رکھی میز پر مارا جس پر مصعب مسکرانے لگا۔

"دوبارہ کہو ذرا کیا کہا تم نے" ھدیٰ نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔

"چلو شادی کر لیتے ہیں" اس کے منہ سے بات نکلنے کی دیر تھی کہ اس نے اپنی ہیل اس کے جوتے پر رکھ کر مسل دی شاید وہ سوچ رہا تھا کہ وہ دوبارہ اس کے سر پر حملہ کرے گی اس لیے چاہنے کے باوجود بھی اسے ڈاج نہ دے پایا۔

"دوبارہ کہو" وہ پوری آنکھیں کھولے اسے گھور رہی تھی۔

"تم کس بات پر ناراض ہو میری بات تو سن لو کہ میں نے ایسا کیوں کیا تھا" وہ جو پاؤں کے درد کو مشکل سے برداشت کر پایا تھا بولا۔

"اگر تمہیں اور کچھ نہیں کہنا تو اٹھو اور جاؤ یہاں سے" وہ دوبارہ پلیٹ پر جھک کر کھانے لگی۔

اگر یہ تمہیں چھوڑ دے تو کیا کرو گی ؟" اس نے کرسی کو گھسیٹ کر دور کیا تا کہ وہ دوبارہ کوئی حملہ نہ کر دے وہ جانتا تھا" کہ جس سے وہ زبان سے بات نہیں کرنا چاہتی اس سے ہاتھ سے بات کرتی تھی۔

تو میں تمہارے ساتھ چلو گی" وہ کھانا چھوڑ کر مصعب کی طرف دیکھنے لگی جو اس کے دیکھنے پر ٹیک ہٹا کر آگے کو ہوا۔"

پھر فصیح نے جیب سے موبائل نکالا اور مصعب کے سامنے رکھ دیا اس کی سکرین پر وہی تصویریں ابھر رہی تھیں جو آج دوپہر کو مصعب کو میل کی گئی تھیں وہ تصویروں کو دیکھتا رہا اور آخر میں موبائل کو اٹھا کر پانی کے گلاس میں ڈالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس کی اس حرکت پر جہاں فصیح حیران ہوا وہیں ھدیٰ بھی حیران رہ گئی اسے یہ امید کب تھی کہ وہ بالکل کوئی رسپانس نہیں دے گا اس نے تو سوچ رکھا تھا کہ چاہے وہ غصے کرے یا کچھ بھی کہہ لے وہ تب تک اسے نہیں چھوڑے گی جب تک وہ خود اسے جانے کا نہیں کہے گا مگر ایسا کوئی موقع ہی نہیں آیا وہ اس کا ہاتھ پکڑے اس کو ریسٹورنٹ سے باہر لے آیا اور فصیح دانت کچکچا کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج سکول میں ایسے (مضمون) کمپیٹیشن تھا اس لیے شام کے اس وقت بھی برامدوں میں چھل پہل تھی کچھ سٹوڈنٹس کی ڈیوٹیاں تھی جو اضافی کرسیوں کو چھت پر پہنچانے کا کام کر رہے تھے ہر کمپیٹیشن میں سٹوڈنٹس کے ایک خاص گروپ کے ذمے ایسے بہت سے کام لگائے جاتے تھے انہی لڑکوں میں اسٹیف بھی تھا۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے رکو" اینڈریو اس کے پیچھے چلتا ہوا چھت پر آیا یہاں کھڑے ہو کر ارد گرد کا بہت سا علاقہ " روشنیوں میں نہایا ہوا نظر آیا رہا تھا۔

مجھے کوئی بات نہیں کرنی تم سے ہٹو" وہ اس کو پیچھے ہٹاتا ہوا نیچے کی طرف بڑھا۔ "

تم بات سنو میری" اینڈریو نے اسے کالر سے پکڑ کر کھینچا اور دوسری طرف دھکا دیتے ہوئے چھوڑ دیا وہ لڑکھڑایا اور " گر گیا۔

کیوں کیا تم نے ایسا" اینڈریو نے جھکتے ہوئے دوبارہ اس کا گریبان پکڑا۔ "

کیا کیا ہے میں نے اور تم سے مطلب کیا لگتی ہے تمہاری وہ؟" اس نے جان بوجھ کر اینڈریو کو غصہ دلانے کی کوشش" کی تاکہ وہ دوبارہ اس بارے میں اس سے بات نہ کرے۔

وہ میری جو بھی لگتی ہو تمہیں یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ تم میں کس کا گندا خون ہے" اینڈریو نے اسے" دوبارہ دھکا دیا۔

میرے خون کے بارے میں جاننے سے بہتر ہے تم اپنی ماں سے اپنے خون کا پوچھو" بات ان دونوں کے ہاتھ سے نکلتی" جارہی تھی دونوں ایک دوسرے کی طاقت اور کمزوریوں کو جانتے تھے اس لیے کسی کی زبان کا تیر خالی نہ گیا۔

کیا کہا تم؟ تمہاری جرأت کیسے ہوئی تمہاری؟ تھو ہے تم پر کہ تم کبھی میرے دوست تھے اور ایسا ہی تھو مجھ پر کے میں" تمہیں پہچان نہ پایا" وہ لڑتے لڑاتے بالکل کنارے پر پہنچ چکے تھے اگر دونوں میں سے کوئی ایک بھی لڑکھڑاتا تو چار منزلہ عمارت سے نیچے گر کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔

مجھ پر تھوکنے سے اچھا ہے تم خود پر نظر ڈالو ہو سکتا ہے تمہارا خون مجھ سے زیادہ گندا ہو" اسٹیف نے نہ صرف بات" کی بلکہ آخر میں گالی بھی دے ڈالی جس پر غصے میں آتے ہوئے اینڈریو نے اس کا گریبان چھوڑ کر اس کے جبڑے پر

ایک مکا رسید کیا وہ لڑکھڑاتا ہوا دوسری سمت جانے لگا مگر اس کے دونوں پاؤں آدھے سے زیادہ ہوا میں معلق تھے اس لیے بیلنس بگڑا اس کے گلے سے ایک دل خراش چیخ نکلی اور ہوا میں تیرنے لگا۔

اینڈریو نے جھک کر دیکھا تو وہ زمین پر پیٹ کے بل گرا ہوا تھا اور ارد گرد کی زمین سرخ ہو گئی تھی۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھتا ہوا دروازے کی جانب بھاگا اور بھاگتا گیا ہر دروازہ پار کر کے سڑک پر نکل آیا پیچھے سے اس نے لوگوں کی چیخنے کی آوازیں سنی مگر کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا الٹی سمت بھاگتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ھدیٰ!" اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی سے باہر نکالا اور پانی کی سمت بڑھنے لگا وہ اسے سمندر کے کنارے اس" خاموش گوشے میں لے آیا تھا۔

تمہیں یاد نہیں میں نے کیا کہا تھا؟" اس نے اسے کندھوں سے پکڑ کر ریت پر بٹھایا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا" شہر کی روشنیاں اور مصروف زندگی ان کی پشت پر تھی مگر وہ دونوں ہی پلٹ کر دیکھنا نہیں چاہتے تھے فلحال تو بالکل نہیں۔

کیا کہا تھا؟"اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جنہیں وہ اس سے چھپانا چاہ رہی تھی۔"

میں شوہر ہوں تمہارا اگر ایسی کوئی بات تھی تو تمہیں مجھ سے کہنا چاہیے تھا"اس نے ریت پر انگلی سے کچھ بناتے ہوئے کہا۔"

سوری"اس کے پاس کہنے کے لیے الفاظ نہیں تھے اگر ہوتے بھی تو وہ اس لمحے کہہ نہ پاتی۔"

تمہیں مجھے پہلے دن ہی کہنا چاہیے تھا کہ وہ تمہیں تنگ کر رہا ہے۔کیا تمہیں مجھ پر ذرا بھی یقین نہیں؟ کیا ہمارا رشتہ اتنا" کمزور ہے؟"اس کی آواز میں افسوس تھا وہ اس کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی اور اپنا رونا چھپا بھی رہی تھی مطلب وہ آج بھی اسے اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے اپنا غم بانٹ لے۔

میں نے اپنی پوری زندگی رشتوں کو ایسے موقع پر مضبوط نہیں پایا تو میں یہ سوچنے کی جرأت بھی کیسے کر لیتی کے چند" ماہ پہلے بنا ہوا رشتہ اس جھٹکے کو برداشت کر پائے گا میں نے آپ سے جان بوجھ کر کچھ نہی چھپایا بس میں اس حوالے سے کسی بات کو یاد نہیں کرنا چاہتی تھی اور وہ مجھے تنگ نہیں کر رہا تھا وہ مجھے دھمکی دے رہا تھا کہ وہ۔۔"اس سے زیادہ وہ بول نہ پائی اور وہ اس کی طرف دیکھنے لگا وہ اس لمحے صدیوں کی بیمار نظر آنے لگی تھی اس کے چہرے پر موجود دکھ کے تاثرات نے اس کی صحیح عمر چھپا دی تھی۔

وہ تصویریں میری ہی ہیں لیکن مجھے شک ہے کہ وہ اس نے نہیں لی کیونکہ وہ یہاں کی نہیں ہے" اس نے ہاتھوں کو آپس میں مضبوطی سے جکڑ لیا مصعب نے فصیح کے سامنے خاموش رہ کر اس کی عزت رکھ لی تھی پر اب وہ اس کی چپ کے پیچھے کی وجہ جاننا چاہ رہی تھی۔

"وہ تصویریں تمہاری ہو یا نہ، اس نے خود لی ہو یا کسی اور نے، اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیا تم بھی بہت سے لوگوں کی طرح یہ ہی سمجھتی ہو کہ اگر عورت کے جسم کا کوئی حصہ حادثاتی طور پر عریاں ہو اور کوئی گھٹیا انسان اس موقع کو استعمال کرلے تو اس سے عورت کی عزت میں کمی آجاتی ہے؟ ھدیٰ تم پڑھی لکھی لڑکی ہو مجھے بتاؤ کے ہر دس سے پندرہ منٹ میں پوری دنیا میں دو سے تین عورتیں زیادتی کا شکار ہو رہیں ہیں ان میں سے بہت ساروں کی ویڈیوز بنا کر بلیکسائٹس پر بھیجی جارہی ہیں کیا ان سب پر زندگی کو تنگ کر دیں؟ ان میں بہت سی خواتین کے شوہر بھی ہوں گے کیا وہ بھی پھر چھوڑ دیں انہیں صرف اس بات پر کے ان کی بیوی حادثے کا شکار ہو گئی ہے چلو شوہر تو چھوڑ دیتے ہوں گے تو کیا ماں باپ بھی چھوڑ دیں اپنی بچیوں کو یا اگر ہم اس حادثے میں خواتین کو قصوروار سمجھ بھی لیں تو بتاؤ ان بچیوں کا بھی ایسے حادثات میں قصور ہوتا ہے جن کی عمریں محض آٹھ یا نو سال ہوتی ہے اور چالیس سال کے مرد ان کو اپنی درندگی کا شکار بناتے ہیں آٹھ سال کے تو بچے یا بچی کے جسمانی خدوخال میں آپ فرق نہیں کر پاتے تو پھر کون سی چیز آپ کو اس گناہ کے لیے اکساتی ہے۔

اگر ہم ان سب باتوں کو ایک بر احادثہ سمجھ کر ڈیل کر لیتے ہیں تو تصویروں یا ڈیڈیوز والے معاملات میں لڑکیوں کو قصوروار کیوں ٹھہراتے ہیں اس بات کو بر احادثہ سمجھ کر ڈیل کیوں نہیں کرتے ان کو موقع کیوں نہیں دیتے خود کو بے گناہ ثابت کرنے کا؟ یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا ہے کہ میں وہ تصویریں اس سے نکلوا سکتا ہوں لیکن اگر نہ بھی نکلوا پاتا تو یقین جانو صرف انہیں ایک حادثہ سمجھتا اور تمہاری غم میں غمگین ہوتا۔ تمہارا اس سے لیگل رشتہ تھا لیکن اگر نہ بھی ہوتا تب بھی میں ان چند تصویروں کی بنیاد پر تمہارے کردار پر سوال کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ میں نہیں جانتا تمہارے ذہن میں شوہر یا مردوں کا کیا خاکہ ہے لیکن میں نام نہاد مرد نہیں ہوں میں اپنی آواز یا اپنی جسمانی طاقت کی بنیاد پر کسی کی ذات کی دھجیاں نہیں بکھیر سکتا اگر کوئی اس جیسے کسی حادثے کو ایکسیپٹ نہیں کر پاتا تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات کا پردہ رکھ کر بیوی سے علیحدہ ہو جائے لیکن اس کے کردار پر سوال نہ اٹھائے۔

تمہیں ایسی باتوں پر پریشان ہونے یا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور رہی بات تمہارے نکاح کی تو وہ میں پہلے سے جانتا تھا" مصعب نے کبھی بھی اس سے اتنی لمبی بات نہیں کی تھی پر آج کرنی تھی اگر وہ آج اسے یہ یقین نہیں دلا پاتا کہ ان کا رشتہ اتنا کمزور نہیں تو ھدیٰ کبھی بھی اس رشتے کو آگے بڑھانے کی ہمت نہ کر پاتی۔

ھدیٰ!" وہ جو گھٹنوں میں سر دیے بے آواز رو رہی تھی بالوں پر اس کا ہاتھ محسوس کر کے مسکرا اٹھی اللہ ہمیں اس جگہ سے نوازتا ہے جہاں سے ہمیں توقع بھی نہیں ہوتی اس نے کہاں سے محبتیں سمیٹنے کی کوشش کی تھی اور اسے کہاں سے محبت مل رہی تھی وہ مصعب کا خیال رکھتی تھی اس کے دکھ سکھ کی ساتھی تھی مگر اس نے کبھی اس سے

محبت کی تھی نہ اس محبت کا اظہار مگر پھر بھی اسے محبت دی جا رہی تھی یہ پہلی جگہ تھی جہاں کچھ دینے کی بجائے اسے مل رہا تھا۔

تم رو کیوں رہی ہو؟" مصعب نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا اسی وقت کہیں پیچھے سے گٹار کی آواز آئی" آگ کے الاؤ کے ارد گرد چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ آواز وہیں سے آ رہی تھی۔

تم نے گٹار کیوں چھوڑ دیا؟" اس کے سوال پر وہ حیرانگی سے دیکھنے لگی۔"

ڈِڈیو چیک مائی بیگ گراؤنڈ (کیا تم نے میرا بیگ گراؤنڈ چیک کروایا تھا؟)" اس نے گھورتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں" مصعب نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔"

مصعب!" ھدیٰ کو افسوس ہوا اس نے یہ کیسے سوچ لیا کہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہو گا۔"

کیا مصعب؟ ہاں! تم نے بھی تو کیا تھا چیک اور مجھے پتہ تک نہیں چلا کہ تم ولیم کی بھانجی ہو" ھدیٰ نے اسی شام ولیم کو" فون کر دیا تھا جس شام مصعب نے اسے پرپوز کیا تھا پھر ولیم کے پتہ کروانے کے بعد ہی اس نے شادی کے لیے ہاں کی

تھی مگر یہ بات مصعب کو آج اسے ولیم کے ساتھ دیکھ کر پتہ چلی کہ ولیم شروع سے ہی ان کی شادی کے بارے میں جانتا تھا۔

نام کیسے لے رہے ہیں آپ انکا۔ماماہیں وہ میرے اور رشتے میں آپ کے بھی" ھدیٰ نے اپنے دیسی ہونے کا پورا پورا" ثبوت دیا۔

وہ میرے دوست ہیں" اس نے اس کی بات کو اگنور کیا۔"

چلیں؟" ھدیٰ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اسے بیٹھے بیٹھے سردی محسوس ہونے لگی تھی۔"

پہلے شکریہ تو ادا کر لو میرا" اس نے دور بیٹھے لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ بار بار گٹار بجانے والی لڑکی کو دیکھ رہا" تھا۔

شکریہ" اس نے ایک لفظ میں بات ختم کی۔"

بس؟یو کین سے دیٹ یو لو می" وہ موقع دیکھتے ہوئے پھیلا۔"

بٹ آئی ڈونٹ لو یو ہاؤ کین آئی سے سم تھنگ وچ آئی ڈونٹ مین؟" وہ پرانی والی ھدیٰ بن گئی۔"

اوکے لیٹس گو" اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے افسوس سے ساتھ بیٹھی بیوی کو دیکھا شاید اسے واقع ہی کبھی" اس سے محبت نہ ہو یہ سوچتے ہوئے اس کی آنکھوں میں اندھیرا ابھر گیا۔

زندگی سے یہی گلہ ہے مجھے

تو بہت دیر سے ملا ہے مجھے

اس نے اٹھتے ہوئے مصعب کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھایا اور غلام علی صاحب کی گائی ہوئی غزل کو گانا شروع کیا وہ فِل وقت دور بیٹھی لڑکی کیطرح محبوب کے لیے گٹار نہیں بجا سکتی تھی مگر گا ضرور سکتی تھی اور وہ اس کے گائے ہوئے شعر پر پہلے حیران ہوا اور پھر مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔

ہم سفر چاہیے ہجوم نہیں

اک مسافر بھی قافلہ ہے مجھے

بیگ گراؤنڈ میں بجتے گٹار نے ھدیٰ کا پورا پورا ساتھ دیا شاید دھن سن کر ہی اس نے یہ غزل چنی ہو یا شاید یہ سب محض ایک خوبصورت اتفاق ہو مگر یہ اتفاق مصعب کو اس سے زیادہ خوشی دے رہا تھا جو وہ تھوڑی دیر پہلے سننا چاہتا تھا

کوہ کن ہو قیس ہو کہ فراز

سب میں اک شخص ہی ملا ہے مجھے

تو بہت دیر سے ملا ہے مجھے

زندگی سے یہی گلہ ہے مجھے

تو بہت دیر سے ملا ہے مجھے

غزل ختم کر کے اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

کیا"مصعب نے حیرانگی سے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔"

میرا شکریہ"وہ اس سے اپنا شکریہ مانگ رہی تھی اور اس نے آگے بڑھ کر اس کا گال چوم لیا جس پر ھدیٰ نے زوردار" دھموکا اس کی کمر میں جڑا اور وہ کراہ کر پیچھے ہٹا۔

ایڈیٹ"ھدیٰ نے ناک چڑھائی۔"

مسزایڈیٹ"اس نے بھی بالکل ویسا ہی انداز اپناتے ہوئے جواب دیا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصعب نے گاڑی موڑی ہی تھی جب ھدیٰ کا فون بجنے لگا۔دوسری طرف مارگریٹ تھی وہ اسے سکول میں ہوئے حادثے کے بارے میں بتارہی تھی اور ھدیٰ کو حیرانگی کے ساتھ ساتھ شرمندگی نے گھیرا کافی دیر سے وہ اسٹیف کے رویے میں واضح تبدیلی محسوس کررہی تھی مگر وجہ کا پتہ نہ لگا سکی اور اب مارگریٹ اسے بتارہی تھی کہ شاید اس نے خودکشی کی کوشش کی ہے۔

مصعب مجھے ہاسپٹل جانا ہے" وہ پہلے ہی اشارے سے گاڑی روکنے کا کہہ چکی تھی۔"

خیریت ؟" وہ بھی پریشان ہوا۔"

آئی ڈونٹ نو! ون آف مائی سٹوڈنٹ از ان ایمرجنسی اینڈ آئی ہیو ٹو گو (میرا ایک طالب علم ایمرجنسی میں ہے مجھے جانا ہو گا)" یہ کہتے ہوئے وہ سیٹ بیلٹ کھول چکی تھی اسکا ارادہ ٹیکسی لینے کا تھا۔"

بیٹھو ساتھ ہی چلتے ہیں" اس نے اسے دوبارہ بیلٹ پہننے کا کہتے ہوئی گاڑی یوٹرن پر ڈال دی۔"

اسے آپریشن روم میں لے جایا جا چکا تھا دائیں جانب کی دو پسلیاں ٹوٹ گئیں تھی ایبڈومن ریجن میں بھی انٹرنل بلیڈنگ ہو رہی تھی اور دائیں ہاتھ کی ہڈی میں بھی فریکشن تھا اور بائیں ٹانگ سے خون بھل بھل بہہ رہا تھا جب اسے بتایا گیا تھا تو اسے سیچویشن کا اندازا نہیں تھا لیکن اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ھدیٰ کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے ان کے آنے کے تھوڑی دیر بعد اسٹیف کا بڑا بھائی اور باپ بھی پہنچ چکے تھے بیٹے کو کتنی چوٹ آئی ہے وہ بچ تو جائے گا کی بجائے وہ سکول کی انتظامیہ کے ساتھ بھڑنے میں مصروف تھے ھدیٰ مسلسل ان دونوں کی بکواس سن رہی تھی لیکن مزید ضبط نہ کر سکی۔

ول یو پلیز شٹ اپ (کیا تم اپنی بکواس بند کرو گے)"اس نے اسٹیف کے بڑے بھائی کو بازو سے کھینچ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا وہ جو انتظامیہ کو گالیاں دینے میں مصروف تھا اس کے کھینچنے پر پلٹا۔

ذرا بھی شرم ہے تم لوگوں میں؟ اپنے ہی بچوں کی زندگی حرام کر کے اب دوسروں کو گالیاں دے رہے ہو۔ ارے اب تو شرم کر لو اسے دیکھو وہ کس حال میں پڑا ہوا ہے" وہ چلا نہیں رہی تھی مگر اس کی آواز میں رعب تھا جس پر ارد گرد کے لوگ متوجہ ہو گئے۔ مصعب اس کو کندھوں سے پکڑ کر نشست کی طرف واپس لے کر گیا اور خود ان دونوں سے بات کرنے لگا دس پندرہ منٹ کی بحث کے بعد بلآخر وہ دونوں خاموشی سے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے وہاں سکول کے سٹاف کے چار پانچ اور لوگ بھی موجود تھے اس وقت وہاں ایسا سناٹا چھا گیا کہ پاس بیٹھے شخص کی سانسوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ ھدیٰ گھبراتی ہوئی اٹھی اور دور جا کر کھڑی ہو گئی وہ سوچ سوچ کر تھک چکی تھی لیکن کوئی سرا اس کے ہاتھ نہ آیا۔ جو بھی ہوا ہو وہ ایسا بچہ نہیں تھا کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جان لے لیتا اور وہ بھی تب جب اسے اپنا مستقبل واضح نظر آنے لگا تھا چند دنوں میں اس کی سکولنگ ختم ہونے والی تھی پھر ان سب کو روشن مستقبل کی طرف آخری قدم بڑھانا تھا ایسے میں اس نے ایسا کیوں کیا۔ یہی ایک سوال تھا جس کا جواب اسے الجھن میں ڈال رہا تھا۔

چار گھنٹوں کے جان نکال لینے والے انتظار کے بعد نرس آپریشن روم سے باہر آیا اور انہیں سیچویشن بتانے لگا چوٹیں کافی زیادہ تھی میجر سرجری ہو چکی تھی جس میں وہ سروائیو کر گیا تھا اب اس کو دو مائیزر سرجریز تھیں جو دس سے پندرہ دن انڈر آبزرویشن رکھنے کے بعد ہونی تھی یعنی نقصان ہوا تھا لیکن جان بچ گئی تھی۔ مکمل طور پر تو نہیں لیکن کچھ حد تک سب ریلیکس ہو گئے۔ سکول انتظامیہ میں سے کسی ایک کو وہاں رکنا تھا اس لیے ھدیٰ رک گئی مصعب نے کافی بار

کہا کہ وہ کسی میل نرس کا انتظام کروا دیتا ہے وہ گھر چل کر تھوڑا آرام کر لے لیکن اس نے منع کر دیا وہ مغرب تھا وہاں اگر استاد کو مستقبل کا معمار سمجھا جاتا تھا تو استاد کی ذمہ داریاں اور اختیارات بھی معمار کے سے ہی تھے مغرب میں بہت سارے کام جو دیگر جگہوں پر صرف والدین کی اجازت پر ہوتے ہیں وہاں ایسے بہت سارے کاموں کا اختیار استاد کے ہاتھ میں بھی دیا جاتا ہے جس کا درست طور پر استعمال کر کے نسلیں سنواری جاتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ویسے تو میں پبلک سکولز میں نہیں پڑھا لیکن کیا پبلک سکول کے تمام اساتذہ اپنے سٹوڈنٹس سے ایسے ہی اٹیچڈ ہیں؟""

اس نے کافی کا کپ ھدیٰ کی جانب بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

ایسے کیسے؟" اس نے کافی کا گھونٹ بھر کر پوچھا۔"

جیسے تم ہو۔ تم کافی پریشان ہو گئی تھی" اس نے دیوار سے ٹیک لگائی۔'

میں ہی نہیں سب لوگ پریشان تھے" اس نے بھی دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔"

ہاں لیکن تم زیادہ پریشان تھی" اس نے اسے پریشان ہوتے ہوئے دیکھا تھا اس لیے پوچھ رہا تھا۔"

آپ کو پتہ ہے اسٹیف نے پچھلے سال مجھے بہت تنگ کیا یہ میرے اس سیشن کا سب سے بگڑا ہوا بچہ تھا" بات کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی جیسے وہ اس کی پرانی بدتمیزیاں یاد کر رہی ہو۔"

لیکن اس کے پاس بدتمیز ہونے کی وجہ تھی وہ بہت چھوٹا تھا جب اس کی مدر نے کسی کے ساتھ کوٹ میرج کر لی پھر چند مہینے بہن نے سنبھالا لیکن وہ بھی زیادہ عرصہ یہ نہ کر پائی تو اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ شفٹ ہو گئی بھائی اور باپ کو تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے مجھے آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم جو مغرب کی ترقی ترقی کی تسبیح پکڑے پھرتے ہیں یہ کونسی ترقی ہے جو ماں کو بچوں سے علیحدہ کر دیتی ہے پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک جن میں بھوک اور افلاس کی زندگی گزارتے لوگ نت نئے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں وہاں بچوں سے قطع تعلق کے کیسز بہت کم دیکھنے کو ملتے ہی وہاں ماؤں کے بچوں کو چھوڑ کر شادیاں کرنے کی شرح اب بھی بہت کم ہے وہاں نام نہاد سہی لیکن اب بھی حیا ہے لیکن یہاں یہاں تو مجھے سو میں سے صرف ایک آدھا گھر ہی جڑا نظر آتا ہے اور اگر آپ اس کے بارے میں بھی پتہ لگائیں تو جان جائیں گے کہ اس سلامت گھر کا تعلق بھی مشرقی خطے سے ہے۔ میں مانتی ہوں یہاں قانون ہے اور قانون کی بالادستی کرنے والے بھی لیکن افسوس یہاں احساس نہیں ہے نہ ہی احساس کی بالادستی کرنے والے۔

آپ تو یہیں رہے ہیں آپ بتائیں یہ ترقی کی کونسی شکل ہے اگر ترقی یا آزادی اس کا نام ہے تو شکر ہے میرے باپ کا تعلق یہاں سے نہیں کیونکہ میری ماں بھی میری پیدائش کے چند مہینوں بعد مر گئی تھی مجھے پھوپھو نے پالا ہے اور وہ اس سب میں میرے سامنے آج تک ماتھے پر بل بھی نہ لائیں انہیں پیسے پیارے تھے لیکن انہوں نے کبھی پیسوں کے لیے مجھے آدھی رات کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر سے نہیں نکالا انہوں نے پوری زندگی ایک بار بھی مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا انہوں نے مجھے کبھی تعلیم حاصل کرنے سے نہیں روکا کوئی ایسا موقع نہیں آیا جب انہوں نے صرف شانزے کو یاد رکھا اور مجھے بھول گئی بعض دفعہ وہ میرے لیے سستی چیز لے آتیں لیکن کبھی مجھے خالی ہاتھ نہیں دکھایا یہاں تک کے میں نے یہاں آنے کا فیصلہ کیا تو بھی انہوں نے مجھے آنے دیا اگر میرے بابا زندہ ہوتے تو شاید وہ مجھے کبھی یہاں نہیں آنے دیتے۔ کاش مغرب میں بھی یہ رشتے اویلیبل ہوتے لڑتے جھگڑتے لیکن تھوڑی بہت مروت بھی رکھتے دنیا دکھاوے کو ہی سہی ایک دوسرے کی زندگی ختم ہو جانیپر ایک دوسرے کے بچے پال لیتے ان کے خون کو اپنا خون سمجھتے۔ اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں یا شاید لوگ اچھے یا برے ہوتے ہی نہیں ان کی ترجیحات اچھی یا بری ہوتیں ہیں لیکن افسوس کے ساتھ مجھے آج تک مغرب میں اس حوالوں سے بری ترجیحات زیادہ دیکھنے کو ملی ہیں" اس کی آنکھیں اب بھی بند تھی اور وہ اسٹیف کی محرومیوں سے اپنی محرومیوں تک پہنچ چکی تھی مصعب نے اسے بولنے دیا شاید آج کے واقع کے بعد وہ اسے اتنی اہمیت دینے لگی تھی کہ اس سے اپنے بارے میں بات کر رہی تھی۔

آپ جانتے ہیں طلاق کے بعد میں ڈبلن چلی گئی تھی میں روز ایک کافی شاپ میں جاتی اور رات گئے تک وہیں بیٹھی رہتی اسٹیف کو پہلی بار میں نے اسی کیفے میں دیکھا تھا میں نے رشتہ توڑ لیا تھا لیکن میں خود کو اس رشتے سے نکال نہیں پائی میں جاتے ہی اپنے نکاح کی تصویر میز پر رکھتی اور جو جو برا ہوا اس سب کو دوہرانے لگتی میں واپس اسی لمحے میں چلی

جاتی جب مجھے سب پتہ چلا یہاں تک کہ وہ سب میں نے اتنی بار دوہرایا کہ مجھے وہ چیزیں بھی محسوس ہونے لگی جو اس وقت نہیں ہوئیں میں نے یہ جان لیا کہ صبا نے اس دن مجھ سے نظریں کیوں چرائی" وہ سانس لینے کے لیے رکی۔

کیونکہ وہ فصیح کی شادی کے بارے میں مجھ سے پہلے ہی جان گئی تھی جب میں نے اسے جانے کا کہا تو اس کی آنکھوں" میں آنسو آ گئے وہ میرے پاس رکنا چاہتی تھی لیکن وہ مجھ سے یہ بات چھپانے پر شرمندہ تھی اس لیے اس نے میرے آنے کے بعد فیصلہ کر لیا کہ وہ بھی شادی نہیں کرے گی وہ سب سے کہنے لگی کے اس کا اس رشتے پر سے یہ یقین اٹھ گیا مگر اصل میں اسے گلٹ تھا کہ اگر وہ یہ سب نہ چھپاتی تو معاملات کچھ اور ہوتے پھر ایک دن اسٹیف نے وہ کر دیا جو میں نہ کر پائی اس نے اس تصویر کے دو ٹکڑے کر کے میرے ہاتھ پر رکھ دیئے وہ مجھ سے کسی بات پر لڑ رہا تھا شاید مجھ سے اس کا کوئی نقصان ہوا تھا مجھے یاد نہیں یاد رہا تو بس یہ کے اس نے فصیح کو مجھ سے علیحدہ کر دیا اس نے کچھ پلوں میں وہ دھاگہ توڑ دیا جس کو توڑتے ہوئے میں لہولہان ہو گئی تھی اس نے ہاتھ مارتے ہوئے تصویر کے ٹکڑے کو زمین پر پھینک دیا شاید مجھ سے اس کی کوئی قیمتی چیز خراب ہو گئی تھی اس لیے اس نے سمجھا کہ میرے پاس سب سے قیمتی وہ تصویر ہی ہے تو اس نے وہ پھاڑ دی۔ میں اسے کبھی بتا نہیں پائی لیکن اس نے انجانے میں مجھ پر وہ احسان کر دیا جو میں خود پر نہیں کر پا رہی تھی۔

کیا آپ اسٹیف سے ملنے گئے تھے سکول جب میں پاکستان گئی تھی؟" اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے اچانک سوال کیا" جس پر مصعب نے بغیر سوچے سمجھے ہاں میں جواب دیا اور وہ کچھ سوچتے ہوئے خاموش ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایلس کو نہ تو کام کی عادت تھی اور نہ ہی تجربہ اس لیے وہ تھوڑا سا کام کر کے ہی تھک جاتی تھی جب کسی ایک بچے کا کام پورا کرتی تو دوسرا اس کے سر پر سوار ہو جاتا اسے کیئر ٹیکر کے طور پر رکھا گیا تھا اس لیے بہت سے کام اس کے ذمے تھے اور بدلے میں ملنے والی رقم بھی کم نہیں تھی لیکن اس کے لیے وہاں رہنا اہم تھا رقم نہیں جب تھکتی تو بیٹھ جاتی اور آنسو خود بخود اس کی آنکھوں سے بہنے لگتے اس کے بھائیوں اور باپ کو لگتا تھا کہ وہ چند دن یہ سب کرے گی اور واپس آجائے گی کیونکہ جس طرح کی زندگی وہ گزارتے آئے تھے اس کے بعد اس طرح رہنا بہت مشکل بلکہ قریب ناممکن ہی تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ کبھی بھی اس جگہ واپس نہیں جا پائے گی جہاں اس کا ہاتھ چھوڑا گیا تھا اس نے زندگی میں ایک بار باپ کو ہاتھ چھڑوا کر جاتے دیکھا تھا تو برداشت کر گئی لیکن اب کی بار جس نے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اس سے وہ فطری طور پر نہیں جذباتی طور پر اٹیچ تھی۔ اس سے تعلق ٹوٹا تو اس نے دنیا سے تعلق توڑ دیا اگر وہ نہیں تو کچھ نہیں۔

دوسری طرف وہ پاگلوں کی طرح کام کرنے میں مصروف تھا یہ جاننے کے باوجود کے چاہے وہ ساری زندگی ایڑھیاں رگڑ لے وہ کبھی بھی جان ڈورینس کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتا اسے اس کے معیار تک پورا اترنے کی چاہ بھی نہیں تھی وہ خود کو صرف اس قابل بنانے میں مصروف تھا کہ وہ اس لڑکی کے لیے گرم پانی ثابت نہ ہو اسے یہ سب کرنے کے بعد بھی امید تھی کہ وہ معافی مانگ لے گا اور وہ اسے معاف کر دے گی اس کے دل نے دماغ کو یہ سوچنے ہی نہ دیا کہ اگر جس کے لیے وہ یہ کر رہا ہے اس نے ہی معاف نہ کیا تو کیا ہو گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن اسٹیف کو ہوش آ گیا تھا اس کو دیکھ کر اس سے بات کر کے وہ گھر آ گئی اسے سکول جانا تھا تا کہ وہ پتہ کر سکے کہ ہوا کیا تھا اور ویسے بھی اگر اس پر خود کشی کا الزام ثابت ہو جاتا تو اسے کسی اور سکول میں ٹرانسفر کر دیا جاتا اور ساتھ ہی ساتھ اس کو سائیکاٹری کلاسسز بھی لینا پڑتی ہو سکتا ہے وہ اس سال پیپر نہ دے پاتا یعنی اس کا سال ضائع ہو جاتا وہ ناشتہ کرتے تیار ہوتے سب وے میں بیٹھتے اس بارے میں سوچتی رہی لیکن اسے کوئی راستہ نظر نہ آیا۔

کیا اس کے بعد کوئی چھت پر نہیں گیا؟" اس نے سکرین پر اینڈریو کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔"

نہیں بہت سارے بچے ایکسٹرا فرنیچر کو چھت پر رکھ رہے تھے اس کے بعد بھی بہت سارے لوگ گئے" مارگریٹ" نے اسے ڈیٹیل بتاتے ہوئے کہا نجانے کیوں ھدیٰ صرف اینڈریو کے وہاں جانے پر چونکی تھی کیونکہ اینڈریو اس گروپ میں شامل نہیں تھا وہ اس شام رائٹنگ کمپیٹیشنز میں شامل تھا تو وہ اس کے پیچھے کیوں گیا تھا۔

اسٹیف نے کچھ بتایا کہ کیا ہوا ہے؟" مارگریٹ نے اس نے پوچھا۔"

نہیں اسے ابھی پوری طرح ہوش نہیں آیا" ھدیٰ نے افسوس سے کہا اسے پٹیوں میں جکڑا ہوا اس کا وجود یاد آیا۔"

مجھے اس کا ٹرانسفر روکنا ہو گا ورنا اس کا سال ضائع ہو جائے گا" اسے یاد تھا کہ پچھلے سیشن میں ایک لڑکی نے خودکشی" کرنے کی کوشش کی تو تمام ٹیچرز کی جی توڑ کوششوں کے باوجود اس کا ٹرانسفر کر دیا گیا تا کہ سکول کے باقی بچوں پر منفی اثرات نہ پڑے۔

لیکن اس نے ایسا کیا کیوں؟" مارگریٹ نے جانے کے لیے نوٹس اٹھائے۔"

شاید اس نے ایسا نہ کیا ہو اس کے ریکارڈ کو دیکھ کر غلط جج کر لیا گیا ہو" ھدیٰ کو اب بھی شک تھا کہ اس نے خودکشی" نہیں کی۔

اگر ہم ٹرانسفر کو نہ روکے بس اس کے پروسیجر کو لیٹ کر دیں تو کیا وہ ایگزامز دے پائے گا؟" اس نے جاتی ہوئی" مارگریٹ سے پوچھا وہ اس کی سینئیر تھی اس لیے اسے زیادہ تجربہ تھا۔

ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن سکول افیئر کمیٹی کسی صورت اس پروسیجر کو لیٹ نہیں ہونے دے گی" وہ جواب دے کر جا" چکی تھی اور ھدیٰ پھر سے سوچنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

توکیسے ہیں آپ ماما جی؟" اس نے میز کے گرد بیٹھے ہوئے کہا۔"

یہاں میں تمہارا بزنس پارٹنر ہوں ویسے تم تو بہت پروفیشنل ہو کیا تمہیں بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے؟" ولیم نے اسے" سب لوگوں کی موجودگی کا احساس دلایا وہ کانفرنس روم میں تھے وہ علیحدہ بات ہے کہ سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

میں تو سسرال والوں کو پروٹوکول دے رہا تھا" مصعب نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔'

تم یہ پروٹوکول کانفرنس کے بعد کے لیے سنبھال رکھو" وہ اس کی اس حرکت پر چڑا تھا۔"

ہاں جی تو بتائے کیا اب بھی آپ میری بیوی کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے" وہ دونوں چلتے ہوئے اس ہوٹل کے کیفے" میں آ گئے تھے۔

اگر تم نے اسے تنگ کیا تو ضرور" ولیم جانتا تھا کہ اس شخص کے ساتھ چند گھنٹے رہنا اتنا کتنا مشکل تھا۔"

آپ کو اور آپ کی بھانجی کو یہ کیوں لگتا ہے کہ میں تنگ کرنے والا انسان ہوں؟" اس نے افسوس کا اظہار کیا۔"

کیونکہ تم ہو تنگ کرنے والے انسان" اس نے سچ بولا۔"

کل آپ خود آئے تھے یا اس نے بلایا تھا" وہ جاننا چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کو کتنی بے اعتباری تھی۔"

اس نے تو مجھے بتایا بھی نہیں کہ وہ یہ کرنے والی ہے وہ دوسروں پر ڈیپینڈ کرنے والی بچی نہیں ہے تم اسے غلط مت سمجھو۔ اس نے شادی سے پہلے مجھے فون کیا اور کہا کہ میں بس یہ پتہ کروادوں کہ تم کون ہو اور میں نے جواب میں بس اتنا کہا کہ شادی کر لو اور اس نے میری گواہی پر شادی کر لی وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ کسی اپنے پر بھی یقین کر لیتی لیکن اس نے تم پر کیا وہ پچھلے کئی سال سے اینڈی مجھے اور یہاں تک کہ ایما کو بھی مسلسل انکار کر رہی تھی لیکن تمہارے پرپوزل پر غیر متوقع طور پر مان گئی میں نے وجہ پوچھی تو پتہ ہے کیا کہا اس نے؟" ولیم نے کولڈ کافی میں سٹرر سے برف کو گھماتے ہوئے کہا۔

کیا؟" وہ یہ سوال اول دن سے ھدیٰ سے کرنا چاہ رہا تھا لیکن کبھی کر نہ پایا۔"

اس نے کہا کہ ماموں بتائیں اگر کوئی شخص آپ سے دوسری بات ہی شادی کی کرے تو اس کا کیا مطلب ہو گا" ولیم بتاتے ہوئے مسکرایا۔

میں تو سسرال والوں کو پروٹوکول دے رہا تھا" مصعب نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔'

تم یہ پروٹوکول کانفرنس کے بعد کے لیے سنبھال رکھو" وہ اس کی اس حرکت پر چڑا تھا۔"

ہاں جی تو بتائے کیا اب بھی آپ میری بیوی کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے" وہ دونوں چلتے ہوئے اس ہوٹل کے کیفے میں آگئے تھے۔

اگر تم نے اسے تنگ کیا تو ضرور" ولیم جانتا تھا کہ اس شخص کے ساتھ چند گھنٹے رہنا اتنا کتنا مشکل تھا۔"

آپ کو اور آپ کی بھانجی کو یہ کیوں لگتا ہے کہ میں تنگ کرنے والا انسان ہوں؟" اس نے افسوس کا اظہار کیا۔"

کیونکہ تم ہو تنگ کرنے والے انسان" اس نے سچ بولا۔"

کل آپ خود آئے تھے یا اس نے بلایا تھا" وہ جاننا چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کو کتنی بے اعتباری تھی۔"

اس نے تو مجھے بتایا بھی نہیں کہ وہ یہ کرنے والی ہے وہ دوسروں پر ڈیپینڈ کرنے والی بچی نہیں ہے تم اسے غلط مت سمجھو۔اس نے شادی سے پہلے مجھے فون کیا اور کہا کہ میں بس یہ پتہ کروادوں کہ تم کون ہو اور میں نے جواب میں بس اتنا کہا کہ شادی کر لو اور اس نے میری گواہی پر شادی کر لی وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ کسی اپنے پر بھی یقین کر لیتی لیکن اس نے تم پر کیا وہ پچھلے کئی سال سے اینڈی مجھے اور یہاں تک کہ ایما کو بھی مسلسل انکار کر رہی تھی لیکن تمہارے پر پوزل پر غیر متوقع طور پر مان گئی میں نے وجہ پوچھی تو پتہ ہے کیا کہا اس نے؟" ولیم نے کولڈ کافی میں سٹرر سے برف کو گھماتے ہوئے کہا۔

کیا؟" وہ یہ سوال اول دن سے ھدیٰ سے کرنا چاہ رہا تھا لیکن کبھی کر نہ پایا۔"

اس نے کہا کہ ماموں بتائیں اگر کوئی شخص آپ سے دوسری بات ہی شادی کی کرے تو اس کا کیا مطلب ہو گا" ولیم" بتاتے ہوئے مسکرایا۔

چلو ساری پرانی بدتمیزیوں پر معاف کیا تمہیں" ولیم اس کے بزنس کے حوالے سے کیئے گئے آرگومنٹس کو بدتمیزیاں" کہا کرتا تھا۔

میں نے تو معافی نہیں مانگی" مصعب نے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا۔"

تو کیا لے جاؤں تمہاری بیوی کو؟" ولیم نے اسے دوبارہ دھمکی دی۔"

لے جا کر دیکھ لیں اغوا کا کیس کروادوں گا بلکہ پولیس کو انوالو کرنے کی تو ضرورت ہی نہیں آپ اسے تو جانتے ہی" ہوں گے" اس نے دور کھڑے پرسنل گارڈ کی طرف اشارہ کیا جس پر ولیم مسکرادیا وہ ان کے لیے مصعب یوسف تھا لیکن دنیا کہ لیے کالمن ڈورینس تھا جو کسی کو معاف نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ہاسپٹل آئی تو اس نے کوریڈور میں اینڈریو کو دیکھا جو اسے دیکھتے ہی چہرہ جھکائے گزر گیا اس کی اس حرکت نے ھدیٰ کے شک کو یقین کا سرا پکڑایا ان دونوں میں ضرور کوئی بات ہوئی تھی۔

کیاہوا تھااس دن بتاؤ مجھے" اس نے اسٹیف کو مکمل طور پر ہوش میں دیکھ کر پوچھا۔"

میرا پاؤں پھسل گیا تھا" اس نے جھکے سر کے ساتھ ہی جواب دیا۔"

تمہارا ہی کیوں اینڈریو کا پاؤں کیوں نہیں پھسلا" دروازے پر نظر رکھتے ہوئے اس نے سوال کیا وہ نہیں چاہتی تھی" کوئی اس کی بات سن لے۔

نہیں میرا ہی پھسلنا چاہیے تھا اس لیے میرا ہی پھسلا" وہ جانتا تھا کہ ھدیٰ بات کا پتہ لگائے بغیر نہیں چھوڑے گی اس" لیے اس نے آہستہ آہستہ ساری بات بتادی اور اسے الجھن میں ڈال دیا قصور کسی کا نہیں تھا قصور بس ان کی عمروں کا تھا

اب اگر وہ ایک کو بچاتی تو دوسرے کا مستقبل تباہ ہو جاتا یہاں پر آکر وہ الجھ گئی۔

مصعب کیوں ملنے آئے تھے تمہیں؟" اسے اچانک یاد آیا تو اس نے پوچھا۔"

آپ کو کس نے بتایا؟" اسٹیف کو لگا شاید مصعب نے اسے خود بتادیا ہو۔"

جینی نے" ھدیٰ نے جواب دیا۔"

وہ مجھ سے آپ کی پورٹریٹس خریدنا چاہتے ہیں" اسٹیف کی آواز میں غصہ تھا جیسے کسی نے اس کی من پسند چیز کی قیمت لگائی ہو۔"

کیا؟ تو تم نے کیا کہا؟" وہ پہلی بار اتنا حیران ہوئی۔"

تو یہ کہ میں وہ بیچنا نہیں چاہتا۔ کسی قیمت پر نہیں" اسٹیفن نے اپنا جواب دوہرایا۔"

کیا قیمت لگائی تھی اس نے؟" شاید اسے اپنی الجھن سے نکلنے کا راستہ مل رہا تھا۔"

کچھ بھی" اسٹیف نے مٹھیوں کو بھینچا جیسے اسے یہ قیمت بھی کمتر لگی ہو۔"

کچھ بھی؟" اس نے ہنستے ہوئے پوچھا۔"

جی کچھ بھی۔ مگر آپ کیوں اتنا خوش ہو رہی ہیں میں وہ نہیں بیچوں گا" اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی سکیچ بک اٹھا کر اپنے" قبضے میں کی کہ کہیں وہ اسے لے کر بھاگ ہی نہ جائے۔

تمہیں بیچنا پڑے گیں۔ میرے کہنے پر خود کے لیے اینڈریو کے لیے" اس نے اسے جذباتی کرنے کی کوشش کی۔"

ٹی! یہ کاغذ کے ٹکرے اور پینسل کی لکیریں نہیں ہیں یہ جذبات ہے میرے۔ انہیں بناتے ہوئے مجھے پہلی بار اپنے" انسان ہونے کا احساس ہوا پہلی بار میں نے محبت جیسے جذبے کو محسوس کیا میں نے ماں یا بہن کو اپنی ہوش میں نہیں دیکھا لیکن میں نے آپ کو دیکھا ہے جب آپ پہلی بار میرے گھر آئیں تھیں سب کی طرح آپ نے مجھے میرے حال پر نہیں چھوڑا میں اس واقع کے بعد کئی راتیں سو نہیں پایا آپ سے خون کا کوئی رشتہ نہیں ہے لیکن آپ نے میرے لیے وہ سب کیا جو میری ماں یا بہن کو کرنا چاہیے تھا میں انہیں ہرگز نہیں بیچوں گا" بات کے اختتام تک اس کی آواز بالکل ہلکی ہو گئی تھی۔

جذبات کی دولت کی آرٹسٹ کے پاس کمی نہیں ہوتی میں جانتی ہوں تم اس سے بھی اچھا کام کر لو گے فل حال تم وہ کرو جو میں کہہ رہی ہوں" ھدیٰ بالکل آہستہ آواز میں اسے اپنا پلین بتانے لگی جس پر اسٹیف کی آنکھیں کھلی رہ گئی وہ کیسی بیوی تھی جو اپنے ہی شوہر کو لوٹنے کا انتظام کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا تم سچ میں انہیں بیچنا چاہتے ہوئے؟" ایک ماہ بعد اسٹیف اور مصعب میز کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اسٹیف کے گرنے والے حادثے پر کمیٹی کو روک دیا گیا تھا مکمل طور پر نہیں صرف ایگزیمز ہونے تک اور آج اس کا آخری پیپر ہو گیا تھا۔

جی لیکن قیمت زیادا ہے آپ دے پائیں گے" اسٹیف نے اس کو جذباتی کرنے کی کوشش کی۔"

جو بھی کہو" مصعب انہیں ہر قیمت پر خریدنا چاہتا تھا۔"

آپ کو مجھے امریکہ بھیجنا ہو گا آگے پڑھنے کے لیے اور اس پر جتنا بھی خرچ آئے گا وہ سب آپ کی ذمہ داری ہو گی““

مصعب اس کی بات سن کر پہلے حیران ہوا اور پھر ہنس پڑا۔

کیا یہ قیمت تم نے لگائی ہے؟“اس نے ھدیٰ کو دل میں داد دی وہ یہاں بھی کھیل گئی تھی۔ ”

ہاں کیا کسی اور کو لگانی چاہیے تھی؟“اس نے غصہ کرتے ہوئے کہا جیسے یہ قیمت بھی کم ہو۔ ”

اچھا چلو امریکہ کے سپیلنگ بتاؤ“وہ جانتا تھا کہ اسے پڑھنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اسے باہر بھیج کر وہ اس کا مستقبل ”بچانا چاہتی تھی۔

کیا آپ کو میں اتنا نالائق لگتا ہوں“اسٹیف بیٹھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ”

ہاں“اس نے سچ بولا۔ ”

تیار رہنا دس دن ہیں تمہارے پاس اور سکول کا ریفرینس لیٹر اور گارجئین پر میشن جیسے کام تمہیں خود کرنے ہوں گے میں یہ نہیں کروں گا اور یہ بھی یاد رکھنا ان کے بغیر تم وہاں نہیں جاسکتے" کہتے ہوئے اس نے میز سے سکیچ بک اٹھائی اور چل پڑا۔ اگر وہ اس سے زیادہ قیمت بھی لگاتا تو اسے منظور تھا۔

اگلے دس دن میں سب کچھ تیار ہو گیا اور وہ اگلے پانچ سالوں کے لیے اس سرزمین کو چھوڑ گیا وہ جانے سے پہلے ایک بار الیگزینڈرا سے ملنا چاہتا تھا لیکن ھدیٰ نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا اس لیے وہ کچی عمر کی پکی محبت کو دل میں دبائے زندگی کے لالچ کی طرف مڑ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چلیں؟" وہ اس کے پہلو میں کھڑا اسے چلنے کے لیے کہہ رہا تھا۔"

سامنے آؤ۔ اب وہ پانچ سال سے پہلے واپس نہیں آئے گا" اس نے بغیر مڑے اونچی آواز میں کہا جس پر مصعب" ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن وہاں تو کوئی نہیں تھا۔

کس کو کہہ رہی ہو؟" اس نے ایک بار پھر اپنے چاروں اطراف نظر دوڑائی۔"

یو آر اڈلٹ ناؤ یو شلڈ ناٹ ایکٹ لائک آ چائلڈ (تم اب جوان ہو تمہیں بچوں کی طرح برتاؤ نہیں کرنا چاہیے)" اس" نے پلر کے پیچھے نظر آتے مٹی سے اٹے ہوئے جوتوں کو دیکھ کر کہا۔

الیگزینڈرا کم آؤٹ ناؤ (الیگزینڈرا باہر آؤ)" اس بار اس کے کہنے پر وہ سامنے آئی وہ پہلے سے کافی کمزور ہو چکی تھی" بالوں کی حالت پہلے سے بھی بگڑی ہوئی تھی آنکھیں لال تھیں اور وہ ہاتھوں کو مسل رہی تھی وہ گھبرانے والی بچی نہیں تھی اس سے تو خود لوگ گھبراتے تھے لیکن اس وقت وہ وہ الیگزینڈرا نہیں لگ رہی تھی جس سے بات کرنے سے ھدیٰ خود بچتی تھی۔

اگر تمہیں اس سے ملنا نہیں تھا تو تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا" مصعب جانتا تھا کہ ان کو بات کرنے میں تھوڑا ٹائم" لگے گا اس لیے کیفے ٹیریا کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس وقت ائیر پورٹ کی لابی میں کھڑے تھے اسٹیف کو گئے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے۔

وہ مجھے پسند نہیں کرتا اس لیے مجھے اس سے دور رہنا چاہیے "اس نے بھاری آواز کے ساتھ کہا وہ ہاسپٹل میں بھی اسے دور سے دیکھ کر چلی گئی تھی اس کے پاس جانے کی ہمت نہیں تھی وہ پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا وہ بس اس کی زندگی چاہتی تھی ہاسپٹل جانے یا اسٹیف سے ملنے کی بجائے وہ چرچ جانے لگی تھی خدا سے ملنے لگی تھی اور آخر اس کی دعاؤں کا پھل اسے مل گیا وہ ایگزامز سے پہلے سکول آگیا تھا وہ اسے دیکھ سکتی تھی اس کے لیے یہ ہی بہت تھا مگر آج وہ سلسلہ بھی تمام ہوا آج وہ اس کی آنکھوں سے بھی دور ہو گیا۔

"ہمارے ہاں ایک واقعہ سنایا جاتا ہے اور بہت ہی مشہور ہے ایک کمہار اور اس کی بیوی کا ان دونوں کا ہر دوسرے دن کسی نہ کسی بات پر جھگڑا ہوتا اور بیوی شوہر کو گھر چھوڑ کر چلے جانے کی دھمکی دیتی اور شوہر منت سماجت کر کے اسے روک لیتا کافی عرصہ یونہی ہوتا رہا ایک دن کمہار کہ ملاقات کسی بزرگ سے ہوئی تو اس نے اپنی پریشانی کہہ سنائی بزرگ مسکرائے اور کہنے لگے کہ اگلی بار جب بیوی ناراض ہو کر دھمکی دے کہ وہ جا رہی ہے تو اسے روکنا مت۔ کمہار نے کہا یوں تو میرا گھر خراب ہو گا وہ چلی جائے گی تو گھر کون سنبھالے گا۔ تو پتہ ہے انہوں نے کیا کہا؟" وہ دونوں ویٹنگ کے لیے لگائے گئے بینچوں میں سے ایک پر بیٹھ چکیں تھیں۔

"انہوں نے کہا کہ رشتوں کو قید کرنے کی بجائے انہیں آزاد چھوڑ دینا چاہیے اگر تو وہ ہمارے ہوئے تو لوٹ آئیں گے اور اگر نہ ہوئے تو پرائی چیز پر کیا رونا۔ پھر کیا تھا کمہار ان پڑھ بندہ تھا لیکن زندگی کا سب سے بڑا سبق پڑھ گیا اگلی بار بیوی نے کہا کہ وہ جا رہی ہے تو خاموش رہا یہاں تک کے وہ دروازے تک جاتے جاتے دو مرتبہ لوٹ آئی یہ بتانے کے لیے کہ وہ جا رہی ہے جب دیکھا کہ کمہار پر کوئی اثر نہیں ہوا تو غصے میں گھر سے نکل آئی راستے میں مڑ مڑ کر دیکھتی رہی

مگر کمہار پہلے کی طرح اس کے پیچھے نہ آیا آخر کار گاؤں کے آخر تک پہنچ گئی تو کمہار کے گدھے کو گھاس چرتے دیکھا وہ اسے ہانکتی ہوئی گھر لے آئی اور گھر آ کر پتہ ہے اس نے کیا کہا؟ کہنے لگی کہ میں تو کبھی واپس نہ آتی اگر تمہارا گدھا مجھے نہ روکتا" اس کی آخری بات پر الیگزینڈر رانا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

خود کو ہلکان مت کرو اس کو چھوڑ دو اگر وہ تمہارا ہوا تو گدھے کے بہانے بھی لوٹ آئے گا اور اگر نہ ہوا تو پرائی چیز پر غم کیسا" بات کے آخر میں اس نے اسے گلے لگا کر کندھے پر تھپکی دی اور اس پڑی لکھی نے بھی اس ان پڑھ کی داستان سے زندگی کا سب سے بڑا سبق سیکھ لیا قیدیوں کو آزاد کر دیا اور آنکھیں پونچھ لیں ارادے مضبوط کیئے اور قدموں کو اگلے سفر کے لیے تیار کر لیا جو سبق آج اسے دیا گیا تھا اس سبق کا قرض تھا اب اسے اتنی محنت کرنی تھی کہ کم از کم کسی ایک انسان کو وہی سبق پڑھا دے تا کہ قرض ادا ہو۔ اس کو آنکھیں پونچھتے دیکھ کر ھدیٰ مسکرائی اور مصعب کے اشارہ کرنے پر اس کی طرف بڑھ گئی۔

وہ سب وہ پرندے تھے جن کو اڑانے کی مشق وہ دو سال سے کر رہی تھی اس طرح ان کے پر کٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی اس لیے ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ وہ زندگی کہ اس نازک وقت پر ڈگمگائے بنا آگے بڑھ جائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بہت اچھے گریڈز ہیں تمہارے۔ تو یونیورسٹی جانے کی بجائے تم جاب کیوں کرنا چاہتے ہو" جیک نے اپنے سامنے بیٹھے " لڑکے سے سوال کیا وہ اپنے آفس کے لیے چند لوگوں کے انٹرویوز کر رہا تھا۔

میں مزید پڑھنا نہیں چاہتا" اس نے چہرے پر بغیر کوئی ایکسپریشن لائے کہا۔ "

لیکن میں کسی ہائی سکول پاسر کو اس جاب پر نہیں رکھنا چاہتا" جیک نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔ "

میں انٹیلیجنٹ ہوں آپ مجھے پی آر ڈیمارٹمنٹ میں رکھ سکتے ہیں آپ کو اپنے فیصلے پر پچھتانا نہیں پڑے گا میں آپ " سے وعدہ کرتا ہوں میں وہ کر دکھاؤں گا جو کہ کوئی تجربہ کار انسان اس فیلڈ میں کر سکتا ہے آپ نہیں جانتے میں کبھی دوسرے نمبر پر نہیں آیا مجھے راتیں جاگنے کی عادت ہے اگر آپ چاہیں تو میں اسی پے میں آپ کے لیے اٹھارہ گھنٹے کام کر سکتا ہوں" جیک کو سامنے بیٹھے لڑکے میں اپنا آپ نظر آیا اگر یونیورسٹی ختم ہونے سے پہلے مصعب اسے جاب آفر نہ کرتا تو یقیناً اسے بھی کسی پینل کے سامنے بیٹھ کر ان کو یہ یقین دلانا پڑتا وہ کبھی دوسرے نمبر پر نہیں آیا اسے بھی راتیں جاگنے کی عادت ہے پھر چاہے وہ کام کے لیے ہوں یا پڑھائی کے لیے وہ بھی شاید نو گھنٹوں کی پے پر کسی کے لیے اٹھارہ گھنٹے کام کرنے پر راضی ہو جاتا لیکن مصعب نے اس پر یہ وقت نہیں آنے دیا تھا اس نے اس کی ذہانت پر سوال کیئے بغیر اس سے وہ کام لیا تھا جس کا وہ اہل تھا۔

میری کچھ شرائط ہیں اگر تم انہیں مان لیتے ہو تو میں یہ جاب تمہیں دے دوں گا؟" اس نے سوالیہ انداز میں ابرو" اٹھائے۔

مجھے منظور ہے" وہ فوراً سے پہلے بولا۔"

لیٹس ہیو لنچ فرسٹ (چلو پہلے کھانا کھاتے ہیں)" جیک نے اس کے پاؤں میں پڑے ہوئے بیگ پر نظر ڈالتے ہوئے" کہا شاید وہ آج ہی یہاں آیا تھا اور اب تک بغیر کچھ کھائے پیئے اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔

پہلے تم مجھے اصل وجہ بتاؤ کے تم گھر چھوڑ کر آئے ہو اور اگر ایسا ہے تو کس وجہ سے اور تمہارا کوئی کرمنل ریکارڈ تو" نہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں تمہیں جاب نہیں دے سکتا" اس نے پلیٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں گھر چھوڑ کر ضرور آیا ہوں لیکن میرا کوئی کرمنل ریکارڈ نہیں" یہ کہتے ہوئے اسے اس رات کا واقعہ یاد آیا جب" اس نے اسٹیف کا کالر چھوڑا کر اس کے منہ پر مکا جڑا اور وہ اپنا بیلنس کھوتے ہوئے چھت سے گر گیا اگر اسٹیف پولیس کو بیان دیتے ہوئے بتا دیتا کہ اسے دھکا دیا گیا ہے تو یقیناً وہ اس وقت جیل میں ہوتا اور پوری زندگی اپنے اس کرمنل ریکارڈ کو چھپا نہ پاتا۔

کیا کسی لڑکی کا چکر ہے؟" اس کی چھٹی حس نے گھنٹی بجائی اور اس کا تکا ٹھیک ثابت ہوا۔ اس کی بات سن کے اینڈریو" کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

میں ایمپلائے کی بجائے دوست کے ساتھ کام کرنا پسند کروں گا مجھے پتہ ہے کہ ہم میں بہت بڑا ایج گیپ ہے لیکن تم" مجھے بتا سکتے ہو" جیک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

میں اسے پسند کرتا تھا پر وہ کسی اور کو میں اس چیز کو برداشت نہیں کر پایا اور کسی کا نقصان کر دیا" اس نے تین جملوں" میں بات ختم کی وہ اسے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اب وہ کبھی دوست نہیں بنا پائے گا کیونکہ جو دوست تھا اس کی تو جان تک لے لی تھی اس نے وہ تو اسٹیف کی قسمت تھی کہ وہ زندہ بچ گیا تھا۔

میرا ایک دوست تھا بس وہی دوست تھا" جیک نے مصعب کو یاد کرتے ہوئے کہا"

اسے کچھ سال پہلے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی لڑکی شادی شدہ تھی جب اسے پتہ چلا تو اس نے خود کو یقین دلایا کہ وہ" محبت نہیں بس اٹریکشن ہے جو وقت کے ساتھ ختم ہو جائے گی دل بھی اس کا کہا مان گیا اس کا جو تھا میرا یا تمہارا ہوتا تو کبھی نہ مانتا اسے دل کو منانا آتا ہے میں نے اس سب کے دوران اسے کبھی بھی کچھ برداشت کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو تم اس لفظ کا استعمال محبت جیسے لفظ کے ساتھ نہ کرو اس نے اس لڑکی کو اپنے شوہر کے ساتھ ہنستے مسکراتے بھی دیکھا

مگر ہم اسے برداشت کرنا نہیں کہیں گے کیونکہ برداشت تو ہم اسے کہتے ہیں کہ چیز ہماری ہو اور قبضہ کسی اور کا جب وہ اس کی تھی ہی نہیں تو برداشت کیسی۔ یہ بات سمجھنے کے لیے مجھے کافی سال لگ گئے تم بھی وقت کے ساتھ سمجھ جاؤ گے پر آج کے بعد یہ مت کہنا کہ تم برداشت نہیں کر پائے۔

پھر میں نے کافی سال اس لڑکی کو نہیں دیکھا شاید میرے دوست نے بھی نہ دیکھا ہو کیونکہ چوبیس میں سے بیس گھنٹے ہم ساتھ رہتے تھے۔ ایک دن میں اور وہ ایک ریسٹورنٹ میں میٹنگ کے بعد ڈنر کے لیے رک گئے تو میری نظر اس لڑکی پر پڑی اس کے سامنے بیٹھا لڑکا شاید اس سے شادی کی بات کر رہا تھا اور وہ انکار کر رہی تھی اس کے انکار پر لڑکے کو غصہ آیا اور اس نے ہاتھ مار کر چیزیں ٹیبل سے گرا دی میں سوچنے لگا کہ اگر وہ شادی شدہ تھی تو اب شادی کی بات کہاں سے آ گئی اتنے میں میں نے دیکھا وہ لڑکا تماشہ لگا کر جا چکا تھا اور وہ وہیں بیٹھی رہی وہ آنسوؤں سے نہیں رو رہی تھی لیکن میں جانتا تھا کہ رو رہی ہے اس سے نظر ہٹا کر دوست کی طرف دیکھا تو وہ مصروف سا کھانا کھا رہا تھا مجھے لگا شاید وہ برداشت کر رہا ہے ضبط کر رہا ہے مگر نہیں وہ صبر کر رہا تھا ہمت اکھٹی کر رہا یا تو اس سب کو قبول کرنے کی یا اس سب کو بدلنے کی پھر پتہ ہے اس نے کیا کیا؟" یہ سب بتاتے ہوئے مصعب اور ھدیٰ کے چہرے اس کی آنکھوں کے سامنے بننے اور مٹنے لگے۔

اس نے مجھے فون کیا اور بتایا کہ وہ ہمت اکھٹی کر چکا ہے اس سب کو قبول کرنے کی نہیں بلکہ اس سب کو بدلنے کی میں" نے ان دونوں کو ساتھ دیکھا تو جانا کہ اگر بعض جگہوں پر برداشت کرنے کی بجائے صبر کر لیا جائے تو یقیناً ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے گمان حقیقت بن کر مجسم آپ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آپ کو معجزوں پر یقین آ جاتا

ہے۔تم بھی تھم جاؤ اور خود سے پوچھو کہ تم کس چیز کی ہمت کر سکتے ہو اس بات کو قبول کرنے کی کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے یا اس بات کو بدلنے کی کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے" بات کے آخر تک وہ اپنا کھانا ختم کر چکا تھا۔

کل سے جوائن کر سکتے ہو تم لیکن تمہیں اپنی تعلیم بھی جاری رکھنی ہو گی یہی شرط ہے اس جاب کی" اینڈریو کو وہیں" چھوڑ کر وہ باہر نکل آیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوہ زیرو زیرو سیون! تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس نے چرچ کے دروازے پر جیمز کو دیکھ کر کہا وہ اسے جیمز بانڈ زیرو" زیرو سیون کہہ کر ہی بلاتی تھی۔

مس نوا تم یہاں؟" اس نے مڑتے ہوئے ھدیٰ کو دیکھ کر پوچھا۔"

میں ایک دوست سے ملنے آئی ہوں اور تم؟" اسے اچانک جیمز کے چہرے میں مصعب کی شبہیہ نظر آئی تھی مگر اس" نے اپنی سوچ کو جھٹلایا۔

میں بھی"اس نے دروازے کی سمت دیکھا جہاں تھوڑی دیر پہلے اسے ایلِس نظر آئی تھی۔"

مجھے لگا تھا کہ تم کبھی واپس نہیں آؤ گے"اس نے جیمز کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جہاں اسے کوئی نظر نہیں آیا۔

مجھے بھی یہ ہی لگا تھا"اس نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا شاید وہ جلدی میں تھا۔"

کیا تم یہاں رہتی ہو؟"اس نے مڑنے سے پہلے پوچھا۔"

نہیں میں بیل فاسٹ میں رہتی ہوں یہاں بس کسی سے ملنے آئی ہوں"وہ اس سے بات کرتی ہوئی جھجک رہی تھی۔"

اوکے گِومی یور نمبر آئی ول کنٹکٹ یو(ٹھیک ہے مجھے اپنا نمبر دے دو میں رابطہ کروں گا)"اس نے فون نکالتے ہوئے" کہا۔

کچھ ہوا ہے تم پریشان لگ رہے ہو؟"ھدیٰ نے اس کی مصنوعی مسکراہٹ کو دیکھ کر کہا اور اپنا نمبر لکھوا دیا وہ دونوں" ڈبلن میں ایک ہی سٹور میں کام کرتے رہے تھے بے شک تھوڑا وقت ساتھ رہے تھے مگر ایک دوسرے کی کہانی سے واقف تھے پھر جیمز نے اسے پرپوز کر دیا اور وہ جوتے سر پر رکھ کر بھاگنے والی کہاوت کو حقیقت کرتی ہوئی اسے بغیر کوئی جواب دیے وہاں سے بھاگ آئی شاید اسی لیے وہ آج اس سے بات کے دوران جھجک رہی تھی۔

وہ نمبر لکھ کر اسے جلدی ملنے کا کہتا ہوا چلا گیا اور وہ ایلِس سے ملنے پہلے تو اس نے ملنے سے انکار کر دیا لیکن جب ھدیٰ دو گھنٹے بعد بھی وہیں بیٹھی رہی تو اسے اس سے ملنا ہی پڑا ویسے بھی اس وقت وہ اکیلی تھی اس لیے وہ مزید انکار نہ کر پائی۔

کیا میں نے تمہیں ڈسٹرب کر دیا؟"ھدیٰ ایلِس کی طرف دیکھنے لگی وہ اس کی وہ نند نہیں تھی جس سے وہ ملی تھی یہ تو" کوئی اور ایلِس تھی۔

نہیں لیکن دوبارہ مت آنا"اس نے آنسوؤں کا گولا گلے کے نیچے اتارتے ہوئے جواب دیا اسے بالکل امید نہیں تھی" وہ اسے یاد بھی ہو گی لیکن لگتا تھا کہ وہ سب کو یاد تھی بس اگر وہ کسی کو نہیں یاد تھی تو اس کو جو بیچ رستے میں اسے چھوڑ کر جا چکا تھا یہ بات سوچ کر اسے مزید رونا آیا اور ھدیٰ کو اسے اس طرح دیکھ کر افسوس نے گھیرا شاید اسے آنے میں دیر ہو گئی تھی پچھلے کچھ ہفتے وہ اپنے کاموں میں اتنی مصروف رہی کہ اسے کچھ یاد ہی نہ رہا لیکن دو دن پہلے ہی اس نے جیک کو کال کی تو اس کا نمبر مسلسل بند آ رہا تھا پھر اس نے مصعب سے پوچھا تو اس نے ساری بات بتا دی شاید وہ بھی

نہیں جانتا تھا کہ ھدیٰ یہاں اس سے ملنے پہنچ جائے گی وہ ان دونوں کو سمندر کی طرف جانے والے پتھروں سے بنائے ہوئے راستے پر جاتے ہوئے دیکھنے لگا وہ بھی ایلس سے ملنے آیا تھا پہلے لیکن ھدیٰ کو اس کے ساتھ دیکھ کر رک گیا پھر وہ دونوں چلتی ہوئی راستے کے آخر میں پڑے بڑے پتھر پر بیٹھ گئیں اور وہ کچھ فاصلے پر ان کے پیچھے ایک چھوٹے پتھر پر وہ دونوں اسے دکھوئی دے رہیں تھیں اور سنائی بھی مگر وہ نہ تو انہیں دکھائی دے رہا تھا اور نہ سنائی وہ جانتا تھا کہ اس کی دی ہوئی تسلی اس کی بہن کے کام نہیں آئے گی لیکن وہ اسے سننا چاہتا تھا کہ اس نے یہاں آنے کا فیصلہ کیوں کیا اور وہ اپنے فیصلے میں کتنی پکی تھی۔

تمہیں اس طرح یہاں نہیں آنا چاہیے تھا اگر تم لوگوں نے اتنا انتظار کیا تھا تو تھوڑا اور کر لیتے۔ تم تو محبت کرتی تھی اس سے صرف ایک انکار پر ہار گئی" ھدیٰ نے اسے سمجھانا چاہا۔

آپ نہیں جانتی دنیا میں رد کیئے جانے سے بڑا کوئی ڈر نہیں ہوتا اور میرا یہ ڈر حقیقت کا روپ دھار کر مزید ہیبت ناک ہو کر میرے سامنے آ گیا ہے مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کروں کہا جاؤں صرف ایک انکار نے میری محبت کو بھک سے اڑا دیا ہے میں اس محبت کو کئی بار ڈھونڈنے کی کوشش کر چکی ہوں لیکن مجھے اس کے انکار کہ بعد کہیں نظر نہیں آئی" ایلس باقاعدہ رونا شروع کر چکی تھی جس پر ان کے پیچھے پتھر کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے مصعب نے لب بھینچے اسے زندگی میں پہلی بار اپنے کسی فیصلے پر افسوس ہوا اگر وہ ان دونوں کو ایک ساتھ وقت گزارنے کا موقع نہ دیتا تو شاید آج یہ نہ ہو رہا ہوتا۔

میں یہ نہیں کہوں گی کہ میں اس سے بھی بڑی تکلیف سے گزر چکی ہوں کیونکہ جس طرح خوشی ماپنے کا کوئی پیمانہ نہیں ہے اسی طرح غم کو بھی نہیں ماپا جاسکتا میں سترہ سال کی تھی جب تایا نے بلا کر کہا کہ شادی کر لو میں اس بات پر غم کر رہی تھی کہ اگر میرا باپ ہوتا تو شاید تایا اتنی چھوٹی عمر میں مجھ سے یہ بات نہیں کر رہے ہوتے پھر کیا تھا ان کی مانتی آئی تھی اس لیے یہ بھی مان لی پھر انہوں نے کہا میرے بیٹے سے کر لو میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا نکاح خواں سے پہلے وہ ابا کے حصے کی جائیداد کے کاغذات لے آئے تو مجھے سمجھ آئی کہ انہیں دولت اتنی پیاری ہے کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اس پر وار دیا لیکن میں خوش تھی اگر بہت خوش کہوں تو وہ بھی غلط نہیں ہو گا" وہ سانس لینے کے لیے رکی اور مصعب کی سانس اس کے سینے میں ہی اٹک گئی۔

پھر شادی ہو گئی اور میں اور فصیح یہاں آ گئے دو سال میں کافی مصروف رہی اور وہ بھی لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ مجھ پر" کھلنے لگا وہ اچھا دوست تھا تو مجھے لگا اچھا شوہر بھی ہو گا لیکن ایسا نہیں ہوا ایک کہ بعد دوسری لڑکی اس کے ساتھ نظر آنے لگی شاید وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے اس لیے میری تیاری کروا رہا تھا ایک دن میں نے اس کو ہوٹل کے کمرے سے بکھرے بال اور سلوٹ زدہ کپڑوں میں نکلتے دیکھ لیا وہ پہلی کاری ضرب تھی جو اس نے میری وفا پر ماری تھی میں اگر محبوبہ ہوتی تو شاید برداشت نہ کرتی بیوی تھی اس لیے چپ کر گئی دیکھو ذرا اس معاشرے میں حلال رشتوں کو کم اور حرام رشتوں کو زیادہ حقوق حاصل ہوتے ہیں جب میں نے اس سے اس بارے میں سوال کیا تو کہنے لگا ذرا سوچ کے بتاؤ بھلا میں نے تم سے شادی کیوں کی ہو گی اور یقین مانوں میں آج تک یہ سوچ نہیں پائی کہ اس نے مجھ سے شادی کیوں کی تھی" ایلس اس کی کہانی سن رہی تھی لیکن یقین نہیں کر پا رہی تھی ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا بھائی سب لڑکیوں کو چھوڑ کر ایک طلاق یافتہ لڑکی سے شادی کر لے۔

پھر پھر کیا ہوا" اسے اپنا غم واقع ہی چھوٹا لگنے لگا تھا کیونکہ اس کے اور جیک کے درمیان رشتہ تو دور کوئی زبانی کلامی وعدہ بھی نہیں تھا۔

کیا ہونا تھا جیسے ہوتا آیا ہے عورت کو ہی معاف کرنا پڑتا ہے میں نے بھی معاف کر دیا لیکن پھر اس نے میری بہن سے شادی کر لی دیکھو ذرا جب کوئی اور عورت اس کے پہلو میں تھی تو میں نے صرف اپنے اور فصیح کے رشتے کو سوچا لیکن جب اس کے پہلو میں میری اپنی پھوپھوزاد بہن آئی تو میں یہ نہ سوچ سکی کہ بے وفائی تو مرد کی عادت ہوتی ہے مجھے لگا کہ کوئی اور ہمارے درمیان آتا ہے لیکن شانزے کو دیکھ کر مجھے پتہ چل گیا کہ کوئی اور ہمارے درمیان نہیں آتا بلکہ میں آگئی تھی ان کے درمیان اس لیے چپ چاپ خود کو ان کی زندگیوں سے علیحدہ کر لیا۔ جس ڈر کو تم نے پانچ سال بغیر کسی رشتے کے بھگتا ہے اس ڈر کو میں نے رشتہ ہوتے ہوئے چار سال سے زیادہ عرصہ برداشت کیا ہے یہاں بھیمیں پیچھے رہ گئی" بات ختم کرتے ہوئے وہ ہلکا سا ہنسی لیکن اس ہنسی میں دکھ کی آمیزش نے اسے دنیا کی سب سے بری ہنسی ثابت کر دیا۔

تو کیا تم میرے بھائی سے محبت نہیں کرتی مجھے لگا تم دونوں کی لو میرج ہے وہ تو بغیر محبت کے کبھی بھی رشتہ جوڑنے کے حق میں نہیں رہا اور مجھے لگتا تھا کہ اگر وہ کسی لڑکی سے کبھی محبت کرے گا تو اس کی محبت معمولی ہرگز نہیں ہوگی تم شاید نہیں جانتی لیکن وہ محبتوں میں جنون کی حد تک جانے والا شخص ہے" ایلس کو اپنے بارے میں بات کرتے سن کر آج اسے پہلی بار احساس ہوا کہ اسکا کوئی خون کا رشتہ بھی ہے۔

تم نے کہا کہ تمہاری محبت اس کے انکار کے بعد بھک سے اڑ گئی اور اب وہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی تو کیا میں ” ڈھونڈنے میں تمہاری مدد کر دوں؟“ اس نے خود سے کیئے جانے والے سوال کو اگنور کرتے ہوئے پوچھا۔

میں اس دن سے کوشش کر رہی ہوں لیکن میں خود کو یہ نہیں کہہ پائی کہ مجھے اس سے محبت ہے کیونکہ میں اس کے ” بغیر بھی زندہ سلامت تمہارے سامنے بیٹھی ہوں اگر محبت ہوتی تو مر نہیں جاتی تو کم از کم پورے حواسوں میں نہ ہوتی“ ایلِس نے لب بھینچے۔

جب میں سب کچھ پیچھے چھوڑ آئی تو کسی کی تسلی سے میرا دل زندہ نہ ہوا کسی کی کائی دلیل مجھے زندگی کی طرف واپس نہ ” لائی پھر میں نے ایک کہانی پڑھی تم تو لکھتی ہو لیکن آج میں تمہیں ایسی کہانی سناؤں گی جس کو لکھنا انسان کے بس کی بات نہیں اور اس کہانی کے لکھنے کا ایک مقصد غم زدوں کو تسلی دینے بھی تھا کیونکہ یہ کہانی تب اتاری گئی جب رب کا محبوب غم زدہ تھا“ اس کی بات پر ایلِس اس کی جانب متوجہ ہو گئی کیا کوئی لکھنے والا یہ سوچ کر بھی کچھ لکھ سکتا ہے پڑھ کر کسی کا غم غلط ہو گا اور کیا وہ لکھنے والا کامیاب بھی ہو جاتا ہو گا اگر ہاں تو ایسی کون سی کہانی ہے جو ہر ایک کے غم کو غلط کر سکتی ہے۔

ایک آدمی کے تین شادیوں سے بارہ بچے تھے وہ ان بارہ میں سے گیار ویں بچے سے زیادہ محبت کرتا تھا کیوں کرتا تھا" یہ میں کہانی کے آخر میں بتاؤں گی۔ محبتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ایسا کرنے سے بچیں خاص طور پر اولاد کے معاملات میں تو باقی بھائی سوائے سب سے چھوٹے کہ جو اس گیار ہوے کا حقیقی بھائی تھا اس سے حسد کرنے لگے اور ایک دن باپ کو منا کر اس کو اپنے ساتھ لے گئے اور کنویں میں پھینک آئے اور واپسی پر اس کے کرتے پر بھیڑیے کا خون لگا لائے اور آکر باپ کو کہنے لگے کے ان کے بھائی کو بھیڑیا کھا گیا باپ نے افسوس سے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اگر اسے بھیڑیے نے کھایا ہوتا تو اس کی قمیص سہی سلامت مجھ تک نہ پہنچتی یقیناً تم ہی نے کچھ کیا ہے اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے جس کنویں میں انہوں نے اپنے بھائی کو پھینکا تھا وہاں سے ایک قافلہ گزرا تو انہوں نے اسے کنویں سے نکال لیا اور مصر لے جا کر اس بچے کو چند سکوں کے عوض بیچ دیا باپ پیچھے بیٹے کے غم میں روتا رہا کیا تمہیں تعداد میں بتاؤں کہ وہ باپ کتنے سال بیٹے کی جدائی میں رویا؟" اس نے سوال کیا۔

کیا مجھ سے بھی زیادہ؟" ایلِس نے جواب کی بجائے سوال کیا۔"

کیا تم روتی رہی ہو؟" ھدیٰ نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔"

بہت" اس نے یک لفظی جواب دیا۔"

توجس کی جدائی میں بہت زیادہ رویا جائے اس سے محبت ہے یا نہیں جیسا سوال نہیں اٹھانا چاہیے" اس نے چند منٹوں میں اس کی وہ محبت تلاش کر دی تھی جس کو وہ کب سے ڈھونڈ رہی تھی اس کی بات کو سمجھتے ہوئے ایلس اپنے ہونٹ کترنے لگی کوئی اور نہیں صرف وہ جانتی تھی کہ وہ کب سے رو رہی تھی وہ اس کے انکار سے بھی بہت پہلے جیک کو یاد کر کے بیچ سڑک میں بیٹھ کر رو دیتی تھی وہ جانتی تھی کہ جیک اس کے آس پاس موجود ہے لیکن یہ کیسی مجبوری تھی کہ وہ آس پاس ہوتے ہوئے بھی ساتھ نہیں ہو سکتے تھے۔

تم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مجھے تمہارے بھائی سے محبت نہیں ہے۔ تو جس دن مجھے یہ پتہ چل گیا محبت ہے یا نہیں پتی" کرنے کا ایک طریقہ جدائی میں گریہ (غم میں رونا) کرنا ہے اس دن میں جان گئی کہ مجھے فصیح سے محبت نہیں تھی کبھی بھی نہیں اس کی بے وفائی پر بھی میری آنکھ نہیں بھیگی لیکن پچھلے کچھ مہینوں میں میں بہت روئی ہوں اور مصعب کے لیے روئی ہوں ایک بار وہ کئی دن گھر نہیں آیا تو میں تب تک روتی رہی جب تک واپس نہیں آ گیا وہ پہلا دن تھا جب مجھے پتہ چلا کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں اور کتنی کرتی ہوں یہ میں خود بھی نہیں جانتی اور جاننا بھی نہیں چاہتی کیونکہ میں اس سے الگ نہیں ہونا چاہتی" اس کی اس بات پر مصعب کی آنکھ سے آنسوؤں کے دو قطرے گر کر ریت میں شامل ہو گئے وہ تو یہ سوچتا تھا کہ اسے صرف اس عورت سے وفا ملے گی اسے کب امید تھی کہ اسے وہ بھی مل جائے گا جو صرف اس کی سوچ تک محدود تھا۔

کیا وہ مجھ سے زیادہ روئے تھے؟" وہ کہانیاں لکھنے والی اس کہانی میں الجھی بیٹھی تھی سننے کے ساتھ ساتھ ہی اس کا دل" ہلکا ہو رہا تھا کوئی واقع ہی اس کے دل کو تسلی دے رہا تھا اور اسے اس تسلی پر یقین بھی آ رہا تھا۔

وہ عام انسان نہیں تھے ایلِس وہ اللہ کے نبی تھے میں اور تم تو عام سے بھی عام انسان ہیں انہوں نے اسی سال گریہ و زاری کی اور گریہ یعقوب ضرب المثل کے طور پر آج بھی استعمال ہوتا ہے وہ اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں میں سفید موتیا اتر آیا۔ کیا تم آگے بھی سننا چاہو گی کہ فراق کے بعد وصال کس قدر خوبصورت ہوتا ہے؟"اس نے آگے بولنے سے پہلے پوچھا جس پر انکار کسی صورت ممکن نہ تھا تو اس کی ہاں پر اس نے بولنا شروع کیا۔

"کافی سال بیت گئے درمیان میں بہت ساری رکاوٹیں اور آزمائشیں بھی آئیں وہ اب جوان ہو چکا تھا اور اس کے مالک اور اس کی بیوی نے اس پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگا کر اس جیل میں ڈلوا دیا وہ لڑکا لوگوں کو خواب کی تعبیر بتاتا تھا اور بالکل سچی تعبیر بتاتا تھا ایک دن اس نے جیل کے ساتھیوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی جو سچ ہو گئی اور ان میں سے ایک بادشاہِ وقت کے محل میں شراب پلانے پر فائز ہو گیا ایک دن بادشاہ کو ایک خواب آیا جس کی تعبیر کوئی شخص نہ بتا پایا تو جیل سے اس لڑکے کو بلوایا گیا اس نے خواب کی تعبیر بتا دی کہ سات سال سلطنت کے لیے ہرے بھرے ہوں گے اور اگلے سات سال قحط پڑے گا بادشاہِ وقت نے اس کی بات کو مانتے ہوئے اسے مصر کا وزیر خزانہ بنا دیا تو اس لڑکے نے سات ہرے بھرے اور خوشحال سالوں میں اگلے سات سالوں کے لیے کافی اناج جمع کر لیا پھر جب قحط پڑا تو دور دور سے لوگ اس سے غلہ خریدنے آنے لگے چونکہ وہ اصل دام پر ہی غلہ بیچ رہا تھا اور پورا تول رہا تھا اس لیے فلسطین کے لوگوں نے بھی وہاں جانے کا فیصلہ کیا اس قافلے میں لڑکے کے وہ بھائی بھی تھے جنھوں نے اسے کنویں میں پھینکا تھا وہ اسے پہچان نہ پائے لیکن وہ انہیں پہچان گیا پھر اس نے انہیں دوبارہ اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لانے کو کہا اور ان کی رقم ان ہی کی اناج کی بوریوں میں ڈال دی کہ کہیں وہ رقم کی کمی کی وجہ سے دوبارہ آنے کا ارادہ نہ کر پائیں

اگلی بار جب وہ اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لے آئے تو اس نے چھوٹے بھائی کو اپنے پاس روک لیا اور بھائیوں پر اپنی حقیقت کھول دی انہوں نے بھی اس سے معافی مانگی اور باپ کا حال احوال بتایا لڑکے نے اپنا کرتا اتار کر بھائیوں کو دیا اور کہا کہ یہ لے جا کر باپ کی آنکھوں پر ڈال دیں ان کی بینائی واپس آ جائے گی باپ نے کرتے کی خوشبو کو پہچان لیا اور بیٹے کے پاس چلا آیا سالوں کا فراق تھا جب دونوں ملے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی تر ہو گئیں اس طرح فراق کی داستان وصال پر تمام ہوئی" وہ صرف اس کو نہیں سنا رہی تھی وہ اپنے غمزدہ دل کو بھی تسلی دے رہی تھی لیکن ان کے پیچھے بیٹھے مصعب کو بھی لگا کہ یہ سورۂ واقع ہی غم غلط کرنے کے لیے لکھی گئی ہے اسے یاد آیا کہ ھدیٰ نے ایک بار پہلے بھی اسے بتایا تھا کہ سورۂ یوسف غم کے سال میں نازل کی گئی تا کہ آپ ﷺ کا غم قدرے کم ہو سکے۔

کون سی بک ہے یہ اور کس نے لکھی ہے؟" وہ لکھاری تھی اس لیے جانتی تھی کہ یہ معمولی کام نہیں ہے اس نے بہت" سارا لٹریچر پڑھا تھا مگر یہ کہانی کبھی بھی اس کی آنکھوں کے سامنے سے نہیں گزری تھی۔

یہ تو تم اپنے بھائی سے پوچھنا اب کی بار وہ ملنے آئے تو اس سے مل لینا سوتیلا ہے مگر ہے تو بھائی نہ" ھدیٰ ہاتھ جھاڑتی" ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی موسم کب سے اپنے رنگ بدلنا شروع کر چکا تھا لیکن وہ دونوں اتنی مگن تھی کہ اندازہ ہی نہ ہو پایا ھدیٰ کو آج ہی واپس لوٹنا تھا۔

پھر آؤ گی" ایلِس نے اسے مڑتے دیکھ کر پوچھا۔"

تم نے تو کہا تھا کہ میں دوبارہ نہ آؤں" ھدیٰ نے مسکراتے ہوئے اسے یاد دلایا۔"

تو کیا نہیں آؤ گی" اس نے افسردگی سے پوچھا۔"

اگر اس سے مل لی تو پھر نہیں آؤں گی اس سے ملنے کے بعد اس کی آنکھوں سے دیکھوں گی تمہیں تو دیکھ نہیں پاؤں" گی وہ کچھ نہیں لگتا میرا لیکن اس میں اپنی جیسی یتیمی ہی نظر آتی ہے مجھے ارمیر اکائی مایا جایا ہوتا تو صرف وہ ہی ہوتا" اس نے جان بوجھ کر جیک کا نام نہیں لیا لینے کی ضرورت بھی نہیں تھی اسے یاد تھا جس دن اس نے اپنی آنکھوں سے فصیح کو ہوٹل کے کمرے سے نکلتے دیکھا تو اسی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھی رہی بہت سے لوگ گزرے اس کی طرف پلٹ کر بھی دیکھا لیکن اس کے پاس رک کر حال پوچھنے والا پہلا شخص جیک تھا شروع میں اسے لگا کہ شاید اس نے جیک کو کہیں دیکھا ہے اور کچھ مہینوں بعد اسے یاد آ گیا کہ وہ وہی تھا جو اسے اس دن ڈورم واپس چھوڑ کر گیا تھا۔ بادلوں نے شور مچانا شروع کر دیا تو وہ اسے چرچ کے دروازے پر چھوڑتی ہوئی پلٹ آئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کے بس سٹاپ تک پہنچنے تک بادلوں نے برسنا شروع کر دیا تھا یہ اس کا روٹ نہیں تھا اگر اسے واپس جانے کے لیے بس پکڑنی تھی تو سڑک کی دوسری طرف جانا تھا بتی سبز ہونے پر وہ بیگ کو سر پر تانے بھاگ کر سڑک پار کر رہی تھی جب کسی نے اپنا کوٹ اس کے سر پر کیا بارش کے قطرے اب اس کے چہرے کی بجائے کوٹ پر گر رہے تھے۔

آپ؟" اس نے مصعب کو دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں میں کیوں میں نہیں ہو سکتا" اس نے اس کے ساتھ بھاگتے ہوئے سوال کیا۔"

کیا آپ میرا پیچھا کر رہے تھے؟ اور وہ دو مشٹنڈے گارڈز کہاں ہیں؟" اس نے ان کو دیکھنے کے لیے ادھر ادھر نظر" دوڑائی مگر وہ کہیں نظر نہ آئے نہ ہی مصعب کی گاڑی۔

ہاں ایک یہی کام رہ گیا ہے میرا کہ میں تمہارا پیچھا کرتا پھروں" اسے شاید گارڈز کو مشٹنڈے کہنے پر غصہ آیا تھا۔"

تو پھر آپ کیا کرنے آئیں ہیں؟" ھدیٰ نے منہ بنایا وہ دونوں اس وقت بس سٹینڈ پر کھڑے تھے دن ڈھل رہا تھا اور" موسم مزید خراب ہوتا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں نے یہاں سورہئ یوسف کا خلاصہ لکھنے کی کوشش کی ہے اگر اس میں کسی قسم کی غلطی یا کوتاہی ہو جائے تو اس کے لیے پہلے سے معذرت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بارش مزید تیز ہو چکی تھی اور شام نے بے وقت رات کی چادر اوڑھ لی اسی وقت سامنے بلڈنگ پر نصب سکرین پر شہر کی تمام ٹرانسپورٹ کی اچانک سٹرائک کی خبر چلنے لگی ابھی انہیں بس اسٹینڈ پر کھڑے دو منٹ ہی ہوئے تھے لوگوں نے خبر سن کر پیدل ہی اپنی اپنی منزل کی طرف قدم بڑھا دیے جبکہ وہ دونوں ابھی بھی سکرین کا منہ تک رہے تھے پھر مصعب نے ہی پہلے نظر ہٹائی اور موبائل نکالنے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا مگر اس کا فون جیب میں نہیں تھا شاید وہ تھوڑی دیر پہلے جہاں بیٹھا ہوا تھا وہیں چھوڑ آیا ہو۔

کیا ہوا؟" ھدیٰ نے اسے ایک سے دوسری جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔"

شٹ! میں شاید فون بھول آیا ہوں" اس نے دوبارہ سے ہاتھ میں پکڑے کوٹ کی جیب کو کھنگالا۔"

اگر آپ کے پاس وقت ہے تو مجھے آپ کو کسی سے ملوانا ہے" اس نے پوچھا۔"

کس سے اور یہاں؟" مصعب کو لگا شاید وہ ایلِس کی بات کر رہی ہے۔"

ہاں یہاں۔ چلیں؟" اس نے کس سے ملوانا ہے کو اگنور کرتے ہوئے کہا۔"

پیدل جائیں گے؟" مصعب نے خالی سڑک کو دیکھ کر پوچھا یہاں آنے کے بعد اس نے ڈرائیور کو واپس بھیج دیا تھا" شاید وہ بھی سٹرائک کی وجہ سے پہنچ نہیں پایا تھا۔

نہیں!" ھدیٰ نے سائیکل سٹینڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"

پھر دونوں نے کچھ گھنٹوں کے لیے سائیکل لیے لیکن مصعب سوار ہونے کی بجائے ہینڈل کو ادھر ادھر گھما کر دیکھنے لگا۔

آپ کو سائیکل چلانا نہیں آتا؟" ھدیٰ نے پوری آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا کیا دنیا میں ایسے نمونے بھی ہوتے ہیں" جن کو سائیکل چلانا نہیں آتا اور وہ بھی لڑکے۔

چ چ چ! مجھے یہ بات شادی سے پہلے پتہ ہونی چاہیے تھی" ھدیٰ اپنی سائیکل سے اترتی ہوئی اس کی طرف آئی۔"

اس سے کیا ہوتا؟" وہ اس کے اس بے ڈھنگے جوڑ پر حیران ہوا بھلا سائیکل کا شادی سے کیا واسطہ۔"

اگر مجھے یہ پہلے پتہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ سے شادی نہ کرتی" اس نے مصعب کے سائیکل کو سٹینڈ سے ہٹاتے" ہوئے کہا اور وہ غصے بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا جب وہ غصہ کرتا تھا تو اس کی آنکھوں کا گہرے رنگ کالا دکھائی دینے لگتا اور آنکھیں اندر کو دب جاتیں۔

چلیں بیٹھیں" اس نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا پر اس کے چہرے پر موجود تاثرات کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔"

”تم صرف اس لیے شادی سے انکار کر دیتی کہ مجھے سائیکل چلانی نہیں آتی؟“اس کی آواز بالکل برستی ہوئی بارش کے قطروں کی طرح ٹھنڈی تھی۔

”ہاں جی“ھدیٰ نے ناک سکوڑتے ہوئے اسے مزید غصہ دلایا۔

”تم انکار کر کے تو دیکھتی دنیا سے ساری سائیکلیں نہ غائب کر وا دیتا میں“اس کے ناک سکوڑنے نے ایک پل میں مصعب کے غصے کو غائب کیا تھا اور وہ ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتا ہوا اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔

”غائب کروانے پر محنت کرنے کی بجائے آپ اسے چلانے پر محنت کیوں نہیں کر لیتے“اس نے بھی اس کی کمر پر چٹکی بھری جو اتنی باریک تھی کہ مصعب نے فوراً اپنا ہاتھ اس کی کمر سے ہٹایا کیسی بیوی تھی اسکی اس کی کسی بات سے نہیں ڈرتی تھی نہ غصے سے نہ پیار سے حالانکہ سب جانتے تھے اگر کالمن ڈورینس کے غصے سے نہیں ڈرتے تو نہ ڈرو لیکن اس کے پیار سے ضرور ڈرو اسی لیے آج تک جیک کے علاوہ اسکا کوئی دوست نہیں تھا۔

”اگر میں نہ سیکھوں تو“دراصل وہ سائیکل پر بیٹھنے سے ہی ڈر رہا تھا اس لیے بات کو کوئی اور رنگ دے کر کہا۔

”تو پھر آپ کو چل کر آنا پڑے گا“ھدیٰ نے اپنی سائیکل کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

کیا تمہیں سکھانی آتی ہے؟" اسے سچ میں ڈر لگ رہا تھا پر وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

بیٹھیں ں ں" ھدیٰ جانتی تھی وہ ڈر رہا ہے مگر بمشکل اپنی ہنسی کو کنٹرول کیئے ہوئے تھی کیونکہ اگر وہ ہنس دیتی تو" معاملہ اور خراب ہو جاتا اور اسے ہی اس ہٹے کٹے انسان کا وزن کھینچ کر چھ سات کلو میٹر لے جانا پڑتا جو وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی۔

لیکن باہر بارش ہو رہی ہے" اس نے ایک اور بہانہ بنایا۔"

پانی ہے تیزاب تھوڑی" اس نے بہانے کو رد کیا۔"

بارشیں بھی آجکل تیزابی ہو گئیں ہیں" وہ نہ ہار ماننا چاہتا تھا نہ سائیکل سیکھنا۔'

اتنے سے تیزاب سے کچھ نہیں ہو گا" اس نے کھینچتے ہوئے اسے سائیکل کا ہینڈل پکڑایا اب وہ اسے اٹھا کر بٹھانے سے" تو رہی۔

اگر میں بیمار ہو گیا تو" اس نے سوار ہونے کی بجائے ھدیٰ کے صبر کو آزمایا۔"

کیا آپ پہلے کبھی بیمار نہیں ہوئے" اس نے غصے کو پیتے ہوئے صبر کو مظاہرہ کیا۔"

بارش میں بھیگ کر نہیں ہوا" اس نے سر کھجاتے ہوئے بات کو مزید لمبا کیا۔"

کوئی بات نہیں بیمار ہوئے تو ٹھیک بھی ہو جائیں گے" اب یہ آخری حد تھی اگر وہ مزید ایک اور بہانہ بناتا تو وہ سائیکل" اور اس کو جہنم واصل کرتی ہوئی چل پڑتی۔

اگر میں گر گیا؟" اس بار اس نے اپنا ڈر بتایا اور ھدیٰ کو وہ جوان جہان انسان کی بجائے چھوٹا سا بچہ لگا جو گرنے کے" خوف سے سائیکل پر سوار نہیں ہونا چاہتا تھا۔

تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی گروں گی نہ" اس نے نظریں اِدھر اُدھر کی چیزوں پر ٹکاتے ہوئے کہا یہ بات وہ اس کی" طرف دیکھ کر نہیں کہہ سکتی تھی۔

پکا؟"اس نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے وعدہ لینا چاہا۔"

پکا"ھدیٰ کے کہتے ہی وہ سائیکل پر سوار ہوا پھر ایک ڈیڑھ گھنٹے میں اس نے اس برستی بارش میں اپنے بچپن کی وہ کمی" بھی پوری کرلی جو کبھی اس کی خواہش رہی تھی جب وہ بورڈنگ میں لڑکوں کو سائیکل چلاتے ہوئے دیکھتا تھا تو کتنی شدت سے اسے احساس ہوتا تھا کہ اگر اس کے باپ کو پیسے کمانے سے فرصت ہوتی تو شاید وہ بھی دوسرے بچوں کی طرح اپنے بابا سے یہ سیکھ لیتا۔

سیکھنے کے دوران مصعب سے زیادہ بار ھدیٰ گری مصعب کا وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ گرتے سائیکل کو زیادہ تر تھام نہ پاتی۔ایک بار جب اس کا ہاتھ کافی سے زیادہ چِھل گیا تو اس نے مصعب کے اٹھنے سے پہلے ہاتھ کو چھپا لیا اور دوبارہ سے سکھانے لگی پھر وہ دونوں اپنی منزل پر پہنچے وہ ہریالی سے ڈھکا ہوا ایک راستہ تھا جس کا اختتام لکڑی کے ایک قد آدم دروازے پر ہوتا تھا جس کی کنڈی کے دونوں کڑے زنگ آلود ہو چکے تھے اس لیے نہیں کہ انہیں زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس لیے کہ ارد گرد موجود درختوں کی نمی کو جذب کر کے وہ بہت جلد زنگ آلود ہو جاتے تھے اس نے دروازے کے نیچے ہاتھ ڈالا جہاں اس کے ہاتھ لگانے سے ٹک کر کے لکڑی کا ایک ٹکڑا باہر آیا جس پر چابی پڑی تھی ھدیٰ نے چابی نکالتے ہوئے ٹکڑے کو واپس اندر کی طرف دھکیلا اور دروازہ کھولنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ٹرک والے کے ہاتھ میں رقم رکھ کر مڑا جب دو لوگوں نے ٹرک والے کی کن پٹی پر بندوق رکھ کر اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھایا اس دن ھدیٰ کے ساتھ اس لڑکے کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ وہ دونوں شادی کا ڈرامہ کر رہے ہیں بھلا ایسا بھی کوئی شوہر ہو گا جو اپنی بیوی کی عریاں تصویریں دیکھ کر بھی کوئی تاثر دیے بغیر اٹھ کر چلا جائے اگر وہ لڑکا واقع ہی اس کا شوہر ہوتا تو کم از کم اپنی بیوی کی ایسی تصویریں اس کے پاس نہ رہنے دیتا اور اس دن اس کے ساتھ موجود گارڈز کو دیکھ کر وہ فصیح کو معمولی سے کچھ زیادہ امیر لگا تھا تو یقیناً وہ کسی وجہ سے یہ ڈرامہ کرنے کیلئے تیار ہو گیا ہو گا لیکن اپنا پیسہ ان تصویروں پر ضائع نہیں کرنا چاہتا ہو گا یا شاید وہ ہو ہی پیسے لے کر کام کرنے والا مغرب میں ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو پیسے لے کر کچھ وقت کے لیے کسی کے جھوٹے ماں، باپ، بہن، بھائی اور کسی کا بھی روپ دھار لیتے ہیں وہ بھی کوئی بہروپیہ ہی ہو گا ورنہ ھدیٰ اور شادی کر لے ناممکن۔

جس کام کی رقم وہ دے آیا تھا اس کے بعد یقیناً ان دونوں کا ڈرامہ کھل کر سامنے آ جاتا اور وہ ھدیٰ کو اپنے ساتھ لے جاتا یہ سب سوچتے ہوئے وہ اپنے اپارٹمنٹ کی طرف مڑا وہ سپورٹس کو چار سال پہلے چھوڑ آیا تھا لیکن اب یہاں آنے کے لیے اس کو دوبارہ سے اس سہارے کی ضرورت پڑ گئی تھی اس لیے اس نے کسی مقامی ٹیم میں کوچ کی جاب کے لیے اپلائی کیا اس کا ریکارڈ یہاں کی ٹیم میں نیشنل لیول تک کھیلنے کا تھا اس لیے اس کو یہ جاب بمعہ دوسرے اخراجات کے فوراً دے دی گئی تھی وہ یہاں صرف ھدیٰ کے لیے آیا تھا جتنا بھی وقت لگتا وہ اس کے بغیر واپس نہیں جانا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دروازہ کھلنے کی آواز پر لاؤنج میں بیٹھے اینڈی نے پلٹ کر دیکھا دراصل ھدیٰ اور مصعب گھر کے عقب میں موجود دروازے کو کھول کر اندر آئے تھے اگر وہ سامنے والے رستے سے آنے کا سوچتے تو دو گھنٹے لگ جاتے اور بارش بھی ہلکی ہوئی تھی رکی نہیں تھی۔

ماموں آپ کب آئے" وہ چلتی ہوئی اینڈی کی طرف آئی۔ "

میں کل آیا تھا تم دونوں اتنی رات کو یہاں؟" وہ ان کے بھیگے کپڑوں پر لگی مٹی کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔ "

اٹس ٹرانسپورٹ سٹرائک آف ٹولیو آران سٹی (شہر میں بارہ گھنٹے کی ٹرانسپورٹ سٹرائک ہے)" اس نے مصعب کو" اشارے سے آگے آنے کا کہا اینڈی اسے گلے لگا کر سر پر ہاتھ پھیر چکا تھا۔

ہیلو!" اس نے ذرا سا قریب آتے ہوئے کہا وہ پہلی بار اینڈی سے مل رہا تھا اس لیے اسے سمجھ نہیں آیا کہ مزید کیا" کہے۔

ہیلو! تم نے شادی سے پہلے یہ نہیں دیکھا کہ اسے لوگوں سے ملنا بھی آتا ہے یا نہیں" شاید وہ اس کے پھیکے سے ہیلو پر" خفا ہوا تھا۔

کیا کوئی اور بھی آیا ہے آپ کے ساتھ؟" ھدیٰ نے بات بدلتے ہوئے اِدھر ادھر نظر دوڑائی لیکن اسے کسی کی" موجودگی کا احساس نہ ہوا۔

نہیں! تم لوگ چینج کرو میں کھانا لگاتا ہوں" وہ کہتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا وہ بھی ھدیٰ سے اتنا ہی پیار کرتا تھا جتنا" ولیم مگر اس کے پیار کرنے کا انداز الگ تھا۔

ھدیٰ ایک کمرے کی طرف بڑھ گئی اور مصعب بھی اس کے پیچھے چل دیا کمرہ کافی کھلا تھا لیکن اس میں فرنیچر سے زیادہ پردے اور میوزک کے آلات تھے شاید اس میں رہنے والے کو یہ دونوں چیزیں ہی پسند ہو وہ ایک الماری کی طرف بڑھی اور ایک دو منٹ بعد جینز اور شرٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا اور اپنے کپڑے لے کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

دس منٹ میں وہ چینج کر کے کھانے کی میز پر موجود تھے ھدیٰ نے جلدی جلدی کی ایسی رٹ لگائی کہ مصعب نے کف لنکس بند کرنے کی بجائے سلیوز کو فولڈ کر لیا اور اب اینڈی انہی مڑی ہوئی سلیوز کو دیکھ رہا تھا اینڈی کی نظروں کے

تعاقب میں دیکھتے ہوئے اس نے جلدی سے مصعب کا بازو پکڑا اس کی سلیو نیچے کی اور بٹن بند کرنے لگی پھر تینوں نے کھانا کھایا اور وہ دونوں واپس کمرے میں آ گئے۔

ڈڈ آئی ایمبیرس یو؟ (کیا میں نے تمہیں شرمندہ کیا)" وہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے پوچھا اسے ھدیٰ سے چار سال" پہلے ہوئی اپنی چوتھی اور آخری ملاقات یاد آئی جس کے بعد اس نے کافی عرصہ پبلک پلیسز پر جانا ہی چھوڑ دیا تھا۔

وہ اور جیک مین شئیر ہولڈر میٹنگ اٹینڈ کرنے ایک سیون سٹار ہوٹل کی لابی میں کھرے تھے جب جیک کافی لینے چلا گیا اور وہ فون پر مصروف ہو گیا تبھی تقریباً اسی کی عمر کا ایک لڑکا نشے میں دھت اس سے ٹکرایا اور مصعب کے ہاتھ سے فون گر گیا اس نے لڑکے کی حالت پر افسوس سے سر ہلاتے ہوئے اسے زیرِلب گالی دی اور جھک کر اپنا فون اٹھایا تو وہی لڑکا ایک بار پھر ڈولتا ہوا اس کے اوپر لڑھک چکا تھا اس کے منہ سے ام الخبائث کے بھبھوکے اڑ رہے تھے جو گالی تھوڑی دیر پہلے اس نے منہ میں دی تھی اب کی بار با آواز بلند اس کے منہ سے نکلی کیونکہ اب وہ لڑکا مسلسل اس سے چپک رہا تھا۔

آخ خخ! اس سے پہلے کے اس کے معدے سے کھایا پیا سب باہر نکل کر مصعب کے کپڑوں کو گندا کرتا ان دونوں کے درمیان کوئی آ چکا تھا تبھی مصعب کی نظر لڑکے کے چہرے پر پڑی وہ فصیح تھا اور ان کے درمیان آنے والی لڑکی ھدیٰ فصیح کے منہ سے نکلنے والی قے ھدیٰ کے کوٹ پر گر چکی تھی جو اپنے کپڑوں کی پرواہ کیئے بغیر اسے سیدھا کھڑا رکھنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔

فصیح گرِم ریپر (موت کا فرشتہ)"اس نے فصیح کا دھیان ہوٹل کے اندرونی حصے سے نکلتے ہوئے اینڈی کی طرف دلایا لیکن سامنے والا اتنے نشے میں تھا کہ کوشش کے باوجود بھی اس کی آنکھیں نہیں کھل رہیں تھیں ھدیٰ نے جلدی سے فصیح کے گلے میں لٹکتا سکارف اتارا اور اپنا منہ لپیٹنے لگی اس طرح کہ صرف اس کی آنکھیں اور ہلکا سا ماتھا ہی نظر آتا پھر اس نے فصیح کو گھماتے ہوئے اس کا کوٹ اتارا اور اس کے سر پر اس طرح ڈال دیا کہ فصیح کا سارا چہرہ چھپ گیا شاید وہ اینڈی سے چھپنا چاہ رہی تھی۔

چلو اب"وہ اسے دور لگی نشستوں میں سے ایک پر بٹھاتی ہوئی واپس آئی۔"

مسٹر گومی یور فون اینڈ آئی ول برنگ یو نیو ون (مجھے اپنا فون دو میں تمہیں نیا دلوا دوں گی)"وہ بات مصعب سے کر رہی تھی مگر اس کا سارا دھیان پیچھے بیٹھے فصیح کی طرف تھا شاید وہ تھوڑی دیر پہلے مصعب کے منہ سے نکلی گالی سن چکی تھی۔

نو نیڈ اٹس اوکے (اسکی ضرورت نہیں)"مصعب نے شرمندگی سے جواب دیا وہ عام طور پر گالی نہیں نکالتا تھا پتہ نہیں آج کیسے نکل گئی۔

نو نو یو آر ناٹ اوکے اف یو ور ریئلی اوکے دین یو ڈونٹ ابیوز ہم (نہیں نہیں آپ ٹھیک نہیں ہیں اگر آپ ٹھیک ہوتے تو اسے گالی نہیں دیتے)" ھدیٰ نے مصعب کے ہاتھ سے فون پکڑتے ہوئے کہا۔

تو کیا چاہتی ہو تم؟" مصعب نے سوالیہ انداز میں پوچھا وہ اب بھی بار بار فصیح کو دیکھ رہی تھی وہ شاید ہوش میں نہیں تھا۔

آپ کل نیا فون مل جائے گا اور آپ کو بھی اس سے معافی مانگنی ہوگی" ھدیٰ نے غصے سے کہا۔"

مِس آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ناٹ اپولجی اینڈ ناٹ ایون نیو فون۔ سو سٹے اوے اینڈ گِو اٹ بیک ٹو می (مُس ایسا کچھ نہیں چاہتا نہ ہی معافی مانگنا اور نہ نیا فون اس لیے دور رہو اور میرا فون واپس دو)" وہ اس نشئی کے لیے اس سے الجھ رہی تھی اس لیے اسے غصہ آیا۔

اف یو وانٹ اٹ دین سو می (اگر آپ کو یہ چاہیے تو مجھ پر کیس کر کے لے لیں)" وہ اس کا فون زور سے دیوار پر مارتی ہوئی فصیح کو سہارا دے کر وہاں سے لے گئی اور وہ اس کی پشت کو گھورتا رہا کتنی ڈھیٹ تھی وہ اور بے وقوف بھی بے وفا مرد کے ساتھ وفا نبھا رہی تھی۔"

ہواز شی اینڈ یو آلو ہر ٹو کری ایٹ میس ود یو (کون تھی اور آپ نے اسے اپنے ساتھ الجھنے دیا؟)" جیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ ھدیٰ کے وہاں آنے کے بعد سے سارا تماشہ دیکھ چکا تھا۔

کوئی نہیں" چلو۔"

ھدیٰ شاید اسے جواب دے چکی تھی مگر وہ تو اپنے خیالوں میں گم تھا آج اسے اپنے کف لنکس بند کرتے دیکھ کر جہاں خوشی ہوئی تھی وہاں چھپاک سے یہ ملاقات بھی اس کہ ذہن کے پردے پر اتر آئی تھی تو کیا وہ بھی اسے فصیح کی طرح اینڈی کے سامنے شرمندہ کر چکا تھا۔

مصعب!" ھدیٰ نے اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔"

ہاں" اس نے اس کے ہاتھ سے کافی کا کپ پکڑا۔"

کیا پوچھ رہے تھے آپ؟" ھدیٰ اپنا کپ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ چکی تھی۔"

ڈڈ آئی ایمبیرس یو ان فرنٹ آف ہم (کیا میں نے تمہیں ان کے سامنے شرمندہ کیا)" وہ اب چاند سے نظریں ہٹا کر "
ھدیٰ کی طرف دیکھنے لگا۔

نہیں تو بالکل نہیں بس ان کی عادت ہے وہ چیزوں کو پرفیکٹ دیکھنا چاہتے ہیں اس لیے میں نے آپ کی سلیوز بند کر "
دیں تا کہ وہ آرام سے کھانا کھا سکیں مجھے بھی تھوڑا تھوڑا یہ مسئلہ ہے شاید ان سے ہی آیا ہے اس لیے میں ان کی بات کو
جلدی سمجھ جاتی ہوں" اس نے وضاحت کی۔

اور جو انہوں نے کہا کہ مجھے ملنا نہیں آتا" اس نے یہ بھی پوچھ لینا چاہا تا کہ دوبارہ غلطی نہ ہو۔ "

ہاں وہ تو ماموں نے ٹھیک کہا آپ کو ملنا نہیں آتا" ھدیٰ نے کافی کا سِپ لیتے ہوئے کہا۔ "

تو کیسے ملتے ہیں جیسے تم ملی تھی" اسے ھدیٰ کا اینڈی سے گلے ملنا یاد آیا۔ "

ہاں ویسے ہی" ھدیٰ نے ہنستے ہوئے کہا شاید اس نے تصور کیا کہ وہ اینڈی سے گلے لگتے کیسا لگے گا۔ "

آئی نیڈ پریکٹس آئی ایم ناٹ گڈ ان اٹ" اس نے ھدیٰ کو گلے لگاتے ہوئے کہا اور وہ کچھ نہ کر سکی کیونکہ اس کے "
دائیں ہاتھ میں اپنی کافی کا کپ تھا اور بائیں میں وہ اپنا پکڑ ا چکا تھا۔

ایسے ؟" اس نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ باندھتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے سامنے کیا۔ "

ماموں کو آواز دوں؟ کیسے ڈر رہے تھے آپ ان سے" اس نے دھمکی دی۔ "

چلو دو۔ میں بھی ان کو بتاؤں کے جس سے ملنا ضروری ہے اس سے ملنا آتا ہے مجھے" وہ مزید پھیلا۔ "

مصعب چھوڑیں ورنہ" اس نے آخری بار دھمکی دی۔ "

ورنہ؟" اس نے پیاری سی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا اس کے دونوں بازوں مصعب کے کندھوں پر تھے "
اور ہاتھوں میں گرم کافی تھی وہ کافی سے کام لینا نہیں چاہتی تھی کیونکہ ابھی ابھی ایک گھونٹ نے ہی اس کے ٹیسٹ بڈز
جلائے تھے اگر یہ کافی کسی کہ اوپر ہلکی سی بھی گرتی تو یقیناً جلا جاتی۔

ورنہ میرے دانت سلامت ہے ابھی" اس نے منہ کھولتے ہوئے اس کی گردن کی طرف کیا۔"

بیوی تم بھول رہی ہو میرے دانت بھی سلامت ہیں" اس نے بھی کہتے ہوئے اس کی گردن کی طرف دیکھا جس پر" ھدیٰ نے فوراً سے پہلے ہٹنا چاہا لیکن ہٹ نہ پائی۔

ایک شرط پر پہلے بتاؤں کتنی محبت ہے مجھ سے ؟" وہ آج زیادہ ہی پھیل رہا تھا شاید جان گیا تھا کہ وہ اینڈی سے ڈرتی ہے" تو باہر تو کسی صورت نہیں جائے گی۔

محبت ؟ کون سی محبت ؟" اس نے چہرے پر خفگی لاتے ہوئے کہا۔"

جس محبت کا ذکر تم نے آج میری بہن کے سامنے کیا" اس نے لبوں کو دانتوں تلے دبا کر ہنسی روکی۔"

کس نے میں نے ؟ میں تو کسی سے ملی بھی نہیں" اس نے جھوٹ بول کر بچنا چاہا۔"

ھدیٰ مجھے لگتا ہے ہم نے ایک دوسرے کو کافی وقت دے چکے ہے اب ہمیں آگے بڑھنا چاہیے "اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

چلیں میں آپ کو اپنی مدر دکھاتی ہوں "وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف لے گئی وہ مصعب کے ڈیڈ کی اس حرکت سے ہی گھبرا گئی تھی کہ وہ دو لوگوں کی زندگی برباد کر کے پر سکون تھے اگر ان کے رشتے کے ساتھ بھی ایسا کچھ ہوتا تو۔۔اس سے آگے وہ سوچ نہ پائی۔

اس نے دیوار گیر تصویر سے پردہ ہٹایا جہاں ایک بہت خوبصورت خاتون کھڑی نظر آرہی تھی ھدیٰ کی آنکھیں اور قد کاٹھ بالکل اپنی ماں پر گیا تھا پھر اس نے تصویر کو سلائیڈ کیا تو وہاں راستہ بنتا گیا جہاں داخل ہوتے ہی کمرے کی بتیاں خود بخود جل گئیں وہ اسے اپنی ماں سے نہیں ملوا سکتی تھی اس لیے ان کی باقیات سے ملوا رہی تھی۔

کمرے میں سب دیواروں پر ایک بچے کی تصویریں نظر آرہی تھی جو شاید ابھی چند دن کا تھا ھدیٰ نے فونتوگراف پر سی ڈی ڈالتے ہوئے آن کیا تو کمرے کہ بیچوں بیچ نیلے رنگ کی شعائیں بکھر گئی کیونکہ دو چیزوں کو آٹو کنیکٹ کیا گیا تھا وہاں ایک ڈیڈیو کا مرر امیج بنا جس میں وہی خاتون بیٹھی گٹار بجا رہی تھی مصعب کو آج پہلی بار پتہ چلا کہ ھدیٰ کے سارے شوق اپنی ماں سے شروع ہو کر ماں پر ختم ہوتے تھے وہ اپنے لیے کسی معاملے میں کبھی فضول خرچی نہیں کرتی تھی بلکہ وہ ایک دو بار مصعب کو بھی شاہ خرچ کہہ چکی تھی مگر یہ سب دیکھ کر اندازا ہو رہا تھا کہ اس پر کتنا خرچ آیا ہو گا ویڈیو اور

آڈیو دو مختلف جگہ چل رہے تھے لیکن ایسا معلوم ہو تا تھا کہ وہ خاتون مجسم وہاں پر موجود ان کے لیے یہ دھن بجا رہی ہو۔

یہ بہت خوبصورت ہیں" اس نے تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا وہ میوزک روم سے باہر آ چکے تھے۔"

کیا میں نہیں ہوں" اس نے آج پہلی بار ماں کی بجائے خود کو خوبصورت کہلوانا چاہا تھا اور خود حیران رہ گئی۔"

تم مم" اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا ھدیٰ بالکل تصویر کے ساتھ کھڑی ہو گئی اس نے بالکل ویسا ہی سفید لباس پہن رکھا تھا جیسا تصویر میں اس کی ماں نے پہنا تھا۔"

تم ہائبرڈ (دو پیسی شز کا مکسچر) ہو" وہ اسے ہٹاتے ہوئے بیڈ کی طرف مڑا اگر وہ اس کی بات کو اہمیت نہیں دے گی تو وہ بھی نہیں دے گا۔"

کھڑوس، کنجوس، مکھی چوس" اس نے منہ میں اسے تیہرے القابات سے نوازا۔"

یہ میرا بستر ہے اور صرف ایک انسان ہی اس پر سو سکتا ہے آپ کہیں اور جائیں" وہ تعریف سننے کے موڈ میں تھی وہ" نہیں ہوئی تو شئیرنگ بھی نہیں ہو گی ویسے بھی بیڈ کافی چھوٹا تھا۔

کیا مطلب تمہارا بستر تم جو پچھلے پانچ ماہ سے میرے بستر پر قبضہ کیئے ہوئے ہو" وہ ہکا بکا ہی تو رہ گیا تھا اس کی بات سن" کر۔

کیا وہ صرف آپ کا تھا؟" اس نے چوری اور پھر سینہ زوری کی حد کر دی۔"

تو کیا یہ صرف تمہارا ہے؟ میں ہر گز کہیں نہیں جاؤں گا" مصعب اسے سائیڈ پر ہٹاتا ہوا لیٹا تو اسے احساس ہوا کہ واقع" ہی بیڈ چھوٹا تھا لیکن کیا ہو سکتا تھا وہ باہر تو جانے سے رہا۔

مصعب ب ب! ہٹے پیچھے آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں" اس نے تقریباً دھکا دیتے ہوئے کہا۔"

اور تم جو مجھے اتنے مہینوں سے تنگ کر رہی ہو" وہ دوبارہ اس کی طرف لڑکھا۔"

میں نے کب تنگ کیا آپ کو" وہ کروٹ کے بل لیٹی تاکہ ان کے درمیان جگہ بن سکے۔"

توکیا میں فرشتہ ہوں جو اتنے مہینوں سے بیوی سے دور ہوں؟" اس نے غصے میں دل کی بھڑاس نکالی۔"

تو میں نے تھوڑی کہا تھا آپ کو فرشتہ بننے کو" اس نے ہنسی روکی تاکہ وہ غلط مطلب نہ لے لے۔"

ٹھیک ہے آج سے اپنے اندر کے فرشتے کو چھٹی دی" مصعب جان بوجھ کر اس کی طرف کھسکا۔"

مصعب! ہم اپنے گھر میں نہیں ہیں" اس نے اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔"

اپنے گھر جا کر اگر تم مکر گئی" اس نے بچوں کی طرح منہ بسور کر پوچھا۔"

نہیں مکروں گی" اس نے کروٹ لیتے ہوئے کہا وہ اپنے چہرے پر آئی لالی کو چھپا رہی تھی۔"

پکا؟" وہ جھکتا ہوا اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔"

پکا" اس نے تکیے تلے منہ دیتے ہوئے کہا۔"

چلو ابھی چلتے پھر" وہ بستر سے کھڑے ہوتے ہوئے کہنے لگا۔"

ماموں کو جانتے نہیں ہے آپ وہ دونوں کو رات کے اس وقت اچھی طرح جانے دیں گے" اس بار اس کی دھمکی کام آ"
گئی اور وہ دوبارہ لیٹ گیا۔

کیا تمہیں زیادہ چوٹ لگی تھی آج؟" اس نے ھدیٰ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا۔"

نہیں ہلکی سی خراش تھی۔ اب سو جائیں اور مجھے بھی سونے دیں" اس نے مڑتے ہوئے رخ اس کی طرف کیا۔"

کیا وہ واقع ہی ہمیں اس وقت گھر نہیں جانے دیں گے؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔"

آنکھیں بند کریں"ھدیٰ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اسے سونے کا ارادہ کرنا ہی پڑا۔ اس وقت وہ" دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ آنے والی صبح ان کے لیے کیا لے کر آئے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زیرو زیرو سیون تم یہاں؟"ھدیٰ نے لاؤنج میں جیمز کو اینڈی کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔"

تم یہاں"اس نے بھی یہی سوال دوہرایا۔"

یہ میرا گھر ہے"ھدیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"

یہ میرے انکل ہے"جیمز نے اینڈی کی طرف اشارہ کیا بات کرنے پر پتہ چلا کہ جیمز کی مدر اور اینڈی کی بیوی ایک" دوسرے کی کزنز تھیں۔

تو کیا بنا پھر بھائی کا دماغ درست ہو گیا یا تم بہادر ہو گئے جو جان ہتھیلی پر رکھ کر واپس آ گئے“ ھدیٰ نے اس سے پوچھا” اینڈی کچن کی طرف جا چکا تھا جب بھی دو لوگ مجمع ہوتے کچن کا زیادہ کام وہ ہی سنبھالتا کیونکہ اس نے اپنے چھوٹے دونوں بہن بھائی خود پالے تھے اس لیے اسے کچن کا کافی تجربہ تھا۔

میں بہادر ہو گیا ہوں“ اس نے سر جھکاتے ہوئے بیٹے سالوں کی بزدلی کو تسلیم کیا۔ دراصل ھدیٰ کو اس نے بتایا تھا کہ” وہ اپنے دولت کدے میں رہنا نہیں چاہتا اور نہ ہی بزنس کرنا چاہتا ہے اور اس سونے کے پنجرے سے نکلنے کا صرف ایک طریقہ تھا جو وہ استعمال کر کے اس پنجرے سے نکل آیا تھا وہ اپنے سوتیلے بھائی کی تین سال پرانی منگیتر کو لے کر گھر سے بھاگ آیا تھا اس کو لڑکی سے کوئی غرض تھی نہ لڑکی کو اس سے وہ دونوں ہی اپنے اپنے پنجروں سے اڑنا چاہ رہے تھے اور ایک دوسرے کا ساتھ ملنے پر اڑ بھی گئے تھے اکیلے اکیلے جاتے تو کسی نہ کسی کے دباؤ میں آ کر واپس آ جاتے لیکن اگر ایک دوسرے کے ساتھ جاتے تو دو ہی باتیں تھی یا ان دونوں کی جان جاتی نہیں تو دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا اور دوسری بات ہو گئی تھی سوائے جیمز کے ڈیڈ کے کسی نے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا اور وہ بھی اسے زبردستی واپس نہیں لے جا سکتے تھے کیونکہ اگر ایسا کرتے تو بڑے بیٹے کو کیا جواب دیتے۔

ھدیٰ چلو چ“ بات اس کے منہ میں ہی تھی جب اس کی نظر سامنے بیٹھے جیمز پر پڑی اور دونوں ایک دوسرے کو” دیکھتے دنگ رہ گئے۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو" مصعب نے عجیب نظروں سے دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔"

کیا آپ زیرو۔ مطلب جیمز کو جانتے ہیں؟" وہ اسے جیمز بانڈ زیرو زیرو سیون کہہ کر بلاتی تھی اور وہ اسے مس نو" کیوں کہ وہ ہر بات کے جواب میں نہ نہ ہی کہتی نظر آتی تھی اور آخر اس نے جیمز کے پرپوزل کو بھی نہ کہہ دیا تھا۔

ہی ازمائی برادر" مصعب نے بیٹھتے ہوئے نظر جیمز پر ٹکائی۔"

تو وہ آپ کی منگیتر تھی جسے لے کر یہ۔۔" ھدیٰ سے ہنستے ہوئے بات بھی پوری نہ ہوئی اور وہ دونوں ھدیٰ کو دیکھتے" اور کبھی ایک دوسرے کو۔

ارے واہ تم نے تو بہت ہی اچھا کام کیا ایسے دو چار اور کام کر دو اوروں کا بھی بھلا ہو جائے گا" وہ جو ان دونوں کا کیا" رشتہ ہے جیسے سوال میں الجھا ہوا تھا اس کی تھپکی پر چونکا۔

تمہارا بھائی شادی کر چکا ہے اب تم بھی کر لو چاہے پھر بھگائی ہوئی لڑکی سے ہی کر لو" اس نے مصعب کی طرف" مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

کیا واقع ہی؟" جیمز ان کے درمیان کا رشتہ جان چکا تھا کیونکہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو جانتا تھا وہ تو سیدھے منہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا کہاں منگیتر کے بھاگ جانے کی بات پر ہنسنے والی لڑکی کے لیے ماتھے پر بل بھی نہیں لایا تھا وہ واقع ہی قسمت کا دھنی تھا یہاں بھی اس عورت کو جیت گیا تھا جس کو پانے کی خواہش کبھی اس کے دل نے بھی کی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سارا گھر خزاں کہ پتوں کا رنگ اوڑھے ہوا تھا جب اسے یہاں بلایا گیا تو اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اس سے اس بارے میں بات کی جائے گی لیکن سامنے والے کا تعارف سن کر اس کی روح کانپ گئی اور جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس لیے نہیں کے وہ ایک انتہائی کرخت اور دل سے مبرا غیر معمولی امیر شخص کے سامنے بیٹھا تھا بلکہ اس لیے کے وہ ھدیٰ کے شوہر کے باپ کے سامنے بیٹھا تھا ساری خوش فہمیاں کہ وہ کبھی کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی اپنی موت آپ مر گئیں تھیں تو وہ دونوں سچ میں میاں بیوی تھے اگر ایسا تھا تو جو وہ کر آیا تھا اس کے بعد معافی جیسا لفظ بولتے بھی اسے شرم آئے گی اور اپنی شکل اسے دوبارہ دکھاتے ہوئے بھی۔ وہ اتنے سالوں بعد یہاں کیا کرنے آیا تھا یہ صرف وہ جانتا تھا اور شانزے۔ آنے سے پہلے وہ طلاق کے کاغذات بنوا آیا تھا کیونکہ شانزے اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی اور نہ ہی اب وہ مزید اس کی منت سماجت کر سکتا تھا تو دونوں نے چپ چاپ ایک دوسرے سے الگ ہونے کا فیصلہ کر لیا یہ آخری امید تھی کہ وہ اور نہیں تو اپنے اور اپنی بیوی کے لیے معافی لے جا سکتا تھا وہ سب پہلے جیسا کرنا چاہتا تھا لیکن سب ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم سوچ لیتے ہیں۔

کیا لگتی ہے وہ تمہاری؟" جان ڈورینس نے پیچھے کھڑے سیکریٹری کو باہر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔ "

کون؟ آپ کون ہیں اور مجھے یہاں کس لیے بلایا ہے؟" اسے کچھ دیر پہلے اپنی کن پٹی پر رکھی پستول یاد آئی۔ "

میں کس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں یہ تم جان گئے ہو ورنہ اتنی آرام سے میرے سامنے بیٹھے نہ ہوتے" انہوں نے " آگے کو جھکتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ڈرومت میں بھی وہی چاہتا ہوں جو تم۔ دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے والا معاملہ ہے ہمارا بھی" شاید وہ اسے غلط سمجھ " گئے تھے وہ تو کل ان کے بیٹے کی جان داؤ پر لگانے کی قیمت کسی کے ہاتھ پر رکھ آیا تھا صرف سچ اور جھوٹ معلوم کرنے کے لیے۔

تو کتنے پیسے دیے تم نے اسے؟" ٹیب اس کے سامنے پڑی میز پر پٹختے ہوئے انہوں نے غصے سے پوچھا۔ "

آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں اسے مارنا نہیں چاہتا میں تو بس اسے ڈرانا چاہ رہا تھا" اس نے ٹرک والے کی تصویر سے " نظریں ہٹاتے ہوئے اپنی صفائی دی۔ اسے لگا شاید وہ اپنے بیٹے کی جان کی پر لگائی گئی قیمت سن کر غصہ ہوں گے۔

”ینگ مین غلط تو تم سمجھ رہے ہو جس کو تم صرف دھمکانا چاہتے ہو وہ ایسی دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہاں انسان ہے مر سکتا ہے تو تم مارنے کے پیسے کیوں نہیں دیتے بجائے ڈرانے کے اگر تم چاہو تو میں پیسوں کے سلسلے میں تمہارے مدد کر سکتا ہوں“ ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر فصیح نے چونک کر انہیں دیکھا ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی وہ کہیں سے بھی بیٹے کے باپ کا تاثر نہیں دے رہے تھے کوئی اور باپ ہوتا تو اس وقت اس کا گریبان پکڑ چکا ہوتا اور یہ الٹا اس کو مدد کی آفر کر رہے تھے۔

”مجھے لگا وہ شادی کا جھوٹ بول رہے ہیں میں بس سچ معلوم کرنا چاہ رہا تھا اور اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں تھا میں برا ہو سکتا ہوں لیکن آپ جتنا نہیں اگر آپ کو اپنے بیٹے کی جان لینی ہے تو اپنے ہاتھوں سے لیں۔ اللہ حافظ“ وہ کہہ کر ابھی اٹھا ہی تھا کہ باہر سے دو لوگ اندر آئے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر اسی جگہ بٹھایا جہاں سے وہ اٹھا تھا۔

”اولاد کو بڑے نقصان سے بچانے کے لیے چھوٹے چھوٹے نقصان کرنے پڑتے ہیں میں اس کی جان لینے کی بات نہیں کر رہا بس ڈرانے سے ذرا آگے کی بات کر رہا ہوں۔ وہ بچ گیا یا ٹھیک ہو گیا تو جس نے بھی یہ کروایا ہے چند گھنٹوں میں معلوم کروا لے گا پھر وہ کیا کرے گا یہ تمہیں اندازہ بھی نہیں ہے اس لیے میں خود ایسا کچھ نہیں کروانا چاہتا میری ساری جمع پونجی اس کے ہاتھ میں ہے اگر میں ایسا کچھ کروں گا تو اس سب سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا“ اس نے اپنے محل کی چار دیواری کو تصور کر کے اشارہ کیا۔

توکیامیرانام سامنے آنے پروہ میرانقصان نہیں کرے گا؟" فصیح اس عجیب بات پر الجھ کر رہ گیا۔"

وہ میرابیٹاہے وعدہ کرلے تو جان سے جائے گا مگر وعدے سے نہیں اس نے کسی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں کبھی" بھی کوئی جانی نقصان نہیں پہنچائے گامال تمہارے پاس ہے نہیں اس لیے تمہاراکچھ نہیں جائے گاالبتہ تمہیں کچھ مل ضرور سکتاہے" انہوں نے پیسوں کی دوگڈیاں میز پر رکھتے ہوئے اسے لالچ دیاوہ اسے غلط سمجھ گئے تھے بالکل غلط شاید ایسااس لیے ہواکہ وہ اسے بس چند دنوں سے جانتے تھے۔

میں آپ کے بیٹے کی بیوی کے ساتھ ایک ہی تھالی میں کھاچکاہوں ایک وقت میں ایک ہی بات پر اس کے ساتھ ہنس" اور روچکاہوں ایک ہی داداکاخون ہے ہماری رگوں میں۔ میں لاکھ براسہی مگر میں نے اس سے محبت کی ہے شوہر بن کر نہیں تو دوست بن کر آپ کوان کو علیحدہ کرناہے نہ تو آپ ایک باراس کے پاس جاکے باپ بن کر اپنابیٹامانگ کر دیکھیں آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ کون ہے جس دن آپ اسے جان گئے اس دن آپ جان لیں گے کہ میں کون ہوں انسان اپنی صحبت سے پہچاناجاتاہے اور میں اور وہ ہمیشہ ایک دوسرے کی صحبت میں رہیں ہیں میں بہت براہوں لیکن آج بھی مجھے فخر ہے کہ میں کبھی اس کے دوستوں کی فہرست میں تھاارے وہ توچند بولوں کے عوض جان دے دیتی ہے آپ توصرف اپنابیٹامانگ رہے ہیں اورہاں چاہیں تو مجھ سے اتنی رقم یاجتنی بھی میرے پاس ہے لیں لیں لیکن ایک بار بیٹھ کر ان نوٹوں کو گن لیں کہ یہ آپ کے بیٹے کی جان کی قیمت جتنے ہیں بھی یانہیں" اس نے اپنے جکڑے ہوئے کندھوں کو جھٹکے سے ڈھیلاکرتے ہوئے میز پر پڑی رقم پر تھوکا۔

میں اپنی چیزیں مانگا نہیں کرتا وہ میرا بیٹا ہے میرا ہی رہے گا اگر تم وہ کر دو جو میں کہہ رہا ہوں تو ٹھیک ورنہ مجھے وہ تصویریں دے دو تمہیں ابھی چھوڑ دیا جائے گا سوچ لو باہر جانے کہ یہ ہی دو راستے ہیں ورنہ تمہاری بیوی تو ہے ہی یہاں" اب کی بار وہ کھل کر سامنے آیا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم؟ میری بیوی؟ تم جھوٹ بول رہے ہو نہ؟ مجھے ڈرا رہے ہو؟" وہ لفظ بیوی سننے پر ہی چونک گیا اور ساری تمیز کا بالائے تاک رکھتا ہوا بولا۔

"میں نے کہا نہ میں جھوٹ نہیں بولتا اور تمہاری اس تقریر کا کوئی فائدہ نہیں میں اس سے کہیں زیادہ بہتر تقاریر سن چکا ہوں دس منٹ ہیں اسے دیکھو اور بتاؤ کہ دونوں کاموں میں سے کون سا کرو گے" پیچھے کھڑے سیکریٹری نے آگے بڑھ کر میز پر پڑے ٹیب کو اٹھا کر ایک ویڈیو چلائی جس میں شانزے کو فالو کیا جا رہا تھا پر وہ پاکستان نہیں تھا تو کیا وہ یہاں آ گئی سوچتے ہوئے فصیح نے سر جھٹکا۔

آج پھر زندگی اسے اس موڑ پر لے آئی تھی جہاں اسے دو پیاروں میں سے ایک کو چننا تھا کہنے کی حد تک ھدیٰ بھی اسے اتنی ہی پیاری تھی جتنی شانزے لیکن یہ تو اس کا دل ہی جانتا تھا کہ وہ لاکھ بار بھی اس آزمائش کا سامنا کرے گا تو اسے شانزے کو ہی چننا ہو گا اسے یاد آیا جب ابا نے اسے ھدیٰ سے نکاح کا بتایا وہ امی کو پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ شانزے کو پسند کرتا ہے اور ہر گز ھدیٰ سے نکاح نہیں کرے گا لیکن ابا کو جب یہ بات معلوم پڑی تو انہوں نے واویلا مچا دیا بالآخر اسے

ابا کی بات سننا ہی پڑی وہ اسے کہہ رہے تھے کہ اسے ھدیٰ سے تو ہر صورت شادی کرنی ہو گی وہ خود بھی اسے اپنی بہو نہیں بنانا چاہتے تھے لیکن انہوں نے فصیح کو باہر کی لالچ دے کر منا لیا کہ وہ اپنا آپ منوا سکتا ہے وہ فٹ بال کو انٹر نیشنل لیول پر کھیل سکتا ہے عمر کم تھی یا لالچ بڑا فصیح نے نکاح کے لیے ہاں کر دی پر جب اسے نکاح سے کچھ دیر پہلے پتہ چلا کہ ابا نے ھدیٰ کے حصے کی جائیدات اپنے نام کروالی ہے تو اس نے گھر سر پر اٹھا لیا اسے یقین نہیں آیا کہ اس کا اپنا باپ اتنا گرِ سکتا ہے آمنہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور سمجھایا کہ ھدیٰ کہ ماموؤں کے پاس بہت دولت ہے اگر اسے اپنے ابا کی اس بات سے اختلاف بھی ہے تو اب کچھ نہیں ہو سکتا سوائے اسکے کہ وہ یہ نکاح کر لے اور ھدیٰ کو آئر لینڈ لے جائے اور وہاں جا کر آہستہ آہستہ اسے ماموؤں کے ساتھ رہنے پر ذہنی طور پر تیار کرے یقیناوہ وہاں خوش رہے گی اس طرح فصیح نے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ یہاں آ گیا مگر نکاح کہ بعد اسے اندازہ ہوا کہ ھدیٰ اس نئے بننے والے رشتے کے ساتھ کس قدر کمٹڈ ہے وہ دن رات ایک کر کے پھوپھو اور شانزے کے لیے کماتی تھی ایسے میں صرف شرمندگی ہی شرمندگی تھی جو فصیح کے اردگرد اپنا حصار بنا چکی تھی وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا مگر اس نے کوشش کی کہ وہ اس سے محبت کر لے پر شانزے سے بچپن کی محبت اب جوانی کی دہلیز پر پہنچ چکی تھی اس لیے وہ چاہ کر بھی بیوی سے محبت نہیں کر پایا اور تیسرے سال ہی شانزے سے شادی کر لی پھر کچھ بھی اس کہ ہاتھ میں نہیں رہا یہاں تک کے ھدیٰ سب کچھ چھوڑ کر یہاں آ گئی اور پیچھے ان کی زندگیوں پر خزاں آ گئی سب اپنے اپنے گلٹ کو لیئے زندہ تھے سب جانتے تھے کہ وہ کیا کر چکے ہیں لیکن ماننے کو تیار نہیں تھے۔

میں یہ نہیں کروں گا" اس نے دوبارہ کہا لیکن اب کی بار اس کی آواز میں وہ دم نہیں تھا۔"

تم بس مجھے وہ تصویریں دے دو میرے لوگ کافی ڈھونڈ چکے ہیں لیکن انہیں وہ کہیں بھی نہیں ملی تم نے انہیں کہاں چھپایا ہے؟" انہوں نے اس کی تھوڑی تھامتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

وہ تصویریں میرے پاس نہیں ہیں آپ کا بیٹا پہلے ہی وہ لے چکا ہے" اس نے بے بسی سے سچ اگلا اس کی ڈرائیو تک تین دن پہلے کوئی رسائی حاصل کر چکا تھا گوگل سیکیورٹی انتہائی سخت تھی لیکن چونکہ وہ ڈرائیو ایک سے زیادہ میل اکاؤنٹ سے لنکڈ تھی اس لیے شاید مصعب یہ ناممکن کام بھی کروا چکا تھا۔

تو پھر تم اس ٹرک والے کو فون کرو اور اسے وہی کہو جو میں کہہ چکا ہوں" انہوں نے اس کا چہرہ جھٹکے سے چھوڑا انہیں لگا تھا کہ وہ اس طرح اسے ڈرا کر تصویریں حاصل کر لیں گے لیکن وہ تصویریں تو اس کے پاس تھیں ہی نہیں اب یہ ہی راستہ تھا۔

کیسے باپ ہو تم تمہیں ترس نہیں آ رہا" فصیح نے چلاتے ہوئے ایک بار پھر اسے احساس دلانا چاہا۔"

مجھے ترس آ رہا ہے اس لیے میں یہ سب کر رہا ہوں یقین مانوں کسی کی جان نہیں جائے گی" اس نے آنکھیں اندر کرتے ہوئے اسے گھورا وہ اس لڑکے سے کافی آرام سے بات کر چکا تھا لیکن شاید وہ ایسے آرام کا عادی نہیں تھا۔

پھر اسے ایک بار پھر شانزے کو چننا پڑا اور کسی کی جان لینے کا حکم جاری کر دیا لیکن یہ کرنے کے بعد بھی اسے آزاد نہیں کیا گیا اس کے حکم دینے کی دیر تھی سامنے بیٹھا شخص مسکرایا اور اپنے فون پر ایک نمبر ملانے لگا۔

لوگ کہتے ہیں تم رشتوں میں جان دینے کی قائل ہو۔ اگر ایسا ہے تو میں دیکھنا چاہوں گا ویسے کہاں ہے اس وقت تمہارا شوہر؟" جان ڈورینس کی آواز سپیکر پر سے ابھر رہی تھی اور وہ پوری جان سے ہل گئی وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا یہ بات اس کی سمجھ سے پار تھی مگر وہ وہی ہے یہ بات وہ جان گئی تھی۔

یہ کیا کر رہے ہو تم کچھ تو شرم کرو وہ یتیم بچی ہے آج تک وہ رشتوں کو ترسی ہے کوئی ایک رشتہ تو اس کے پاس رہنے دو" فصیح جان گیا تھا کہ وہ دوہرا گیم کھیل گیا ہے اور اسی بات نے اسے حواس باختہ کر دیا اگر ھدیٰ کو کچھ ہو گیا تو وہ خود کو کیسے معاف کرے گا وہ چلا رہا تھا لیکن دروازہ بند کر دیا گیا اور وہ چلاتا رہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کہاں ہیں اس وقت؟" اس نے کال رسیو ہوتے ہی سوال کیا۔"

کیوں تم مس کر رہی ہو مجھے؟" آج پہلی بار ھدیٰ نے اسے فون کر کے پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہے اس لیے وہ پھیلا۔"

مصعب! جو میں پوچھ رہی ہوں وہ بتائیں" اس نے اشارے سے ٹیکسی کو روکتے ہوئے کہا وہ آج صبح ہی واپس آئے" تھے اور وہ سیدھی سکول آ گئی تھی آج اس کی کلاس بھی نو بجے کی تھی لیکن آنے والے فون نے اسے ڈسٹرب کر دیا تھا وہ اسے محض دھمکی سمجھ لیتی یا مذاق اگر اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایلِس اور جیک کا مستقبل تباہ ہوتے نہ دیکھا ہوتا جیمز اکثر اپنے باپ کو قصائی کہتا تھا لیکن وہ اسے محض ایک لفظ سمجھتی آج اس کی چھٹی حس نے اسے قصائی مان لینے کی گھنٹی بجائی تھی اور وہ دعا کر رہی تھی کہ یہ سب اس کی غلط فہمی ہو۔

ھدیٰ کو ٹیکسی سے اترتا دیکھ کر وہ چلتا ہوا اس کی طرف آیا وہ جلد از جلد اس کے پاس پہنچ جانا چاہتی تھی لیکن اس کی ٹانگوں نے چلنے سے جواب دے دیا اور اسے آنکھوں میں دھواں گھستا ہوا محسوس ہوا اسے لگا وہ کبھی بھی اس کے پاس پہنچ نہیں پائے گی لیکن وہ مسلسل اس کی طرف آ رہا تھا اس لیے ھدیٰ نے بھی ہونٹوں پر جبری مسکراہٹ سجا لی یقیناً اسے غلط فہمی ہی ہوئی ہو گی کوئی باپ اپنے بیٹے کی جان کے ساتھ کیسے کھیل سکتا ہے یہ بات سوچتے ہوئے وہ یہ بھول گئی کہ اس کے باپ نے بھی تو اسے لانے کے بعد پلٹ کے دیکھا تک نہیں تھا۔

چند سیکنڈ اس نے اس پر سے نظریں ہٹائیں تھیں کب ایک لوڈ ڈ ٹرک اس کی طرف آیا اور اتنا قریب پہنچ گیا دونوں میں سے کسی کو اندازہ نہ ہوا مصعب کو تب ہوش آیا جب اس نے زمین پر گرے ھدیٰ کے وجود کو خون میں لت پت پایا وہ اسے دھکا دے کر سڑک کے پار دھکیل چکی تھی یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ ہو جانے کے بعد خبر ہوئی اسے سمجھ آیا کہ اس نے اسے فون کیوں کیا تھا اور اس کی طرف آتے ہوئے ھدیٰ کے قدم کیوں لڑکھڑا رہے تھے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اسے زبردستی مسکراتے پایا تھا اسے سب سمجھ آ گیا کہ کیا ہوا تھا لیکن اس کے اعصاب نے جواب دینا

شروع کر دیا پہلے اس کی ٹانگوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر وہ زمین پر گرتا چلا گیا لیکن اس نے جی جان لگا کر آنکھوں کو کھلا رکھنے کی کوشش کی تب تک جب تک ھدیٰ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھ نہیں لیا دونوں کی آنکھیں ملیں اور وہ اپنی آنکھیں بند کر گیا ھدیٰ کو افسوس ہوا کہ وہ پہلے اس کی طرف کیوں نہ دیکھ پائی اسے یاد آیا کہ کیسے کل رات وہ بار بار اٹھ کر اسے گھر جانے کا کہتا رہا تھا کیوں؟ کیونکہ اس نے اسے اپنا رشتہ آگے بڑھانے کی امید دے دی تھی اسے کل رات مصعب کے چہرے کی وہ اداسی بھی یاد آئی جب اس نے پہلی بار اس کے سوال کو اگنور کر دیا تھا وہ گٹار سننے میں مصروف ہو گیا تو وہ اسے دیکھنے میں۔ وہ آہستہ آہستہ اس میں سرائیت کر گیا تھا اسے چند ماہ پہلے اور اب خود میں واضح تبدیلی نظر آئی تھی وہ آج تک سب کے ناز نخرے اٹھاتی آئی تھی وہ پہلا شخص تھا جو اس کے نخرے اٹھاتا تھا تو وہ ناز دکھانے لگی تھی وہ اس کی سٹڈی میں نہیں جاتی تھی شاید اسے ابھی بھی مصعب کی ڈانٹ یاد تھی تو کیسے وہ زبردستی اسے سٹڈی میں لیجاتا تھا وہ جب بھی اس سے بات کرتی اسے لگتا وہ اس کا ہر ہر لفظ جذب کر رہا ہے جیسے کوئی مرید مرشد کے ہر لفظ کو اہمیت دیتا ہے ہنستی وہ تھی اور زندگی کہ رنگ اس کی آنکھوں میں اتر آتے وہ اسے جان بوجھ کر آتے جاتے ہلکا سا چھیڑ دیتا اور کیسے وہ اس کے پیچھے ہو جاتی اور تب تک چین نہ لیتی جب تک اسے آخری درجے تک زچ نہ کر لیتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ مین روڈ تھا اس لیے وہاں ہیوی ٹریفک زیادہ تھی شہر سے تھوڑا فاصلے پر تھا مگر ریسکیو والوں نے ان کو دس منٹ کے اندر اندر ہاسپٹل پہنچا دیا تھا ھدیٰ کی بائیں ٹانگ پر چوٹ آئی تھی اور ہاتھ فریکچر ہو گیا تھا باقی جسم پر بھی خراشیں تھیں اور سر سے بھی خون بہہ رہا تھا لیکن کوئی میجر انجری نہیں تھی وہ ایکسیڈنٹ کے کافی دیر بعد تک ہوش میں رہی تھی اس

نے ہی ان کو مصعب کا بتایا تھا لیکن وہ ٹھیک نہیں تھا اسے صرف سانس آ رہی تھی باقی کچھ بھی ٹھیک نہیں تھا ہاسپٹل لے جانے پر چند منٹوں میں ہی مصعب کا سیکریٹری اور جیمز وہاں پہنچ چکے تھے لیکن ان کے علاوہ بھی کوئی وہاں موجود تھا جو کب سے ھدیٰ کے چہرے کو چپ چاپ کھڑا تک رہا تھا بے ہوشی میں بھی اس کے چہرے پر موجود تکلیف کو محسوس کر رہا تھا زندگی میں دوسری بار شاید وہ اتنی تکلیف میں تھی اور دونوں بار وجہ وہی بنا تھا جیمز نے اس سے اس کا تعارف مانگا تو اسے اس بے ہوش پڑی لڑکی سے جڑا اپنا کوئی تعلق یاد نہیں آیا وہ تو بس اس کی بربادی کا ذمہ دار تھا اور ایسے لوگوں سے بھلا کون تعلق رکھنا چاہتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا ہوا وہ ٹھیک تو ہے؟" یہ پہلا موقع تھا جب وہ اس کے لیے اسپتال میں موجود تھا اور نہ وہ بچپن سے ہی اس کی بیماری" کے بارے میں جانتا تھا لیکن کبھی بھی اسے اس سے ہمدردی نہیں ہوئی تھی بلکہ کالج میں تو وہ جان بوجھ کر اسے اس کی ماں کا حادثہ یاد دلاتا تاکہ اسے تکلیف پہنچ سکے لیکن آج جب وہ سچ میں تکلیف میں تھا تو اسے ہنسنا یاد نہیں رہا نہ ہی تمسخر سے مسکرانا یہاں تک کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ وہ دو ماؤں کے پیٹ سے جنمے ایک ہی باپ کی اولاد ہیں یاد رہا تو بس یہ کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔

ہم کوشش کر رہے ہیں کہ انہیں ہوش آ جائے لیکن یہ اس وقت ناممکن لگ رہا ہے پہلے جب بھی انکو اٹیک ہوتا تھا تو" ان کی سینسز رسپونڈ کرتی تھیں لیکن اس بار ایسا نظر نہیں آیا" ڈاکٹر جیمز کو سمجھا رہا تھا لیکن اسے کہاں سمجھ آ رہی تھی وہ جلد سے جلد یہ سب کرنے والے کو ڈھونڈنا چاہتا تھا وہ اس شخص کو ہی آگ لگا دینا چاہتا تھا جس نے اس کے بھائی کہ ساتھ یہ سب کیا تھا اس کی رگوں میں موجود خون ابل رہا تھا کیوں اور اس وقت ہی کیوں اسے سمجھ نہیں آئی۔ کل ہی تو وہ سوچ رہا تھا کہ مصعب ہر معاملے میں خوش قسمت رہا ہے اس نے جو چاہا وہ کر دکھایا اور اس میں قسمت نے بھی اس کا پورا پورا ساتھ دیا اس نے بزنس پڑھا اور سارے بزنس میں اپنے پنجے گاڑھ لیے اس نے ڈیڈ کے کہنے پر ایمیلیا سے منگنی کر لی مصعب اسے پسند نہیں کرتا تھا لیکن وہ مصعب کو پسند کرنے لگی وہ تین سال ساتھ رہے جیمز جانتا تھا کہ مصعب یہ شادی نہیں کرنا چاہتا لیکن اس نے کبھی بھی اسے ایمیلیا سے بے زار ہوتے نہیں دیکھا وہ اس سے چھوٹا تھا لیکن اس سے زیادہ پریکٹیکل ثابت ہو رہا تھا ایمیلیا کو لگا وہ اس سے یک طرفہ محبت کرتی ہے اس لیے چند سالوں میں اس کے ساتھ رہ کر وہ جان گئی کہ اگر ان کی شادی ہو گئی تو بھی زندگی یوں ہی چلتی رہے گی شاید وہ اسے یہ بھی کہنے لگے کہ اسے اس سے محبت ہے لیکن وہ اس سے محبت نہیں کر پائے گا وہ جیمز کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تمہارا بھائی محبت کے لیے بنا ہی نہیں وہ بالکل تمہارے باپ پر گیا ہے اسے صرف نوٹ چھاپنے آتے ہیں وہ مجھے اور ہمارے رشتے کو بوجھ کی طرح اٹھائے پھرتا ہے اور ذرا شرم محسوس نہیں کرتا میں دن کو رات کہہ دوں تو رات کہہ دیتا ہے اور رات کو دن کہہ دوں تو دن مان لیتا ہے وہ مجھے کبھی کسی چیز سے منع نہیں کرتا اور نہ ہی کبھی کچھ کرنے کو کہتا ہے میں اسکا ہاتھ پکڑ لوں تو اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے تب تک دور رکھتا ہے جب تک اسے رگڑ رگڑ کر دھو نہ لے وہ میرے سامنے مجھے کانچ کے کھلونے جیسا ٹریٹ کرتا ہے کہ کہیں ٹوٹ نہ جاؤں اور میرے جانے کہ بعد مجھے اچھوت مان کر بار بار اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تم لوگوں کو چاہیے کہ اس کے دماغ کا چیک اپ کرواؤ کیا تمہیں بھی اس آسیب زدہ گھر سے چھٹکارا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کے کام آئیں اور خود کو آزاد کروالیں۔

جیمز نے اسے ایسی باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو اس پر ترس آ گیا وہ اسے خود کو استعمال کرنے کا نہیں کہہ رہی تھی بلکہ وہ خود اس سے مدد مانگ رہی تھی کہ وہ اسے اس رشتے سے آزاد کروا دے ایک یہی راستہ تھا کہ وہ دونوں اکھٹے گھر سے چلیں جائیں تا کہ جان ڈورنیس اپنے فیصلے پر شرم کے مارے مصعب سے آنکھ نہ ملا پائے اور مصعب بھاگ جانے والی لڑکی اور بھائی تک باپ کی رسائی کو روک دے اور ایسا ہی ہوا تھا ان کے بھاگ جانے کہ بعد کسی نے ان کو تنگ نہیں کیا تھا۔

مس ھدیٰ کو ہوش آ گیا ہے آپ چاہیں تو ان سے مل سکتے ہیں" وہ وی آئی پی روم میں بیٹھا تھا جب نرس نے آکر اسے" اطلاع دی یہ ان کا اپنا ہاسپٹل تھا جو ان کی ہی ڈونیشن پر بنا اور چل رہا تھا یہاں کہ سٹاف کے علاوہ ڈاکٹرز کی ایک پوری ٹیم تھی جو ان چار لوگوں کے لیے سالوں سے کام کر رہی تھی اس وقت بھی مصعب اور ھدیٰ کو وہی لوگ دیکھ رہے تھے۔

میں آتا ہوں" ان نے کوٹ اتارتے ہوئے سٹینڈ پر لٹکایا اور اپنی شرٹ بدلنے لگا وہ اطلاع ملنے پر ایک میٹنگ چھوڑ کر" آیا تھا اور اب اسے کمفرٹیبل لباس کی شدت سے کمی محسوس ہوئی۔

آریو اوکے ؟" جیمز نے جھکتے ہوئے اس سے پوچھا۔"

وہ ٹھیک ہے نہ؟" اس کا گلا بند تھا لیکن پھر بھی اس نے پورا زور لگا کر فقرہ مکمل کیا۔"

تمہیں کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟" وہ اس کے سوال کا جواب نہیں دے پایا۔"

ہاں ں ں" ھدیٰ نے اشارے سے اسے اپنی ٹانگ کی طرف متوجہ کیا جس پر پٹی بندھی تھی جیمز نے اس کی ٹانگ کی" طرف دیکھنے کی بجائے آنکھوں کی طرف دیکھا جن سے آنسو بہہ بہہ کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے اتنی ساری دواؤں کے بعد بھی اگر اسے کہیں درد ہو رہا تھا تو دل میں ہو رہا تھا جس کا وہ صحیح تعین نہیں کر پائی تھی یا شاید اسے بتانے سے کترا رہی تھی۔

تو تم رو رہی ہو مس نوا اور اس کے لیے رو رہی ہو" اس نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا اندر سے وہ ایک بار پھر" مصعب کی قسمت پر رشک کرنے لگا لیکن آج وہ جان گیا تھا کہ یہ صرف قسمت نہیں تھی جو اسے سب کچھ دلا دیتی تھی وہ اس کی نیت تھی شیشے کی طرح شفاف جس کہ آر پار دیکھا جا سکتا تھا۔

مجھے اس کے پاس جانا ہے" ھدیٰ نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔"

پھر وہ اسے دیکھ آئی لیکن نہ اسے ایک بار دیکھنے پر سکون آیا اور نہ ہی مصعب کو ہوش ڈاکٹرز نے چند گھنٹے دیئے اور اگر ان چند گھنٹوں میں اسے ہوش نہ آتا تو یقیناً وہ کوما میں چلا جاتا۔ان چند گھنٹوں میں جیمز،ھدیٰ اور باہر کھڑے فصیح کا پور پور دعا کرنے لگا کہ وہ ہوش میں آجائے لیکن مقدر کو یہ منظور نہیں تھا اس لیے اسے ہوش نہیں آیا چند دن اور گزرے ھدیٰ کی ٹانگ کا زخم ٹھیک ہونے لگا اور وہ اسٹک کی مدد سے چلنے لگی وہ سارا وقت اس کے پاس بیٹھی رہتی لیکن وہ پلک بھی نہ جھپکتا اس دوران جیک بھی ایک بار آیا اور جیمز کے پاس بیٹھ کر چلا گیا دونوں کے درمیان زبردست جھگڑا ہو چکا تھا دونوں کو ہی سمجھ نہیں آئی کہ کیا بات کریں اس لیے خاموش بیٹھے زندگی کی ستم ظریفی پر دل بھاری کرتے رہے۔ایک بار ایلِس بھی آئی اور اس نے بتایا کہ وہ چرچ میں آنے والے بہت سے لوگوں سے مصعب کے لیے دعا کروا چکی ہے وہ جلد ٹھیک ہو جائے گا لیکن ھدیٰ کو اس کی تسلی بھی تسلی نہ دے سکی وہ خاموش رہتی یا روتی رہتی فصیح اس سارے وقت میں ہاسپٹل میں رہا لیکن اس نے ایک بھی بار اس سے ملنے کی کوشش نہیں کی لیکن آج شانزے نے ہمت کر لی اس کے پاس آنے کی۔

کیا تم مجھے بد دعا دے کر آئی تھی؟"اس نے ھدیٰ کے بستر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔"

جس کی دعائیں قبول نہیں ہوتی وہ کسی کو کیا بد دعا دے گا" یہ وہ لڑکی تھی جس میں ھدیٰ کی جان بستی تھی اتنا کچھ" ہونے کے باوجود بھی کہیں نہ کہیں ھدیٰ چاہتی تھی کہ شانزے خود چل کر اس کے پاس آئے اور آج جب وہ آگئی تھی تو اس نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تک نہیں وہ اس سے لڑنا چاہتی تھی لیکن قسمت سے لڑ رہی تھی وہ اس سے بہت سے سوال پوچھنا چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ وہ سب کیوں کیا گیا لیکن اسے ان چند دنوں میں سارے سوال بھول گئے تھے۔

میں اس سے محبت کرتی تھی جب تایا نے تمہارے نکاح کی بات اس سے کی تو میں ڈر گئی کہ کہیں تم یہ نہ سمجھ لو کہ میں" جان بوجھ کر تم سے اپنی ماں کے احسانوں کا بدلہ مانگ رہی ہوں اس لیے چپ رہی مجھے لگا وقت کے ساتھ یہ محبت دم توڑ دے گی لیکن میں غلط تھی وقت کے ساتھ میری محبت جوان ہوتی چلی گئی اور اس نے ساری دلیلوں کو ماننے سے انکار کر دیا فصیح نے تائی امی سے کہا کہ وہ مزید تمہیں دھوکے میں نہیں رکھ سکتا وہ تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتا لیکن امی نے اسے یہ بتانے نہیں دیا پھر ہم دونوں کی محبت نے زور پکڑا اور ہم نے شادی کا فیصلہ کر لیا تم پاکستان آنا چاہتی تھی لیکن میں نے فون کا بہانہ بنا کر تمہیں رکنے پر مجبور کر دیا ہماری شادی ہو گئی اور دو مہینوں بعد فصیح واپس آ گیا اس کے آنے کے ایک ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ میں پریگنینٹ ہوں اب کوئی راستہ نہیں تھا سوائے تمہیں بتانے کے میں نے ضد کی تو تائی امی اور امی نے رخصتی کا شور مچا دیا وہ تمہارے ماموؤں کے پیسے پر بے ایمان ہو گئی تھیں امی نے کہا تمہاری شادی پر تمہارے ماموں جو رقم دیں گے وہ ان سے فصیح کو کاروبار کروا دیں گی کھیل کا کیا ہے چند سال اور کھیل لے گا پھر کیا ساری زندگی نوکریاں کرتا پھرے گا تو ایک بار پھر ہم سب کا لالچ جیت گیا اور میں رخصتی پر مان گئی جب سب پیسے امی کے پاس پہنچ گئے تو میں نے فصیح کو مجبور کیا کہ وہ تمہیں طلاق دے دے لیکن تم نے اس سے پہلے ہی ہماری باتیں سن لی اور یہاں آ گئی" وہ بات کرتے کرتے کھڑکی کے پاس پہنچ گئی۔

یہاں تک تو وہ سب تھا جو ہم نے کیا اس کے بعد جو ہوا وہ خدا نے کیا۔ میں جانتی ہوں تم نے کبھی یہ بھی نہیں سوچا ہو" گا کہ تم مجھے رک کر برا بھلا ہی کہہ آتی صبا کہتی تھی تم میں بن معافی مانگے معاف کرنے کی صلاحیت ہے لیکن تم نے مجھے معاف نہیں کیا ھدیٰ" شانزے کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

میں تمہیں بہت پہلے معاف کر چکی ہوں" ھدیٰ نے سر کے پیچھے رکھے تکیے کو درست کیا اور ذرا سی ٹیک لگائی۔"

تم جھوٹ بول رہی ہو تم نے کبھی مجھے معاف نہیں کیا تم نے سب کو معاف کر دیا امی کو تائی امی کو تایا کو فصیح کو لیکن تم" نے مجھے معاف نہیں کیا تم نے میرا اور اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تم نے مجھے معاف کیا ہوتا تو اللہ بھی مجھے معاف کر دیتا وہ مجھ سے ماں بننے کا سکھ نہ چھینتا یقیناً تم نہیں بد دعا دی ہو گی۔ ہے نہ؟ امی نے تمہیں بانجھ کہا تھا نہ۔ دیکھو اللہ نے کیا کیا ان کی اکلوتی بیٹی کو بانجھ کر دیا۔ تم مجھے خود سزا دیتی پر تم نے تو مجھے اللہ کے حوالے کر دیا کیا تم نہیں جانتی اگر وہ رحیم و کریم ہے تو جابر بھی تو ہے دیکھو تمہارے اللہ نے کیسی سزا دی مجھے" اس نے جھک کر ھدیٰ کے پیر پکڑنے چاہے مگر اس سے پہلے ہی اس نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے شانزے زارو قطار اس کے سامنے زمین پر بیٹھی روتی رہی لیکن ھدیٰ کو اس پر ترس نہیں آیا اسے اس وقت صرف خود پر ترس آیا کہ وہ جو یہ سمجھ رہی تھی کہ اس کی بہن اس کا غم بانٹنے آئی ہے اس کی ساری سمجھیں اس پر ہنسنے لگیں وہ تو اپنا بوجھ ہلکا کرنے آئی تھی آج بھی آئی تھی تو کچھ مانگ رہی تھی وہ کب دینا سیکھے گی ہمیشہ لینے آجاتی تھی۔

یہاں آتے ہوئے تم اپنے ساتھ میرے اور فصیح کے رشتے سے برکت لے آئی ہو۔ مجھے وہ برکت واپس کر دو میں " تمہاری طرح باہمت نہیں ہوں میں اسے چھوڑ دینے کا سوچتی ہوں تو مر جاتی ہوں چھوڑ دوں گی تو کیا ہو گا وہ یہاں آنے سے پہلے میرے کہنے پر طلاق کے کاغذات بنوا آیا تھا وہ تمہاری معافی کے بدلے تمہیں اپنانے کو بھی تیار ہے میں بھی تیار ہوں تم ہمارے ساتھ چلو نہیں تو ہمیں معاف کر دو" اس نے زارو قطار روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے

اور وہ مسکرادی وہ جانتی تھی وہ اچھی طرح جانتی تھی وہ اس سے شادی کرنے نہیں آیا وہ اس سے معافی مانگنے آیا ہے لیکن معافی بھی وہ اپنی بیوی کے لیے مانگنے آیا تھا آج ھدیٰ کی یہ سوچ بھی سچ ثابت ہو گئی کہ شانزے ان کے درمیان نہیں آئی بلکہ وہ ان دونوں کے درمیان آ گئی تھی۔

تم بہن ہو میری اور وہ تمہارا شوہر اور کچھ نہ بھی ہو تو تایازاد ہے میرا میں چاہوں بھی تو تم دونوں کا برا نہیں سوچ سکتی۔یقین مانوں میری زبان اتنی کرامت والی نہیں ہے کہ اس سے تمہارے رشتے کی برکت اٹھ جائے اگر ایسا ہوتا تو وہ شخص جو کئی دنوں سے پلک نہیں جھپک رہا اس وقت میرے پاس موجود ہوتا۔تم جاؤ اور جاتے ہوئے اپنے دل کا بوجھ یہیں چھوڑ جاؤ اللہ تم لوگوں کے رشتے میں برکت ڈالے اور نیک اولاد عطا کرے۔آمین" اس نے چند فقروں میں بات ہی ختم کر ڈالی اس نے تو تب کوئی سوال نہیں کیا جب اس کی امانت میں خیانت کی گئی تھی تو اب کیا کرتی لیکن اس بار اس نے واقع ہی اسے معاف کر دیا اور معاملہ اللہ کے حوالے نہیں کیا شاید اسی کے بدلے اللہ اس کے شوہر کو شفا دے دے۔

شانزے چلی گئی لیکن اس کی ایک بات ھدیٰ کے کانوں میں گونجنے لگی کہ "تم تو ہمت والی ہو" اٹھتے بیٹھتے بس اسے یہ یاد آتا کہ وہ تو ہمت والی ہے اسے لگا یہ بات شانزے نے نہیں کہی بلکہ اس سے کہلوائی گئی ہے رب کی طرف سے اسے ہمت دلوائی گئی ہے وہ کافی ٹھیک ہو چکی تھی اس لیے اس نے ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونے کا فیصلہ کیا جیمز نے اس کے کہنے پر اس کی ملاقات مصعب کے سیکریٹری سے کروادی وہ اپنی غیر موجودگی میں اپنے حصے کے شئیرز اس کے نام

ٹرانسفر کرنے کی وِل بنوا گیا تھا ھدیٰ نے ایک دن ان سب شئیرز کو ٹرانسفر کرنے کے پیپرز تیار کروائے اور جان ڈورینس کے محل آگئی وہ ایک دو بار ہاسپٹل میں اسے دیکھنے آچکے تھے مگر ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسے لگا کہ اسے ان سے ملنے کے لیے بہت جدوجہد کرنے پڑے گی یا کم از کم وہ ملنے پر اپنے بیٹے کی اس حالت کا لزام تو لگائیں گے لیکن وہ کافی دیر سے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے اور خاموش تھے جیسے لفظ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہو اور وہ انسان بس خاموشی کی زبان استعمال کر رہا ہو۔

یہ شئیرز کے پیپرز ہیں میں نے ان پر سائن کر دیے ہیں اگر کسی اور جگہ میرے سگنیچرز کی ضرورت ہو تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔ جس ہاسپٹل میں وہ ہے میں اسے ہمیشہ وہاں نہیں رکھ سکتی لیکن جتنی دیر ممکن ہوا میں اسے وہاں رکھوں گی میں ہاسپتل کے بل خود ادا کرنا چاہتی ہوں مجھے یقین ہے آپ اس بات کا برا نہیں مانے گے" اس نے ایک ہی بار میں اپنے وہاں آنے کا مقصد بتایا۔

جو چند لیکریں تم نے اتنی آسانی سے گھسیٹ کر مالک بدل دیا ہے اس کو کمانے کے لیے اس نے آدھی زندگی لگائی ہے" وہ اپنا قد اونچا رکھنے کے چکروں میں اپنے اندر کے باپ کو ایک بار پھر پستیوں میں گرا رہے تھے لیکن اب کی بار ان کی ہمت ٹوٹی ہوئی دکھائی دیتی تھی انھوں نے تو سوچا تھا کہ وہ لڑکی اسے کچھ نہیں ہونے دے گی یا اگر کچھ ہوا بھی تو

چند دن کی بات ہو گی وہ ٹھیک ہو جائے گا پر اب تو ایک ماہ ہونے کو آیا تھا اسے چند خراشوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوا پڑا تھا اور وہ جو اس کے حصے کی چوٹ کھا گئی تھی وہ ان کے سامنے زندہ سلامت بیٹھی تھی پس ثابت ہوا کہ زندگی اور موت کا مالک بس ایک ہی ہے۔

مجھے یہ سب نہیں چاہیے "ھدیٰ کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر انہوں نے کہا اور وہ جو کب سے اپنے اندر کا بھانبھڑ چھپائے" بیٹھی تھی ان کی اس بات پر پھٹ ہی پڑی۔

آپ کو مجھ سے جھوٹ بولنے یا اپنا لالچ چھپانے کی ضرورت نہیں مسٹر ڈورینس آپ کو یہ سب ہی چاہیے تھا اسی لیے تو" آپ نے اس کی جان کی بھی پرواہ نہیں کی آپ کا بڑا بیٹا اور بیٹی آپ کو قصائی کہتے ہیں لیکن میں نے اپنے شوہر کے منہ سے آپ کہ لیے آج تک ایسا کوئی لفظ نہیں سنا وہ محبت نہیں کرتا لیکن احترام ضرور کرتا ہے آپ مجھے مجبور نہ کریں کہ میں آپ سے بدتمیزی سے پیش آؤں" چیختے ہوئے اس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں جیسے کسی نے مٹھیاں بھر بھر کر ان میں ریت ڈال دی ہو اس کی آواز تک کانپنے لگی اور وہ اسی صوفے کا سہارا لے کر کھڑی رہی۔

میں نے کوئی لالچ نہیں کیا وہ میری اولاد۔۔"بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی جب ھدیٰ صوفے کی پشت کو تھامتی" بیٹھتی چلی گئی۔

"مجھے لگا تھا آپ بچھو ہیں جو راستے میں آنے والی ہر چیز کو ڈنگ مارتا ہے لیکن میں غلط تھی بہت غلط آپ بچھو نہیں سانپ ہیں سانپ۔ میں سوچتی تھی کہ آپ صرف اپنی اولاد سے اپنی دولت اور نام چھین سکتے ہیں مگر میں کتنی غلط تھی آپ تو ان کو کھا بھی سکتے ہیں آپ نے پہلے اپنے بڑے بیٹے کو گھر سے بھاگ جانے پر مجبور کیا وہ چند پیسوں کے عوض نوکریاں کرتا رہا ہے میں نے اسے کام کے دوران ذلت اٹھاتے دیکھا ہے پھر آپ نے اپنی بیٹی کو سب چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا یہاں تک کہ اس نے دنیا سے اپنا رابطہ ہی توڑ لیا جن پیسوں سے آپ نے ان کو پڑھایا ان ڈگریوں کو استعمال کر کے آپ کی اولاد اپنے لیے ایک ٹکا کمانا نہیں چاہتی آپ نے ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اس لیے نہیں کہ آپ کو ان پر رحم آ گیا بلکہ اس لیے کہ آپ چھوٹے چھوٹے شکاروں سے اپنا پیٹ بھرنا نہیں چاہتے تھے آپ تو بڑے شکار کی تیاری کر رہے تھے آپ اپنی سب سے پیاری اور سب سے مشکل اولاد کو زندہ نگلنے کی تیاری میں بھوک ہڑتال کر رہے تھے تاکہ اسے کھانے کے دوران آپ کے پیٹ میں جگہ کم نہ پڑ جائے آپ بہت پہلے سے ہماری شادی کے بارے میں جان گئے تھے لیکن خاموش رہے اور شکار کو ماپتے رہے جانچتے رہے کہ آپ کو پہلا وار کہاں کرنا ہے کس جگہ سے کڑی توڑنی ہے اور کونسا حصہ پہلے نگلنا ہیں آپ وہ سانپ ہیں جس کو اس کی اپنی اولاد نے اپنا خون پلا پلا کر پالا ہے پر آپ نے اچانک سے ان کا خون پینا چھوڑ دیا کیونکہ اب آپ کو ان کا گوشت چکھنا تھا ان کی بوٹیاں نوچنی تھیں" یہ سب کہتے ہوئے اس کا سانس دھونکنی کی مانند چلنے لگا اور وہ زار و قطار رونے لگی وہ بول نہیں رہی تھی سامنے بیٹھے شخص کو آئینہ دکھا رہی تھی وہ آئینہ جس کو دکھانے کی جرأت آج تک کسی نے نہیں کی تھی وہ اسے سانپ کہہ رہی تھی اور وہ سن رہا تھا کیونکہ ہار تو وہ پہلے ہی چکا تھا اب بس اس ہار کا اعلان کرنا باقی تھا جو سب سے مشکل امر تھا۔

"آپ چاہیں تو میرے پاس موجود رقم بھی لے لیں لیکن آج کے بعد اسے اپنی اولاد نہ کہیے گا آپ کو جان لینی ہے نہ میری لیں لیں لیکن اس کے اٹھ جانے پر اسے پر بیٹا کہنے کا ظلم مت کیجئے گا وہ سب برداشت کر جائے گا لیکن یہ نہیں

جو آپ نے کر ڈالا ہے آپ نے اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی ماں کو حادثے کی نظر کر دیا اور پھر اس بات کو دوہراتے ہوئے آپ نے مجھے اس کی آنکھوں کے سامنے مرنے کے لیے چھوڑ دیا اب آپ کچھ اور مت کریئے گا میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں اس پر نہیں تو اپنے بڑھاپے پر رحم کریں آج آپ کو کوئی موذی بیماری ہو جائے تو آپ دنیا میں کیا چھوڑ کر جائیں گے آپ خود پر اتنا رحم کریں کہ وہ آپ کے نام کے ساتھ باپ کو لفظ استعمال کرنا نہ چھوڑ دیں" اس نے جھکتے ہوئے اپنا سر زمین پر جھکا دیا اگر اس میں تھوڑی سی ہمت اور ہوتی تو وہ یہ سر اس کے پیروں میں بھی رکھ دیتی۔

اسے لے جاؤ یہاں سے "انہوں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا اس نے عورت کو ہر روپ میں اکھڑ اناوالی پایا تھا لیکن" یہ عورت کا کون سا روپ تھا کہ وہ ایک باپ سے بیٹے کے لیے رحم مانگ رہی تھی۔

واپس آتے ہوئے وہ پھولوں کی دکان کے سامنے رک گئی اسے اپنا گزرا ہوا جنم دن یاد آیا جب وہ اسے دنیا کی ہر چیز خرید کر دینے کا کہہ رہا تھا سوائے پھولوں کہ اور وہ بضد تھی کہ اسے پھول ہی چاہیے۔ ھدیٰ جب ناراض ہو گئی تو وہ اس کو سمندر کنارے لے گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وعدہ کیا کہ وہ اس سمندر میں موجود آئی لینڈ پر اس کی ایک بار کی گئی خواہش کے مطابق گھر بنا دے گا لیکن بدلے میں وہ اسے کبھی پھول خرید کر دینے کا نہ کہے۔ اس کی بات اور ڈیل پر ھدیٰ حیران ہی تو رہ گئی تھی اس ڈیل میں سراسر نقصان اس کا تھا لیکن وہ اس نقصان کو اٹھانا چاہتا تھا تاکہ وہ اس سے ناراض نہ ہو۔

پھول تو اتنے خوبصورت ہوتے ہیں قدرت کے قریب ترین بھی پھر آپ انہیں پسند کیوں نہیں کرتے؟" اس کی بات پر ھدیٰ نے سوال کیا۔

تمہیں کس نے کہا کہ مجھے پھول پسند نہیں مجھے وہ بہت پسند ہیں لیکن میں وہ تمہیں خرید کر نہیں دے سکتا" مصعب کے لہجے میں افسوس ہی افسوس تھا کہ وہ اس کی کسی فرمائش پر مسلسل انکار کر رہا ہے لیکن یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی وہ فصیح کو ھدیٰ کے بالوں میں پھول لگاتا دیکھ چکا تھا اور اس کے بعد اس نے کبھی پھولوں کو ہاتھ نہیں لگایا تھا اسے لگا تھا کہ اگر وہ پھول دے گا تو اسے ان کے ساتھ کانٹے بھی دینے پڑے گے اور وہ ہرگز یہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کیوں؟" وہ ایک بار پھر حیران ہوئی۔"

بس ایسے ہی۔ تمہارے بال بڑے ہو رہے ہیں" اس نے بات کو ٹالا اور ھدیٰ نے بھی سوال بدل دیا ابھی نہیں تو کبھی نہ کبھی وہ یہ راز بھی جان ہی جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا جب اس نے ھدیٰ کو اپنی جانب آتے دیکھا اور رک گیا آخری بار وہ اس سے تب ملا تھا جب اس نے اپنے آفس کی انوگریشن کی تھی اسے بالکل توقع نہیں تھی کہ کوئی اس کے اتنے اہم دن پر بھی ان حالات میں آئے گی لیکن وہ آئی تھی اور آج پھر وہ ہی آئی تھی۔

کافی؟" اس نے اسے آفس کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر آنے کا کہا وہ ایک بلڈنگ کی بیسمینٹ میں بنا ہوا آفس تھا" جب وہ پہلے یہاں آئی تھی تب اس کی حالت اتنی بہتر نہیں تھی لیکن اب کافی تبدیلی آچکی تھی نیا اور اچھا فرنیچر اپنی جگہ بنا چکا تھا اور کچھ نئے لوگ بھی ادھر ادھر آتے جاتے نظر آرہے تھے۔

اوکے" وہ چلتی ہوئی میز کے اس طرف موجود کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔"

تم ٹھیک ہو؟" وہ سربراہی کرسی پر بیٹھنے کی بجائے اس کے ساتھ والی کرسی کو کھینچ کر بیٹھا۔"

اب ہو گئی ہوں" اس کی آواز بالکل ہلکی تھی جیسے وہ رو تی رہی ہو۔"

"میں نے اسے کسی بات پر گھبراتے ہوئے نہیں دیکھا کبھی بھی نہیں چاہے وہ جتنی بڑی بات بھی ہو لیکن وہ تمہارے آنسوؤں پر گھبرا گیا تھا اس دن مجھے پتہ چلا کہ وہ انسان ہی ہے ورنہ تو ہم اسے بت کہتے تھے" بات کرتے ہوئے وہ مسکرانے لگا جیسے اس دن کو یاد کر رہا ہو۔

"مجھے یقین نہیں کہ ایسا کچھ ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اسے پہلے دن ہی ہاسپٹل کے بستر سے اٹھ جانا چاہیے تھا" ھدیٰ مصعب کو ناراضگی نہیں دکھا سکتی تھی اس لیے اس کے قریب ترین شخص کو دکھا رہی تھی۔

"اسے جب کبھی بھی ٹرامیٹک اٹیک آتا تو وہ مجھے کہتا تھا کہ ان دنوں کو میرے آرام کے دن سمجھ لیا کرو۔ وہ میرے ساتھ کافی عرصہ ایک ہی گھر میں رہا ہے میں نے اسے پوری پوری رات کام کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لیے اب اس کی اتنی چھٹی تو بنتی ہے اس عرصے کو تم بھی اس کی چھٹی ہی سمجھو" وہ اسے کسی نہ کسی طرح تسلی دینا چاہتا تھا حالانکہ سامنے بیٹھی لڑکی جتنی ہی تسلی کی ضرورت اسے بھی تھی۔

"تم تو اس کی سیکیورٹی کا بہت خیال رکھتے تھے اگر تم ہوتے تو ایسا نہیں ہوتا نہ" وہ کہنے کے ساتھ ہی چہرے پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اسے اس طرح روتے دیکھ کر جیک نے اپنے لب بھینچ لیے کتنا مشکل ہو جاتا ہے نہ کسی ایسے کو روتے دیکھنا جس کے آنسوؤں کو دیکھ کر کبھی آپ نے اپنے کسی پیارے کی جان مٹھی میں آتی دیکھی ہو۔

اس کے حصے کے حادثے کو تم نے اپنے نام کر لیا اس سے زیادہ سیکیورٹی کا خیال تو میں بھی نہیں کر سکتا" ھدیٰ کو لگا وہ کچھ نہیں جانتا پر ایسا کیسے ممکن تھا وہ سب جانتا تھا۔

کیا فائدہ ہوا اسکا۔ مجھے شادی کے لیے ہاں ہی نہیں کرنی چاہیے تھی بلکہ اسے مجھے پرپوز ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تم" تو سب جانتے تھے کہ میرا اور اس کا ساتھ رہنا ممکن نہیں تو تم نے کیوں نہیں روکا اسے" وہ مسلسل اپنے ہاتھوں کو رگڑ رہی تھی اور آنسو اس کی آنکھوں سے ایسے جاری تھے جیسے کبھی رکے گے ہی نہیں۔

ہہہ! تم نہیں جانتی اس نے اس لڑکے کو تم سے ملنے سے روکنے کے لیے کتنے جتن کیئے تھے جس کو تمہاری دوست ایما" نے بھیجا تھا وہ تم سے ملنا چاہتا تھا لیکن جھوٹ بول کر نہیں۔ میں اسے روک دیتا اگر اس نے یہ فیصلہ چند دنوں میں کیا ہوتا اسے پانچ سال لگ گئے پہلے تو تم شادی شدہ تھی پھر جب قسمت اس پر مہربان ہوئی تو میں کیسے روک دیتا۔ میں یہ جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا" اس کی بات ختم ہونے تک ھدیٰ نے حیرانگی بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا جیسے اس نے کوئی انوکھی بات کر دی ہو۔

ہاں وہ پچھلے پانچ سال سے تمہیں جانتا ہے جب تم پاکستان میں ائیر پورٹ پر بے ہوش ہو گئی تھی تو اس نے ساری" کانفرنس سر پر اٹھا دی تھی اس وقت اس کانفرنس میں کوئی لڑکا ائیر پورٹ پر بیٹھا کانفرنس اٹینڈ کر رہا جس کے پیچھے تم بیٹھی نظر آ رہی تھی پھر کیا ہوا ہو گا یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں" جیک نے بتاتے ہوئے اس لمحے کو یاد کیا۔

"آج مجھے سمجھ آیا میں کیا کر چکی ہوں۔ میں وقت کی بے قدری کر چکی ہوں وہ کتنے مہینوں سے میرے ساتھ مگر میں نے اس اچھے وقت کو اپنے قدموں کی ٹھوکر پر رکھا وہ کتنے سالوں سے اسی شہر میں تھا لیکن میں نے اپنی آنکھیں بند رکھیں اسی لیے اب وقت پر بھی میری بے قدری واجب تھی وہ کب کسی کے کے نخرے اٹھاتا ہے وہ تو چپکے سے آتا ہے اور ویسے ہی ایک دن سامان باندھے چلا جاتا ہے وہ ہمیں اسے روکنے کی مہلت ہی نہیں دیتا لیکن ایک کام وہ ہمیشہ کرتا ہے اپنے پیچھے اپنی بے قدری کرنے والوں کے لیے پچھتاوے چھوڑ جاتا ہے میرے لیے بھی تو چھوڑ گیا ہے دیکھو تو ذرا میرے دامن میں بس پچھتاوے ہی تو ہیں" اس نے آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا اور مسکرا دی کیونکہ ہم سب سے لڑ سکتے ہیں یہاں تک کے قسمت سے بھی پر ہم وقت سے نہیں لڑ سکتے اس لیے اب اسے رونے دھونے کی بجائے چپ چاپ انتظار کرنا تھا وقت کے دوبارہ مہربان ہونے کا۔

"تم بھی تو کر رہے ہو وقت کی بے قدری کیا مجھے دیکھ کر تمہیں ڈر نہیں لگا کہ اگر تمہاری تھیلی میں وقت کے سکے کم پڑ گئے تو تم بھی میری طرح رہ جاؤں گے خالی ہاتھ پچھتاؤں کی سلیں اٹھائے پھرو گے اور کوئی کچھ نہیں کر پائے گا جس طرح تم اس وقت اپنے ہاتھ بندھے محسوس کر رہے ہو اس طرح تم اپنی مدد کے لیے دوسروں کے ہاتھ ہمیشہ بندھے پاؤ گے اگر تم نے اس بادشاہ کو ناراض کیا تو تمہیں سولی پر بھی موت نہیں آئے گی اور مرنے کے بعد بھی یہ بے رحم بادشاہ تم پر مہربان نہیں ہو گا" وہ کرسی کی پشت کا سہارا لے کر اٹھی اور قدموں کو گھسیٹتی ہوئی باہر نکل گئی لیکن اپنے پیچھے وہ کسی کو ڈرا آئی تھی موت سے بھی زیادہ بے رحم چیز کی جھلک دکھا آئی تھی جیک کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا یہاں تک کے اس نے ایک ایک کر کے اپنی شرٹ کے سارے بٹن کھول ڈالے مگر کہیں سے بھی ہوا نصیب نہیں ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چھ ماہ بعد

وہ سفید رنگ کے ہاسپٹل گاؤن میں ملبوس ارد گرد سے بے خبر آنکھیں بند کیئے پڑا ہوا تھا جب پسینے کا ایک قطرہ اس کی کن پٹی سے بہتا ہوا کان کی طرف حرکت کرنے لگا اس نے آنکھیں کھولنی چاہی لیکن دھوپ اتنی تیز تھی کہ وہ چاہنے کے باوجود بھی دونوں آنکھوں کو ایک ساتھ کھول نہیں پایا ہاتھ کا چھجا بنا کر ماتھے پر رکھا اور پہلے دائیں آنکھ کھولی اور پھر آہستہ آہستہ بائیں اسی وقت اس کے قدموں میں ہلکے پیلے رنگ کا غبارہ آ کر گرا اس سے پہلے کے وہ مڑتا ایک جانی پہچانی آواز نے اس کے قدموں کو جکڑا۔

معصب! اٹھاؤ نہ رک کیوں گئے جلدی کرو ہمیں ٹیکسی لینی پڑے گی" ایک پینتیس سالہ خاتون اسے پکار رہی تھی وہ" دونوں سڑک کنارے کھڑے تھے جب اس کے ہاتھ سے غبارے کی ڈوری چھوٹی اور وہ اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ وہ؟ وہ تو اس کی ماں تھی تو کیا یہ مجھے آواز دے رہی ہیں؟ لیکن؟ اس نے سوچتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو چہرے کے سامنے لاتے ہوئے دیکھا وہ کسی سات سالہ بچے کے ہاتھ ہر گز نہیں تھے پھر اس نے اسے خواب سمجھ کر منہ پر ہاتھ پھیرا کہ شاید ایسا کرنے سے منظر بدل جائے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا وہ ایک جوان لڑکا تھا اور اس کی ماں اسے دیکھ کر جلدی آنے کا

اشارہ کر رہی تھی وہ اس وقت حیدر آباد کی سڑک پر سخت دھوپ میں کھڑے بس کا انتظار کر رہے تھے آج ماں نے کہا تھا کہ وہ اسے اس کے والد سے ملوانے لے جا رہی ہے اس لیے وہ تھوڑا افسردہ تھا وہ بچپن میں جب بھی کوئی ضد کرتا تو اسے یہ ہی دھمکی دی جاتی تھی کہ اسے اس کے والد کے پاس بھیج دیا جائے گا وہ والد سے ملنا چاہتا تھا ان کے ساتھ رہنا چاہتا تھا پر اس صورت میں نہیں کہ ماں کو چھوڑنا پڑے اس لیے آج بھی اسے احتیاط کرنی تھی کہ اس سارے عرصے میں ماں کو اس کی کوئی بات بری نہ لگ جائے اور وہ اسے ابا کے پاس نہ چھوڑ آئیں۔

تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا؟ کیا تم روئے ہو؟ تم جوان ہو گئے ہو اور اب بھی بات بے بات روتے ہو؟" انہیں اس کی " آنکھوں کے نیچے موجود حلقوں کو چھونے کے لیے ذرا سی ایڑھیاں اونچی کرنی پڑی تھیں۔

اماں! اماں! آپ کہاں تھی میں نے آپ کو کتنا مس کیا" وہ یہ کہتے ہوئے ان سے لپٹ گیا۔"

میں نے کہاں جانا ہے یہی تو تھی صبح سے تمہارے سامنے اور اتنی گرمی میں چمٹے کیوں جا رہے ہو ایسے لاڈ سردیوں کے " لیے سنبھال رکھو" انہوں نے اسے خود سے علیحدہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

پھر دونوں ماں بیٹے نے ٹیکسی لینے کے لیے سڑک پار کی اور منظر بدل گیا جہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے سورج سوا نیزے پر تھا وہاں اب مٹیالے بادل نظر آ رہے تھے وہ ایک بہت عالی شان محل کی راہداری تھی جہاں اس کی ماں اسے لے آئی تھی پھر اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا جس کو تھامتے ہوئے نوکر اسے ایک کمرے کی طرف لے جانے لگا وہ مڑ مڑ کر ماں کو

دیکھتا رہا جلد ہی راہداری ختم ہو گئی اور اسے ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں چالیس سال سے اوپر کا مرد آرام کرسی پر جھول رہا تھا اندھیرے کی وجہ سے اس کا چہرہ چھپا ہوا تھا لیکن اس کے سگار کا لال انگارہ اس کی وہاں موجودگی کا ثبوت تھا۔

اس کی ماں کو کہو کہ وہ جا سکتی ہے اس کو مزید کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائے گی" ٹھنڈے لہجے میں بولا جانے والا یہ" فقرہ انگریزی زبان کا عجیب لہجہ لیے ہوئے تھا لیکن اسے پتہ چل گیا کہ حکم اس کی ماں کے لیے دیا گیا ہے وہ انہی پاؤں پلٹا اور کمرے سے بھاگتا ہوا نکل گیا اگر اس کی ماں اسے یہیں چھوڑ کر اکیلی واپس چلی گئی تو؟ اس کے ارد گرد ڈر ڈیرہ ڈال چکا تھا اس وقت اسے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ وہ پچھلے چھ ماہ میں کتنی بار ماں کو کہہ چکا تھا کہ وہ بابا کی تصویر ہی اسے دکھا دیں اور اب جب اس کا باپ خود سامنے موجود تھا تو یہ خوشی ماں کے بچھڑ جانے کے ڈر کے نیچے دب گئی تھی پھر دروازے سے باہر آتے منظر بدلا اور اس نے خود کو ایک بڑی سڑک کے وسط میں بیٹھے زارو قطار روتے پایا اس کی نظروں کے سامنے اس کی ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا اور سڑک کا آدھا حصہ خون کے رنگ میں رنگ چکا تھا جس گاڑی سے تھوڑی دیر پہلے اس کی ماں ٹکرائی تھی پچھلے دو دنوں سے وہ اس گاڑی کو اس محل کی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں کھڑا دیکھ رہا تھا اتنی سی عمر میں بھی وہ یہ سمجھ گیا کہ وہ حادثہ نہیں تھا صرف اور صرف اس کی کسٹڈی لینے کے لیے اس کی ماں کو مار دیا گیا تھا۔

تم پھر رو رہے ہو؟ کب بڑے ہو گے تم؟" اس کی ماں نے ہاتھ پکڑ کر اسے سڑک کے بیچ سے اٹھایا اور وہ کھڑے" ہوتے ہوئے پنیسٹرٹ کے بازوؤں سے ہی آنسو صاف کرنے لگا۔

مجھے رونے والے بچے اچھے نہیں لگتے اپنے دوست کو دیکھو وہ تو نہیں رو رہا" انہوں نے ساتھ چلتے دوسرے لڑکے کی" طرف اشارہ کیا۔

یہ میرا دوست نہیں ہے؟" اس نے لڑکے کو پہچاننے کی کوشش کی پر پہچان نہ پایا۔"

اچھا مجھے لگا تم نے دوست بنالیا ہے ویسے تمہیں ایک آدھا دوست بنالینا چاہیے" انہوں نے اپنی توقع پر پانی پھرتے" ہوئے دیکھ کر مشورہ دیا۔

کس کو دوست بناؤں؟ اس لال آنکھوں اور پیلے دانتوں والے جیمز کو یا اس دو پونیوں والی چھوٹی آفت ایلِس کو؟""" اس نے منہ بسورتے ہوئے ماں سے مشورہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں کو یاد کر کے مسکرانے لگا جن کو ابھی اس محل میں آئے چند دن ہوئے تھے ویسے تو وہ اپنے بورڈنگ میں ہوتے تھے لیکن ان چھٹیوں میں انہیں گھر آنے کا حکم دیا گیا تھا۔

وہ تمہارے بہن بھائی ہیں میں دوست کی بات کر رہی ہوں۔ کیا تم یونیورسٹی نہیں جاتے؟" انہوں نے اس کے قد" کاٹھ کو دیکھ کر تصدیق کی۔

میں چھ سال پہلے اپنی تعلیم مکمل کر چکا ہوں" اس نے ہنستے ہوئے ماں کی کم علمی کا اظہار کیا۔ یہ کون سی جگہ تھی جہاں" سال لمحوں میں گزر رہے تھے وقت کی کوئی لگام نہیں تھی وہ بھاگے ہی چلا جا رہا تھا وہ دونوں ماں بیٹا چلتے ہوئے ایک پارک میں بنے بینچ پر بیٹھ چکے تھے۔ پھر اسے جیک یاد آیا اور وہ ماں کو بتانے لگا کہ وہ دوست بنا چکا ہے۔ وہ ان کی گود میں سر رکھے ایک آنکھ بند کیئے بادلوں کے کناروں کو انگلی کی مدد سے ڈرا کر رہا تھا۔

تمہاری ایک دوست میرے پاس آئی تھی اس نے تمہارا نام لیا مجھے پھول دیئے اور چلی گئی۔ اس کا نام پوچھنا تو مجھے یاد" ہی نہیں رہا اور میں بھی اسے کچھ دینا چاہتی تھی پھول تو قدرت کے قریب ترین ہوتے ہیں نہ مجھے بھی اسے پھول ہی دینے چاہیے" انہوں نے جھک کر گیلی جگہ میں اگے ہوئے بنفشی رنگ کے پھولوں کا ایک گچھا بنایا اور مصعب کی طرف بڑھایا۔

میری دوست؟ میری تو کوئی دوست نہیں؟" اس نے گچھا پکڑتے ہوئے سوچنے والے انداز میں ماتھے پر بل ڈالے۔"

اس نے مجھے اپنا نام بتایا تھا پر مجھے یاد ہی نہیں رہا تم یاد کرو شاید کوئی دوست ہو" انہوں نے جواب دیتے ہوئے سڑک" کے پار موجود ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کیا اور وہ دونوں کھانا کھانے چل دیئے لیکن اس سب کے دوران بھی اسے اپنی کوئی دوست یاد نہیں آئی۔

تمہارے ابا کیسے ہیں تم ان کا کہا مانتے ہو نہ؟" انہوں نے اپنا چمچ پلیٹ میں رکھتے ہوئے پوچھا اور اسے یاد آیا کہ وہ آج تک ان کا کہا ہی تو مانتا آیا تھا۔

میں ان سے نفرت کرتا ہوں پر اتنی نہیں جتنی کبھی آپ نے ان سے محبت کی تھی۔ آپ فکر نہ کریں میں جان گیا ہوں کے محبت ہو جائے تو میرے باپ جیسا درندہ بھی انسان لگنے لگتا ہے پھر ہمیں محبوب کی کوئی خامی نہیں لگتی آپ کو بھی بس ان سے محبت ہو گئی تھی تبھی تو آپ ان کو دوسری عورت کے ساتھ دیکھ کر بھی خاموش رہی۔ میں اس وقت آپ کے دکھ کو جان نہیں پایا مگر اب جب میں نے یہ سب دوبارہ بالکل ویسے ہی کسی اور کے ساتھ ہوتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ آپ چپ چاپ انہیں چھوڑ کر کیوں چلی گئی تھی یہاں تک سب ٹھیک تھا بس انہیں واپس آکر میرے لیے آپ کے ساتھ وہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا" آنسو دوبارہ اس کی آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔

تم تو سچ میں بڑے ہو گئے ہو اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے" شاید ماں ماضی کے جھمیلوں میں نہیں پڑنا چاہتی تھی یا صرف اس کے ساتھ اس کے بارے میں ہی بات کرنا چاہتی تھی اگر ایسا تھا تو وہ بھی تو بائیس سالوں سے یہ ہی چاہتا تھا صرف اور صرف اپنی اماں سے باتیں کرنا تو آج یہ خواہش بھی پوری ہو گئی۔

شادی" وہ شادی کے نام پر سوچ میں پڑ گیا۔"

ڈیڈ کی اور آپ کی شادی کو دیکھ کر میں کبھی شادی کے حق میں نہیں رہا۔ہاں۔مجھے یہ سوچنا بھی نہیں چاہیے ہر خون کی ایک تاثیر ہوتی ہے میں کسی لڑکی کہ ساتھ وہ نہیں کرنا چاہتا جو ڈیڈ نے آپ کے ساتھ کیا"اس نے آئس کریم کا چمچ بھر کے منہ میں ڈالا لیکن چمچ اس کے منہ میں ہی رہ گیا کوئی اسے آدھی رات کو بستر سے اٹھا کر آئس کریم کھانے کا کہہ رہا تھا پر وہ کون تھا یہ وہ جان نہ پایا۔

ریسٹورنٹ میں کب سے گٹار بج رہا تھا لیکن اس نے اب کی بار الجھ کر گٹار بجانے والے کو دیکھا کچھ تھا جو ادھورا تھا پھر اس نے اسی لڑکے کی جگہ ایک اکیس بائیس سالہ لڑکی کو گٹار بجاتے دیکھا اس کے ڈارک براؤن بالوں نے اس کے چہرے کو چھپا رکھا تھا اور یہاں سے صرف اس کی پشت نظر آتی تھی پھر وہ بیٹھے بیٹھے فٹ بال سٹیڈیم پہنچ گیا وہ وہاں بھی موجود تھی اس نے اسے ایکسلیٹر پر چڑتے دیکھا لیکن اس سے پہلے ایک لڑکے کو اس کے بالوں میں پھول لگاتے وہ ہوٹل کی لابی میں کھڑی اس سے لڑ رہی تھی اور آخر میں اس نے اسکا فون توڑ دیا وہ ایک ویڈیو کانفرنس میں تھا جب ائیر پورٹ پر بیٹھے ایک میمبر کے بالکل پیچھے اسے وہ بیٹھی نظر آئی سکرین چھوٹی تھی پر وہ اسے پہچان گیا تھا وہ ھدیٰ تھی وہ چکرا کر زمین پر گر گئی تو وہ اس میمبر کو اسے ہاسپٹل لے جانے کا کہنے لگا وہ اس سے اتنی دور تھا کہ انجان بندے سے مدد مانگنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ لڑکا مان گیا اور اسے ہاسپٹل لے گیا پھر ڈاکٹر سے مصعب کی بات کروائی جب اسے تسلی ہو گئی کہ وہ ٹھیک ہے تو وہ اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا لیکن اس سے پہلے ہی اسے کینڈا جانا پڑا چند دنوں بعد جب وہ واپس آیا تو وہ ہمیشہ کی طرح غائب ہو چکی تھی پھر منظر بدلا اور اس نے اسی لڑکی کو اپنے گھر میں چلتے پھرتے پایا اور یہ سب یاد آتے ہی اس نے اپنی ماں کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو غور سے دیکھا۔

بچپن میں اس نے سن رکھا تھا کہ جب آپ مرتے ہیں تو آپ کی روح کو آپ کے عزیز و اقارب لینے آتے ہیں تو کیا اس کی ماں اس لیے اس کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لے جا رہی تھی؟ کیا وہ مر گیا تھا یا مر رہا تھا؟ پر ابھی تو اس نے اپنی بیوی کے ساتھ بہت سا وقت گزارنا تھا ایک گھر بنانا تھا اپنی اولاد کے لیے اپنے ڈیڈ سے اچھا ڈیڈ بن کر دکھانا تھا ابھی تو ایلِس کو گھر واپس لانا تھا جیک کو بھی تو دو چار لگانی تھی اور جیمز جس نے اس کی بیوی کو پرپوز کرنے کی جرأت کی تھی اسے بھی تو سبق سکھانا تھا ابھی تو بہت کچھ تھا کرنے والا۔

چلو!" انہوں نے مٹیالے سے رنگ کی بنی لمبی سڑک پر قدم رکھتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔"

کہاں؟ ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے ماں کے پیچھے موجود سڑک کو دھویں میں ڈوبتے پایا جیسے وہ تحلیل ہو رہی ہو۔"

جہاں ہمیں ہمیشہ سے جانا تھا۔ جہاں تمہیں مجھ سے کوئی چھین نہیں پائے گا" وہ اسے اپنے پیچھے کھینچنے لگی مگر اس نے" اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔

جو آپ سے پھول لے کر ملنے آئی تھی وہ میری بیوی ہے اماں" اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں آنسو" تھے اسے یاد آ گیا تھا کہ کون ماں کے پاس پھول لے کر گیا تھا۔

مصعب!"ماں نے حیرانگی سے بیٹے کی طرف دیکھا۔"

ہاں ماں وہ بیوی ہے میری مجھے اس کے پاس جانا ہو گا پھر یہ پھول بھی تو دینے ہیں اسے آپ نے ہی تو دیئے تھے" تھوڑی دیر پہلے "اس نے پھولوں کو بہانا بنایا تا کہ ماں کو برا نہ لگے کہ اس نے ان کے ساتھ جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ہاں پر یہ پھول تم میرے ساتھ جانے کے بعد بھی تو دے سکتے ہو جیسے میں تمہیں دینے آئی ہوں "ماں نے دوبارہ اس کا ہاتھ تھاما۔

اماں مجھے یہ پھول ہر سال اسے دینے ہیں میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا" اس نے دوبارہ ہاتھ چھڑایا۔"

ٹھیک ہے۔خوش رہنا اور برا کرنے والوں کو معاف کر دینا کیونکہ دوسروں کو معاف کر دینا ہی اس سفر کو آسان بناتا" ہے "انہوں نے اپنے پیچھے موجود رستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

آپ بھی خوش رہیے گا ہم کسی دن پھر ملے گے جب میں اپنے حصے کی زندگی جی لوں گا" اس نے الوداعی انداز میں" ہاتھ ہلایا اور ماں کو مڑتے ہوئے دیکھا وہ ان کے ساتھ جانا چاہتا تھا ان سے ملنے کے لیے وہ زندگی کے دن مشکل سے

پورے کر رہا تھا لیکن ھدیٰ کے اس کی زندگی میں آجانے کے بعد پہلی بار اس نے جینا چاہا وہ جینا چاہتا تھا اور اپنی پوری عمر جینا چاہتا تھا پھر چاہے یہ کتنا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو وہ اسے ہنستے روتے غصہ کرتے حیران ہوتے سب کرتے دیکھنا چاہتا تھا۔

اماں" اس نے جاتی ہوئی ماں کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور ان کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا جیسے وہ آج ان سے جدا ہوا ہو جیسے پچھلے بائیس سال اس کی زندگی میں آئے ہی نہ ہو" وہ پلٹا اور اس نے کھلے آسمان کی بجائے خود کو ایک چھت تلے لیٹے ہوئے پایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سکول جانے لگی تھی ساتھ میں اس نے سٹوڈیو کو کام بھی شروع کر دیا تھا یہ واحد ذریعہ تھا کم وقت میں زیادہ پیسے کمانے کا اسے اس وقت پیسوں کی ضرورت تھی وہ کوئی معمولی ہاسپٹل نہیں تھا اور اس میں بھی مصعب وی آئی پی پیشنٹس کی لسٹ میں اول نمبر پر تھا ولیم نے اسے کئی بار اس کی ہٹ دھرمی پر ڈانٹا مگر وہ کسی کی ایک نہیں سن رہی تھی اس لیے سب نے اسے تھک ہار کر اس کے حال پر چھوڑ دیا اس کام کے ساتھ ساتھ وہ ایک اور کام کر رہی تھی جس کا اندازہ فل حال کسی کو نہ تھا یہ سب کرتے ہوئے وہ ایک بار بھی ہاسپٹل میں اسے دیکھنے نہیں گئی کیونکہ اگر وہ اسے دیکھنے جاتی تو یہ سب کرنے کا حوصلہ نہ کر پاتی۔ جب تک وہ ہاسپٹل جاتی رہی تب تک وہ روز اس کے کان میں جھک کر

سرگوشی کرتی جس کو اگر سویا ہوا شخص سن لیتا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوتا بھاگنے لگتا ساری دنیا کو اکھٹا کر لیتا لیکن وہ سن ہی تو نہیں رہا تھا اب اسے ساڑھے چار ماہ ہو گئے تھے اس کا چہرہ دیکھے آخری دفع اس کے کان پر جھکتے ہوئے وہ اسے دھمکی دے آئی تھی کہ وہ مزید اس کے ناز نہیں اٹھا سکتی اب جب وہ اٹھے تو اسے خود ہی اس کے پاس آنا ہو گا اب وہ مزید ایک لمحہ بھی اس کی خاموشی برداشت نہیں کر سکتی اس نے سنا نہیں لیکن وہ اسے سنا آئی تھی۔

کی حال اے؟" کال اٹینڈ کرتے ہی اس سے عجیب لب و لہجے میں سوال کیا گیا وہ اسٹیف تھا جس کی یونیورسٹی میں" ایک پاکستانی پنجابی لڑکے سے دوستی ہو گئی تھی اور اس نے اس سے اردو سیکھنی شروع کر دی تھی یہ جانے بغیر کے وہ باندر اسے پنجابی سکھا رہا ہے اردو تو شاید لاہوریوں کو خود بھی پوری نہیں آتی۔

میں ٹھیک ہوں لیکن تمہیں اپنے اردو کے بھوت کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے" ھدیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا اسے" یاد آیا جب اس نے مصعب کو پہلی بار اردو بولتے ہوئے سنا تھا اس کا لہجہ اس قدر صاف تھا کہ ھدیٰ اپنی کم عقلی پر افسوس کرتی ہوئی دوبارہ اس بارے میں اس سے بات ہی نہ کر پائی۔

یہ بھوت میں واپس آتے ہوئے اپنے ساتھ لاؤں گا پھر آپ اسے ٹھیک کر دیے گا" اسٹیفن نے دوبارہ سے اپنی جون" میں آتے ہوئے کہا۔

جب وہ جاگے تو سب سے پہلے آپ میری بات کروائیں گی ان سے۔ اچھا" اس نے اپنی بات کی تصدیق چاہی۔"

میں تمہیں کور ئیر ہی کر دوں گی پورا کا پورا بس وہ ایک بار اٹھے تو صیح" ھدیٰ کی آواز میں نہ چاہتے ہوئے بھی نمی گھل" گئی جس کو محسوس کرتے ہوئے اسٹیف نے اسے اپنی باتوں میں لگا لیا اسے یونیورسٹی میں ہونے والے نت نئے ہنگاموں سے آگاہ کیا اور نت نئی قسم کے اساتذہ سے بھی جن کو سن کے وہ دوبارہ سے مسکرانے لگی زندگی کا یہ دور اس قدر خوبصورتی لیے ہوتا ہے کہ اس کا جب بھی ذکر کیا جائے انسان خود کو ان لمحات میں ڈوبنے سے روک نہیں سکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کوئی اوپن ائیر کنسرٹ تھا جن میں اسے اپنے کریو کہ ساتھ پرفارم کرنا تھا لیکن جب اسے پتہ چلا کہ سنگر انڈیا سے ہے تو اس نے پرفارم کرنے سے معذرت کر لی تھی اگر وہ لوگ اس معاملے میں اتنے کرخت ہیں کہ ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کام نہیں کریں گے تو ہمیں بھی مروت چھوڑ کر ایک بار اعلان کرنا ہو گا پھر خود ہی فیصلہ ہو جائے گا کہ یہ کس کا کام ہے اور کس کو ساجے گا۔ وہ پرفارم نہیں کر رہی تھی لیکن کریو کہ ساتھ اس وقت وہاں آئی ضرور تھی ابھی کافی وقت تھا اس لیے کافی دور موجود کسی بلڈنگ کی سیڑھیوں پر بیٹھی ان کو پریکٹس کرتے دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا اندازہ ہوا کوئی سفید کپڑوں میں ہاتھ میں بنفشی پھول لیے بیٹھا تھا وہ بنا مڑے بھی بتا سکتی تھی کہ وہ کون ہے۔

آپ تو کبھی مجھے پھول نہیں دینے والے تھے؟“ اس نے بنا مڑے ہلکی آواز میں شکوہ کیا۔”

میں تمہاری طرح پتھر دل تھوڑی ہوں کہ فیصلہ کرلوں تو پلٹ نہ پاؤں“ اس نے اس کے اتنے مہینوں ہاسپٹل نہ آنے کا شکوہ کیا۔

پتھر دل کون ہے یہ تو ہم دونوں ہی جان چکے ہیں“ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تو یہ اس کا خواب نہیں تھا وہ” سچ میں آگیا تھا اسے آنا ہی تھا اور وہ آگیا۔

کیا ماں کی قبر کے آس پاس یہ پھول اگے ہیں؟“ اس نے پھولوں کو آگے کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا اب کی بار” اسے پلٹ کر ایک سیڑھی اوپر بیٹھے مصعب کو دیکھنا ہی پڑا اس نے ہاسپٹل کا لباس ہی پہن رکھا تھا اور پاؤں میں جوتے بھی وہیں کے تھے یہاں تک کہ وہ جلدی میں گاؤن کی شرٹ کے اوپری بٹن بند کرنا بھی بھول گیا تھا آنکھوں کے کونوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے جیسے وہ تھوڑی دیر پہلے بہت رویا ہو۔

آپ مجھے پانچ سال سے جانتے تھے؟ اگر ایسا تھا تو آپ کو بتانا چاہیے تھا“ اس نے چہرہ واپس موڑتے ہوئے کہا۔”

تم بری نیت یا نظر کو مانتی ہو؟ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ تم یہ سوچو کہ تم دونوں کے رشتے کو میری نظر لگ گئی" اس نے" اصل وجہ بتائی اب اسے بتا دینی چاہیے تھی۔

میں نظر کو مانتی ہوں پر میں نظر سے بھی زیادہ اللہ کو مانتی ہوں" ھدیٰ نے ناک کی سیدھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔"

تم نے ایسا کیوں کیا؟" اس نے اگلا سوال کیا اور آواز میں بے بسی تھی جیسے وہ اس لمحے کو یاد کر رہا ہو جب ھدیٰ نے" اس دھکا دے کر اس کے حصے کی چوٹ خود کھالی تھی۔

اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں" ابھی اس کی بات منہ میں ہی تھی جب ھدیٰ نے اس کے گھٹنوں پر اپنا سر رکھ دیا اور" پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

اور اگر آپ کو کچھ ہو جاتا۔۔ اگر آپ کو کچھ" روتے روتے اس کی ہچکی بندھ چکی تھی۔ مصعب پہلے حیران ہوا اور پھر" مسکراتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے روتی رہی اور وہ اسے روتے دیکھ کر مسکراتا رہا ایسا شاید پہلی بار ہوا تھا ھدیٰ کے اس کے گھٹنوں پر سے رکھنے پر وہ ذرا سا پیچھے ہٹا تھا جس کی وجہ سے اسے بیلنس بنانے کے لیے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو زمین پر ٹکانا پڑا اردگرد لوگوں کا رش بڑھ رہا تھا۔

تمہارے بال بڑے ہو گئے ہیں" اس نے جھک کر ھدیٰ کے کان میں کہا آس پاس کھڑے لوگوں نے یہ منظر دیکھا اور" سوچا کہ اس نے کوئی بہت ہی پیاری بات کی ہو گی۔

ھدیٰ! اب بس کرو سب دیکھ رہے ہیں ہمیں" اس کو مسلسل روتے دیکھ کر اسے کہنا پڑا۔"

آپ لوگوں سے ڈر رہے ہیں؟" اس نے ذرا سا چہرہ اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا پر اس نے جواب دینے کی بجائے اسے" کھینچ کر اپنے برابر بٹھاتے ہوئے گلے سے لگایا اور خود کو گر جانے دیا۔

آپ کے لوگ اب بھی دیکھ رہے ہیں" اس نے اٹھنے کے لیے جدوجہد کی پر ناکام رہی۔"

اب خیر ہے" اس نے اس کی پلکوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور دونوں مسکرا دیئے۔"

ڈِڈیو مس می؟" اس نے وہی سوال کیا جو حادثے سے پہلے فون پر کیا تھا وہ یاد کر کے ایک بار پھر آنکھوں میں آنسو لے" آئی۔

کیا یار آج ہی رولینا ہے سارا" وہ ھدیٰ کو اٹھاتے ہوئے خود بھی اٹھا۔"

یہ پھول وہاں تھے میں نے خود دیکھے تھے لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا" اس نے بنفشی رنگ کے پھول جو براؤن رنگ کی" لمبی ڈنڈی سے نکلے نظر آرہے تھے کو اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

جن کے لیے تم پھول لے کر گئی تھی انہوں نے" اس کے جواب کو وہ سمجھ گئی کیونکہ وہ خود ڈیڑھ سال پہلے بے ہوش" ہونے پر یہ سب دیکھ چکی تھی اپنی ماں سے مل چکی تھی اور باپ سے بھی شاید ہمارے دماغ کے ان کا نشیئس تھاٹس والے حصے میں ہماری خواہشیں خوابوں کو رنگ اوڑھ کر کانشئیس حصوں تک رسائی پا جاتیں ہوں۔

فون دکھاؤ اپنا" مصعب نے اس کا فون لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا اور فون پکڑتے ہوئے اسے اپنے پیچھے موجود دیوار" میں دے مارا۔

مصعب! یہ کیا کیا" اس نے غصے اور حیرانگی سے پوچھا۔"

وہی جو مجھے بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا۔ اسی فون پر رابطہ کیا گیا تھا نہ تم سے" وہ اپنے باپ کی بات کر رہا تھا۔"

آئیندہ کچھ بھی ہو جائے تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔اوکے" وہ آنکھیں چھوٹی کیئے اس سے تصدیق چاہ رہا تھا۔"

چلیں آئس کریم کھانے چلتے ہیں" اس نے پاس کھڑے بچے کے ہاتھ میں آئس کریم دیکھتے ہوئے کہا اور وہ کھکھلا کر" ہنس دیا یہ آئس کریم ہی تھی جو اسے سب سے پہلے یاد آئی تھی۔

مجھے آئس کریم کا ہی کاروبار کر لینا چاہیے ویسے بھی کنگال تو تم مجھے کر ہی چکی ہو" اس نے جانے کے لیے قدم بڑھائے" مگر ھدیٰ نے اسے ہاتھ پکڑ کر روک لیا اور اس کی شرٹ کے کھلے ہوئے بٹن بند کرنے لگی وہ اتنی سردی میں ان کپڑوں اور جوتوں میں اسے ڈھونڈتا ہوا یہاں پہنچ گیا تھا۔

ڈِڈیو مس می؟" اس نے اس کا دایاں گال چومتے ہوئے پوچھا۔"

چلیں؟" اس نے جواب دینے کی بجائے چلنا چاہا مگر وہ بالکل اس کے سامنے جم کر کھڑا تھا۔"

ڈِڈیو مس می؟" اس نے بائیں گال کے ساتھ بھی یہ ہی کیا۔"

مصعب!"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اس نے ھدیٰ کے ماتھے کا بوسہ لیا۔"

ڈِڈیومس می" اس نے اپنا سوال دوہرایا مطلب وہ اس سے جواب لے کر ہی رہے گا۔"

آپ مجھے ڈرارہے ہیں؟" ھدیٰ نے پھر جواب نہیں دیا تو اس نے جھکتے ہوئے باری باری اس کی دونوں آنکھیں پر بوسہ دیا۔

ڈِڈیومس می؟" سوال وہی تھا بس اب کی بار چہرے پر تنگ کرنے والی مسکراہٹ تھی۔"

آپ ڈرارہے ہیں مجھے" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا ھدیٰ نے خود آگے بڑھ کر وہ کام کرلیا۔"

آئی مس یو کریزیلی (میں نے آپ کو پاگلوں کی طرح مس کیا)" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور دونوں آگے بڑھ گئے۔

توکیا کہا آپ کی مدر نے آپ کو؟" وہ مزید جاننا چاہ رہی تھی۔"

انہوں نے کہا وہ جلد ہی ہمارے لیے تحفہ بھیجیں گی" اس نے ھدیٰ کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پھولوں پر ہاتھ" پھیرتے ہوئے کہا۔

تحفہ ؟" وہ رک کر اس کی بات سمجھنے لگی۔"

ہاں تحفہ" ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا اگر اس کو اس وقت کوئی مسکراتے ہوئے دیکھ لیتا" تو رک کر نظر اتارنا نہ بھولتا۔

اس کی بات کو سمجھتے ہوئے ھدیٰ کا منہ کھلا رہ گیا۔ اس نے ہاتھوں میں پکڑا ایکے مصعب کے کندھے پر مارا اور وہ اس کے کندھوں کے گرد بازو کا گھیر ابنائے آگے بڑھنے لگا۔ وقت بالآخر اس پر مہربان ہو ہی گیا تھا پر وقت کو خود پر دوبارہ مہربان کرنے کے لیے اسے بہت تردد کرنا پڑا تھا۔ ایک بار ایک جاپانی کلاس فیلو نے لیکچر کے بعد بورڈ پر سب کے لیے ایک سوال لکھ دیا جس کا جواب سب کو بغیر نام کے لکھ کر اس بورڈ پر لگانا تھا سوال میں اس وقت کے بارے میں پوچھا گیا تھا جب آپ نے خود کو دنیا کو خوش قسمت ترین انسان تصور کیا ہو تب تو وہ اس سوال کا جواب نہیں دے پائی تھی لیکن آج اگر اسے اس سوال کا جواب دینا پڑتا تو بغیر سوچے وہ وقت لکھ دیتی جب وہ پہلی بار اپنے پہلو میں چلتے شخص سے ملی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ھدیٰ بی بی!" اس نے آدھی رات کو اپنا پہلو خالی پایا تو چیخا پر وہ ہوتی تو سنتی۔"

ہیلو!" فون کی دوسری طرف سے اسکی ہلکی سی آواز ابھری مطلب پھر وہ کسی تخریب کاری میں مصروف تھی ضرور آدھی رات کو وہ کسی سٹوڈنٹ کے والدین کو پکڑ کر انہیں اچھے والدین بننے کا لیکچر دینے کا ارادہ رکھتی ہو گی۔"

کہاں ہو تم؟" غصے میں اس کی آواز بلند ہونے کہ بجائے دب جاتی تھی مگر آواز کی گہرائی سے غصے کی شدت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ آج وہ پورے ایک ہفتے بعد گھر واپس آیا تھا چونکہ وہ کافی عرصہ بیڈ پر رہا تھا اس لیے سارے کام کو دوبارہ سے سیٹ کرنے میں اسے تین ماہ لگ گئے تھے۔ اس ٹرپ کے بعد ہی اسے سکون کا سانس آیا تھا کہ وہ محترمہ اسے سوتا سمجھ کر اپنے کام کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔"

میں ایک گھنٹے تک آ جاؤں گی" اب بھی وہ اسے جگہ بتانے کی بجائے واپسی کا بتا رہی تھی۔"

تم وہیں رکو“ اس نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا جیسے کہہ رہا ہو کہ تم وہیں رکو میں پہنچ کے بتاتا ہوں۔”

ہیلو! ہاں کہاں ہے تمہاری میڈم؟“ اس نے گارڈ کو فون کر کے ایڈریس معلوم کیا اور اپنے اس جگہ پہنچتے ہی دور کھڑی ان کی گاڑی کو جانے کا اشارہ کیا جو اس کا اشارہ پاتے ہی فوراً رفو چکر ہو گئے وہ ھدیٰ کے معاملے میں لاپروہی نہیں کرتا تھا شہر سے باہر ہو تا یا شہر میں دو گارڈز کی پرمننٹ ڈیوٹی تھی کہ وہ ھدیٰ کے ارد گرد رہیں مگر کبھی کبھی وہ اپنی من مانی کرتے ہوئے ان کو چکر دے ہی جاتی تھی۔”

تمہیں بستر پر سکون نہیں آتا تو بتاؤ میں بیڈروم میں سڑک بنوا دیتا ہوں پھر چاہے جتنی دیر مرضی بیٹھی رہنا“ وہ اسے سڑک کے کنارے ایک اونچی چبوترے نما جگہ پر بیٹھے دیکھ کر بولا وہ بار بار جھک کر اپنے دائیں طرف سڑک کے موڑ کو دیکھ رہی تھی مطلب وہ کسی کا انتظار کر رہی تھی۔”

کیا ڈنر میں کانٹے کھائے تھے آپ نے جو پیٹ میں جانے کی بجائے زبان پر ہی ٹھہر گئے ہیں“ ھدیٰ نے اس کی موجودگی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کہا۔”

اپنا تو یاد نہیں مگر تم نے مجھے آرام نہ کرنے دینے کی قسم ضرور کھائی ہے“ واقع ہی اسے سوئے ابھی پورے دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے کہ یہاں آنا پڑا۔”

تو میں نے کب کہا تھا کہ آپ آئیں" آج اس کا منہ زیادہ ہی پھولا ہوا تھا۔"

آئی مس یو" اس نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔"

یو مس می ی؟ رہنے دیں جناب آٹھواں دن ہے آپ کو گھر سے نکلے ہوئے" اس نے بھنوں کا مخصوص رقص" دکھاتے ہوئے سوال کیا جیسے اس نے یہ الفاظ پہلی بار سنے ہوں۔

آئی ریلی مس یو" وہ اس کی گود میں سر رکھتے ہوئے وہیں سیدھا ہوا۔"

آپ کو بیڈ پر سکون نہیں آتا جو آدھی رات کو یہاں آ گئے ہیں آپ کہیں تو بیڈ روم میں سڑک بنوا دوں" اس نے اس" کے الفاظ ہی دہرائے اور وہ اپنا سر پیٹنے لگا۔

بیڈ پر تم نہیں تھی نہ" اس نے ھدیٰ کے بالوں کو انگلی پر لپیٹتے ہوئے کہا۔"

”ویسے کس کا انتظار کر رہی ہو اگر تم اس پاگل پہلوان کے انتظار میں بیٹھی ہو تو میں تمہیں ابھی کہ ابھی اٹھا کر لے جاؤں گا“ اس نے سوال کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی دی۔ وہ ھدیٰ کے نئے سیشن کا ایک بگڑا ہوا بچہ تھا جو بچہ کم پہلوان زیادہ لگتا تھا جس کے والدین اسے مزید پڑھانا نہیں چاہتے تھے اور وہ خود مزید پڑھنا نہیں چاہتا تھا لیکن اگر کوئی چاہتا تھا کہ وہ پڑھے تو وہ صرف ایک ہی تھی جو آدھی رات کو اس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔

”ایسا کرنے سے اپنا ہی نقصان کریں گے آپ“ اس نے اٹھا کر لے جانے والی دھمکی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کہا۔

”تم چھوڑ کیوں نہیں دیتی یہ جاب کچھ اور کر و یہ بہت ٹف جاب ہے“ اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا وہ پہلے بھی اسے کئی بار کہہ چکا تھا مگر وہ اس بات پر ناراض ہو کر بیٹھ جاتی۔

”سوچوں گی“ اس کے جواب پر وہ چونک کر اٹھا آج سے پہلے ھدیٰ اس بات کو سننا بھی پسند نہیں کرتی تھی لیکن آج اس نے سوچنے کا کہا تھا۔

”سچ؟“ اسے لگا کہ اس نے غلط سنا ہے۔

ہوں ں" ھدیٰ نے سر ہلایا اور دوبارہ سڑک کے دائیں جانب دیکھنے لگی مگر وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ "

چلو ٹھیک ہے سورج نکلنے سے پہلے سوچ لو" وہ اسے ڈیڈ لائن دیتے ہوئے دوبارہ لیٹ گیا اور ھدیٰ مسکرانے لگی وہ جو " اپنے کپڑوں پر مٹی نہیں لگنے نہیں دیتا تھا آج اس کی گود میں سر رکھے زمین پر لیٹا ہوا تھا سو ثابت ہوا کہ نرم بستر سکون کا سبب نہیں ہوتے سکون تو رشتوں میں ہوتا ہے اگر ان کو پورے دل سے نبھایا جائے۔

جارج! جارج" وہ مصعب کو ہلاتے ہوئے سامنے سے آتے ہوئے بچے کو آوازیں دینے لگی جو ابھی گلی کا موڑ مڑنے ہی " والا تھا۔

کلڈ یو گومی سم ٹائم ٹو تھنک (کیا آپ سوچنے کے لیے مجھے کچھ وقت دے سکتی ہیں؟)" جارج نے جھکی گردن سے کہا وہ " شاید جان چکا تھا کہ اس کی جان اتنی آسانی سے چھوٹنے والی نہیں۔

تم وقت لے لو لیکن پڑھائی تمہیں ہر صورت جاری رکھنی ہو گی" وہ اس کا ہاتھ پکڑے اپنے فیصلے کی مضبوطی سے اسے " آگاہ کر رہی تھی۔

ہوں" وہ اپناہاتھ چھڑاتاہوااپنے گھر کی طرف بڑھااور وہ مصعب کی طرف پلٹ آئی اسے بھی بہت اہم بات بتانی تھی جس کے لیے اس نے پوراہفتہ بے چینی سے اس کا انتظار کیا تھا۔"

تو پھر کیا سوچا کب چھوڑ رہی ہو یہ جاب "مصعب نے بٹن کھولتے ہوئے کف کو فولڈ کیا۔"

شاید کچھ مہینوں تک لیکن چھوڑوں گی نہیں اگلے سیشن تک چھٹی لوں گی "مصعب کو اس کی کوئی بھی بات سمجھ نہیں آئی یہ کیا ہوا کہ کچھ دیر کے لیئے چھوڑ دو اور پھر کر لو۔"

پھر تمہیں چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے "اس نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔"

ضرورت ہے۔ آئی ایم ناٹ فیلنگ ویل "وہ پیٹ کی طرف اشارہ کر کے بتانے لگی۔"

از یور سٹمک اوکے ؟ڈِڈیو گیٹ یور جنرل ٹیسٹ ؟"مصعب اس کی بات سنتے ہی گھبرا گیا۔"

اوں ہوں گیس سم تنگ ایلس "اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔"

سم تھنگ ایلس۔۔۔ نہیں۔ نہیں" وہ ایکسائٹمنٹ میں کھڑا ہو کر اس کے ہاتھ پکڑ گیا۔"

یس آئی ایم ایکسپیکٹنگ" وہ اس کے کان میں کہتی ہوئی پیچھے ہٹی۔"

اوہ مائی گاڈ! اوہ مائی گاڈ" وہ اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے ادھر ادھر ہر جگہ دیکھنے لگا مگر پھر بھی حقیقت اور خواب میں فرق نہیں کر پایا۔"

میں خواب دیکھ رہا ہوں نہ؟" اس نے ھدیٰ کو بازو سے پکڑ کر گھمایا۔"

نہیں" اس نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے دونوں کان مروڑے۔ اسے وہ دن یاد آیا جب پھوپھو اسے بانجھ کہہ رہی تھی تب سے اس کہ دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ اگر سچ میں ایسا ہوتا تو پروہ ہے نہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا وہ بہت مہربان ہے وہ چپ چاپ سب دیکھتا اور سنتا ہے اور پھر وقت آنے پر کن کہہ دیتا ہے۔ اس کے کن پر ہم جیسے حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پانچ سال بعد

کین یو پلیز سٹاپ یور وائف ٹو انٹرپٹ مائی ورک (کیا تم اپنی بیوی کو میرے کام میں دخل اندازی کرنے سے روک نہیں سکتے)" ایرک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔

اگر تم نے اسے میری بیوی کہنا ہے تو دو دن بعد آنا" جیک نے لیپ ٹاپ سے چہرہ اٹھاتے ہوئے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

اس بات سے تم اس کے بھائیوں اور باپ کی آنکھوں میں دھول جھونکنا۔ میں کیا تم دونوں کو جانتا نہیں" اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے کہا وہ دونوں سالوں پہلے ہی شادی کر چکے تھے اور اب سب کے سامنے یہ ظاہر کروا رہے تھے وہ تو ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں۔

اچھاتو تم وہ جیک ہو جس کی وجہ سے میں سب کچھ تھوک کر چلی گئی" ایلس کے چہرے پر سب کے سامنے ہر وقت یہ ہی لکھا نظر آتا۔

اچھاتو تم ہو وہ لڑکی جس کے لیے میں مرا جارہا تھا" جیک کے چہرے کے تاثرات بھی کچھ ایسا ہی جواب دیتے۔"

اچھاتو بتاؤ کتنا جانتے ہو تم ہم دونوں کو؟" جیک نے کرسی کی پشت سے کمرے ٹکاتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔"

یار یہ تیسرا پراجیکٹ ہے جو اس کی وجہ سے میرے ہاتھ سے گیا ہے اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو مجھے واقع ہی شہر چھوڑنا پڑے گا" ایرک نے دونوں ہاتھوں کے مکے بنا کر میز پر مارنے شروع کیئے تقریباً چھ ماہ ہوئے تھے ایلس کو دوبارہ بزنس میں آئے اور آتے ہی اس نے وہ کر دکھایا تھا جس کی دھمکی وہ جاتے ہوئے دے کر گئی تھی۔"

تو یہ تو تمہیں اس سے دشمنی لینے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا" وہ اس کے غصے سے لطف اٹھا رہا تھا۔"

میں نے صرف تمہارا نام بتایا تھا۔ مجھے کیا پتہ تھا وہ اتنی زہریلی نکلے گی" اس نے دوبارہ اس لمحے کو یاد کیا جب وہ جان ڈورینس کو جیک کا نام بتا رہا تھا یہ اس کی زندگی کی ایسی غلطی تھی جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے والی تھی۔"

توبتانے سے پہلے پتہ کر لیتے نہ کہ وہ کتنی زہریلی ہے" جیک نے مسکراتے ہوئے ویٹ بیلنس کو اپنی انگلیوں میں گھمایا" اب اسے مسکرانا ہی تھا۔ مسکرانا اس کا حق تھا اور مسکراہٹ پر اس کے آنسوؤں کا قرض۔

میں جانتا ہوں صرف تمہارے پاس اس کے زہر کی اینٹی ڈاٹ ہے مجھے بس تھوڑی سی چاہیے اس کے بعد دیکھنا" تمہاری بیوی کیسے بھاگتی نظر آئے گی" ایرک نے جیک کی گردن میں دانت گاڑھنے کے لیے منہ کھولا جب کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا۔

کین آئی گیٹ ہنی مون ٹکٹ فار بوتھ آف یو (کیا میں تم دونوں کے لیے ہنی مون ٹکٹ خرید لوں)" ایلِس نے" ایرک کو جیک پر جھکے دیکھ کر دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ وہ جس کی دو دن بعد سامنے بیٹھے شخص سے شادی مطلب عوامی شادی تھی وہ اپنے شوہر کو اس پر جھکے لڑکے کے ساتھ ہنی مون پر بھیجنے کا سوچ رہی تھی۔

یس پلیز (ہاں بالکل)" ایرک اسے چڑانے کے لیے مزید جھکا جب ایلِس نے ان دونوں کے سر کے بالوں کو مٹھیوں" میں جکڑ کر انہیں دور ہونے پر مجبور کیا۔

آہ ہ ہ! مجھے تو چھوڑو یار" جیک درمیان میں ایسے ہی پس جاتا تھا۔'

کیوں! تمہیں نہیں جانا کیا اس کے ساتھ ہنی مون پر" اس نے بالوں پر گرفت مزید مضبوط کی جس سے ان دونوں کی" ایک ساتھ چیخ نکلی۔

ایلِس! دس از لاسٹ ٹائم۔ لیٹ گو آف مائی ہیئرز" جیک نے کہنے کے ساتھ جھٹکے سے اپنے بال چھڑوائے۔"

نہیں تو؟" اس نے اپنی ہیل جیک کے جوتے پر رکھ کر ہلکا سا دباتے ہوئے پوچھا۔"

آئی ول کسسس" اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ایلس نے اپنا سارا وزن ہیل پر ڈال کر اسے گھما ڈالا درد کی شد" ت سے جیک کا چہرہ لال ہو گیا۔

کیا کہہ رہے تھے تم؟" اس نے جوتا اٹھاتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔"

کچھ نہیں میں تو کہہ رہا تھا جانے دو اسے۔ بہت نقصان ہو گیا ہے اسکا" اس نے ایلِس کے ہاتھ کو ایرک کے بالوں سے" آہستگی سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

اوکے!" وہ کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا اشارہ پاتے ہی وہ وہاں سے ایسے بھاگا" جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

وہ جو یہ سمجھ رہا تھا کہ جیک کہ پاس اینٹی ڈاٹ ہے جان گیا کہ اس زہر کا توڑ کسی کے پاس نہیں وہ تو پاگل عورت ہے" اسے اس سے دور ہی رہنا چاہیے نقصان کر کر کے ایک دن خود ہی اکتا جائے گی اور اگر ایرک کو اپنے سر کے بال پیارے ہیں تو اسے دوبارہ یہاں آنا بھی نہیں چاہیے" جیک کے آفس سے نکلتے ہوئے اس نے سوچا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اتنے وسیع و عریض لان میں ہر طرف ہری گھاس پر سفید رنگ نظر آرہا تھا لکڑی کے فریم جن کو گول، چکور اور مستطیل نما فریم میں بنایا گیا تھا وہ پوری آب و تاب سے کھڑے نظر آرہے تھے جن کے کونوں میں سفید رنگ کے پھولوں کو سبز رنگ کے پتوں کے ساتھ بڑے خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا کچھ فریم سارے کے سارے پھولوں سے بھرے تھے اور کچھ بالکل خالی جن کو سفید رنگ کے مخملی کپڑے سے سجایا گیا تھا جو ہوا چلنے سے مسلسل اڑ رہے تھے۔ بالکل درمیان میں لگے گول فریم میں چمکتی سلور چین سے ایک بالکل نازک سفید رنگ کا فریم لٹکتا نظر آرہا تھا جس کے اندر سے لکڑی کے چند ٹکڑوں کو نکال کر الفاظ جیک ویڈز ایلِس لکھا گیا تھا جو ہوا کہ دوش پر جھولتا تو دونوں کے نام ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہونے لگتے۔ مین فریم کو ان سب سے زیادہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور دلہن اور

دولہا کی انٹری کے لیے بنائے گئے راستے پر بڑے سے چھوٹے چکور فریم خاص انداز میں لگائے گئے تھے ان فریمز کے دونوں اطراف میں مخصوص فاصلے سے گیسٹ کے لیے کرسیاں لگائی گئیں تھی جن کے درمیان میں سفید اور ہلکے گلابی رنگ کے غبارے تین تین کی تعداد میں زمین پر فکسرز کی مدد سے لگائے گئے تھے جو ہوا میں تقریباً پانچ فٹ بلندی پر مسلسل جھولتے نظر آرہے تھے۔

وہیں سے اندر جائیں تو برائیڈل روم میں ایلس خود کو دیکھتی اور ھدیٰ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگتی پر وہ تو اپنے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی لڑکی جو بیلرینا پنک رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھی کے کندھے پر موجود بروچ کو ٹھیک کرنے میں مصروف تھی اس کا بھائی ٹھیک ہی کہتا تھا کہ ھدیٰ کے سامنے اس کے سٹوڈنٹس ہوں تو اسے کوئی اور نظر ہی نہیں آتا۔

یار یہ شہہ بالی ہے تم میری مدد کرو" اس نے بیٹھی ہوئی الیگزینڈرا کو بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔"

یہ تمہاری پہلی شادی تھوڑی ہے" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے جان بوجھ کر اسے چڑایا وہ جانتی تھی صرف وہ ہی تو" جانتی تھی اس لیے ایلِس اس کے سامنے کوئی ڈرامہ نہیں کر سکتی تھی۔

پھر بھی دلہن تو میں ہی ہوں نہ" ایلِس نے اپنے غصے کو دبایا۔"

اچھا دلہن جی ادھر آئیں" اس نے اسے گھماتے ہوئے اس کے سفید لباس کے گھیر ٹھیک کرنا شروع کیئے اور" الیگزینڈرا ان کو مصروف پا کر حور کے پیچھے گئی۔

میں ٹھیک لگ رہی ہوں نہ؟" اس نے پلٹ کر دیکھا مگر وہاں ھدیٰ کی بجائے جیک کھڑا نظر آیا۔"

تم نے جوتا تو نہیں پہنا نہ؟" وہ اس سے سوال کرتا ہوا آگے بڑھا۔"

جوتا نہیں ہے پر ناخن ہیں اور ہاتھ بھی ہیں" وہ اس کا ارادہ بھانپتی ہوئی پیچھے ہٹی لیکن وہ اس اہم دن پر اپنے ناخن شوہر" پر حملہ کر کے توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

یو لک پرٹی" جیک نے جھکتے ہوئے اس کی گال کو چوما اور اسے گلے لگایا یہ وہ دن تھا جس کے آنے کا شاید انہوں نے" خیال میں ہی سوچا ہو الیکن آج ان کا خیال حقیقت کا روپ دھارے ان کے سامنے تھا اور وہ دونوں حیران ہوئے جارہے تھے اس دن پر اپنی قسمت پر ایک دوسرے کے ساتھ پر۔

اگر تمہاری وہ چڑیاں مجھے باہر تم پر نظر رکھتے نظر آ گئیں نہ تو"اس نے اسے پرے کرتے ہوئے دھمکی دی وہ اس کے" سٹاف کی بات کر رہی تھی جس میں لڑکوں سے زیادہ لڑکیاں تھیں۔

تو؟"وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کا جوتا تلاش کرنے لگا۔"

تو!تو میں تم سے شادی نہیں کروں گی"ایلس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور جیک اس کی بات پر قہقہہ لگائے بنا" نہ رہ پایا۔

وہ تو تم تین سال پہلے ہی کر چکی ہو"اس نے جوتا نکالتے ہوئے زمین پر رکھا اور خود بھی بیٹھ گیا۔"

ازاٹ فائن؟"اس نے سٹیپس بند کرتے ہوئے چہرہ اٹھا کر پوچھا اور اس نے سر ہلا کر جواب دیا۔"

مڑتے ہوئے اسے یاد آیا کہ جو کام وہ کرنے آیا تھا وہ تو رہ ہی گیا تو پلٹا اور اس کے لباس کے کندھوں سے گری ہوئیں سلیوز کو کندھوں پر جمانے لگا۔

اوں ہوں" وہ اس کو ہمیشہ والی حرکت کرتے دیکھ کر چڑی وہ ہمیشہ ایسے کپڑے لیتی تھی اور وہ ہمیشہ یہ ہی کرتا تھا"
دونوں میں سے نہ کوئی رکتا تھا اور نہ ہی جھکتا۔

ناؤیو ایکچولی لک پریٹی (اب تم اصل میں خوبصورت رکھ رہی ہو)" وہ دروازے کے پاس پہنچتے ہوئے کہہ کر بھاگا"
کیوں کہ اگر اس کے بعد وہ رکتا تو وہ تو اس کا کچومر بنا دیتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اسے ٹائی دینے آئی تھی جب اس نے مصعب کو جیک کے پاس جاتے ہوئے دیکھا سب ٹھیک تھا لیکن ابھی ان کے بیچ کی ناراضگی پوری طرح ختم نہیں ہوئی تھی اس لیے وہ اسے اندر جاتا دیکھ کر پلٹ آئی جو گیپ وقت کا پیدا کردہ تھا اسے وقت ہی ٹھیک کر سکتا تھا۔

کتنے بڑے فنکار ہو تم تینوں" اس نے جیک کو رخ اپنی طرف کرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی ٹائی باندھنی شروع کی۔"

تھینک یو" اس نے فنکار والی بات پر بغیر شرمندہ ہوئے شکریہ ادا کیا۔"

اس کے منہ بولے بھائی بن گئے ہو اس کا یہ مطلب نہیں اس کی طرح کی ہی تخریب کاریاں کرنے لگ جاؤ" مصعب ٹائی کو خاس انداز سے باندھ رہا تھا شاید اس نے یہ با قاعدہ سیکھا ہو۔

"بھائی ہونے کا ثبوت بھی تو دینا ہو گا" وہ ڈیٹھ بنا رہا لیکن بات کے دوران دونوں کی آنکھیں ہلکی ہلکی بھیگی ہوئی تھیں۔

"خوش ہو؟" اس نے آخری بل دیتے ہوئے آخری سوال پوچھا۔

"نہیں! اب خوش ہوں" جیک نے اس کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بیوی آگئی تو دونوں کی خوشیوں کے پرخچے اڑا دے گی اور عین ممکن ہے کہ اس کی جگہ تمہاری مجھ سے شادی کروا دی جائے" مصعب نے اس ہٹاتے ہوئے مسکرا کر کہا وہ جانتا تھا یہ وقت جیک کے لیے کتنا اہم ہے اس لیے وہ اس ہلکی سی ناراضی کو بھی ختم کرنا چاہتا تھا۔

"میری بیوی کو چھوڑوں پر وہ دونوں تمہاری خوشی کے پرخچے ضرور اڑا رہے ہیں" جیک نے کوری ڈور میں کھڑے جیمز اور ھدیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو شاید اپنی ٹائی ھدیٰ کی طرف بڑھاتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔

http://www.classicurdumaterial.com

ارے یار“ وہ اسے چھوڑتے ہوئے ان دونوں کی طرف بڑھا اور جیک اس کی جیلسی پر مسکرا کر رہ گیا۔ ”

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابھی تمہارے بھائی کو فارغ کر کے آیا ہوں اور تم یہ فی سبیل اللہ کام میرے بھائی کے لیے کرنے لگی“ وہ ان دونوں کو ” گھورتے ہوئے بولا۔

اچھا لگ رہا یہ سب؟ ہے نہ؟“ اس کی بات پر جیمز شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے چڑانے لگا اور ایسے چھوٹے ” موٹے کام وہ کرتا رہتا تھا۔

مصعب!“ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی وہ اس کے ہاتھ سے ٹائی لے کر خود باندھنے لگا اور وہ دونوں مصعب کو دیکھتے ” ہوئے ہنسنے لگے اور وہ دل ہی دل میں سامنے کھڑے شیطان کی تعریفیں کرنے لگا۔

اگر کوئی اور بھی رہتا ہے جس کہ لیے تم نے یہ ذمہ داری نبھا“ بات ابھی اس کے منہ میں ہی تھی جب دروازہ کھولتے ” ہوئے اسٹیف ہاتھ میں ٹائی پکڑے باہر آیا۔

آیئے آیئے میری بیوی نے ٹائی باندھنے کا کاروبار شروع کیا ہوا ہے" وہ جیمز کو ہٹاتے ہوئے اسٹیف کے ہاتھ سے ٹائی" پکڑنے لگا اس کی حالت پر ان تینوں کا قہقہ اتنا جاندار تھا کہ حال میں کام کرنے والے ورکرز پلٹ پلٹ کر انہیں دیکھنے لگے۔

کیا کوئی بچا ہے؟" اس نے غصے سے پلٹتے ہوئے ھدیٰ سے پوچھا۔"

ہاں وہ سب" اس نے دروازے میں کھڑے چھوٹے بچوں کی طرف اشارہ کیا جو بلیک سوٹ پہنے دولہے کے شانہ بشانہ" چلنے کو تیار نظر آئے تھے کمی تھی تو صرف ٹائی کی وہ دانت پیستا ہوا ان کی طرف بڑھا مطلب وہ آج ہر صورت اس کے حصے کی ٹائیاں باندھنا چاہتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ھدیٰ دیکھو" اس سے پہلے کے حور کو گولڈن لباس میں ملبوس اسے دکھاتا وہ اس کی طرف پلٹی اس نے بھی بالکل ویسا" ہی لباس پہنا رکھا تھا اور اس لباس کا رنگ اسے اس کی آنکھوں میں نظر آ رہا تھا گردن میں اسی رنگ کا ہلکا سا نیکلیس پہنے ہوئے تھی جن کی چمک دیکھنے والے کو دوبارہ دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ گولڈن رنگ کے ہی چند موتیوں کو اس

کے بالوں کے کرلز میں ڈال کر ان کو اوپر کی طرف اٹھا کر پیچھے کی طرف چھوٹے سے پھول کی شکل میں باندھا گیا تھا اور باقی کے بال اس کے شانے پر گر رہے تھے۔

میرا بچہ! کتنا پارا لگ رہا" اس نے آگے بڑھ کر مصعب کی گود میں موجود حور کے گال کو چوما اور موقع کا فائدہ اٹھاتے" ہوئے مصعب نے ھدیٰ کے وہ پہلی بار اسے اس رنگ میں دیکھ رہا تھا پہلی بار اسے لگا تھا کہ اس پر سفید رنگ اچھا لگتا ہے پھر اسے اس پر سرخ رنگ اتنا اچھا لگا کہ وہ سفید کو بھول گیا اور آج اسے یہ رنگ ایسا لگا جیسے اس کے لیے ہی بنا ہو۔

اوں ہوں" وہ اس کی حرکت پر گھور کر دیکھنے لگی۔"

چلو میں واپس کر دیتا ہوں" وہ دوبارہ جھکا مگر ھدیٰ نے حور کو آگے کر دیا جس پر وہ کھکھلا کر ہنسنے لگی۔"

ڈیڈ! میری جیولری" ہیزل کمرے میں آتے ہی شور مچانے لگی وہ شہہ بالیوں والے لباس میں ملبوس تھی اس کی آواز پر" حور پلٹ کر اسے دیکھنے لگے۔

مائی ڈیڈ" اس نے مصعب پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہیزل کے ڈیڈ کہنے کا جواب دیا وہ چند دن پہلے ہی وہ پورے پورے لفظ" اٹھانے لگی تھی۔

جب تم بولنا سیکھ لو گی تب میں اس بات کا جواب دوں گی" ہیزل نے ناک چڑھاتے ہوئے ھدیٰ اور چھوٹی حور کو" دیکھتے ہوئے کہا۔

بابا۔یو۔مائی۔ڈیڈ" حور نے ہار نہ مانتے ہوئے مصعب کو انولو کیا۔"

آئی ایم یور بابا اینڈ ہر ڈیڈ" اس نے بات ہی ختم کی اور دونوں کو باہر لے گیا اور ھدیٰ ان کی طرف دیکھنے لگی اس نے ہی" ہیزل کو مصعب کو ڈیڈ کہنا سکھایا تھا پر اب شاید اسے ہی مشکل ہونے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جب ان دونوں نے سب کے سامنے اعلان کیا کہ وہ ایک دوسرے کے ہیں تو ھدیٰ نے پلٹ کر کچھ دور بیٹھے جان ڈورینس کو دیکھا جو بیٹی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور پھر اس کی نظر دور کھڑے جیمز پر پڑی جو خوش ہونے کے ساتھ ساتھ افسردہ بھی تھا شاید وہ بہن کو شئیر کرنا نہیں چاہتا تھا مگر یہ تو اصولِ زندگی ہے پھر اس نے اپنے ساتھ بیٹھے شوہر کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات جیمز کے تاثرات سے ہرگز مختلف نہ تھے۔

وہ تینوں بے شک ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے مگر ان کے دل قریب آچکے تھے اور دل قریب آجائیں تو فاصلے معنی نہیں رکھتے۔ وہ حیران ہو رہی تھی کہ فاصلے انسان کتنی آسانی سے پیدا کر لیتا ہے لیکن جب انہیں فاصلوں کو سمیٹنے کی بات آتی ہے تو انا، جھجک اور ایسے بہت سے جذبے جو انسان کے اپنے پیدا کردہ ہیں آڑے آجاتے ہیں خیر یہ سب بھی ایک نہ ایک دن ٹھیک ہو ہی جائے گا بس انسان کو ہار نہیں ماننی چاہیے زندگی کو زندگی کی طرح گزارنا چاہیے پیسہ، سٹیٹس، ڈگریاں اور تعلقات آپ کی خوشیوں کو ضرب دے کر دوگنا یا چار گنا کر سکتے ہیں لیکن آپ کے لیے خوشیاں لا نہیں سکتے اس لیے جو چیز دوسرے نمبر پر ہو اسے دوسرے نمبر پر ہی رکھنا چاہیے پہلے نمبر پر ہمیشہ سے انسانیت اور انسانوں سے وفاداری ہی رہی ہے کوئی امیر ہو یا غریب، نام والا ہو یا بے نام اگر آپ کے حق میں اچھا ہے تو بس پھر آپ کے لیے ہی ہے اگر آپ اس کو چھوڑ کر بہتر کی تلاش میں نکلے گے تو اپنا محور کھو دیں گے اور محور کھو دینے والوں کے مقدر میں بھٹکنا ہی رہ جاتا ہے۔

اس نے ایک بار کسی کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ اگر وصال ہو تو راحت بخش ہو ورنہ فراق ہی اچھا اور اس بات کا مطلب اسے آج سمجھ آیا تھا کے وصال ہمیشہ جان فزا ہی ہونا چاہیے ورنہ شدت تو فراق میں بھی ہوتی ہے۔

آج اس کی اور مصعب کی شادی کو چھ سال ہو گئے تھے اور ان چھے سالوں میں اس نے مصعب کے لیے ہر وہ جذبہ محسوس کیا تھا جو ایک بیوی اپنے محبوب شوہر سے کر سکتی ہے۔ صبا اس سے ہمیشہ پوچھتی تھی کے وہ فصیح کو دوسری لڑکیوں کے ساتھ گھومتے دیکھ کر جیلس کیوں نہیں ہوتی اس سوال کا جواب اسے مل گیا تھا کہ اللہ نے اس کے ہر جذبے

کو تالے لگا دیئے تھے جب تک اسے سہی ہاتھوں میں نہ سونپ دیا گیا۔وہ آج بھی یہ نہیں جان پائی کہ مصعب نے اسی سے ہی شادی کیوں کی لیکن یہ جان گئی کہ اگر وہ اس دن مصعب کو ہاں نہ کہتی تو شاید کسی کو ہاں نہ کہہ پاتی اگر اس کی زندگی میں رشتوں کی کمی رہی بھی تھی تو ان سالوں میں وہ کمی صرف اس ایک شخص نے پوری کر دی تھی آج وہ جان گئی تھی کہ جتنا میاں بیوی کا رشتہ نازک ہوتا ہے اتنا ہی مضبوط بھی دنیا کی ساری کمیاں آپ کی جھولی میں ڈال دی جائے تب بھی یہ رشتہ ان کمیوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔سب سے بڑھ کر اللہ نے انہیں ایک پیاری سی بیٹی سے نوازا تھا وہ کہیں نہ کہیں مصعب کے تمام خونی رشتوں سے بھی انس محسوس کرنے لگی تھی کیونکہ انہوں نے اسے زبردستی رشتے نبھانے کے جنون میں مبتلا نہیں ہونے دیا تھا وہ ان کی طرف نہیں بھی جاتی تھی تو وہ پلٹ پلٹ کر اس کی طرف آنے لگے تھے اس نے ٹو سائیڈڈ ریلیشن کا ذائقہ اب چکھا تھا اور کس قدر دل افروز ہوتا ہے یہ احساس کہ دوسرا بھی آپ سے ویسے ہی رشتہ نبھانا چاہتا ہے جیسے آپ۔

اور مصعب اس نے آج تک ایک بار بھی اسے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو جب وہ اپنی سوتیلی بیوی سے اظہار نہیں کر پایا تو بہن، بھائی یا باپ سے کیسے کہہ پاتا کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے بس اس کا اظہار ایک انسان کے لیے جسے صبح شام وہ یہ رٹاتے نہیں تھکتا تھا کہ بابا لوز یو۔

ئ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مصعب نے ساتھ بیٹھی ھدیٰ کو دیکھا اور جان گیا کہ اسے اس سے محبت کیوں ہوئی تھی ہم جتنا مرضی کہہ لیں کے محبت کے لیے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ہر جذبے کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ مرد چاہے مشرق کا ہو یا مغرب کا اسے عورت سے صرف لائیلٹی چاہیے اور اس نے اپنے پہلو میں بیٹھی عورت کو لوئیلٹی نبھاتے دیکھا تھا اس مرد کے ساتھ جس کے دھوکے کو وہ کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھی۔

ہم سب اپنے ارد گرد کتنے ہی کزنز، بھائیوں یا پھر کبھی کبھی باپ کی صورت میں بھی دیکھتے ہیں جو شادی سے پہلے عورت کی ظاہری خوبیوں کی تلاش میں خوش شکل یا خوش روزگار خاتون سے شادی کرتے ہیں اور یہ ہی لوگ شادی کے کچھ سال بعد ہی مجموں میں بیٹھ کر اپنی بیویوں کے لائل نہ ہونے کا رونا رو رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہی لوگ شادی سے پہلے تھم کر بیٹھ جائیں اور سوچیں کہ انہیں کیسی عورت چاہیے تو یقیناً ہمارے معاشرے سے ایسی بہت سی برائیاں جو ہم نے بلاوجہ صرف اپنے مردوں کو خوش رکھنے کے لیے اپنا رکھی ہیں اور مرد ہمارے معاشرے میں دس میں سے دس مردوں کو بیوی پر شک کرنے کی بیماری ہے۔

ان چھ سالوں میں بہت سے موقع آئے تھے جب وہ ھدیٰ پر شک کر سکتا تھا جب اس نے پہلی بار گھر سے باہر رات گزاری تھی وہ چاہتا تو ایک آدھ گھنٹے میں ہی پتہ کروا لیتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اس وقت بھی وہ یہی سوچتا رہا کہ کہیں وہ کسی مشکل میں نہ ہو کہیں کوئی ایسا مسئلہ نہ ہو جو وہ اسے بتانا نہ چاہتی ہو اس نے ھدیٰ اور فصیح کو بھی ملتے دیکھا تھا لیکن وہ شک کی اس موذی بیماری سے دور رہا تھا جس کا شکار ہو کر لوگ اپنی زندگیوں کو خود پر تنگ کر لیتے ہیں۔ اگر کہیں نہ کہیں خواتین کو اصلاح کی ضرورت ہے تو کہیں نہ کہیں مردوں کو بھی ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ پورا رشتہ اکیلا مرد نبھالے یا اکیلی عورت اسے دونوں کو ہی مل کر نبھانا ہے اس لیے ایک دوسرے پر تنقید کرنے سے معاملہ مزید خراب تو ہو سکتا

ہے لیکن سدھر نہیں سکتا جو مرد سوچتے ہیں کہ سختی کر کے عورت کو سدھایا جا سکتا ہے تو ان کو میں یہ بتا دوں کہ عورت اور گھوڑی میں ایک ہی فرق ہے صرف اور صرف مکاری کا آپ غلط راستہ اپنائے گے تو وہ بھی اپنائے گی اور اگر عورت یہ سوچتی ہے کہ مرد کو ذلیل کر کے، چیخ کے، شور کر کے یا اس کی خامیوں کا بازار لگا کر وہ اپنا حق لے سکتی ہے تو ان کو میں یہ بتانا چاہوں گی مرد اور گھوڑے میں ایک ہی مشابہت ہے کہ ان کے کانوں کو چمڑے سے ڈھکے یا نہ نا پسندیدہ آوازوں کی فریکوینسی انہیں سنائی دینا بند ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک دو بار وہ لڑکی اس کے ارد گرد سے گزری تھی لیکن وہ صرف چونک کر سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گیا اس لڑکی اور الیگزینڈرا میں کوئی بھی مشابہت نہیں تھی جس الیگزینڈرا کو وہ جانتا تھا اس کے بالوں میں تو کوئی چیز گر جائے تو سالوں نہ ملے لیکن اس کے سامنے شہہ بالیوں میں سب سے آگے کھڑی اس لڑکی کے بال نہ صرف خوبصورتی سے کٹے ہوئے تھے بلکہ بہت اہتمام سے مختلف انداز میں باندھے بھی گئے تھے سب سے واضح فرق بالوں کے رنگ کا تھا اس کے سفید ہاتھوں میں پھولوں کا بکے پکڑ رکھا تھا بکے میں موجود گلابی رنگ کے کسی عجیب سے شیڈ کے پھولوں کو پہچان نہ پایا لیکن اس کے کپڑوں کے رنگ سے وہ اتنے میچ کر رہے تھے کہ مشکل سے ہی نظر آ رہے تھے۔

یہ لڑکی کون ہے؟" اسٹیف نے جھک کر مصعب کے کان میں پوچھا۔"

شی از نیوڈاکٹران آور پرسنل میڈیکل ٹیم (وہ ہماری پرسنل میڈیکل ٹیم کی ڈاکٹر ہے) خیریت؟"اس نے اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کامیاب کوشش کرتے ہوئے پوچھا وہ جانتا تھا کہ امریکہ میں اتنے سال مقیم رہنے کے باوجود بھی مصعب نے اسے کبھی کسی لڑکی میں انٹرسٹڈ نہیں پایا تھا تو کیا وہ اسے پہچان گیا تھا۔

نام کیا ہے اس کا؟"اس نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو دلہن اور دلہے کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔"

الیگزینڈرا! ھدیٰ کی کوئی پرانی سٹوڈنٹ ہے شاید تمہارے ہی سیشن سے ہو"مصعب نے اسٹیف کے چہرے کے تاثرات کو کیمرے کی آنکھ میں قید کرنا چاہا اور اس کے ایک اشارے پر فوٹو گرافر نے ایسا کر بھی لیا۔

نہیں یار"اس نے اپنا سر مصعب کے کندھے پر رکھتے ہوئے چہرہ چھپایا اس پانچ سالوں میں ان کے درمیان تعلق اتنا" مضبوط ہو گیا تھا کہ ان کو الفاظ میں بتانا ممکن نہ تھا۔وہ اپنا یہ نہیں یار چھپا جاتا اگر وہ کچھ دیر پہلے اینڈریو اور اس کی منگیتر کے ساتھ مل کر نہ آیا ہوتا مگر اب بات بدل گئی تھی اس کا دوست زندگی میں آگے بڑھ چکا تھا اگر آج وہ اسے یہاں نہ ملتی تو یقیناً آج کے بعد اسے تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دیتا۔

کیوں ؟ کیا ہوا؟"مصعب نے اپنے کندھے کو جھٹکا دے کر اس کا سر اوپر کیا وہ اس وقت دولہا کہ عین پیچھے کھڑے تھے۔

کچھ نہیں" اسٹیف اور وہ سب لوگوں کے ساتھ چلتا ہوئے مجمعے کی صورت جمع ہوتی ہوئی لڑکیوں کے دائیں سائیڈ پر کھڑے ہو گئے ایلِس نے مڑتے ہوئے پھولوں کا گلدستہ پھینکا جو کسی اور لڑکی کی طرف جا رہا تھا مگر راستے میں اسٹیف نے کیچ کر لیا اینڈریو اور ھدیٰ دونوں اس کی اس حرکت پر مسکرا دیئے۔

ایک بار پھر اب کی بار اس طرف پھینکئے گا" اسٹیف نے گلدستہ دوبارہ ایلِس کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے کہا جیسے وہ رسم نہیں کھیل ہو جس کو جتنی مرتبہ چاہا کھیل لیا مگر اس کی رونی صورت دیکھتے ہوئے ایلِس نے گلدستہ پکڑا وہ دوبارہ کسی اور طرف جاتے جاتے رہ گیا اس بار تو سب کا دل کیا اس پاگل کو باہر پھینک آئے جو آگے بڑھ بڑھ کر کسی کی طرف جاتے بکے کو روک رہا تھا۔

لاسٹ ٹائم پلیز" اس نے دوبارہ گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے کہا کچھ لوگوں کو اس پر ترس آیا اور کچھ کو غصہ مگر اس بار بھی گلدستہ پھینک دیا گیا جس کو آگے بڑھ کر ھدیٰ نے کیچ کیا اور اسٹیف کے سر پر دے مارا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیاوہ سچ میں وہی ہے؟" وہ کب سے ھدیٰ کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا۔"

وہی کون؟" ھدیٰ نے تو جیسے اس کی نہ سننے کی قسم کھا رکھی تھی۔"

ارے وہی بم پھٹے بالوں والی" اس نے سرگوشیانہ آواز میں کہا مگر اپنے پیچھے کھڑی الیگزینڈرا کو دیکھ کر خجل ہوا۔"

حور کہاں ہے؟" اس نے اسٹیف کو مکمل طور پر اگنور کرتے ہوئے پوچھا۔"

وہ میرے کمرے میں ہے ہیزل بھی" ھدیٰ کی بجائے اسٹیف نے جواب دیا۔"

میری نائٹ شفٹ ہے اس لیے میں آپ کو بتانے آئی تھی" سب مہمان جا چکے تھے اس لیے اس نے بھی جانے کا"
سوچتے ہوئے کہا۔

اوکے مجھے بتا دینا پہنچ کر اور ہاسپٹل ہی جانا" ھدیٰ نے اس کی آنکھوں میں تھکاوٹ دیکھتے ہوئے کہا وہ کل سے ہی ان"
کے ساتھ تیاریوں میں مصروف رہی تھی۔

اوکے" وہ کہتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی اور وہ رونی صورت بنا کر ھدیٰ کی طرف دیکھنے لگا۔"

کیا دیکھ رہے ہو جاؤ بھی اب" ھدیٰ نے اسے اس کے پیچھے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"

اوہ! تھینک یو سو مچ چچ" وہ بھاگتا بھاگتا مڑا اور اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہنے لگا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کھڑکی میں کھڑی سوچ رہی تھی کہ اگر کریسٹینا اس کی زندگی میں آتی یا جیک واپس نہ آتا تو کیا آج وہ یہاں ہوتی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ مکمل طور پر باہر کی دنیا کو چھوڑ چکی تھی اس کے لیے یہ کرنا مشکل نہیں تھا اس کی دنیا میں پہلے ہی چند لوگ تھے ان چند لوگوں سے منہ موڑ لیا مطلب دنیا سے منہ موڑ لیا وہی لگی بندھی روٹین تھی صبح اٹھتی اور دیکھتی کے سب بچے نارملی ناشتہ کر رہے ہیں یا نہیں اگر کوئی سکول نہ جانے کی ضد کر رہا ہے تو وجہ بھی اسے ہی تلاش کرنی پڑتی پھر دوپہر تک وہ ان سب بچوں کی لسٹ بناتی جن کا اس ہفتے میڈیکل ٹیسٹ ہونا ہوتا بعض اوقات تو

اسے ٹیسٹ بھی اپنی موجودگی میں کروانا ہوتا تھا پھر ان کی پچھلے دن کی ایکٹویٹیز کی رپورٹ بناتی اور تب تک شام ہو جاتی شام کے لیے اپنی الگ ذمہ داریاں تھی یہ ایک منظم ادارہ تھا یہاں ہر کام کرنے کے لیے سٹاف رکھا گیا تھا لیکن کچھ لوگ اپنی مرضی سے بھی کام کرتے تھے انہی میں ایک لڑکی کریسٹنا بھی تھی جس کی عمر بتیس کے لگ بھگ تھی وہ دور کسی گاؤں کی رہنے والی تھی ماں باپ مر گئے تو ایک شخص اس سے شادی کا لالچ دے کر بیل فاسٹ لا کر کسی آرگن ڈیلر کے ہاتھوں بیچ گیا وہ ڈیلر پولیس کے ہاتھ لگ گیا اور کرسٹینا کو پولیس کی اسی ٹیم میں موجود ایک شخص یہاں لے آیا وہ جاب بھی کرتی اور رہتی بھی یہیں تھی گزرتے دنوں میں ایلس آہستہ آہستہ اس کے ساتھ کمفرٹیبل ہونے لگی اور وہ بھی دونوں ہی کم بولتیں تھی لیکن پھر بھی دن میں ایک آدھ بار تو ان کے درمیان عام سے زیادہ گفتگو ہو ہی جاتی تھی۔

اس ویک اینڈ ہماری مدد کے لیے کچھ لوگ آئیں گے پہلے یہ سب ریگولرلی ہوتا تھا لیکن پھر آڈاپشن کا سلسلہ شروع ہوا" تو ہمیں اس ایکٹویٹی کو کچھ عرصہ کے لیے روکنا پڑا" کریسٹینا اسے اس ویک اینڈ پر جانے والے ون ڈے ٹرپ کے بارے میں بتا رہی تھی۔

کیا ضرورت ہے کسی اور کی پہلے بھی تو ہم لوگ خود ہی کرتے ہیں سب" وہ اپنے کپڑوں کو ہینگ کرتی ہوئی بولی۔"

پہلے بھی ہم ہی کرتے ہیں اسی لیے ان دنوں میں ہمیں چھٹی دی جاتی ہے تا کہ ہم دوسروں کو یہ کام کرتے ہوئے" دیکھیں اور جانے کہ ہم کتنا عظیم کام کر رہے ہیں" کریسٹینا نے بستر میں گھستے ہوئے کہا۔

تم یہ بھول رہی ہو ہم اس عظیم کام کو کرنے کے پیسے لے رہے ہیں" ایلِس نے ہلکا سا ہنستے ہوئے کہا کریسٹینا کتنا سادہ" سوچتی تھی نہ۔

ہم اپنے وقت کے پیسے لے رہے ہیں اس کام کے تھوڑی وہ جذبے جو ہم ان بچوں پر لٹاتے ہیں ان کی تو کوئی قیمت" نہیں وہ تو انمول ہیں" اس نے کمبل منہ تک تانتے ہوئے کہا آج سردی کچھ زیادہ ہی تھی۔

تم ایسے کہو گی تو مجھے لگے گا کہ میں بھی کوئی عظیم کام کر رہی ہوں حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے" ایلِس نے دوبارہ ہنستے" ہوئے کہا وہ جسے سادہ سمجھ رہی تھی وہ کتنی گہری بات کر گئی تھی۔

تم عظیم کام ہی کر رہی ہو شاید مجھ سے بھی عظیم کیونکہ جو اپنے عظیم کام کو عظیم نہیں مانتا اصل میں عظیم وہ ہی" ہوتا ہے" کریسٹینا بات کو ختم کرنا چاہ رہی تھی لیکن شاید ایلِس ایسا نہیں چاہتی تھی۔

ہم جہاں سے شروع کرتے ہیں ختم بھی وہیں کرنا ہوتا ہے اس لیے میں یہاں ہوں اگر کبھی میں نے زندگی کے چند" سال یہاں نہ گزارنے ہوتے تو میں کبھی بھی واپس نہیں آتی" اس کی بات پر کریسٹینا نے کمبل اتارا لیکن اب کی بار وہ لیٹتے ہوئے اپنا منہ چھپا گئی تھی۔

یہ وہ بہانہ ہے جو تم خود سے کرتی ہو ہر روز کرتی ہو۔ مجھے بتاؤ ایسے اور کتنے بہانے ہیں جو تم خود سے کرتی ہو؟" وہ اٹھ کر بیٹھی۔"

یہ حقیقت ہے میری حقیقت جو میں روز خود کو یاد دلاتی ہوں" ایلِس نے کمبل کے اندر سے جواب دیا۔"

اچھا تو وہ کیا ہے جو تم باہر چھوڑ آئی ہو کیا وہ حقیقت نہیں؟" کریسٹینا کا دماغ ہی تو گھوم گیا تھا۔"

وہ صرف ایک خواب تھا بد صورت خواب جس سے اب میں باہر آگئی ہوں" اس کی آنکھوں سے آنسو دھار کی" صورت نکل کر کمبل میں جذب ہونے لگے تھے۔

اگر خواب اس قدر حقیقت لیے ہوتے ہیں تو میں بھی ان میں جانا چاہوں گی اور جتنی شاندار زندگی تم نے پچھلے بائیس" سالوں میں گزاری ہے اگر وہ بد صورتی ہے تو مجھے اس جہان میں موجود ساری بد صورتی چاہیے" اس نے ہلکی آواز میں کہا لیکن جب ایلِس نے کوئی جواب نہ دیا تو اسے بھی چپ کرنا پڑا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات جتنی سردی تھی لگتا نہیں تھا کہ سورج اپنا منہ دکھائے گا لیکن غیر متوقع طور پر سورج نکل آیا تھا ہلکا ہی تھا لیکن اس کی اتنی سی حدت بھی سب جانداروں کو زندگی بخش رہی تھی ایسے میں وہ ناک پر ماسک چڑھائے ہاتھ میں بچوں کی لسٹ پکڑے انہیں باری باری بس میں سوار کر رہی تھیں ہر تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگتا جس کو وہ ٹشو سے صاف کرتی اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو جاتی۔

وہ ایک زوو نما پارک تھا جس کے ایک سائیڈ پر خاموش گوشہ تھا تو دوسری طرف شور مچاتی زندگی بچوں کو مختلف گروپس میں بانٹا گیا تھا اب صرف ان لوگوں کا انتظار تھا جو ان کی مدد کو آنے والے تھے۔ چند لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کچن سٹاف میں سے ایک خاتون آگے بڑھی اور ایلِس اور کریسٹینا کی طرف اشارہ کر کے انہیں کچھ سمجھانے لگی ان میں سے کچھ لوگ کچن سٹاف کی مدد کے لیے چلے گئے اور چند لوگ ان دونوں کی طرف بڑھے ایلِس دو لوگوں کو ان کے گروپ میں موجود بچوں کی لسٹ بتا کر انسٹرکشن دیتے ہوئے تیسرے کی طرف بڑھی اس لڑکے نے کالے رنگ کی جینز پر کالی ہی شرٹ پہن رکھی تھی اور سر پر ہرے رنگ کی پی کیپ لے رکھی تھی جس کی وجہ سے اس کا پورا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور وہ بالکل سورج کے سامنے کھڑا تھا تو جو تھوڑا بہت دکھائی دینا تھا وہ بھی سورج کی شعاعیں آنکھوں میں پڑنے سے وہ دیکھ نہ سکی اس کے ہاتھ میں لسٹ تھمائی اور اسے بچوں کے بارے میں بتانے لگی اسی وقت ایک بچے کو چھینک آئی تو ایلِس نے آگے بڑھ کر اس کے ناک پر ٹشو رکھا۔

گواٹ ٹومی" اس نے بچے کی ناک کو دباتے ہوئے اسے نوز ڈسچارج کرنے کا کہااور اس کے پیچھے کھڑا جیک مسکرانے" لگاایلس کا کوئی ایک رنگ نہیں تھاوہ جیسا دیس ویسا بھیس والے فارمولے پر چلتی تھی اس وقت اس کے گھر کے ملازم اسے ایک بچے کاناک صاف کرتے دیکھ لیتے تو بے ہوش ہو جاتے۔شاید ہم سب ہی ایسے ہوتے ہیں ہمارے اندر مختلف انسان رہ رہے ہوتے ہیں جو وقت پڑنے پر جھٹ سے نکل آتے ہیں تاکہ ہم نئے ماحول میں اڈجسٹ ہو سکیں۔

کیانام ہے تمہارا؟" اس نے بچے کانام جاننا چاہاتاکہ اسکی ڈیٹیل میں اس کی سردی کو لکھ سکے۔"

جیک" بچے نے معصومیت سے کہااور جیک نے اس کے ہاتھوں کو تھمتے دیکھا۔"

واٹ آ کریپی نیم (کتنا خراب نام ہے)" وہ ناک چڑھاتے ہوئے لکھنے لگی۔"

اگر تمہیں اپنانام بدلناہو تو میں یہ کر سکتی ہوں" اس نے بچے کی طرف دیکھتے ہوئے کہااس کا بس چلتاتو ساری دنیا سے" جیک کانام ختم کر دیتی۔

نو آئی ڈونٹ وانٹ ٹو" بچہ کہہ کر اپنی لائن میں کھڑا ہو گیااور ایلس اسے گھورنے لگی۔"

آئی وانٹ ٹو چینج اٹ" جیک نے سر سے کیپ اتارتے ہوئے اپنا چہرہ دکھایا اور ایلِس کی آنکھیں پانی سے بھر گئی اب یہ زکام کی وجہ سے تھا یا وہ رو رہی تھی یہ جاننا مشکل تھا۔

لنچ ٹائم تک آپ کے پاس وقت ہے آپ ان کو پارک رائیڈز پر نہیں بٹھا سکتے جس بچے کو کوئی میڈیکل ایشو ہے اس کی ڈیٹیل یہاں پر موجود ہے آپ کو لنچ ٹائم تک انہیں واپس لانا ہو گا اب یہ آپ کی ذمہ داری ہیں۔ گڈ بائے" وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہتی پلٹی اور آنکھوں کا پانی قطروں کی صورت میں چہرے پر پھسل گیا اس کو مڑتے ہوئے کریسٹینا نے دیکھا تو اسے پیچھے کھڑے شخص کو بھی دیکھنا پڑا جو رو تو نہیں رہا تھا لیکن اس کے چہرے کہ تاثرات بھی ایلِس سے مختلف نہ تھے۔

پھر سارا دن وہ بچوں کو لیے گھومنے لگا وہ خود بھی اتنے سال ایسے ہی ماحول میں پلا بڑھا تھا جانتا تھا کہ بچوں کے لیے یہ دن کتنا اہم ہوتا ہے جب انہیں یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ ان کی بھی فیملی ہے لنچ کے وقت تک وہ سب اکھٹے ہو چکے تھے جیک کافی دیر سے ایلِس کو چھینکتے ہوئے دیکھ رہا تھا جب اس سے مزید نہ دیکھا گیا تو وہ اس کی طرف بڑھا۔

چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں" اس نے ایلِس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی اس لیے اسے اپنی طرف آتا دیکھ نہ پائی۔

ایکسکیوزمی"اس نے اپناہاتھ چھڑایالیکن جیک نے آگے بڑھ کر اسکادوسراہاتھ پکڑ لیاایلِس نے جب یہ دیکھا کہ وہ" بعض نہیں آئے گاتواپنی ہیل کواس کے جوتے پررکھتے ہوئے گمادیااوروہ اہیں اپناپاؤں پکڑتے ہوئے بیٹھ گیا۔

اچھاڈاکٹر کے پاس نہیں جاناتویہ تولے لو"اس نے میڈیسن باکس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔"

اوکے"اس نے میڈیسن باکس کھولتے ہوئے اسے زمین پر الٹادیااورساری دوائیں اس میں سے گر کر زمین بوس ہو" گئیں۔

اس کے بعدوہ کافی کوشش کرتارہالیکن ایلِس نے اس کی ایک نہ سنی شام ڈھل گئی اوروہ واپس چل دیئے جیک اگلے دو ماہ تک ہر پکنک میں آتارہالیکن ایلِس اس کے بعد نہیں آئی ایک دوبار اس نے کریسٹینا سے بھی پوچھاتووہ مسکراتے ہوئے کوئی بہانہ بنادیتی پھر ایک دن اڈاپشن سرمنی رکھی گئی جس میں ان تمام بچوں اور پیرینٹس کو مدعو کیا گیاجواپنی مرضی سے یہاں آناچاہتے تھے یہ ایک طرح کاچیریٹی ایونٹ ہوتاتھاجس میں یہاں کے بچوں کے لیے فنڈ اکھٹاکیاجاتا تھا۔جیک اس کی تیاریوں میں بھی مدد کرنے آیایہ ایک قسم کاوالینٹئر ورک ہوتاتھاجسے جوچاہے کر سکتاتھابدلے میں ان کوپک اینڈ ڈراپ اور جتنی دیر وہ کام کرتے اتنے وقت کاکھانادیاجاتاتھا۔

کیا تم مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی؟"اس نے قریب سے گزرتی ایلِس کو دیکھ کر پوچھا۔"

میں کسی سے بھی بات کرنا پسند نہیں کرتی"ایلس شاید کریسٹینا کے ذریعے اس کے ہر ویک اینڈ آنے کے بارے مین" جان چکی تھی اس لیے جواب دے رہی تھی۔

تم مجھ سے ناراض ہو تو مجھ سے ہی رہو باقی سب کا کیا قصور"وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا بات چاہے جو بھی ہو۔"

میں خود سے ناراض ہوں اور قصور بھی سارے میرے ہی ہیں اگر تم چاہتے ہو میں یہاں سے کہیں اور نہ جاؤں تو" دوبارہ یہاں مت آنا"اس نے جوتے سے کچی جگہ کو کھرچتے ہوئے کہا۔اس کی بات سن کے جیک کی امید جاتی رہی وہ سب کچھ کر سکتا تھا پر اس کی بات نہیں ٹال سکتا تھا۔

ایلِس!ایسا مت کرو مجھے ایک بار سن تو لو"اس نے اس کے جوتوں پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا وہ بس یہ ہی کر سکتا تھا۔"

میں تمہیں ہاتھ چھڑواتے دیکھ چکی ہوں اس لیے اب تمہیں سننا میرے بس میں نہیں رہا"اس نے ادھر ادھر بہت" سی چیزوں کو دیکھا لیکن اسے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس پر وہ نظریں ٹکا سکے۔

http://www.classicurdumaterial.com

توپھر تم مجھے پڑھ لو اگر اس کے بعد بھی تم مجھے یہاں آنے سے منع کرو گی تو اس کے بعد نہیں آؤں گا" اس نے ایک " لفافہ ایلِس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جسے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے پکڑنا پڑا کیونکہ وہ اسے تب تک اس کی طرف بڑھائے کھڑا رہا جب تک اس لفافے کو پکڑ نہیں لیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا تم یہ بہانہ بھی روز کرتی ہو کہ تمھیں اس کے یہاں آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یا یہ کہ تم اس کے بغیر رہ لو گی""" کریسٹینا نے اسے باتھ لے کر نکلتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی" اس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔"

تم اس سے بات نہیں کرنا چاہتی اس کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تو کیا کرنا چاہتی ہو؟" کریسٹینا نے اس کا عکس " دیکھتے ہوئے پوچھا آج اس کا لہجہ ذرا سخت تھا۔

کیا کچھ کرنا ضروری ہے میں بغیر کچھ کیے بھی تو زندہ رہ سکتی ہوں" وہ کریسٹنا کا اشارہ سمجھ رہی تھی۔"

"ضروری ہے۔ تم خود پر ظلم نہیں کر سکتی کوئی بھی نہیں کر سکتا کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ خود پر ظلم کرے اگر تم ایسا کرو گی تو خدا کو ناراض کر دو گی اور خدا کو ناراض کر کے تم جہاں بھی جاؤ گی سکون نصیب نہیں ہو گا مجھے دیکھو تم تو اتنے مہینوں سے میرے ساتھ رہ رہی ہو کیا تمہیں نظر نہیں آتا وہ مجھ سے کتنا ناراض ہے میرے ماں باپ مرے نہیں تھے ان کو میں نے نشہ دیا تھا لیکن وہ زہریلا نکلا اور دونوں مر گئے اور میں نے جس کے ساتھ کی وجہ سے یہ سب کیا اس نے کیا کیا چند سکوں کے عوض مجھے بیچ دیا۔ شروع میں مجھے لگا کہ میں نے اپنے ماں باپ پر ظلم کیا جس کی مجھے سزا ملی لیکن میں نے ان پر نہیں خود پر ظلم کیا اور دیکھو میں کہاں بھٹک رہی ہوں میں اکیلی رہ جاتی یتیم ہو جاتی پر اپنے ماں باپ کا خون اپنے ہاتھوں سے نہ کرتی تو شاید خدا کے سامنے جانے کے قابل رہتی۔ وہ حساب لے گا سارے حساب لے گا اور حسابوں میں سے سب سے سخت حساب وہ ہو گا جب تمہاری روح گواہی دے گی کہ تم نے اس پر کیا ظلم کیا" کریسٹینا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے مسلسل بول رہی تھی اور ایلیس اسے سن کر زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

"تم کہتی ہو تمہاری پچھلی زندگی ایک بدصورت خواب ہے تو میں بھی ایسا بدصورت خواب دیکھنا چاہتی ہوں جس میں سب ہے تمہیں یہ مسئلہ ہے نہ کہ تمہارے والدنے تمہاری بات نہیں مانی انہوں نے تم دونوں کو نقصان پہنچایا تم کبھی خود کو ان کی جگہ رکھ کر دیکھو ماں باپ جس چیز کو اپنے بچے کے لیے نقصان دہ سمجھتے ہیں اس سے منع رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں انہوں نے کچھ زیادہ کر دیا یہ بات کا انہیں بھی احساس ہو گیا ہو گا تم ان بچوں میں رہ رہی ہو ایک سال سے رہ رہی ہو مجھے بتاؤ تم نے جس چیز کو ان کے لیے برا جانا اس سے دور رکھنے کیلیے کیا کیا جتن نہیں کیئے پر ہر

بار والدین ٹھیک ہوں یہ نہیں ہوتا ایسا ہی کچھ تمہارے کیس میں بھی ہوا اسے قسمت کہو یا امتحان مگر اسے مان لو اور آگے بڑھو یہ بد صورت اس صورت میں ہوتا جب وہ تمہاری محبت کے بدلے تم سے محبت نہ کر پاتا پر وہ تو شاید تمہاری کسی بات کو جھٹلا بھی نہیں سکتا یہ بد صورت اس صورت میں ہوتا اگر تمہیں یا اسے کوئی بیماری گھیر لیتی اور تمہیں زندگی کے چند دن اس کے ساتھ گزارنے کے لیے انسانوں کی بجائے خدا سے رابطہ کرنا پڑتا اس سے رابطہ جتنا آسان ہے اتنا ہی مشکل بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج پھر وہ آیا تھا اور کام کے دوران کوئی وزنی چیز اس کی ٹانگ پر گرنے سے چوٹ لگ گئی ایلس حال میں کچھ فاصلے پر کھڑی تھی ابھی تک اس نے اس کا دیا لفافہ کھولا نہیں تھا دراصل وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی لیکن جیسے ہی اس نے اسے گرتے اور ٹانگ سے خون بہتے دیکھا تو اس کی چیخ نے سب کو دہلا دیا جیک سے زیادہ سب کو اسے سنبھالنا پڑا وہ خون کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو چکی تھی کچھ عرصے پہلے ہوا حادثہ اس کی نظروں کے سامنے جم گیا اور اس نے آنکھیں کھولنے سے انکار کر دیا۔

ایلِس!"کوئی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔"

تم ٹھیک ہو؟"اس نے اٹھتے ہی کرسی پر بیٹھے جیک سے پوچھا۔"

ہاں ا!تم؟"اس نے ایلس کے چہرے کی طرف دیکھے بغیر پوچھاوہ اس لڑکی کو کتنا رلا چکا تھا اسے خود پر شرم آئی۔"

میں بھی ٹھیک ہوں"اس نے آہستگی سے کہا۔"

دونوں خاموشی سے بیٹھے رہے دونوں کے پاس سوال بہت تھے مگر یہ سوال پوچھنے کا وقت نہیں تھا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ خود ہی اٹھ کر چلا گیا ایلس کو لگا کہ اب وہ نہیں آئے گا مگر صبح ہوتے ہی اس نے اسے لان میں موجود بینچ پر بیٹھے دیکھا وہ انہی کپڑوں میں موجود تھا جو رات کو پہنے تھے مطلب وہ گیا ہی نہیں تھا وہ چلتی ہوئی لان میں لگے سونگ پر بیٹھ گئی اور جیک اسے دیکھتا ہوا جھولے کی طرف بڑھا وہ چلتے ہوئے ہلکا سا لڑکھڑا رہا تھا وہ جھولے پر بیٹھی رہی اور وہ اسی جھولے کے قد آدم سہارے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جس ٹانگ پر چوٹ لگی تھی اسے لٹا لیا اور دوسری کو موڑتے ہوئے کھڑا کر لیا ایلس کا رخ سامنے کی طرف تھا اور اس کا ایلس کی طرف وہ اتنے قریب بیٹھے تھے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ بڑھا کر چھو سکتے تھے۔

اس لفافے میں پرانی اخباروں کے تراشے ہیں میرے ماں باپ ایک حادثے میں مر گئے جس بلڈنگ کے گرنے سے" وہاں سو کی تعداد میں لوگ مرے ان میں سے میں بچ گیا اور میرے جیسے کئی اور بچے بھی میری ماں میرے باپ کو کہتی

رہی کہ ہمیں کسی اور جگہ شفٹ ہونا چاہیے اور کسی اور جگہ جانے کے لیے میرا باپ تین تین نوکریاں کرتا رہا لیکن پھر بھی ہم دو سالوں بعد بھی وہاں سے جا نہ پائے اور وہ حادثہ ہو گیا سچ ہے کے کوئی بھوک سے نہیں مرتا لیکن غربت بہت سارے حادثوں کو مقدر میں ضرور لکھ دیتی ہے میں ڈر گیا تھا کہ میں تمہیں اتنی سیف زندگی دے پاؤں گا یا نہیں اس لیے میں نے تمہارا ہاتھ چھوڑ دیا لیکن اس کے بعد میں نے ایک دن بھی ضائع نہیں کیا مجھے افسوس ہوا کہ میں پہلے یہ سب نہیں کر پایا ابھی بھی میں شاید اس قابل نہیں ہوا کہ یہ کہہ سکوں پر اس قابل ضرور ہوں کے تم سے چند سالوں کا وقت لے لوں تو کیا تم مجھے یہ وقت دو گی؟" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کی اجازت چاہی۔

مجھے منظور نہیں" ایلِس نے اتراتے ہوئے جھولا پیچھے کر لیا مطلب اس سے دور ہو گئی۔"

تو جو تمہیں منظور ہے وہ بتا دو؟" اس نے رسی کو کھینچتے ہوئے اسے دوبارہ اپنے قریب کیا۔"

میں اتنا وقت نہیں دے سکتی اگر تم مکر گئے تو؟" اس نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔"

مجھ سے وعدہ لے لو" جیک نے آس بھرے لہجے میں کہا۔"

تم کاغذ کے ٹکڑے پر وعدہ دے دو" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔"

ٹھیک ہے میں کل آؤں گا تو کاغذ کا ٹکڑا لیتے آؤں گا" وہ اس کی بات سمجھ گیا تھا مگر اسے ابھی کسی اور سے بھی بات کرنی تھی۔"

لیکن میں گھر واپس نہیں جاؤں گی" ایلِس نے اسے اتنی آسانی سے مانتے دیکھ کر کہا۔"

سب سے مل تو لیا کرو گی نہ؟" جیک نے پوچھا۔"

ہاں" وہ کہتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی اور وہ فون نکال کر ھدیٰ کو ملانے لگا پھر جیسے تیسے اگلے دن کریسٹینا اور" ھدیٰ کی موجودگی میں انہوں نے شادی رجسٹر کروائی ھدیٰ کو واپس جانا تھا اس لیے وہ ان دونوں کو فل حال کسی کو نہ بتانے کا کہتے ہوئے چلی گئی۔ دن گزرتے گئے اور ایلِس نے سب سے پہلے یہ بات جیمز کو بتادی مصعب ابھی بھی قومہ میں تھا اس لیے وہ دونوں خاموش رہے جیک دن رات ایلس سے کئے گئے وعدے کے مطابق محنت کرتا چلا گیا کبھی کبھار اس سے ملنے آجاتا تو دن بھر ساتھ رہنے کے بعد شام کو واپسی کی راہ لیتے دونوں نے ایک ساتھ وقت گزارنا شروع کیا تو دونوں کو اپنی اپنی غلطیوں کا احساس ہوا جو کام انہوں نے اتنی دیر بعد کیا وہ انہیں پہلے ہی کر لینا چاہیے تھا شاید اس سے حالات اتنے خراب نہ ہوتے۔

سب ٹھیک ہوتا چلا گیا مصعب نے دوبارہ سے کام شروع کر دیا اور ان دونوں کی کمپنیز نے کافی نام کما لیا تھا ھدیٰ جیک کے پاس گئی تو اینڈریو کو وہاں دیکھا اس سے بات کرنے پر سارا معاملہ پتہ چلا تو اس نے اسٹیف کی سٹیٹمنٹ دکھائی اور ساتھ ہی ان دونوں کی بات بھی کروائی دونوں اپنی اپنی زندگی میں بڑھ چکے تھے اس لیے پچھلی باتوں کو جانے دیا۔

جیمز ایلِس کو گھر واپس لے آیا تھا مصعب ٹھیک ہو گیا تھا۔ سب سچ کھل گئے تھے مصعب سے ایک بار فصیح مل گیا تھا اور مصعب نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کے وہ کسی حوالے سے ہی سہی اس کی بیوی کے دل کے قریب رہا ہے محبوب کا محبوب بھی پیارا ہوتا ہے۔ ھدیٰ اب مصعب کے دیئے ہوئے پیسے استعمال کرنے لگی تھی۔ جان ڈورینس نے مصعب سے بہت سے گلے کیئے جن میں سے اول نمبر پر اس کی بیوی کا انہیں پائتھن کہنا تھا انہوں نے اسے کھول کھول کر بتایا کہ انہیں کیا کیا کہا گیا تھا اور دروازے کے باہر کھڑی ھدیٰ نے سر پکڑ لیا کون کہتا تھا کہ اس کی ساس نہیں ہے اسے تو ٹو ان ون والی سیچویشن کا سامنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ھدیٰ! کل تم نے کیا کیا واک پر گئی تھی نہ تم بھی؟" مصعب نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے پوچھا۔ اسے یاد آیا کہ اس" کے ڈیڈ اس کی بیوی سے کس قدر زچ تھے وہ روز ان کے پیچھے پیچھے مارننگ واک کو جاتی اور واپسی پر کوئی نہ کوئی حرکت کر آتی ایک دن تو مصعب نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پہلے اس نے کہنی مار کر ان کا موبائل گرایا اور جب وہ گر

گیا تو چہرے پر معصومیت طاری کرتی انہیں اٹھا کر دیا جب وہ پکڑنے لگے تو دوبارہ ڈرامہ کرتے ہوئے گرا دیا اور وہاں سے بھاگ آئی۔ کل تو حد ہی ہو گئی وہ ان کے کتے کے آدھے سے زیادہ بال کاٹ آئی اس کے بعد ڈورینس ہاؤس میں جو طوفان آیا اس کا گواہ وہ خود تھا۔

میں واک پر گئی تھی تو واک ہی کرنی تھی" اس نے جواب دیا ایسے جیسے اسے کچھ خبر ہی نہ ہو۔"

"اگر تم نے دوبارہ ان کو کوئی نقصان کیا تو وہ میرے شئیرز کے ساتھ ساتھ اپنا حصہ بھی میرے منہ پر مار دیں گے اور مجھے اور تمہیں دفعان ہونے کا کہہ دیں گے" اس نے وارننگ دی اور چلا گیا اور وہ مسکرانے لگی یہی تو وہ چاہتی تھی کہ اس کے شوہر کی حلال کی کمائی کو وہ واپس کر دیں۔ جان ڈورینس خود بھی وقتی غصہ کرتے لیکن انہیں وہ لڑکی اچھی لگنے لگی تھی ان کے کسی بچے نے ان کے گھر میں چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی ان کی چیزوں کو چھونا تو دور کی بات تھی پر وہ یہ سب کر رہی تھی جان بوجھ کر گزرتے ہوئے کوئی نہ کوئی چیز گرا دیتی اور پھر ایسی بن جاتی جیسے اس نے یہ جان بوجھ کر نہ کیا ہو۔

دونوں ہی بد دماغ تھے اور دونوں ہی ایک دوسرے سے مقابلے میں لگے تھے اس لیے سب نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اوئے برڈہیڈ" اس نے سڑک کنارے چلتی الیگزینڈرا کو آواز دی وہ مسکرائی مگر پلٹی نہیں۔ "

الیگز!" بھاگتے ہوئے اس کا سانس پھول چکا تھا۔ "

میں تم سے بات کر رہا ہوں رکو تو صحیح" اسٹیف نے اس کے برابر پہنچنے پر گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ "

تم نے مجھے پہچانا نہیں یا اب بھی ناراض ہو؟" وہ اسے پوچھنے لگا تب ہی ایک لڑکی بھاگتی ہوئی ان کی طرف آئی۔ "

آپ اسٹیفن جارج ہیں نہ؟" اس نے اسٹیف کو دیکھتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ کو روکا۔ ہاں جی وہ ان سالوں میں جانا منا آرٹسٹ بن چکا تھا اور اب جیک اس کی پہلی ایگزیبیشن بیل فاسٹ میں بھی کروانے والا تھا۔ "

جی!" اس نے جلدی میں کہا اور اس لڑکی کو فارغ کرنا چاہا۔ "

کین آئی گیٹ یور آٹو گراف؟" وہ لڑکی شاید آرٹ میں زیادہ ہی انٹرسٹڈ تھی۔ "

دس از دی ٹکٹ آف مائی ایگزیبیشن یو کین کم اینڈ گیٹ اٹ" اس نے ٹکٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا پر" الیگزینڈرا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کافی دور پہنچ چکی تھی اس سے پہلے کے وہ بس میں سوار ہوتی اس نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں بھی ایگزیبیشن کا ٹکٹ تھمایا۔

آ جانا۔ اوکے ؟" اس نے چلتی ہوئی بس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے یاد کروایا اور وہ چہرہ موڑ کر مسکرانے لگی وہ واپس" آ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

میں نے تمہیں کہا بھی تھا میری بیوی کا سبجیکٹ کے طور پر استعمال مت کرنا" مصعب نے گیلری میں سب سے بڑی" پوٹریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ کی بیوی سے پہلے وہ میری ٹی تھیں" اسٹیف نے ایسے جواب دیا جیسے اس کے منہ کا ذائقہ کڑوا ہو گیا ہو۔"

مجھے اپنی پرانی پوٹریٹ واپس چاہیے" اسٹیف نے مصعب کے سر پر بم پھوڑا وہ جو ان پوٹریٹ کی اتنی بھاری رقم ادا کر" چکا تھا حیران رہ گیا۔

وہ تم مجھے بیچ چکے ہو" اس نے غصے سے کہا۔"

آپ مجھے دوبارہ بیچ دیں" وہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ اس قابل ہو گیا ہے کہ ان کو دوبارہ حاصل کر سکے۔"

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" اس نے دوسرے فریم کا کیپشن پڑھتے ہوئے کہا۔"

تو جواب پیدا کر لیں" اس نے ھدیٰ کی پوٹریٹ کے نیچے لکھے کیپشن کو ہاتھ سے چھپایا۔"

یہ مجھے بیچ دو" اس نے فریم کی طرف اشارہ کیا۔"

یہ بیچنے کے لیے نہیں" اس نے منہ چڑھایا۔"

پھر بھی میں اسے خرید لوں گا" مصعب نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کیپشن پڑا جہاں اردو میں زندگی لکھا نظر آ رہا تھا۔"

تم نے اردو لکھنی بھی سیکھ لی؟ اب کی بار مصعب نے اردو میں ہی پوچھا۔"

نہیں صرف یہ لکھنا سیکھا ہے" اس نے بھی ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا۔'

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آج بھی آپ سے ہی محبت کرتا ہے" الیگزینڈرا نے ھدیٰ کی پوٹریٹ کو دیکھتے ہوئے کہا گیلری میں کافی رش تھا اس" لیے وہ بھی چپکے سے اندر آ گئی کے اتنے لوگوں میں کس کو پتہ چلے گا۔

وہ تم بھی اتنی ہی محبت کرتا ہے" ھدیٰ نے تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔"

مجھے شک ہے کہ ایسا کچھ ہے" الیگزینڈرا اور ھدیٰ دونوں ہی پوٹریٹ سے فاصلے پر کھڑی تھی لیکن ھدیٰ اس پوٹریٹ" کو پہلے بھی دیکھ چکی تھی اس لیے مسکرائی۔

اچھاتو ذرا قریب جا کر دیکھو" اس کی بات پر الیگزینڈر احیران ہوتی آگے بڑھی قریب ہونے پر تصویر شکل بدلتی گئی" اور اس میں سترہ سالہ لڑکی کا عکس نظر آنے لگا وہ لڑکی بینچ پر بیٹھی جوتے کے تسمے باندھ رہی تھی چہرہ واضح نہیں تھا مگر وہ جانتی تھی کہ یہ وہی ہے اسے تو وہ الفاظ بھی ازبر تھے جو وہ اس وقت اسٹیف کو کہہ رہی تھی وہ کوئی معمولی تصویر نہیں تھی اسے خاص ٹکنیک سے بنایا گیا تھا جس میں دور سے دیکھنے اور قریب سے دیکھنے پر شکل بدل جاتی تھی وہ کیپشن کو پڑھتی ہوئی مڑی مگر وہاں ھدیٰ کی جگہ اسٹیف کو کھڑے پایا۔

تو پھر آج مجھے دادی کے بہانے نہیں بلاؤ گی گھر؟" اس نے یاد کرتے ہوئے کہا یہ اس کی وہ تصویر تھی جب وہ بار بار" اسے گھر آنے کا کہہ رہی تھی اور وہ اسے جانے کا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی اس لیے اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا مگر جب وہ تسمے بند کرنے کے لیے جھکی تو اس نے پلٹ کر اس لمحے کو ذہن میں قید کر لیا اور وہ دیکھ رہا تھا اس بات کا واضح ثبوت وہ تصویر تھی۔

نہیں" وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔"

کیوں؟" اس نے جاننا چاہا۔"

کیونکہ تمہارے پاس گدھا نہیں ہے" الیگزینڈرا نے کمہار والا واقع یاد کرتے ہوئے کہا۔"

کیا مطلب؟" وہ اس کی بات میں الجھا۔"

ٹی کہتی تھی تم گدھے کے بہانے آؤ گے مگر مجھے تو کوئی گدھا نظر نہیں آرہا" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جیسے " سچ میں گدھا ڈھونڈ رہی ہو۔

لو وہ تو مجھے ہی گدھا کہتی ہیں" اسٹیف کی بات سن کر الیگزینڈرا کھکھلا کر ہنس پڑی کون کہتا تھا وہ گدھے کے بہانے" نہیں آیا وہ اسی کے بہانے آیا تھا مگر گدھا اس بار ذرا خوش شکل تھا۔

آئی ایم سوری" اسٹیف نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور الیگزینڈرا نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ہی رہنے دیا۔"

ختم شد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کو ناول کیسا لگا اس بارے میں بتانا نہ بھولیے گا۔ مجھے اس کے بعد نیا کام کرنے سے پہلے گروپ میں کم از کم اتنے ریویو چاہیے اس کے جتنے لائکس ہوتے ہیں ورنہ لکھ کر بغیر کسی وجہ کہ اپلوڈ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ریویو لکھاری کا بنیادی حق ہوتا ہے میں امید کرتی ہوں آپ اس بات کا خیال رکھیں گے پی ڈی ایف ڈاؤنلوڈ کریں ایک بار اکھٹا پڑھیں اور گروپ میں ریویو دیں۔ شکریہ آپ سب کے ساتھ کا دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ فی امان اللہ

جتنی محنت اس کو لکھنے میں کی گئی ہے اتنی ہی ری ارینج کرنے میں تو لائک کرنا اور ریویو دینا مت بھولیے گا۔

منیبہ بہزاد

شکریہ:

سب سے پہلے اللہ پاک کا بہت شکریہ کہ اس نے مجھے سوچنے سمجھنے اور اس کے بعد لکھنے کی صلاحیت سے نوازا اور اس کے بعد اس پیارے حبیب آقا دو عالم ﷺ کا شکریہ جو میری امت میری امت کہہ کر ہمارے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہے اور اس کے بعد کلاسک گروپ کا شکریہ کہ انہوں نے یہ پلیٹ فارم بنایا اور اس کے بعد میری پیاری سی دوست ایڈیٹر کا بہت بہت شکریہ جس نے اس سب میں میرا بھرپور ساتھ دیا اگر وہ یہ نہ کرتی تو شاید میں اسے کبھی پوسٹ ہی نہ کر پاتی شکریہ ارم فاطمہ۔ آخر میں میری چھوٹی بہن کا بہت شکریہ جس نے اس سب میں میرا بھرپور ساتھ دیا شکریہ قرۃ العین